انا خاتم النبیین لا نبی بعدی ۔ الحدیث
عقیدہ ختم نبوت پر علمائے اسلام کی تحقیقی کتب و رسائل کا انسائیکلوپیڈیا
عقیدۃ
ختم النبوۃ
جلد تیرہویں
الناشر
الادارۃ لتحفظ العقائد الاسلامیۃ
کراتشی پاکستان

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی ۔ الحدیث

ختم نبوت پر علمائے اسلام کی تحقیقی کتب و رسائل کا انسائیکلوپیڈیا

عقیدہ ختمِ نبوت

جلد تیرہویں

ناشر
الادارۃ لتحفیظ العقائد الاسلامیۃ
آفس نمبر 5، پلاٹ نمبر Z-111، عالمگیر روڈ، کراچی
www.aqaideislam.org
www.khatmenabuwat.com

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ
وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ

الآية ۴۰ سورة الاحزاب

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَاخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ

از: شیخ العرب والعجم امام محمد شرف الدّین بوصیری مصری شافعی رحمۃ اللہ علیہ

مَولَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

اے میرے مالک و مولیٰ درود و سلامتی نازل فرما ہمیشہ ہمیشہ تیرے پیارے حبیب پر جو تمام مخلوق میں افضل ترین ہیں۔

مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الْکَوْنَیْنِ وَالثَّقَلَیْنِ
وَالْفَرِیْقَیْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّمِنْ عَجَمِ

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سردار اور ملجاء ہیں دنیا و آخرت کے اور جن و انس کے اور عرب و عجم دونوں جماعتوں کے۔

فَاقَ النَّبِیّٖنَ فِیْ خَلْقٍ وَّ فِیْ خُلُقٍ
وَلَمْ یُدَانُوْهُ فِیْ عِلْمٍ وَّلَا کَرَمِ

آپ ﷺ نے تمام انبیاء علیہم السلام پر حسن و اخلاق میں فوقیت پائی اور وہ سب آپ کے مراتب علم و کرم کے قریب بھی نہ پہنچ پائے۔

وَکُلُّهُمْ مِّنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ مُلْتَمِسٌ
غَرْفًا مِّنَ الْبَحْرِ اَوْ رَشْفًا مِّنَ الدِّیَمِ

تمام انبیاء علیہم السلام آپ ﷺ کی بارگاہ میں ملتمس ہیں آپ کے دریائے کرم سے ایک چلو یا باران رحمت سے ایک قطرے کے۔

وَكُلُّ آيٍ اَتَى الرُّسُلُ الْكِرَامُ بِهَا
فَاِنَّمَا اتَّصَلَتْ مِنْ نُّوْرِهٖ بِهِمِ

تمام معجزات جو انبیاء علیہم السلام لائے وہ دراصل حضور ﷺ کے نور ہی سے انہیں حاصل ہوئے۔

وَقَدَّمَتْكَ جَمِيْعُ الْاَنْبِيَآءِ بِهَا
وَالرُّسْلِ تَقْدِيْمَ مَخْدُوْمٍ عَلٰى خَدَمِ

تمام انبیاء علیہم السلام نے آپ ﷺ کو (مسجد اقصیٰ میں) مقدم فرمایا مخدوم کو خادموں پر مقدم کرنے کی مثل۔

بُشْرٰى لَنَا مَعْشَرَ الْاِسْلَامِ اِنَّ لَنَا
مِنَ الْعِنَايَةِ رُكْنًا غَيْرَ مُنْهَدِمِ

اے مسلمانو! بڑی خوشخبری ہے کہ اللہ عزوجل کی مہربانی سے ہمارے لئے ایسا ستون عظیم ہے جو کبھی گرنے والا نہیں۔

فَاِنَّ مِنْ جُوْدِكَ الدُّنْيَا وَضَرَّتَهَا
وَمِنْ عُلُوْمِكَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ

یارسول اللہ ﷺ آپ کی بخششوں میں سے ایک بخشش دنیا و آخرت ہیں اور علم لوح و قلم آپ ﷺ کے علوم کا ایک حصہ ہے۔

وَمَنْ تَكُنْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ نُصْرَتُهٗ
اِنْ تَلْقَهُ الْاُسْدُ فِيْٓ اٰجَامِهَا تَجِمِ

اور جسے آقائے دوجہاں ﷺ کی مدد حاصل ہو اسے اگر جنگل میں شیر بھی ملیں تو خاموشی سے سر جھکالیں۔

لَمَّا دَعَا اللّٰهُ دَاعِيْنَا لِطَاعَتِهٖ
بِاَكْرَمِ الرُّسْلِ كُنَّا اَكْرَمَ الْاُمَمِ

جب اللہ عزوجل نے اپنی طاعت کی طرف بلانے والے محبوب کو اکرم الرسل فرمایا تو ہم بھی سب امتوں سے اشرف قرار پائے۔

سلامِ رضا

از: امامِ اہلسنّت مجدّدِ دین و ملت حضرت علامہ مولانا مفتی قاری حافظ
امام احمد رضا محقق محدث قادری برکاتی حنفی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

مصطفےٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمع بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

مہرِ چرخِ نبوت پہ روشن درود
گلِ باغِ رسالت پہ لاکھوں سلام

شبِ اسریٰ کے دولہا پہ دائم درود
نوشۂ بزمِ جنت پہ لاکھوں سلام

صاحبِ رجعتِ شمس و شق القمر
نائبِ دستِ قدرت پہ لاکھوں سلام

حجرِ اسود و کعبۂ جان و دل
یعنی مہرِ نبوت پہ لاکھوں سلام

جس کے ماتھے شفاعت کا سہرا رہا
اس جبینِ سعادت پہ لاکھوں سلام

فتحِ بابِ نبوت پہ بے حد درود
ختمِ دورِ رسالت پہ لاکھوں سلام

مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضا
مصطفےٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

اظہارِ تشکر

ادارہ ان تمام علمائے اہلسنّت،
اہل علم حضرات اور تنظیموں کا
تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہے
جنہوں نے اب تک عقیدہ ختم نبوت کے
موضوع پر مواد کی تلاش اور جمع کرنے میں
ادارے کے ساتھ مخلصانہ تعاون کیا
اور باقی مواد کی تلاش میں مشغول عمل ہیں
ادارے کو ان کی مزید علمی شفقتوں کا
انتظار رہے گا۔

نام کتاب: عقیدۃ ختم النبوۃ

ترتیب وتحقیق: حضرت علامہ مفتی محمد امین قادری حنفی رحمۃ اللہ علیہ

جلد: تیرہویں

سن اشاعت (اول): 2011ء / 1432ھ

قیمت:

14 جلدوں میں مطبوعہ کتب کی فہرست اور مکتبوں کے ایڈریس کتاب کے آخری صفحات پر ملاحظہ فرمائیں۔

نوٹ: "عقیدہ ختم نبوت" کے سلسلے میں حتی الامکان سنین کے اعتبار سے کتابوں کی ترتیب کا لحاظ رکھا گیا ہے۔ مگر طباعت کے تقاضوں کے پیش نظر بعض کتب میں اس ترتیب کو برقرار نہیں رکھا جاسکا ہے۔ (ادارہ)

ناشر: الادارۃ لتحفیظ العقائد الاسلامیۃ

آفس نمبر 5، پلاٹ نمبر Z-111، عالمگیر روڈ، کراچی

www.aqaideislam.org

www.khatmenabuwat.com

فہرست

گنجینۂ علم، قاطع مذاہب باطلہ، الحافظ، الحکیم

حضرت علامہ محمد عالم آسی امرتسری

- حالاتِ زندگی
- ردِ قادیانیت

حضرت علامہ محمد عالم آسی امرتسری رحمۃ اللہ علیہ

حالات زندگی:

حضرت علامہ محمد عالم آسی ابن حضرت مولانا عبدالحمید ابن عارف باللہ مولانا غلام احمد موضع راگھو سیداں ضلع گوجرانوالہ میں ۸ شعبان ۱۲۹۸ھ/ ۶ جولائی ۱۸۸۱ء کو پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم کے بعد دارالعلوم نعمانیہ لاہور میں ان اساتذہ سے استفادہ کر کے فراغت حاصل کی: مولانا غلام احمد صدر المدرسین، مولانا ابوالفیض محمد حسن فیضی، مولانا غلام محمد بگوی، مولانا مفتی عبداللہ ٹونکی، مولانا غلام پھروی۔

پنجاب یونیورسٹی سے مولوی عالم اور مولوی فاضل اور ادیب فاضل کے امتحانات امتیازی حیثیت سے پاس کر کے وظیفہ کے مستحق قرار پائے۔ بعد ازاں زبدۃ الحکماء، حکیم حاذق، مختار عدالت وغیرہ کے امتحانات بھی پاس کئے۔ فراغت کے بعد دارالعلوم نعمانیہ میں صدر المدرسین مقرر ہوئے۔ علامہ آسی نے لاہور کے چند دیگر مدارس میں بھی پڑھایا۔ پھر مدرسہ نصرۃ الحق امرتسر (حالیہ مشرقی پنجاب، بھارت) میں ادب کے استاد مقرر ہوئے۔ مدرسہ نصرۃ الحق کو جب ایم اے او کالج کا درجہ دیا گیا تو وہاں عربی کے پروفیسر مقرر ہوئے اور ریٹائرمنٹ تک وہیں رہے۔

علامہ آسی کے شاگردوں میں صاحبزادہ محمد عمر بیربل شریف ضلع سرگودھا (خلیفہ شیر ربانی میاں شیر محمد شرقپوری) ڈاکٹر پیرزادہ محمد حسن پی ایچ ڈی (سابق شیخ الجامعہ اسلامیہ بہاولپور) مولانا غلام محمد ترنم امرتسری (مرید باصفا امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری) فخر الاطباء مولانا حکیم فقیر محمد چشتی نظامی امرتسری (والد گرامی حکیم اہلسنت حکیم محمد موسیٰ امرتسری) علامہ حکیم فیروز الدین طغرائی (مرید خاص امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ

محدث علی پوری) خواجہ عبد الرحیم بارایٹ لاء، (والد طارق رحیم سابق گورنر پنجاب)۔
آپ حضرت شاہ ابوالخیر دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید اور خلیفہ تھے۔

علامہ آسی کو اپنے مذہب و مسلک سے گہری وابستگی تھی ہفت روزہ **"الفقیہ"** امرتسر (حالیہ مشرقی پنجاب، بھارت) جو حضرت امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ کی زیر سرپرستی اور ان کے مرید خاص حکیم معراج الدین احمد امرتسری کی ادارت میں نکلتا تھا، کے معاون خاص تھے۔ امرتسر میں آپ کو "علمی سمندر" کہا جاتا تھا۔ آپ کی تصانیف اور تلامذہ کی تعداد کی ایک بہت بڑی فہرست ہے۔ علامہ محمد عالم آسی کی وفات ۲۸ رشعبان ۱۳۶۳ھ/۱۸ راگست ۱۹۴۴ء کو ہوئی۔

تحریر: محمد صادق قصوری، برج کلاں قصور

☆☆☆☆☆☆☆

رد قادیانیت:

مصنف کے تفصیلی حالات زندگی اور تصانیف عقیدہ ختم نبوت کی گیارہویں جلد میں ملاحظہ کئے جاسکتے ہیں۔ حضرت علامہ آسی قدس سرہٗ کی شہرت مدام کا سبب آپ کی ردّ مرزائیت میں مشہور کتاب **"الکاویہ علی الغاویہ"** بھی ہے، یہ کتاب دو جلدوں میں ہے اور ردّ مرزائیت وغیرہ میں ایک دائرۃ المعارف (انسائیکلوپیڈیا) کی حیثیت رکھتی ہے۔

الحمدللہ **"ادارہ تحفظ عقائد اسلامیہ"** نے عقیدہ ختم نبوت کے موضوع پر اپنے عظیم الشان انسائیکلوپیڈیا کیلئے جلد اول مطبوعہ ۱۹۳۱ء اور جلد دوم مطبوعہ ۱۹۳۴ء کے نسخے حاصل کر کے تقریباً اسی (۸۰) سال بعد نئے سرے سے طباعت کا شرف حاصل کیا ہے۔ دوسری جلد کو ضخامت کے سبب دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلا حصہ بارہویں جلد اور اس کا باقی حصہ تیرہویں جلد میں شائع کیا گیا ہے۔ (ادارہ)

الکاویۃ علی الغاویۃ

چودھویں صدی ہجری کے مدعیان نبوت
کے مختصر ترین حالات

(جلد دوم، حصہ دوم)

جس میں بالخصوص مرزائیوں اور بالعموم ان کذابوں کا رد بلیغ ہے
جنہوں نے تحریف، تنسیخ اور افتراء سے کام لیتے ہوئے اپنے آپ کو مصلح قوم،
مہدی، مسیح اور نبی ظاہر کیا اور اسلام کو ایک نامکمل مذہب کی صورت میں
میں پیش کرنے کی مذموم کاوشیں کیں۔

(سن تصنیف: 1934ء)

تصنیف لطیف

گنجینۂ علم، قاطع مذاہب باطلہ، الحافظ، الحکیم
حضرت علامہ محمد عالم آسی امرتسری

فہرستِ اَلْکَاوِیَۃ عَلَی الْغَاوِیَۃ (جلددوم، حصہ دوم)

نمبر شمار	تفصیل	صفحہ نمبر

❁❁❁❁❁

(۲۱) بائبل کی پیشینگویاں

دسمبر ۱۹۳۱ء کے سالانہ جلسہ قادیان میں ناظر شعبہ تبلیغ مرزائیت اہم ولی اللہ نے ایک مطبوعہ مضمون زیر عنوان ”آسمانی بادشاہت اور اس کی تکمیل مسیح موعود کے ہاتھ سے“ پڑھ کر خراج تحسین حاصل کیا تھا جس میں یہ ظاہر کیا گیا تھا کہ جو کام پہلے نبی نہیں کر سکے یا جس کو وہ ادھورا چھوڑ گئے ہیں وہ کام مسیح قادیانی پائے تکمیل تک پہنچا کر دنیا سے رخصت ہو گئے ہیں۔ہم ناظرین کے سامنے وہ مضمون پیش کرتے ہیں اور بعد میں اس پر تنقید کریں گے خلاصہ مضمون یہ ہے۔

دانیال علیہ السلام نے کہا کہ مقدس لوگ جھوٹے سینگ کے قبضہ میں دیئے جائیں گے یہاں تک ۱۲۶۰ھ کا زمانہ گذر جائے گا یہ بھی کہا کہ جب سے دائمی قربانی موقوف کی جائیگی اور مکروہ چیز قائم کی جائی گی تو اس کا اخیر ۱۳۳۵ ہجری ہوگا۔مبارک وہ جو انتظار کرتا ہے اور ۱۳۳۵ ہجری تک آتا ہے۔

ڈمبل بی لکھتا ہے کہ ۱۸۹۸ء میں مسیح آئے گا۔تمام نبی ایسی بادشاہت کے قائم ہونے کی خبر دیتے آئے ہیں کہ جس میں قیدیوں کی رہائی ہوگی۔اندھے بینا ہوں گے، خدا کا جلال ظاہر ہوگا اور تمام بنی نوع انسان راہ نجات دیکھیں گے۔یہی وہ جنت ہے کہ جس سے آدم نکالے گئے اور اس کا نام سعادت اور خوشحالی کا جنت ہے۔تمام نبی اس کو مکمل کرنے میں کوشش کرتے چلے آئے ہیں۔مگر ان سے مکمل نہ ہو سکا۔چنانچہ یسعیاعلیہ السلام کا قول ہے کہ کوہ سلع کے باشندے ایک نیا گیت گائیں گے۔یحییٰ نے کہا کہ آسمانی بادشاہت نزدیک ہے اور یہ وہی ہے جو یسعیا نے کہا تھا کہ بیابان میں پکارنے والے کی آواز آتی ہے۔دانیال

کا قول ہے کہ انہی ایام میں خدا ایک سلطنت قائم کرے گا جو تا ابد نیست نہ ہوگی اور دوسروں کے قبضہ میں نہ پڑے گی۔اور ابد تک قائم رکھے گی۔(۲/۴۴)
باب ہفتم میں دانیال کا قول درج ہے کہ چار حیوان ہیں یعنی سلطنتیں ہیں چوتھی سلطنت روم ہے جس کے دس بادشاہ آپ کو دس سر نظر آئے تھے اور سلطنت ۱ عیسوی میں تقسیم ہوگئی۔ پھر دیکھا کہ دس سینگوں کے درمیان ایک چھوٹا سینگ ہے جس میں آنکھ اور منہ نہیں، خوفناک تھا اور مقدسوں سے لڑتا تھا۔اس نے خدا کے مخالف باتیں کیں اور شریعت بدلنا چاہتا تھا۔ یہ سینگ دجال ہوگا جو مقدسوں سے سلطنت چھین لے گا۔ یہاں تک کہ ۱۲۶۰ھ گذر جائے گا اور مقدس اس سے سلطنت واپس لے کر اسے تباہ کریں گے۔اب وہ سلطنت عالمگیر ہوگی اور سب اس کے ماتحت ہوں گے۔۱۴/۱۵ میں زکریا کا قول ہے کہ خدا آ کر ساری دنیا کا بادشاہ بنے گا اور ساری زمین عرابا کے میدان کی طرح ہموار ہوجائے گی۔ ملا کی کا قول ہے کہ عہد کا رسول (یعنی خدا کی بادشاہت کی بنیاد رکھنے والا رسول) ناگہاں آئے گا۔ ''متی'' ۱/۹ میں مسیح کا قول ہے کہ آسمانی بادشاہت نزدیک ہے عہد کے رسول کا انتظار تھا۔ یحییٰ سے یہود نے پوچھا تو کہا کہ میں وہ نہیں ہوں قرآن شریف میں ہے کہ **ربنا واٰتنا ما وعدتنا علی رسلک** یعنی وہ بادشاہت جو نبی قائم کرنا چاہتے تھے ہمیں عنایت کر۔ عیسائی کہتے ہیں کہ یہ بادشاہت دوسری دفعہ مسیح ۱۲۶۰ یا ۱۳۳۵ یا ۱۲۶۸ میں کریں گے۔ ڈمبل بی لکھتا ہے کہ ہم اس زمانہ کے قریب ہیں کہ جس کے متعلق مسیح نے ''لوقا'' ۲۱/۵۲ میں فرمایا ہے کہ جب تک غیر اقوام کی میعاد پوری نہ ہو یروشلم ان سے پامال رہے گا، سورج چاند میں نشان ظاہر ہوں گے، دنیا تکلیف میں ہوگی۔ سمندر کی موجیں اور بلائیں ڈرائیں گی اور آسمان کی قوتیں بلائی جائیں گی۔اس وقت ابن آدم بڑے جلال کے ساتھ آسمان سے اترے گا۔

زمانہ کا آغاز اور غیر ممالک کا خاتمہ ۱۸۹۸ء اور آمد ثانی کی حد ۱/۴، ۱۸۹۸ ہے جس کے بعد تیس سال میں آپ نشان ظاہر کریں گے اور یہود یروشلم میں آباد ہوں گے۔ ٹرکی کا خاتمہ ہوگا۔ اس عرصہ میں عالمگیر بادشاہت کی بنیاد ڈالی جائے گی اس کی انتہا ۱/۴، ۱۸۲۸ تک ہے جیسا کہ دانیال کا قول گزر چکا ہے کہ جس وقت سے قربانی ہوگی ۱۲۹۰ دن ہوں گے۔ مبارک وہ جو ۱۳۳۵ تک آتا ہے اور اس وقت سے ساتواں ہزار شروع ہوگا جسے مبارک کہا گیا ہے۔ ڈمبل بی لکھتا ہے کہ مسیح پہلی دفعہ درمیانی آسمان میں آئے گا اور فرشتہ بھیج کر اپنے مقدسوں کو آسمان پر بلائے گا۔ دوسری دفعہ جب اترے گا تو تمام قدوسیوں کے ساتھ اترے گا اور بوجہ ضلالت کے شناخت نہ کیا جائے گا۔ مگر راستباز اسے ضرور شناخت کرلیں گے۔ پہلی آمد کی آخری حد ۱۸۹۸ ہے دوسری آمد کے وقت اس حیوان (دجال) کو آگ میں ڈالا جائے گا اور سعادت کا ہزارواں سال شروع ہوگا اور ایک نئی زمین اور ایک نیا آسمان پیدا کیا جائے گا یہ سینگ دجالی حکومت ہے اور اس کے ظاہر ہونے کی میعاد بھی وہی ۱۲۶۰ ہے اور یہ زمانہ اسوقت شروع ہوتا ہے کہ جب بیت المقدس تباہ کرنے والا (روم) تباہ ہوگا اور سوختنی قربانی بند ہوجائے گی۔ گبن لکھتا ہے کہ بیت المقدس ۱/۴ ۶۳۷ کو فتح ہوا۔ اگر اس میں ۱۲۶۰ شامل کئے جائیں گے تو ۱۸۹۷ ۳/۴ مدت ہوتی ہے جس کو ڈمبل ۱/۴ ۱۸۹۸ لکھتا ہے۔ عیسائی کہتے ہیں کہ دجال رومن کیتھولک ہیں جن کا خاتمہ ۱۸۷۸ میں ہوا۔ ڈمبل اسلامی حکومت کو دجال کہتا ہے جس کا خاتمہ ۱/۴ ۱۸۹۸ پر ہوا مگر چونکہ اسلامی حکومت کا قیام ظہور دجال، اسلامی حکومت کی دجال کے ہاتھ سے تباہی، مسیح موعود کی آمد اور دجالی حکومت کے خاتمہ کا آغاز یہ پانچوں امور ایک ہی مدت میں مقدر ہیں اس لئے ڈمبل کو یہ کہنے کا موقع مل گیا کہ حکومت اسلامی ہی دجال ہے جس کے خاتمہ کے لئے دانیال نے ۱۲۶۰ یا ۱۲۹۰

سال کی میعاد بتائی ہے اور یہ غلط ہے، کیونکہ ہمارے نبی ﷺ میں یہ علامتیں نہیں پائی جاتیں کہ دجال روم سے پیدا ہو کر شمال سے نکلے گا اور حیوانی بادشاہت کرے گا اور وہ سیاسی حیوان ہوگا۔ پالیسی سے اپنی تجارت کو فروغ دے گا دھوکے سے عجیب طرح اوروں کو تباہ کرے گا۔ الغرض ایسٹر ۱۸۹۸ء میں نزول مسیح قرار پایا تھا۔ ''حجج الکرامہ، ص ۱۳۹'' میں بھی چودہویں صدی کا آغاز ہی ظہور مسیح کا زمانہ مقرر ہے۔ عیسائیوں کے نزدیک ۱۸۹۸ء کی مارچ آخری حد تک تھی مگر تیس سال اور بھی گذر گئے اور آخری میعاد ۱۸۹۸ء اور ۲۱ مارچ بھی گذر گئی لیکن آنے والا نہ آیا باوجودیکہ سب نشان پورے ہو چکے تھے۔ چھوٹے سینگ کے قبضہ میں مقدس بھی دیئے گئے اور دجال کے قبضہ میں ۹۸ء سے پہلے ہی دیئے جا چکے تھے۔ ترکی حکومت بھی اٹھا دی گئی' یہودی بھی آباد ہو گئے۔ ۱۹۲۸ء کو تیس سال بھی گذر گئے جس کے بعد ساتواں ہزار سال شروع بھی ہو گیا۔ گو قادیان میں مسیح نے اپنی مسیحیت کا دعویٰ ۱۸۹۱ء میں کر دیا تھا مگر لوگوں نے شناخت نہ کیا تھا۔ عیسائی کہتے ہیں کہ مسیح کی آمد روحانی تھی جس کا بروز یورپ کی ترقی میں ہوا۔ اور خدائی بادشاہت کا بروز یورپ کی مالداری میں ہوا مگر یہ غلط ہے کیونکہ یورپ کی حکومتیں شہوانی ہیں اور دجل و فریب سے پر ہیں' جس کی وجہ سے وہ خدائی حکومت کی حقدار نہیں کیونکہ مسیح کا قول ہے کہ دنیا دار کو آسمانی بادشاہت میں داخل نہیں کیا جاتا ہے **سخرلکم مافی الارض جمیعا** کے تحت میں حیوانی حکومت نے ترقی کرتے کرتے انسانوں کو بھی غلام بنالیا ہے مگر تسخیر قلوب نہیں کر سکی۔ اس کام کیلئے روحانی حکومت انبیاء قائم ہو گئی اور جس نبی نے اس بادشاہت کو تکمیل تک پہنچایا وہی اس بادشاہت کا حقدار ہوا۔ یعنی وہ نبی جس کو **امی** پکارا جاتا ہے اور امی کا معنی ہے'' جامع جمیع صفات کاملہ'' کیونکہ یہ مشہور ہے کہ **الام لکل شئ هو المجمع** جامع اشیاء کو ''ام'' کہا

جاتا ہے۔ اسی نبی نے غلام و آقا کو ایک صف میں کھڑا کر دیا اور غلامی کی قیدیں توڑ ڈالیں ۔قرآن شریف میں سرکش حکام کو جن کہا گیا ہے اور مظلوم رعایا کو انس بتایا ہے شریر اولیوں کو جنان الجبال کہتے ہیں **نولی بعض الظالمین بعضھا** میں محکوم کو بھی ظالم کہا گیا ہے کیونکہ انہوں نے حق عبودیت قائم نہیں رکھا تھا۔ حکام کو ظالم اس لئے کہا گیا کہ انہوں نے قلوب پر تسلط کرنا چاہا تھا مگر ان پر کامیاب نہ ہو سکے۔ کیونکہ وہ تخت گاہ الٰہی ہیں **الجن و الانس فی النار۔ دخلت امة لعنت اختها. سادتنا و کبراء نا** میں بھی حاکم ومحکوم ہی مراد ہیں ۔حضور ﷺ کا زمانہ شیطانی حکومت کا خاتمہ تھا۔ **بلغنا اجلنا الذی اجلت لنا** میں بھی مذکور ہے کہ ہم مسلمان اس مدت کو پہنچ گئے ہیں جو یا اللہ تو نے مقرر کر رکھی تھی۔ اور اس سے پیشتر شیطان کو ایک خاص مدت تک مہلت دی گئی تھی۔ آپ نے نماز ادا کرانے سے مساوات اور عبودیت کو قائم کیا جو آسمانی بادشاہت کی صحیح تصویر ہے اور آپ نے جس آسمانی بادشاہت کی بنیاد ڈالی وہ دنیا کی تمام حکومتوں سے نرالی ہے۔ پس اس عہد کے رسول نے اس بادشاہت کی بنیاد ڈالی جس پر نماز کو نشان ٹھہرایا۔ نماز سے پہلے اذان ہوتی ہے جس کے بعد دعا میں کہا جاتا ہے کہ **وابعثه مقاما محمودا** یہ وہ مقام محمود ہے کہ جس تک پہنچانے کے لئے وسیلہ کی ضرورت ہے اور یہ وسیلہ وہ سلطان **نصیر من لدن الرب القدیر** ہے جو مسیح موعود کے نام سے ظاہر ہوا اور نبی اللہ پکارا گیا۔ **تبت یدا ابی لھب** میں پیشینگوئی ہے کہ عہد احمدیت میں اللہ کا دشمن آتشی سامانوں سے حکومت کرے گا۔ مگر ناکام رہے گا۔ یہ ابولھب وہی دجال اکبر ہے جو مسیحی کلیساؤں سے نکلا اور سینگ بن کر نمودار ہوا۔ اور ۱۸۹۸ء سے پہلے مقدسوں کو منتشر کر دیا اور یہ وہ مسیح ہے جو مقدسوں کا دوسرا گروہ ہے اور جس نے دجال سے حکومت چھین لی ہے ''یوحنا''، ب۱۲ میں ہے کہ ایک حیوان سمندر سے نکلے گا منہ

ببر کا سا ہوگا جس کو اژدہا یعنی شیطان نے اپنا تخت دے دیا ہے اس کے سر پر دس سینگ تھے جن پر کفر کا لفظ لکھا ہوا تھا۔ کفر بکنے کیلئے ایک منہ دیا گیا اور ۴۲ ماہ کام کرنے کا اس کو اختیار ملا تا کہ مقدسوں پر آ جائے۔ ڈمبل اپنی کتاب کے ص ۱۹۴ میں لکھتا ہے کہ یہ حیوان پولٹیکل حکومت ہے اور اسی کو چھوٹا سینگ اور دجال بھی کہتے ہیں۔ چالیس ماہ اڑہائی سال کے مساوی ہیں اور دن سے مراد پیشینگوئیوں میں سال مراد ہوتے ہیں۔ ایک دفعہ شیطان حضور ﷺ پر آگ کا شعلہ لے کر حملہ آور ہوا تھا تو آپ نے پکڑ کر چھوڑ دیا تھا۔ اس میں یہ اشارہ تھا کہ اللہ کا دشمن مغلوب رہے گا۔ محکمہ ہائے احتساب قائم ہیں۔ جن میں جھوٹ، باطل، فسادا اور شرارت کا رواج موجود ہے۔ شریف نے اپنی حیات سے فائدہ نہیں اٹھایا۔ قید خانے بھرے پڑے ہیں۔ چور اور ڈاکو بکثرت ہیں۔ کوتوالیاں بھی ہیں مگر پھر زنا اور بدکاری ترقی کر رہی ہے۔ تربیت کیلئے درس گاہیں ہیں مگر صحیح تربیت نہیں تو کیا اس کا نام دجل نہیں؟ ڈمبل لکھ چکا ہے کہ دجال کوئی اوپرا جانور نہیں بلکہ وہ انسان ہے۔ وہ عظیم الشان بدعت اور دہریت ہے جو زمین پر پھیلے گی اور وہ گناہ کا آدمی ہوگا جو شریعت کی پابندی کو لعنت قرار دے گا۔ اور الٹی راہ دکھائے گا۔ وہ سیاسی حیوان ہوگا جس کی بنیاد مکاری اور فریب کاری پر ہوگی۔ آج وہ آتشی اسلحہ کے ساتھ مسلح ہو کر توپ و تفنگ لئے کھڑا ہے اور صرف احمدی ہیں جو اس کے مقابل اس غرض سے کھڑے ہیں کہ اس کی حکومت کو ملیا میٹ کر کے آسمانی بادشاہت قائم کریں۔ وہ خدا کا دشمن ابولہب ابلیس میدان میں آیا ہے اور آسمانی بادشاہت کو ملیا میٹ کرنے کی فکر میں ہے اور لوگ اس کی غلامی میں جکڑے جا رہے ہیں۔

تنقید: پیشتر اس کے کہ ہم اس مضمون پر خامہ فرسائی کریں۔ باب و بہاء اور مرزا کی حیات و ممات کا نقشہ پیش کرتے ہیں تا کہ آئندہ بحث کرنے میں آسانی ہو۔

جناب باب			جناب بہاء			جناب مرزا		
سنہ ء		سنہ ھ	سنہ ء		سنہ ھ	سنہ ء		سنہ ھ
۱۸۵۰ء	وفات	۱۲۶۸ھ	۱۸۹۲ء	وفات	۱۳۱۰ھ	۱۹۰۸ء	وفات	۱۳۲۶ھ
۱۸۱۹	پیدائش	۱۲۳۷	۱۸۱۷ء	پیدائش	۱۲۳۵	۱۸۳۹ء	پیدائش	۱۲۵۷ھ
۳۱	عمر	۳۱	۷۵	عمر	۷۵	۶۹	عمر	۶۹
			۱۸۵۳	دعوائے مخفی	۱۲۷۱			
۱۸۴۴	دعویٰ	۱۲۶۰	۱۸۶۳	اعلان دعویٰ	۱۲۸۱	۱۸۷۲	دعویٰ بقول شخصے	۱۲۹۰

اس نقشہ سے معلوم ہوا کہ دانیال علیہ السلام کی پیشینگوئی کا تعلق اگر سن ہجری سے وابستہ خیال کیا جائے تو ۱۲۶۰ سال کی مدت بابؔ اور مرزا صاحب دونوں کے لئے ہوگی کیونکہ ۱۲۶۰ ہجری میں آپ نے مہدویت کا دعویٰ کیا تھا جب کہ بابؔ ۲۵ سالہ جوان تھے اور مرزا صاحب ابھی دو تین سال کے بچہ تھے۔ مگر دانیال علیہ السلام لکھتے ہیں کہ ۱۲۶۰ کو ایک مکروہ چیز قائم کی جائے گی تو اگر مکروہ چیز ان مدعیان مہدویت کا وجود یا ان کی تعلیم ہو (یقیناً ہے) تو دونوں مذہب دانیال کے نزدیک قابل اجتناب ہوں گے اور بہتر ہوگا کہ ان سے پرہیز کیا جائے اور اگر کوئی اور چیز مراد ہے جو ان بزرگوں کے وقت مکروہانہ حالت میں پیدا ہوئی تو اس کا بیان کرنا بھی ضروری تھا مگر افسوس ہے کہ نہ مرزائیوں نے کچھ بتایا اور نہ بابیوں نے۔ اس لئے ناظرین خود ہی فیصلہ کریں کہ وہ کیا ہے؟ دوسری مدت جو دانیال نے بیان کی ہے وہ ۱۲۹۰ ہے جس میں مرزا صاحب مدعی مکالمہ صراحۃً نظر آتے ہیں اور بہاء اللہ نے بھی تقریباً اسی مدت میں کچھ تاویل کرکے دعوائے مسیحیت کیا ہے۔ (دیکھو مفاوضات)

بہرحال دونوں مدعی مساوی طاقت سے لڑتے ہوئے نظر آتے ہیں اس لئے کسی

کے حق میں فیصلہ نہیں دیا جاسکتا۔ تیسری مدت ۱۳۳۵ جس میں دونوں کی کوشش ضائع ہو چکی ہے کیونکہ اول تو اس میں لکھا ہے کہ مبارک وہ ہے جو ۱۳۳۵ روز تک انتظار کرتا ہے جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ ۱۳۳۵ تک تمام مدعیان مہدویت و مسیحیت کا شور و غل ہو جائے گا اور دعوت مذاہب جدیدہ کا زمانہ ختم ہو جائے گا۔ دوم وفات مسیح قادیانی ۱۳۲۵ ہجری تھی۔ اب اگر سن اعلان نبوت سے یہ مدت شروع کی جائے تو بے شک بابیوں کی تاویل سے ۱۳۳۵، ۱۳۲۵ھ ہی بن جاتا ہے اور اگر سن بعثت سے یہ مدت شروع کی جائے تو تیرہ سال کرنے پڑیں گے کیونکہ ہجرت سے تیرہ سال پہلے آپ نے دعوائے رسالت کیا تھا اور اعلان تین سال بعد کیا تھا مگر بابی مذہب اس مقام پر خاموش نظر آتا ہے کیونکہ ان کے کسی عہد پر بھی یہ مدت چسپاں نہیں ہوتی۔ چوتھی مدت ۲۳۰۰ ہے جس میں بابیوں نے یہ پیش کیا ہے کہ دانیال نے یہ مدت تعمیر بیت المقدس سے شروع کی تو ولادت مسیح سے پہلے ۴۵۶ سال گذر چکے تھے اور میلاد مسیح کے بعد ۱۸۴۴ میں باب کی ولادت ہوئی ہے اس لئے آپ کی ولادت ۲۳۰۰ مقدسی میں واقع ہوئی تھی، مگر مرزائی یہاں خاموش ہیں تو تیسری موت کا گلہ نہ رہا۔ مگر غیر جانبدار کے نزدیک اس طرح سے اپنی صداقت پر بائبل کو پیش کرنا سراسر حماقت ہے کیونکہ وہاں روز یا صبح و شام کے لفظ ہیں اور یہاں سال مراد اس لئے لیئے جاتے ہیں کہ ایک دفعہ دن کا مقابلہ سال سے کیا گیا تھا۔ ناظرین خود سوچیں کہ یہ کہاں تک صحیح ہوسکتا ہے اس کی مثال تو ہوئی کہ کسی نے کہا تھا کہ قرآن مجید میں وارد ہے کہ خدا کے ہاں ایک روز کی مقدار ہزار سال ہوگی تو دنیا کی پیدائش چھ ہزار سال میں ہوئی ہوگی اور ایک ہزار سال خدا نے تھکاوٹ اتاری ہوگی۔ رمضان کے روزے تیس ہزار سال کے کہ روزے ہونگے اور کفارہ کے ساٹھ ہزار سال کے۔ اور سال کی گنتی بارہ ہزار سال تک پہنچ جائے گی،

کیونکہ قرآن مجید میں مہینوں کی گنتی بارہ بتائی گئی ہے۔ اس کے بعد **دوسری قباحت** یہ ہے کہ ایک جگہ تو یہ کہا جاتا ہے کہ دانیال علیہ السلام نے اپنا حساب سنہ مقدس سے شروع کیا تھا اور دوسری جگہ سنہ ہجری اور سنہ بعثت پیش کیا جاتا ہے جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ دونوں مذہب ایک دوسرے کو کاٹنا چاہتے ہیں ورنہ خود بھی جانتے ہیں کہ ہماری یہ چال صحیح راستہ پر نہیں۔ **تیسری قباحت** یہ ہے کہ سنہ مقدس میں سال مذکور ہیں تو اگر دنوں سے مراد ہر جگہ سال مراد ہوں تو سالوں سے مراد صدیاں لینی پڑیں گی ورنہ یہ ماننا پڑے گا کہ دانیال کی پیشینگوئی میں دونوں مذہب کامیاب نہیں ہوسکتے۔ **چوتھی قباحت** یہ ہے کہ عیسائیوں کی طرح دونوں نے اس پیشینگوئی کے مقام کو تبدیل کرڈالا ہے جیسا کہ مقابلہ سے معلوم ہوسکتا ہے۔ **پانچویں قباحت** یہ ہے کہ جب ہلاکت مرزا کا سوال پیش آتا ہے تو خاص تاریخ پر روز دیا جاتا ہے کہ وہ پیش ہونے والی پیشینگوئیاں سچی نہ تھیں۔ مگر جب اپنی باری آتی ہے تو دس سال تک بھی چقمہ دیا جاتا ہے، کیا یہی انصاف اور اسلام ہے جس کو بانس پر چڑھایا جارہا ہے؟

اصل بات یہ ہے کہ دانیال کی کتاب خوابوں سے پر ہے جن کی تاویل کے متعلق آخری سطروں میں لکھا ہے کہ یہ راز آخری دنوں تک سربمہر رہیں گے۔ اب ان دونوں کو دیکھئے خواہ مخواہ مہر شکن بنتے ہیں اور یہ ظاہر نہیں کرتے کہ ان ایام کے واقعات سے ہماری مہر شکنی موافق بھی ہے یا کہ ہم تحریف ودجل سے کام لے رہے ہیں۔ پس ان حرکات ناشائستہ سے ثابت ہوتا ہے کہ دونوں مذہب دھوکا دینے میں اس ایک دوسرے سے کم نہیں خدا ان سے محفوظ رکھے۔

خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے　　　خصوصا آج کل کے انبیاء سے

۲...... ۱۸۹۸ میں بقول ڈمبل مسیح کا ظہور قادیان میں ثابت نہیں ہوتا اور نہ ہی ڈمبل کے کسی

قول سے ثابت کیا گیا ہے کہ ایک نقلی مسیح قادیان میں ظاہر ہوگا اب اگر اس کا قول معتبر ہے تو اس کے باقی خیالات بھی پیش کئے جائیں تا کہ معلوم ہو جائے کہ وہ کس جگہ ظہور مسیح کا منتظر تھا۔

۳......عہد مسیح کو جنت سعادت بتایا گیا ہے اور کہا گیا ہے کہ اسی جنت سے آدم نکالا گیا تھا تو مرزائی تعلیم کسی محسوس جنت کی معتقد نہیں اور پھر دعویٰ ہے کہ ہم اہلسنت والجماعت ہیں۔(ہمیں تو اہلسنّت والجماعت کے کسی عقیدہ کی جھلک مرزا صاحب یا ان کے کسی حواری میں دکھائی نہیں دیتی۔لیکن یہ مرزائی دیدہ دلیری کے بائیں ہاتھ کا کرتب ہے ناظرین کو متحیر نہیں ہونا چاہئے) اتنا بڑا دھوکا کچھ تو شرم کرو۔بابی مذہب نے پہلے ہی بتا دیا ہوا ہے کہ عہد مسیح آزادی،عیاشی اور کمال امن وامان اور مساوات کا زمانہ ہوگا جس کا بہترین نمونہ کسی زمانہ میں یونان کے اندر یو جانس کلبی کے عہد میں ملتا ہے یا آج کل بالشویک کے عہد سے روس میں نمبر اول پر اور پیرس یا دیگر حصص یورپ میں دوسرے نمبر پر اور ہندوستان اور ایشیاء میں تیسرے نمبر پر نظر آتا ہے،مگر مرزائی ڈگمگاتے ہوئے نظر آرہے ہیں۔کبھی تو پوسٹکارڈ پر دکھاتے ہیں کہ بکری اور شیر دونوں ایک جگہ پانی پیتے نظر آتے ہیں اور قیامت خیز زلازل سے دنیا کو آئے دن تباہ کرتے ہوئے نظر آتے ہیں اور کبھی حکومت برطانیہ کو ظل الٰہی کا خطاب دے کر تحفہ قیصریہ پیش کرتے ہیں اور کبھی اس سلطنت کو چھوٹا سینگ اور سیاسی دجال بناتے ہیں تو گویا اس وقت ہند کا علاقہ بہشت و دوزخ دونوں کا بروز بنا ہوا ہے کیونکہ یہاں کا مسیح بھی نقلی (بروزی) ہی تھا۔بہر حال ان گورکھ دھندوں سے بابی مذہب پاک ہے اس لئے جو اسلام کو چھوڑ کر کسی جدید مذہب میں جنم لیتا ہے اس کے لئے بہتر ہوگا کہ بابی یا بہائی مذہب اختیار کر کے باعث امن ثابت ہو نہ کہ قادیانی بن کر ہندوستان کا میوہ پھوٹ بیچنے کا

ٹھیکہ دار بنتے ہوئے اپنے بھائیوں کا گلہ کاٹے۔ ابھی خدا کا شکر ہے کہ ملہم قادیانی نے ژالہ باری کے متعلق کوئی الہام نہیں کیا اور نہ ہی شدت کی برف اور کڑا کے کی دھوپ پر کچھ لکھا۔ ورنہ معلوم نہیں کہ آپ کی رحمۃ اللعالمینی ہندوستانیوں پر کیا کیا غضب ڈھاتی۔

۴......۱۲۶۰ھ گذرنے کے بعد بتایا ہے کہ دجال یورپ مقدس مسیح کے مقابلہ پر مغلوب ہو جائے گا اور اس سے یہ مراد لی ہے کہ ملہم قادیانی نے دو چار رسالے لکھ کر کسر صلیب کر لیا ہے اور اس تمدن کا خاتمہ کر دیا ہے جو ترک مذہب کا درس دیتا ہے۔ مگر آج اندھے بھی دیکھ رہے ہیں کہ ملہم قادیانی کے بعد یورپ کی آزادی روز افزوں ترقی کر رہی ہے لوگ عملی طور پر ہر ایک مذہب سے دستکش ہو کر اسے لعنت کا طوق سمجھ رہے ہیں زن و مرد میں صورت و سیرت کا امتیاز نہیں رہا اور راگ و رنگ میں حیا سوز وہ وہ طریق اختیار کئے جا رہے ہیں کہ ۱۲۶۰ھ میں بطور خواب و خیال بھی کسی کو معلوم نہ تھے۔ خود اسی رسالہ میں اس زمانہ کو دجال کا زمانہ لکھا ہے تو پھر آپ ہی بتائیں کہ یہ کہاں تک صحیح ہوا کہ ۱۲۶۰ھ کے بعد خدائی بادشاہی قائم ہو گی۔ ہاں اگر یہ مراد ہو کہ قادیانی ملہم دوسروں کو یوں پکارتا تھا ؎

بن کے رہنے والو تم نہیں ہو آدمی　　　کوئی ہے روباہ کوئی خنزیر اور کوئی ہے مار

اور اپنی چھ لاکھ فرضی جماعت کو انسان بلکہ قدوسی بتا کر بروز صحابہ بتایا کرتا تھا اس لئے خدائی بادشاہت بالکل چھوٹی حدود کے اندر قائم ہو چکی تھی تو اس پر دو اعتراض وارد ہوتے ہیں۔ **اول** یہ کہ تلخ تجربہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ ہر جگہ راعی و رعیت کے درمیان شکر رنجی کا باعث یہی جماعت ہوتی ہے اور جھوٹ، دجل و فریب قدوسیت کے پردہ میں خباثت کا منظر دیکھنا ہو تو اسی جماعت میں ملتا ہے۔ دوم یہ کہ اس صورت میں خدا بڑا کمزور ثابت ہوتا ہے کہ دجال کی حکومت کا مقابلہ نہیں کر سکا، بلکہ اس کے سامنے ہاتھ جوڑ کر محکومانہ اور اعیانہ پہلو اختیار کر

کے یہ معاہدہ کرلیا ہے کہ ہمیں ٹرکی کی طرح وجہ معاش کیلئے کچھ حکومت دے دیں تا کہ ہماری شکم پروری ہو جائے۔ باقی تم جانو تمہارا کام اور ہم بھی سچے رہیں اور تم بھی۔ عقل کے دشمن بہتیرے ہوں گے جو ہم کو تم پر غالب سمجھیں گے۔ معاذ اللہ اگر یہی فیصلہ الٰہی ہو چکا ہے تو ایسے اسلام کو صد سلام اور ایسے مسیح پر ہزار پوست کندہ رنج و آلام۔

۵...... ﴿مَاوَعَدْتَنَا﴾ سے مراد عہد مسیح لینا قرآن شریف کے خلاف ہے کیونکہ اس میں اہل جنت کا بیان دوسری دنیا سے تعلق رکھتے ہوئے ظاہر ہوتا ہے ہاں اگر بہائیوں کی طرح آج کی دجالی حکومت بہشت ہے تو یہ معنی ہوگا کہ دجالی حکومت کے ماتحت رہنا مرزائیوں نے دعائیں مانگ مانگ کر حاصل کیا ہے پھر اس کے حاصل ہونے کے بعد اسے مٹانے پر بھی آمادگی ظاہر کر دی ہے یہ عجیب گورکھ دھندہ ہے ہم سے اس کی عقدہ کشائی نہیں ہو سکتی۔

۶...... یہ عجیب منطق ہے کہ مسیح کی بادشاہت کا ذکر آتا ہے تو بہائیوں کی طرح تسخیر قلوب مراد لی جاتی ہے اور جب اس کے مقابلہ پر دوسری حکومتوں کی تباہی کا تذکرہ آتا ہے تو کہہ دیتے ہیں کہ دیکھو روما تباہ ہو گیا، ٹرکی کا خاتمہ ہو گیا، یہودی بیت المقدس کے پاس آباد ہو رہے ہیں۔ مگر اب دنیا ہوشیار ہو چکی ہے۔ اب اس طرح کے چکموں میں دنیا نہیں آسکتی بلکہ جو لوگ پھنس چکے ہیں وہ بھی بیزار نظر آتے ہیں۔

۷...... ناظرین کی آنکھ میں دھول ڈال کر ظہور مسیح کا وقت بقول ڈملی وغیرہ دو طرح بیان کیا ہے، اول سن ہجری ۱۲۶۰ یا ۱۳۳۵، دوم سن عیسوی ۱۸۶۸ یا ۱۸۹۸۔ اور اتنا بھی نہیں سوچا کہ عیسائیوں کو یا بالخصوص دانیال علیہ السلام کو کس بات نے مجبور کیا تھا کہ سنہ ہجری کے مطابق اپنا خیال بیان کریں۔ اس کے بعد یہ بھی خیال نہیں کیا کہ جب عیسائیوں نے ۱۸۹۸ کے بعد تیس سال گذر جانے پر ظہور مسیح کا وقت دیا ہے تو ملہم قادیانی کو کب موقع مل سکتا ہے کہ وہ

مدعی مسیحیت بنے۔ کیونکہ ۱۹۲۸ء سے پہلے مرزا کا خاتمہ ہو چکا تھا۔ علاوہ اس کے جس مسیح ناصری کو عیسائی پیش کر رہے ہیں، ملہم قادیانی وہ مسیح نہ تھا۔ اس لئے عیسائی تحریرات سے اپنی مسیحائیت ثابت کرنا دانشمندوں کے نزدیک خوش فہمی ہوگی اور خوش فہموں کے نزدیک ابلہ فریبی۔

۸...... یہ عبارت آج کل کی بائبل میں نہیں ملتی کہ "مبارک وہ جو ۱۳۳۵ھ تک آتا ہے" اگر مان بھی لی جائے تو اس میں مرزا صاحب کی صداقت ظاہر نہیں ہوتی کیونکہ ۱۳۲۶ھ تک ختم ہو چکے تھے اور دنیا سے چلے گئے تھے۔ اگر کسی تاویل سے "آتا ہے" کا مطلب "زندہ رہتا ہے" کیا جائے تو بابی اور بہائی صداقت پیش کرنے کے حقدار ہوں گے کیونکہ وہ بھی اس مدت سے پہلے زندہ مدعی رکھتے تھے۔

۹...... ڈمبل کو بیوقوف بنایا جاتا ہے (کہ شکست دجال کا آغاز اس وقت ہوا ہے جب کہ اسلامی حکومت اٹھ چکی تھی) اس لئے اس نے حکومت اسلامیہ کو ہی دجال سمجھ لیا تھا۔ حالانکہ حکومت یورپ ہی دجال تھی جو دنیا کو مذہب سے بیزار کر رہی ہے اور اس کو دور کرنے کے لئے ۱۸۹۸ء میں خدائی بادشاہی قائم ہوئی جس کا دار الخلافہ قادیان تھا اور جس کا گورنر ابن مریم خود مریم مسیح بن اللہ خود اللہ ابوالالہ، مظہر انبیاء واولیاء و کرشن اوتار جئیہ بٹالوی، جے سنگھ بہادر حجر اسود، سنگ افتادہ، خالق ارض وسماء، پیدا کنندہ آدم وحوا اور خود آدم خود کوزہ گر وگل کوزہ مالک بہشتی مقبرہ ہے۔ مگر افسوس ہے تو یہ کہ اپنی خیالی بادشاہت پیش کرنے پر اس جرأت سے کام لیا جاتا ہے کہ بابی مذاہب بھی ایسی ابلہ فریبی سے کنارہ کش نظر آتے ہیں۔

۱۰...... زمانہ حال کو جنت سعادت یا ہزار ہفتم عہد سعادت کا خطاب دیا جاتا ہے اور دنیا جانتی ہے کہ روحانی اعتبار سے دنیا بربریت اور وحشیت کے وہی پہلے منازل طے کر رہی ہے جو

ظہور اسلام سے پہلے زمانہ میں طے کئے جاتے تھے۔

۱۱...... یہ افسوس کیا ہے کہ ۱۸۹۱ء میں مسیح ظاہر ہو چکا تھا مگر عیسائیوں نے شناخت نہ کیا اور ہم بھی ان پر افسوس کرتے ہیں کہ واقعی یہ ناقدر شناس واقع ہوئے ہیں قادیانی ملہم سے پہلے ایرانی مسیح بھی گذر چکا تھا وہ اسے بھی شناخت نہیں کر سکتے تھے۔ مگر جب انہوں نے اسے شناخت نہ کیا حالانکہ علم وفضل اور جاہ وجلال میں قادیانی ملہم سے بڑھ کر تھا تو یہ کمال ابلہ پن ہوگا کہ قادیانی مسیح کی ناقدر شناسی پر افسوس کیا جائے۔ ہمارے خیال میں تو اگر انگریزوں کی ناقدر شناسی کو ہی معیار صداقت مقرر کیا جائے تو فیصلہ کن بات ہو سکتی ہے کیونکہ آج یورپ ہی تمام معاملات کا فیصلہ کرتا ہے اور یہیں کے لوگ آجکل نیک وبد کے امتیاز کرنے میں ثالث مقرر ہو چکے ہیں اور دنیا کے ہر گوشہ سے یہ آواز آرہی ہے کہ ؎

بجا کہے جسے یورپ اسے بجا سمجھو　　اسی کا فیصلہ نقارہ خدا سمجھو

۱۲...... ﴿سَخَّرَ لَکُمْ﴾ کی تفسیر کرتے ہوئے حکومت یورپ کو حیوانی حکومت کا خطاب دیا ہے صرف اسلئے کہ مصنف کے خیال میں یورپ نے تسخیر قلوب کا کام نہیں کیا۔ حالانکہ صاف غلط ہے کیونکہ تمدن یورپ اور احکام حکومت کے سامنے سر انقیاد کی خمیدگی نظر آرہی ہے اور آزادی ونشاط کا تسلط آج دلوں پر اس شدومد سے ہو رہا ہے کہ خود تقدس مآب ہستیاں بھی اس عیاشی کے سیلاب میں بہہ کر اپنا آپ چکنا چور کر چکی ہیں اور شراب تمدن یورپ میں ایسی مدہوش ہو رہی ہیں کہ ان کو یورپ کی ہر ایک حرکت وسکون مذہبی جذبات کا نمونہ دکھائی دیتی ہے اور اسی کی خاطر ہزاروں روپے خرچ کئے جا رہے ہیں غرضکہ یورپ نے ایسی تسخیر قلوب کی ہے کہ عیاشی کے کلورافارم سونگھنے سے لوگ یہی سمجھے ہوئے ہیں کہ ہم ابھی مذہب کے دلدادہ ہیں، حالانکہ مذہبی تسخیر کو رخصت ہوئے تیس سال کا عرصہ ہو چکا ہے یعنی جب کہ

مرزا صاحب نے اپنی نبوت کا اعلان کیا تھا اور تمام دنیا کو اسلام جدید کی دعوت دی تھی جو تمدن یورپ کا پہلا زینہ تھا تو اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ چونکہ مسیح قادیانی حیوانی حکومت کا خود معین ومددگار تھا اس لئے نہ وہ نبی تھا اور نہ اس میں تسخیر قلوب تھی۔

۱۳......اس مقام پر''امی'' کا معنی جامع صفات کمالیہ کیا ہے جو کسی لغت سے نہیں ملتا اور ہم سنتے تھے کہ مرزا صاحب کو ہی نئے معنی کشف ہوتے تھے مگر نہیں آپ کی امت نے معنی تراشی میں آپ کے بھی کان کتر ڈالے ہیں۔آج اگر وہ زندہ ہوتے تو اس میں شک نہیں کہ اپنی امت کی شاگردی اختیار کرنے میں ان کو فخر حاصل ہوتا۔

۱۴......دروغ گورا حافظہ نباشد۔آپ پہلے لکھ آئے ہیں کہ آسمانی بادشاہت کا آغاز ۱۸۹۸ء سے ہوا۔مگر اب ص۴۲ پر لکھتے ہیں کہ حضور ﷺ نے اس کی بنیاد ڈالی تھی اور عہد رسالت میں اس کا آغاز ہوا تھا شاید یہ خیال کیا ہوگا کہ بنیاد اور آغاز میں فرق ہوتا ہے اس لئے گو عہد رسالت میں اس کی بنیاد ڈالی گئی تھی مگر چونکہ بہت جلد **فیج اعوج** کا زمانہ ہزار ششم (عہد ضلالت سے) شروع ہوگیا تھا اس لئے مسیح موعود نے ہزار ہفتم (عہد رسالت) میں آغاز کردیا گو اس تاویل سے عہد رسالت کی توہین تو ہوتی ہے مگر ساتھ ہی عہد مسیح کی عزت وتوقیر بھی کافور ہوجاتی ہے، کیونکہ دعویٰ تو یہ تھا کہ مسیح موعود نے اس بادشاہت کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا کہ جس کی تکمیل کیلئے تمام انبیاء شائق تھے،مگر مکمل نہ کر سکے اور اب کہا جاتا ہے کہ مسیح موعود تکمیل کا بیج بو کر چلے گئے ہیں جس کو کوئی قدرت ثانیہ آکر مکمل کرے گی تو پھر بتایئے مسیح کس مرض کی دوا ٹھہرا؟

۱۵......توہین رسالت کرتے ہوئے مؤلف نے یہ بھی بتایا ہے کہ تیرہ سو سال تک مسلمان خواہشمند ہو کر خدا کے سامنے دست بدعا رہے کہ حضور ﷺ کو معاذ اللہ قادیان (مقام محمود)

میں مبعوث فرما۔ مگر اس کو تحریف کرتے ہوئے ذرہ شرم دامن گیر نہ ہوئی۔ کجا مقام محمود، عرش عظیم کے پاس جگہ جو حضور ﷺ نے مقام شفاعت ٹھہرائی ہے اور کجا مغلوں کی بستی قادیان جو متعفن ڈہاب کے کنارہ پر جو اپنے اندر ہزاروں معائب لپیٹے ہوئی ہے کیا مرزا صاحب نے تمہیں یہی ہدایت کی تھی کہ ہر ایک لفظ کے مفہوم کو بدل کر اپنی خوش فہمی کا ثبوت دیا کرو مگر ہم تو اس وقت آپ کو شاگرد رشید سمجھیں گے کہ آپ قادیان کے لفظ سے کچھ قیدی ثابت کریں اور کادیان سے کچھ کیاد اور مکار کا استنباط کریں یا کم از کم لفظ مرزا سے ثابت کریں کہ ایک دفعہ مر جاؤ پھر زندہ ہو کر قدرت ثانیہ کا ہی ظہور دکھاتے رہو۔

۱۶......ص ۰۷ پر قرآن شریف کی خانہ زاد اور ہی تفسیر کی ہے کہ ابولہب دجال (حکومت یورپ) ہے جس کو مسیح موعود نے تسخیر قلوب کی حکومت سے بے دخل کر دیا ہے مگر مؤلف نے یہاں پر صرف تین جھوٹ بولے ہیں۔ **اول** یہ کہ مرزائی تعلیم پیٹ پیٹ رہی ہے کہ مرزا صاحب سے اپنے مشن کی تکمیل نہیں ہو سکی اور آپ بتاتے ہیں کہ تکمیل ہو چکی ہے۔ بتایئے جھوٹا کون ہوا؟ دوم اسلام میں ابولہب سے مراد حضور ﷺ کا چچا ہے جس کی مخالفت مشہور ہے اور آپ کہتے ہیں کہ ابولہب دجال حکومت یورپ ہے آپ یہ اعلان کر دیں کہ یہاں ابولہب سے مراد حضور ﷺ کا چچا نہیں ہے تو دنیا خود فیصلہ کر لی گی۔ سوم یہ کہ تسخیر قلوب کے مقابلہ میں عیسائی مشن کی تسخیر قلوب کمزور پڑ گئی ہے حالانکہ یہ حقیقت بالکل عیاں ہے کہ آج سب سے بڑا مذہب تمدن یورپ کی محبت ہے کہ جس نے بڑی بڑی مقدس ہستیوں کو بھی سیر یورپ کا گرویدہ کر لیا ہے اور تبلیغ کے بہانہ سے ہزاروں روپے اس بیدردی سے خرچ کر ڈالے ہیں کہ جس کے حساب دینے سے بھی ان کو چکر آتے ہیں۔ صرف ہندوستان میں ہی خاص عیسائیوں کی آبادی بیس لاکھ سے زیادہ ہے اور مرزائی مشکل سے پانچ لاکھ بھی

ہوں تو بڑی کامیابی سمجھی جائے گی۔ اس کے علاوہ سکھ، ہندو اور مسلمان محبت یورپ میں اپنے اپنے مقدور کے مطابق مستغرق نظر آتے ہیں اور مذہب کو لعنت بتا کر آزاد ہو رہے ہیں نہ ہندو ہندو رہا ہے اور نہ مسلمان مسلمان۔ بلکہ یہاں کی نئی نسل کا تو یہ حال ہے کہ ہر ایک بچہ لارڈ کرزن کا بروز بننا چاہتا ہے اور ہر ایک لڑکی مس روفن کے روپ میں عریاں ہو کر ڈانس کی ڈیوٹی دینے کو تیار ہے۔ گو غریب اور جاہل مسلمان اس سیلاب سے بچ کر بر کنار دریا نظر آتے ہیں۔ مگر تعلیم یافتہ اور مالدار ہندوستان جن میں مغل قوم زیادہ مستور نظر آتی ہے سب کے سب قعر دریائے غوایت وضلالت میں تہ نشین ہو چکے ہیں اور کسی طرح بھی اس امر کے باور کرنے کی کوئی وجہ پیدا نہیں ہو سکتی کہ قادیانی خلیفہ یا اس کا باپ اسلامی محبت پیدا کرنے میں محبت یورپ کے مقابلہ پر کامیاب ہو چکا ہے، بلکہ ہم دیکھتے ہیں کہ قادیان کا تمام نظم ونسق اور سب کاروبار اور ہر طرح کا نشیب وفراز تعشق یورپ کی جھلک دکھا رہا ہے تو اب آنکس کہ گمراہ است کرا رہبری کند؟

۱۷..... مرزائی مذہب میں عہد مسیح کو ہزار ہفتم اور سعادت وہدایت کا زمانہ بتایا جاتا ہے اور مؤلف نے ص ۷۲ پر حکومت برطانیہ کے نظم ونسق پر نکتہ چینی کرتے ہوئے ثابت کر دیا ہے کہ حکام بھی اس وقت سیاسی دجال بن گئے ہیں حالانکہ مرزا صاحب نے کتاب البریہ میں ثابت کیا تھا کہ مشنری اور مستری دونوں دجال ہیں اور حکام رحمت الٰہی ہیں۔ اب میں پیرو مرید آپس میں اختلاف رائے رکھتے ہیں کوئی شخص صحیح الرائے سمجھے تو کسے سمجھے؟ شاید مرید صاحب کہہ دیں گے کہ دیسی حکام دجال ہیں اور انگریزی حکام رحمت الٰہی ہیں مگر ایک کچہری دیکھ کر یہ فیصلہ کرنا مشکل ہو جائے گا کہ رحمت الٰہی اور دجال جب آپس میں مل کر کام کرتے ہیں تو غلبہ کس کو ہوتا ہے۔ پس اگر دجال کو غلبہ حاصل ہو تو مسیح مغلوب ہوا اور اگر

رحمت الٰہی کو غلبہ حاصل ہو تو ص ۲۷ کا بیان غلط ثابت ہوا۔ معلوم ہوتا ہے کہ مرزائیت میں ایک یہ بھی تاثیر ہے کہ دماغی طاقتیں قائم نہیں رہتیں کیونکہ آخری سطروں میں صاف لکھ دیا ہے کہ قادیانی اور ابولہب (دجال) برسرِ پیکار ہیں اور بہت جلد اس سے حکومت چھین لیں گے اس کا مطلب یہ ہوا کہ بانی مذہب قادیانی دجال سے حکومت حاصل نہیں کر سکا۔ حالانکہ مؤلف نے اس رسالہ کا اصل مدعا یہ قرار دیا تھا کہ وہ ثابت کرے کہ مرزا صاحب نے وہ بادشاہت مکمل کر دی ہے کہ جس کی تکمیل کیلئے تمام انبیاء سابقین کوشاں نظر آتے تھے۔ مگر اپنی ہی تخالف بیانی سے مؤلف کی وہ خوش فہمی ظاہر ہو چکی ہے کہ اگر انسان ہوگا تو آئندہ کبھی کوئی تحریر شائع کرنے پر آمادگی ظاہر نہ کرے گا۔

(۲۲) مکاشفات بائیبل

مرزائیوں نے شاید بائیبل کو موڑ توڑ کر اپنے مذہب پر چسپاں کیا ہوگا، مگر دانیال علیہ السلام کی پیشینگوئی کی بحث میں جب دیکھ چکے ہیں کہ وہ اپنے پیر و مرشد باب و بہاء کا مقابلہ نہیں کر سکتے تو ہمیں یقین ہو چکا ہے کہ فن تحریف میں مکاشفات بائیبل کے متعلق بھی ان سے بڑھ کر ثابت نہیں ہو سکتے۔ ذیل میں مفاوضات عبد البہاء کے ابتدائی ابواب سے چند کلمات نقل کئے جاتے ہیں تا کہ ناظرین کو معلوم ہو جائے کہ بائیبل کو اپنے اوپر چسپاں کرنے میں بہائی کس قدر چالاک ثابت ہوئے ہیں۔ اب ذیل میں مکاشفہ کی عبارت نقل کی جاتی ہے اور خطوط وحدانیہ میں بہائی مذہب کی تشریح درج ہوگی۔

ا...... مکاشفہ نمبر ۲۱ میں ہے کہ میں نے ایک نئے زمین و آسمان (شریعت جدیدہ) کو دیکھا کیونکہ پہلا زمین و آسمان (شریعت قدیمہ) جاتے رہے تھے اور سمندر (لغزش مذہبی) بھی نہ رہا۔ پھر میں نے نئے بیت المقدس (شریعت بہائیہ) کو خداوند کے پاس سے اترتے

دیکھا۔

۲......مکاشفہ نمبر ۱۲ میں ہے کہ ایک عورت (شریعت محمدیہ) نظر آئی جو آفتاب کو اوڑھے ہوئے تھی (یعنی سلطنت فارس پر حکمران تھی جس کا قومی نشان سورج تھا) اور چاند (ٹرکی جس کا قومی نشان چاند ہے) اس کے پاؤں کے نیچے تھا اور بارہ ستاروں (بارہ اماموں) کا تاج اس کے سر پر تھا۔ اور بچہ (بہاء اللہ) جننے کی تکلیف میں تھی پھر سرخ اژدہا (حکومت بنی امیہ) جس کے سات سر (ہفت اقالیم بنی امیہ (۱) مصر (۲) افریقہ (۳) روم فارسی (۴) عرب (۵) فارس (۶) اندلس (۷) ترک ماوراء النہر تھے) اور دس سینگ (بنی امیہ کے دس بادشاہ جو بلا تکرار نام گذرے ہیں جن کا پہلا بادشاہ ابوسفیان تھا اور آخری مروان الحمار) تھے اور اس کی دم نے آسمان کے تہائی ستارے (اڑہائی سال جو دانیال علیہ السلام نے بتا کر ۱۲۶۰ کی مدت ظہور باب کیلئے مقرر کی تھی) کھینچ کر زمین پر ڈال دیئے پھر وہ اژدہا اس عورت کے پاس گیا تا کہ اس کے بچے کو نگل لے۔ مگر وہ بچہ جنی جو لوہے کے عصا (قوت قدسیہ) سے حکومت کرے گا اور بہت جلد خدا کے پاس بھیجا گیا اور وہ عورت (شرع محمدی) بیابان (حجاز) کو بھاگ گیا تا کہ ۱۲۶۰ دن (سال) تک اس کی پرورش کی جائے۔

۳......مکاشفہ نمبر ۱۱ میں ہے کہ مجھے عصا کی مانند (معین و مددگار ہر عاجز) ایک (مرد کامل) نے ناپنے کی لکڑی دی اور کہا گیا کہ مقدسوں کو ناپوں (اور ان کا حال دریافت کروں) اور صحن کو نہ ناپوں (کیونکہ اس پر دوسروں کا قبضہ ہے) دوسرے لوگ ۴۲ ماہ (۱۲۶۰ سال) تک پامال کریں گے (شریعت روحانی عقائد نہیں بدلتی اور شریعت جسمانی کے عبادات ومعاملات وغیرہ بدل جاتے ہیں اور یہی صحن اور مقدس کی حقیقت مبدلہ ہے) اور میں اپنے دو گواہوں (محمد وعلی) کو اختیار دوں گا اور وہ ٹاٹ اوڑھے ہوئے (اور پرانی شریعت کی

تصدیق کرتے ہوئے) ۱۲۶۰ دن نبوت کرینگے اور یہ وہی دو (محمد وعلی) چراغدان ہیں جو خدا کے حضور کھڑے ہیں جو ان کو ضرر پہنچاتا ہے اسے ان کے منہ (احکام شرعیہ) سے آگ نکل کر کھا جاتی ہے (اور دشمن مغلوب ہوجاتا ہے) ان کو اختیار ہے کہ آسمان کو بند کر دیں تا کہ ان کی نبوت کے زمانہ میں پانی نہ برسے (اور فیض حاصل نہ ہو) اور پانیوں پر اختیار ہے کہ انہیں خون بناڈالیں (کیونکہ وہ موسیٰ ویوشع کی طرح ہیں) اور جتنی دفعہ چاہیں زمین (عرب) پر ہر طرح کی آفت (عربی قوم) لائیں۔ جب وہ اپنی گواہی دے چکیں گے تو وہ حیوان (حکومت بنی امیہ) جو ہاویہ سے نکلے گا ان سے لڑ کر غالب آئے گا۔ (اور بنی ہاشم مغلوب ہوں گے) اور ان کو مار ڈالے گا۔ اور ان کی لاشیں (شرع محمدی) اس بڑے شہر (ملک سوریا و بیت المقدس پایۂ تخت بنی امیہ) کے بازار میں پڑی رہیں گی۔ جو مصر اور سدوم کہلاتا ہے۔ جہاں ان کا خداوند بھی مصلوب ہوا تھا۔ اور لوگ ان کی لاشوں کو (شریعت محمدی مردہ اور بے فیض کو) ساڑھے تین دن (۱۲۶۰ سال) تک دیکھتے رہیں گے اور دفن نہ کرنے دیں گے اور خوشیاں منائیں گے، کیونکہ ان دونوں نبیوں نے ان کو بہت ستایا تھا۔ ساڑھے تین دن (۱۲۶۰ سال) کے بعد ان میں زندگی کی روح (باب وبہاء کا ظہور) داخل ہوئی اور کھڑے ہوگئے۔ لوگ ڈر گئے اور آسمان سے آواز آئی کہ اوپر آجاؤ تو بادل پر سوار ہو کر آسمان پر چڑھ گئے۔ (یعنی باب وبہاء شہید ہوگئے) دشمن ان کو (ان کی عظمت) دیکھ رہے تھے پھر اسی وقت ایک زلزلہ آیا (اور قتل باب کے وقت شیراز میں زلزلہ آیا اور وبا پھیل گئی) اور شہر کا دسواں حصہ گر گیا اور ۷۰۰۰ آدمی مرے۔ دوسرا افسوس (باب) ہو چکا۔ تیسرا افسوس (بہاء اللہ) ہونے کو ہے۔ ''حزقی ایل'' فصل نمبر ۳۰ میں ہے کہ اے آدم زاد (بہاء اللہ) نبوت کر اور خداوند کہتا ہے کہ افسوس اس روز پر۔ پھر مکاشفہ نمبر ۱۱

میں ہے کہ ساتویں فرشتہ (مبشر بالمسیح) نے نرسنگا پھونکا تو آسمان پر یہ آواز بلند ہوگئی۔ کہ دنیا کی بادشاہت خداوند اور مسیح (بہاء اللہ) کی ہوگئی اور وہ ابدالآباد تک بادشاہی کرے گا اور چوبیس بزرگوں نے جو خدا کے پاس تخت پر بیٹھے تھے سجدہ کر کے کہا کہ شکر ہے کہ اے خدا تو نے بادشاہی کی (ہر ایک دور نبوت میں بارہ اصفیاء گذرے ہیں۔ چنانچہ دور ابراہیمی میں یعقوب کے بارہ بیٹے اصفیاء تھے، دور موسوی میں بارہ نقیب اور دور محمدی میں بارہ امام تھے' لیکن دور بہاء میں چوبیس اصفیاء ہیں) اور وہ وقت آگیا ہے کہ مردوں (محبت الٰہی سے خالی آدمیوں) کا انصاف ہو اور تیرے بندوں اور نبیوں کو جو تجھ سے ڈرتے ہیں اجر دیا جائے (اور ابرِ پُر از فیض جاری کیا جائے) اور خدا کا مقدس (تعلیم بہائی کی فلاح) جو آسمان پر ہے کھولا گیا اور اس کے عہد کا صندوق (کتاب عہد) دکھائی دیا، بجلیاں (انوار) پیدا ہوئیں، بھونچال آیا اور اولے پڑے (اور غضب الٰہی منکروں پر نازل ہوا)

یہ امر نا قابل تردید ہے کہ مرزائی مذہب نے بہائیت کا ہر امر میں تتبع کیا ہے۔ مگر اس موقع پر مکاشفات کی تحریف میں وہ کامیاب نہیں ہو سکے جس قدر کہ بہائیوں نے قطع و برید سے کام لے کر مکاشفات کو اپنے بانیانِ مذہب پر چسپاں کر دکھلایا ہے لیکن حقیقت شناس طبائع خوب سمجھ چکی ہیں کہ ان دونوں کی نکتہ آفرینی صرف ابلہ فریبی کا کام دے سکتی ہے، ورنہ اگر مکاشفات کا خود مطالعہ کیا جائے تو ساری کتاب میں اول سے آخر تک نہ مسیح قادیانی کا وہاں ذکر ہے اور نہ مسیح ایرانی کا کیونکہ یوحنا حواری کے عہد میں عیسائیوں کے صرف سات گرجے تھے۔ جن کی طرف اس نے خط و کتابت کے سلسلہ میں یہ مکاشفات لکھے تھے جن کا ماحصل یہ ہے کہ میں خواب میں مسیح علیہ السلام کے پاس آسمان پر گیا ہوں جب کہ وہ خدا کے سامنے ایک تخت پر بیٹھے ہوئے تھے۔ اور چوبیس فرشتے آس پاس تھے تو آپ نے سات

گرجوں کے متعلق سات پیغام الگ الگ روانہ کئے پھر سات فرشتے دکھائی دیئے جنہوں نے مخالفین کے ہلاکت کے سامان دکھائے اور مریم علیہا السلام کو دیکھا کہ لوگوں نے آپ کی مخالفت میں بڑا زور لگایا ہے، مگر آپ کا بیٹا مسیح دوسری دفعہ دنیا میں نازل ہوا ہے اور نزول سے پہلے یاجوج ماجوج ہلاک ہو چکے ہیں۔ شیطان کی حکومت جاتی رہی ہے بت پرستی کے شہر بابل وغیرہ تباہ ہو چکے ہیں۔ اس لئے عیسائیوں کو متنبہ کیا جاتا ہے کہ وہ آمد مسیح کے منتظر رہیں اور عیسائیت پر ثابت قدم رہیں۔ یہ خواب تھا مگر انہوں نے خواہ مخواہ دخل در معقولات دے کر اصل مقصد بگاڑ دیا اور لوگوں کی آنکھوں میں مٹی ڈال کر اپنی مسیحیت منوانی چاہی تو گواندھی تقلید کے چیلے ان کے چکمہ میں آ گئے لیکن دیکھ بھال کرنے والوں کا شکار کرنا مشکل تھا اور ہے۔

(۲۳)۔اعلان نبوت مسیح قادیانی اور ایک غلطی کا ازالہ

(مورخہ ۵ نومبر ۱۹۰۱ء)

ہم پہلے بتا چکے ہیں کہ آپ نے آہستہ آہستہ دعاوی کے مراتب طے کئے تھے اور شروع میں دبی زبان سے مدعی نبوت نظر آتے تھے لیکن منتظر تھے کہ جماعت کافی ہو جائے تو گول مول اقوال کو وحی کا رنگ دے کر ''اعلان نبوت'' کے عنوان سے پیش کیا جائے تو جناب کی خوش قسمتی نے آپ کو یہ زریں موقع دیا کہ آپ سے سوال ہونے لگے کہ حضور نبی علیہ السلام کو خاتم النبیین مان کر کون مدعی نبوت ہو سکتا ہے تو اس کے جواب میں اسلامی تعلیم کے خلاف یوں کہا کہ محمد ثانی ہوں۔ اس لئے میری نبوت کوئی الگ نبوت نہیں اور نہ آپ کے بعد کوئی دوسرا نبی پیدا ہوا۔ اور جن تصریحات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی ہوگا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کی شخصیت کو چھوڑ کر کوئی دوسرا نبی نہیں ہو سکتا یا یوں کہہ کو

کوئی ایسا نبی نہیں ہوسکتا جو آپ کی شریعت کو منسوخ کر ڈالے لیکن سورہ جمعہ میں لکھا ہوا ہے کہ آخری زمانہ میں آپ روپ بدل کر مسیح موعود کہلائیں گے۔ اس لئے نبوت قادیانی نبوت محمدی کا ہی بروز ٹھہرا، کوئی الگ چیز نہ ہوئی۔

مگر ناظرین غور کریں کہ یہ تاویل آپ نے کہاں سے سیکھی؟ ظاہر ہے کہ جناب بہاء نے یہ سبق پڑھایا تھا کیونکہ ''ایقان'' میں آپ نے صاف لکھ دیا تھا کہ شمس حقیقت ایک ہے کبھی موسیٰ بن کر نمودار ہوتا ہے کبھی عیسیٰ اور کبھی محمد یا بہاء اللہ تو جو شخص اس کے مظاہر میں سے ایک کا بھی منکر ہے وہ تمام مظاہر نبوت کا منکر ہوگا۔ جیسے کہ اگر کوئی آج سورج سے انکار کرتا ہے تو گذشتہ ایام کے سورج کا بھی اسے انکار کرنا پڑے گا، کیونکہ سورج ایک ہی ہے اور لیل ونہار کے اختلاف سے اس میں جزوی اور رنگی اختلاف پیدا ہو رہا ہے مرزا صاحب نے بھی اپنی آخری تصنیف ''ایک غلطی کا ازالہ'' میں اس حقیقت کو یوں بے نقاب کر دیا ہے چنانچہ آپ لکھتے ہیں کہ:

''ایک پر یہ اعتراض ہوا کہ تیرا مرشد نبوت کا مدعی ہے اس کا جواب نفی میں دیا گیا۔ مگر حق یہ ہے کہ جو پاک وحی مجھ پر نازل ہوتی ہے اس میں ایک دفعہ نہیں صد ہا دفعہ نبی، رسول اور مرسل کے لفظ موجود ہیں اور اس وقت تو پہلے کی نسبت زیادہ صراحت موجود ہے۔ ''براہین احمدیہ'' شائع ہوئے ۲۲ برس ہو چکے ہیں اس میں مکالمہ الہیہ موجود ہے کہ **هوالذی ارسل رسوله بالهدی** (صـ ۴۹۸)، **جری الله فی حلل الانبیاء** یعنی خدا کا رسول نبیوں کے حلوں (کپڑوں) میں ہے (صـ ۵۰۴)، **محمد رسول الله والذین معه** صـ ۵۵۷، دنیا میں ایک نذیر آیا ص ۵۵۷۔ دوسری قرأت یہ ہے کہ دنیا میں ایک نبی آیا اسی طرح براہین میں مجھے متعدد جگہ رسول کے لفظ سے یاد کیا گیا ہے یہ کہنا کہ خاتم النبیین کے

بعد دعوائے نبوت کیسے صحیح ہوا غلط نکلا! کیونکہ اس کا ایک معنی یہ ہے کہ آپ کے بعد کوئی نیا یا پرانا نبی نہیں آ سکتا مگر آپ لوگ چالیس برس مسیح کو اتار کر نبی مانتے ہیں۔ اور سلسلہ وحی کو چالیس برس تک حضور ﷺ سے بھی بڑھ کر جاری رکھتے ہیں۔ بے شک یہ عقیدہ معصیت ہے اور لفظ خاتم النّبیین اور **لانبی بعدی** اس کے خلاف زبردست شاہد ہیں اور کذب صریح ہونے پر کامل شہادت ہیں اور ہمارا یہ عقیدہ نہیں۔ ہاں خاتم النّبیین میں ایک پیشینگوئی ہے جس کا علم مخالفین کو نہیں کہ خدا نے پیشینگوئیاں کرنے والے (نبیوں) کا خاتمہ کر دیا ہے اور قیامت تک پیشینگوئی کے دروازے بند کر دیئے ہیں اور ممکن نہیں کہ کوئی ہندو، عیسائی یا رسمی مسلمان نبی کا لفظ اپنی نسبت ثابت کر سکے۔ سیرت صدیقی کے سوا تمام کھڑکیاں بند کی گئی ہیں جو اس کھڑکی سے آتا ہے اس پر ظلی طور پر نبوت محمدی کی چادر پہنائی جاتی ہے۔ اس کا نبی ہونا غیرت کی جگہ نہیں کیونکہ نبی کے چشمہ سے نبوت لیتا ہے تا کہ اپنے نبی کا جلال ظاہر کرے اس لئے اس کا نام آسمان پر محمد اور احمد۔ اس کے یہ معنی ہوئے کہ محمد کی نبوت آخر محمد کو ہی بروزی طور پر ملی اور آیت کا یہ معنی ہوا کہ **وخاتم النّبیین ولا سبیل الی فیوض اللّٰہ من غیر توسطہ** تو میری نبوت میرے محمد اور احمد ہونے کی وجہ سے ہے اور یہ نام مجھے فنا فی الرسول ہونے سے ملا تو خاتم النّبیین کے معنی میں کوئی فرق نہ آیا لیکن عیسٰی کے اترنے سے ضرور فرق آ جاتا ہے۔ سو میں اب ان معنوں سے نبی اور رسول ہونے سے منکر نہیں۔ خدا نے مجھے آنحضرت ﷺ ہی کا وجود قرار دیا ہوا ہے اس لئے میرے وجود سے ختم رسالت میں کوئی فرق نہیں آیا کیونکہ ظل اپنے اثر سے علیحدہ نہیں ہوتا اور چونکہ میں ظلی طور پر محمد ہوں اس لئے ختم رسالت کی مہر نہیں ٹوٹی۔ اور محمد کی نبوت محمد تک ہی محدود رہی، محمد ہی نبی رہا نہ کوئی اور۔ جب کہ میں بروزی طور پر محمود ہوں اور بروزی رنگ میں تمام کمالات محمدیہ معہ نبوت محمدیہ

میرے آئینہ ظلیت میں منعکس ہیں تو پھر کونسا انسان ہوا جس نے الگ ہو کر نبوت کا دعویٰ کیا ہو۔ غرض کہ خاتم النبیین کا لفظ ایک الٰہی مہر ہے جو آنحضرت ﷺ کی نبوت پر لگ گئی ہے ممکن نہیں کہ یہ مہر ٹوٹ جائے، مگر ہاں یہ ممکن ہے کہ آنحضرت ﷺ نہ ایک دفعہ بلکہ ہزار دفعہ دنیا میں بروزی رنگ میں آجائیں اور بروز رنگ میں نبوت کا بھی اظہار کریں اور یہ بروز ایک قرار یافتہ عہد تھا جو **وآخرین منهم** میں مذکور ہے۔ نبیوں کو اپنے بروز پر غیرت نہیں ہوتی کیونکہ وہ انہی کا نقش اور صورت ہوتا ہے لیکن دوسرے پر ضرور غیرت ہوتی ہے۔ پس جو شخص شرارت سے مجھ پر الزام لگاتا ہے کہ میں نے نبوت اور رسالت کا دعویٰ کیا ہے وہ جھوٹا اور ناپاک ہے مجھے بروزی صورت نے نبی اور رسول بنایا ہے (اور اسی بناء پر اللہ نے مجھے نبی اللہ اور رسول اللہ کہا ہے) مگر بروزی رنگ میں میرا نفس درمیان نہیں ہے بلکہ محمد مصطفیٰ ﷺ کا ہے اسی لحاظ سے میرا نام محمد اور احمد ہوا اور نبوت اور رسالت کسی دوسرے کے پاس نہیں گئی بلکہ محمد کی چیز محمد کے پاس ہی رہی"۔

تنقید

مرزا صاحب کے طرز کلام سے یہ تو ثابت ہو گیا کہ آپ کو نبوت کا درجہ حاصل ہو چکا تھا۔ باقی رہی یہ بات کہ وہ نبوت نقلی تھی یا اصلی تناسخ یا رجعت اور بروز کے طور پر تھی یا حقیقی یا مجازی طور پر تھی اور یا محدث کو ہی نبی سمجھ بیٹھے تھے، اس لئے ہمیں کوئی بحث نہیں، کیونکہ اخیر دم تک آپ کو یہ معلوم نہ تھا کہ میں ہوں کیا۔ طبیعت مراقی تھی جس طرح خیال جم گیا اپنے ہی خلاف کہتے چلے گئے۔ چنانچہ "ضمیمہ تحفہ گولڑویہ" ص ۲۴، ۱۹۰۲ء پر لکھتے ہیں کہ محدث پر نبی کا اطلاق فصیح استعارہ ہے، استفتاء مطبوعہ ۱۹۰۷ء کے ص ۶۴ پر لکھ دیا کہ میرا نام مجازی طور پر نبی رکھا گیا ہے، تقریر "واجب الاعلام" دہلی میں لکھا تھا کہ منکر ختم نبوت کو دائرہ

اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔ ''حمامۃ البشریٰ'' ص ر ۸۱ میں لکھا کہ محدث میں نبوت کے اجزاء بالقوہ موجود ہوتے ہیں بالفعل نہیں ہوتے۔ پس محدث بالقوۃ نبی ہے' اگر نبوت کا دروازہ بند نہ ہوتا تو وہ بھی بالفعل نبی ہوتا۔

''شہادت القرآن'' طبع دوم ص ۲۷ میں لکھ دیا کہ حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا اس شریعت میں نبی کے قائمقام محدث رکھے گئے ہیں۔ ۱۹۰۲ء میں جب بمقام لاہور مولوی عبدالحکیم کلانوری مرحوم سے مباحثہ ہوا تو آٹھ گواہوں کے سامنے آپ نے حقیقی نبوت سے دستبردار ہوتے ہوئے ایک تحریر دی کہ'' ابتداء سے میری نیت یہی ہے کہ میں محدث کو نبی جانتا ہوں جو متکلم کے نام سے مشہور ہے (مسلمان اگر محدث کو نبی کہنا مناسب نہیں سمجھتے) تو اپنے بھائیوں کی دلجوئی کیلئے اس لفظ کو دوسرے پیرایہ میں بیان کرنے سے کیا عذر ہو سکتا ہے۔ سو ہر جگہ (میری تصانیف میں) نبی کے بجائے محدث کا لفظ سمجھیں اور اس (لفظ نبی کو) کاٹا ہوا خیال کریں'' یہ اقرار نامہ قول مجد میں مولوی احسن امروہی نے بھی نقل کیا ہے۔ ناظرین کو تعجب ہو گیا ہوگا کہ کوہ کندن اور کاہ برآوردن کا معاملہ ہوا کہ لو جی سنا تھا کہ مرزا جی نبی ہیں۔ چودم برداشتم مادہ برآمد شعر

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا — جو چیرا تو اک قطرہ خوں نہ نکلا

دیکھا تو اقرار نامہ میں بالکل ہی مکر گئے اور ''قول مجد'' میں اس مقام پر یہ لکھا ہے کہ آپ نے یہ بھی وعدہ کیا تھا کہ ایسے مشتبہ الفاظ نہ لکھوں گا' مگر یہ وعدہ بھول گئے اور ۱۹۰۷ء میں پھر وہی دلآزار لفظ لکھ دیا کہ میں نبی ہوں۔ اور ۱۹۰۸ء کو مئی کے پرچہ اخبار عام میں شائع کر دیا کہ ''خدا کے فضل سے ہم نبی اور رسول ہیں'' اس حرکت ناشائستہ کا ارتکاب اور وعدہ خلافی کا اختیار کرنا ایسا عیب ہے کہ جو معمولی اخلاق کا مالک انسان بھی گوارا نہیں کر سکتا

'تو اگر ایک مقدس ہستی اپنے لفظوں سے پھر جائے تو سخت افسوس ہوگا اور یہ کہنے کا موقع نہیں رہے گا کہ اس کی زندگی بے لوث تھی۔ اصل بات یہ تھی کہ مولوی عبدالحکیم صاحب کلا نوری مرحوم کو بھی آپ نے چقمہ دیکر پیچھا چھڑایا تھا کہ میں محدث ہوں نبی نہیں ہوں' کیونکہ آپ کے نزدیک محدث کی شخصیت وہ نہیں جو اسلام میں مشہور ہے کہ وہ **نور ایمان** کی وجہ سے واقعات کا پس وپیش اس طرح عیاں دیکھتا ہے کہ گویا اس کو کسی نے کچھ بتا دیا ہوا ہے' اس حالت کا نام فراست ایمانیہ ہے اور یہ صفت اولیاء اللہ میں کبھی کبھی پائی جاتی ہے جس سے کوئی شخص بالقوہ بھی نبی نہیں بن سکتا' کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حضور ﷺ نے محدث تسلیم کیا تھا وہ اس لئے اول المحدثین تھے' مگر باوجود اس کے آپ نے کسی طرح کی نبوت کا دعویٰ نہیں کیا نہ بالفعل، نہ بالقوہ، نہ مجازی، نہ حقیقی، نہ اصلی، نہ نقلی اور نہ بروزی، نہ عکسی اور نہ مستقل اور نہ غیر مستقل۔ یہ تمام اصطلاحی الفاظ مدعیان نبوت کے زیر استعمال رہے ہیں اور کبھی صوفیائے کرام نے بھی ایسے شطحیات کہہ دیئے ہیں، لیکن بعد میں یا تو انہوں نے خود انکار کر دیا تھا اور یا اہل حق نے اصلاح کروا ڈالی تھی تو فتنہ فرو ہو گیا تھا۔

ع — بدنام بھی ہوں گے تو کیا نام نہ ہوگا؟

ہاں مرزا صاحب کے نزدیک محدث کی شخصیت اتنی بڑھی ہوئی ہے کہ کبھی وہ خدا میں بھی گھس سکتی ہے اور کبھی خدا اس میں گھس جاتا ہے اور تمام انبیاء واولیاء کا مظہر بنتی ہے اور جامع جمیع صفات کمالیہ کی بن کر اور تمام انبیاء سے مساوات پیدا کر کے کہ

آنکہ دادست ہر نبی را جام — داد آں جام را مرا بتمام

توہین انبیاء میں بھی اتنی جرأت دکھاتی ہے کہ

ع — عیسیٰ کجاست تا بنہد پا بمنبرم؟

پس اس شخصیت کا محدث تمام انبیاء سے افضل ٹھہرا تو اسے نبی یا رسول بننے کی کیا ضرورت تھی اس لئے مولوی صاحب کو چتمہ دے دیا کہ آئندہ میں نبی کا لفظ اپنے لئے استعمال نہ کروں گا مگر پھر جب خیال آیا کہ محدث کی اصلیت سوائے اظہار نبوت کے منکشف نہیں ہو سکتی تو پھر خلاف وعدہ اپنے آپ کو نبی کہنا شروع کر دیا اور یہاں تک بڑھ گئے کہ "اربعین" میں نبی تشریعی اور مستقل ناسخ شرع ہونے کا بھی دبی زبان سے دعویٰ کر دیا۔

اب ہم بتاتے ہیں کہ مرزا صاحب کی محدثیت میں کیا کیا دھرا پڑا ہے۔ آپ غور سے اعلان نبوت کی عبارت پڑھیں تو آپ کو مندرجہ ذیل باتیں معلوم ہوں گی کہ:

۱...... جناب نے یہ پیش کیا ہے کہ نبوت جس طرح پہلے جاری تھی اسی طرح حضور ﷺ کے بعد میں بھی جاری چلی آئی ہے اور قیامت تک چلی جائے گی، مگر فرق صرف اتنا ہے کہ عہد رسالت سے پہلے ہر ایک مذہب میں جاری تھی اور عہد رسالت کے بعد مذہب اسلام سے خاص ہو گئی اور مسلمانوں میں اس نبوت کو وہ لوگ حاصل کرتے رہے جو فنا فی الرسول ہو کر صدیقی کھڑکی سے داخل ہوتے آئے ہیں اور مسیح قادیانی نے جب نبوت حاصل کی تو صرف اپنے خاندان کیلئے مخصوص کر لی اور باقی تمام مسلمانوں کو اس سے محروم کر دیا۔ مگر ہمارے نزدیک یہ افسانہ طرازی صرف اس شخص پر موثر ہو سکتی ہے جو اسلامی تعلیم سے ناواقف ہو اور یہ بھی سمجھتا ہو کہ علوم مروجہ کے حاصل کرنے سے میں نے اسلام بھی سیکھ لیا ہے ورنہ ٹھوس لیاقت کا انسان اسے بلا ثبوت اور بلا دلیل ہونے کی وجہ سے صرف مرزا صاحب کے کہنے پر ماننے کیلئے تیار نہیں۔

۲...... تعلیم بہائیہ اور ہندو تاثرات کے ماتحت آپ نے یہ بھی کہہ دیا ہے کہ جناب محمد ﷺ بار بار دنیا میں روپ بدل کر آتے رہے ہیں اور ہزاروں دفعہ قیامت تک روپ بدل کر آتے

رہیں گے۔ اس روپ دھارنے کو رجعت، تناسخ اور بروز وغیرہ کے الفاظ سے سمجھایا جا سکتا ہے۔ بہر حال یہ مسئلہ یہود و نصاریٰ سے حاصل کیا گیا ہے یا ہندوؤں اور سکھوں سے اڑایا ہے[1] کیونکہ آپ کو کرشن اوتار اور جیسنگھ بننے کی سخت ضرورت تھی، مگر نہ آریوں نے مانا اور نہ سکھوں نے۔ مسلمان بھی پھنسے تو وہی جو عقل کے دشمن تھے یا جن کے پیچھے عقل ڈنڈا لئے پھرتی تھی۔

۳.....نمبر دوم کے خلاف آپ نے دعویٰ کیا کہ میں محمد ثانی ہوں اور میری بعثت بعثت محمدی ہی ہے اور خدا نے میرا نام محمد رکھا ہوا ہے کیونکہ خدا اپنے پیاروں کو نبیوں کے نام دیا کرتا ہے مگر یہ دعویٰ ایسا ہے کہ جس پر سوائے اس کے کوئی اور دلیل نہیں کہ ہم نے کہہ دیا ہے اور بس۔ کیونکہ ہم کرشن ہیں اور رجعت و تناسخ کا ثبوت اس نے اپنی کتاب ''گیتا'' میں بار بار پیش کیا ہے۔

۴.....آپ نے یہ بھی کہہ دیا ہے کہ مجھ میں حضور ﷺ کے تمام صفات کمالیہ حاصل ہو گئے ہیں اور خاتم الانبیاء بھی بن گیا ہوں تا کہ یہ ثابت ہو سکے کہ آئندہ رسالت میری اولاد میں ہی جاری رہے اور ان لوگوں میں جو میرے مخلص تابعدار بن کر صدیقی کھڑکی سے داخل ہوں۔ یہاں تک تو آپ نے ثابت کر دیا کہ مجھ میں اور حضور ﷺ میں کوئی فرق نہیں رہا سوائے اس کے کہ آپ اصلی محمد ہیں اور میں نقلی یا وہ اصل ہیں اور میں ان کا سایہ۔ بہر حال اس قسم کی مساوات ایسی اہل اسلام کیلئے جان فرسا ہے کہ اس سے بڑھ کر تکفیر کے لئے کوئی مکمل سامان نہیں ہوسکتا، کیونکہ جب حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ جیسی شخصیت آپ کے مساوی نہ ہو سکی تو دوسرے امتی کی کیا وقعت ہے کہ آپ کے غبار پا کے برابر بھی ہو سکے۔

[1] سب سے پہلے اسلام میں عبداللہ بن سبا مسلم نما یہودی نے بروزی محمدی کا اعلان کیا تھا۔۱۲ آسی

۵......محدث کی شخصیت کو آپ نے اتنا بڑھایا کہ حضور ﷺ کے مساوی لا کر کھڑا کر دیا اور جب دوسرے دعوؤں کا خیال کیا جائے تو ثابت ہوتا ہے کہ اس مساوات کے حاصل کر لینے کے بعد آپ کو وہ مدارج بھی حاصل ہو گئے تھے جو کسی نبی کو حاصل نہیں تھے۔ مثلاً خدا سے متحد ہونا، خدا کی صفت بننا، خدا کا کار مختار بننا اور تمام انبیاء کا مظہر بننا وغیرہ۔ یہ ایک ایسی حرکت ہے جو کسی ایماندار سے سرزد نہیں ہو سکتی سوائے اس کے وہ اسلام چھوڑ کر مستقل نبوت کا مدعی ہو۔

۶......ایک جگہ آپ نے اپنی حرکت کو خدا کی طرف منسوب کرتے ہوئے لکھا ہے کہ خدا نے لوگوں سے خوب چال چلی کہ براہین میں مجھے نبی بنا کر لوگوں کو اشتباہ میں ڈالے رکھا اور جب یہ مخالفت میں ہلاک ہو چکے تو میری نبوت کا صریح اعلان کروا دیا۔ تو گویا ۲۲ برس تک خدا امت محمدیہ کو دھوکا دیتا رہا ہے اور آپ بھی دھوکا دیتے رہے۔ حق بر زبان جاری۔ اصل بات نکل آئی کہ آپ نے شروع سے ہی نبوت کی ٹھان لی تھی' مگر اخلاقی کمزوری سے ۲۲ برس اینچ پیچ میں ہی گذار دیئے اور جب اپنی جماعت بن گئی تو اعلان کر دیا کہ میں ایسا محدث نبی ہوں کہ جو کمالات ایک ایک نبی میں تھے وہ سارے ہی مجھ میں پائے گئے ہیں۔ تو بھلا ایسا چالاک نبی کب خدا کا پیارا بن سکتا ہے اور تکفیر سے بچ کر اپنی پوزیشن، اخلاقی کمزوری سے کیسے پاک رکھ سکتا ہے؟

۷......بہائی مذہب کی پیروی کرتے ہوئے جناب نے یہ بھی پیش کیا ہے کہ حضور ﷺ بھی تین سال تک اعلان نبوت نہ کر سکے تھے (جیسا کہ ۱۳۳۵ھ کی تقریر میں بیان ہو چکا ہے) اور بقول شیعہ غیبت صغریٰ میں رہے تھے اور میں بھی بائیس برس تک اسی غیبت میں رہا کیونکہ میری مخالفت ان سے بڑھ کر تھی۔ مگر جب حکومت برطانیہ آپ کے ساتھ تھی تو کوئی

وجہ نہ تھی کہ آپ پہلے دن ہی نبی نہ بن جاتے۔ شاید یہ ڈر ہوگا کہ مجھ پر میرا ہی نسخہ نہ برتا جائے کہ مفتری علی اللہ اور مدعی نبوت قطع وتین کے عذاب سے فوری موت کے ساتھ مرتا ہے مگر خدا کی قدرت دیکھئے اعلان نبوت کرنا ہی تھا کہ سات برس کے اندر ہی ہیضہ سے فوری موت نے پیر صاحب کی بددعا کے زیر اثر آ دبوچا اور یہ ظاہر کر دیا کہ واقعی آپ کی نبوت دھوکے کی ہی تھی۔

۸......اس تقریر میں آپ نے فیصلہ کر دیا ہے کہ خاتم کا مفہوم یہ ظاہر کرتا ہے کہ جس پر مہر لگ جائے اس میں کمی بیشی نہیں ہوسکتی اور حضور ﷺ آخری نبی تھے جن کے بعد دوسرا نبی نہیں آسکتا' مگر آپ کے مرید اس ضد پر اڑے ہوئے ہیں کہ خاتم النّبیین کا معنی آخری نبی نہیں بلکہ کامل نبی مراد ہے جس کے ماتحت اور نبی بھی ہوسکتے ہیں' تو گویا جس چال پر آپ چل رہے ہیں اسے چھوڑ کر مریدوں نے دوسری آسان چال نکال لی ہے جس سے ہم حیران ہیں کہ آیا ان کے نبی کو ناقص البیان سمجھیں یا ان لوگوں کو گستاخ جانیں کہ اپنے نبی کی مخالفت کرنے سے بھی شرم نہیں کرتے مگر۔ ؎

نیش عقرب نہ از پے کین ست　　مقتضائے طبیعتش این است

۹......نبوت کا بنڈل چاروں طرف مہروں سے بند کیا ہوا موجود تھا۔ آپ نے اپنے کیمرہ وجودی میں اس کا فوٹو حاصل کر کے دعویٰ کر دیا کہ جو کمالات اس بنڈل میں تھے سب ہی مجھ میں موجود ہوگئے ہیں۔ مگر پہلے تو ہم بلادلیل کیسے مان لیں کہ آپ فوٹو کا کیمرہ بن چکے تھے۔ اسکے بعد ہم کیسے مانیں کہ کسی چیز کی تصویر میں اسکی خاصیتیں بھی موجود ہوجاتی ہیں۔ خود آپ کی تصویر مریدوں کے پاس موجود رہتی ہے مگر اس میں نہ آپ کی کوئی تاثیر موجود ہے اور نہ وہ بول کر آپ کی طرح کسی کو پلیٹ میں لاسکتی ہے۔ بہر حال یہ

ایسا چھمہ دیا گیا ہے کہ سادہ مزاج فوراً پھنس جاتے ہیں، مگر حقیقت شناس جانتے ہیں کہ آپ وہی ہیں جو ہیں ۔

بہر رنگے کہ خواہی جامہ مے پوش   من انداز قدت را مے شناسم

۱۰......اپنے آپ کو نبوت محمدی کا حقدار ثابت کرنے میں جو طریق جناب نے اختیار کیا ہے آپ نے کمال کر دیا ہے۔ اپنی نبوت کو محدثیت بنا کر اس طرح بانس پر چڑھایا کہ تمام نقلی نبوتوں کے دانت کھٹے کر دیئے اور پھر امتی کے امتی بنے رہے۔ بلی سات چوہے کھا کر پھر حاجن کی حاجن۔ یہ چال اگر عقل سلیم تسلیم کرتی ہے تو جارج پنجم کا ایک مخلص دوست کہہ سکتا ہے کہ میں فنا فی الجارج ہو کر جارج ثانی بن گیا ہوں' اس لئے انگریزی حکومت کا وارث میں ہی ہوں اور میرے بعد وہ لوگ وارث ہیں جو میری نسبی یا روحانی اولاد ہوں گے۔ بہر حال یہ ایک ایسی مکروہ حرکت ہے کہ جس سے ادنیٰ درجہ کا مسلم بھی نفرت کرتا ہے۔

۱۱......اگر آپ کو تمام کمالات محمدی کے حاصل کرنے میں سچا مان لیا جائے تو امتحان کرنے سے بالکل فیل نظر آتے ہیں کیونکہ حضور ﷺ کا کوئی کمال بھی آپ میں موجود نہ تھا۔ نہ صحت اور تنومندی تھی، نہ فصاحت و بلاغت تھی کہ آپ کے اقوال بھی ضرب المثل بن جاتے، نہ شجاعت و شہامت، نہ سلطنت و بادشاہت تھی، نہ بیکسی اور یتیمی تھی نہ جود و سخا تھا، نہ جان کے خطرہ میں وطن چھوڑنا پڑا نہ حکومت کی مخالفت تھی، نہ دشمنوں کے بار بار حملوں سے سینہ سپر ہو کر جوابدہی کے طور پر جنگ آزما ہونے کا موقع پیش آیا تھا، نہ قومی احساس تھا نہ قومی ہمدردی میں جانثاری تھی، نہ یہ موقعہ حاصل تھا کہ ایک پست قوم کو عرش معلیٰ تک پہنچایا ہوتا اور نہ پیشینگوئی کا بغیر تاویل کے پورا ہونا، نہ بددعاؤں کی تاثیر کاری طور پر تھی، نہ خوش بیانی تھی نہ شیریں گفتاری اور تحمل تھا، نہ برائی کے بدلے نیکی تھی، نہ عبادت تھی نہ زہد تھا، نہ تقویٰ تھا نہ

پرہیز گاری تھی، نہ دنیا سے بے تعلقی تھی نہ سادہ خوراک تھی، نہ سادہ لباس تھا نہ قناعت تھی، نہ صبر تھا نہ توکل تھا، نہ تبتل الی اللہ تھا۔ غرض کہ کچھ بھی نہ تھا تو پھر کس شیخی سے کہہ دیا کہ مجھ میں حضور ﷺ کے تمام صفات کمالیہ حاصل ہو گئے ہیں۔ کیا یہ دعویٰ موجب تکفیر نہیں ہو سکتا؟

۱۲...... جب محمد ثانی کا دعویٰ تھا تو کرشن کے مدعی کیوں بنے؟ جٹیا کیوں ہوئے؟ جے سنگھ بہادر کیوں بنے؟ حجر اسود، خدا، خدا کا بیٹا، خود خدا، بلکہ خدا کا باپ، مریم، ابن مریم، معجون مرکب، سنگ قادیان اور قادیانی پتھر اپنے آپ کو کیوں بنایا؟ کیا کبھی ہمارے نبی ﷺ نے ان دعاوی میں سے کبھی ایک دعویٰ بھی کیا تھا؟ کوئی پیچیدہ مسئلہ نہیں، کوئی صریح آیت یا حدیث دکھا دیجئے ہم مان لیں گے اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر یہ کیوں شیخی بگھاری کہ میں محمد ثانی ہوں۔ پس اگر یہ چقمہ دیا ہے تو اپنی ہستی خراب کر لی۔ نہیں دیا تو حضور ﷺ سے بڑھ کر دعویٰ ہوا تو پھر تکفیر سے کیا ڈر؟

۱۲...... خلاصہ یہ ہے کہ اس اعلان نبوت کا ایک ایک لفظ ہمارے اسلام کے خلاف ہے اور جو امور آپ نے پیش کیے ہیں ان میں کا ایک بھی تو انسان کو خارج از اسلام کر دینے کیلئے کافی ہے تو بھلا جب سارے اکٹھے ہو جائیں تو ایسے شخص کو کیوں ایسا نہ سمجھا جائے کہ اس نے نیا اسلام اور نئی نبوت پیش کی تھی اور جو کچھ بہائی مذہب نے کیا تھا وہی رنگ مرزائیت کو دیا تھا؟ اور کیوں ہم یوں نہ کہیں کہ جب بہائیوں کے نزدیک مرزائیت کفر ہے اور مرزائیت کے نزدیک بہائیت کفر ہے تو ہمارے نزدیک دونوں مذہب کیوں کفر نہ ہوں گے؟ بالخصوص جب کہ ہم کو دونوں مذہب مخالف نبوت بنا کر جہنمی اور کافر قرار دیتے ہیں۔

(۲۴)۔ دشنامہ قادیانی مسیح

مرزا صاحب نے اپنا اتحاد حضور ﷺ سے پیش کیا ہے مگر ذیل کا دشنامہ یہ ظاہر کرتا

ہے کہ جناب کو حضور ﷺ سے دور کی بھی نسبت نہ تھی، کیونکہ حضور ﷺ (**لم یکن فحاشا**) فحش گو نہ تھے اور آنجناب کی کوئی تحریر بھی فحش گوئی سے خالی نہ تھی۔ چنانچہ "کتاب البریہ" میں جناب خود مان چکے ہیں کہ مجھے تقریباً چار سو گالیاں دی گئیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ کم از کم زیادہ نہ سہی تو جناب نے بھی تو لوگوں کو چار سو گالیاں دی ہوں گی جن کا خلاصہ بلا تکرار لفظی کتاب "تحریک قادیان" مصنفہ مدیر "سیاست" لاہور سید حبیب صاحب سے نقل کیا جاتا ہے جو کہ ردیف وار ہے:

(الف) اے بدذات فرقہ مولویاں تم نے جس بے ایمانی کا پیالہ پیا وہی نام کالانعام کو بھی پلایا، اندھیرے کے کیڑو، ایمان وانصاف سے دور بھاگنے والا، اندھے، نیم دہریہ، ابولہب، اسلام کے دشمن، اسلام کے عار، اے جنگل کے وحشی، اے نابکار، ایمانی روشنی سے مسلوب، احمق، مخالف، پلید، دجال، اسلام کے بدنام کرنے والے، اے بد بخت مفتریو، اعمی، اشرار، اول الکفرین، اوباش، اے بدذات، خبیث، دشمن اللہ ورسول، ان بیوقوفوں کو بھاگنے کی جگہ نہ رہے گی اور صفائی سے ناک کٹ جائے گی۔

(ب) بے ایمان، اندھے مولوی، بدگوہری ظاہر نہ کرتے، بے حیائی سے بات بڑھانا، بد دیانت، بے حیا انسان، بدذات، فتنہ انگیز، بدقسمت، منکر، بد چلن، بخیل، بد اندیش، بد باطن، بد بخت قوم، بدگفتار، بدعلماء باطنی، جذام، بخل کی سرشت والے، بیوقوف، جاہل، بیہودہ، علمائے بے بصر۔

(پ) پاگل، بدذات، پلید طبع۔

(ت) تمام دنیا سے بدتر، تنگ ظرف، ترک حیا، تقویٰ اور دیانت کے طریق کو بکلی چھوڑ دینا، ترک تقوی کی شامت سے ذلت پہنچ گئی، تکفیر ولعنت کی جھاگ منہ سے نکالنے کیلئے۔

(ث) ثعلب، **ثم اعلم ایها الشیخ الضال والدجال البطال۔**

(ج) جھوٹ کی نجاست کھائی، جھوٹ کا گوبر کھایا، جاہل، وحشی، جادہ صدق وصواب سے منحرف، جعلساز، جیتے ہی جی مر جانا۔

(چ) چوہڑے چمار۔

(ح) حمار، حمقا، حق سے منحرف، حاسد، حق پوش۔

(خ) خبیث طبع مولوی جو یہودیت کا ضمیر اپنے اندر رکھتے ہیں، خنزیر سے زیادہ پلید، خطا کی ذلت، انہی کے منہ میں، خالی گدھے، خائن، خیانت پیشہ خاسرین، **خالیة من نور الرحمن**، خام خیال، خفاش۔

(د) دل سے محروم دوکھادے، دیانت وایمانداری سے خالی، دجال، دروغ گو، دشمن سچائی، دشمن حق، دشمن قرآن، دلی تاریکی۔

(ذ) ذلت کی موت، ذلت کے ساتھ پردہ داری، ذلت کے سیاہ داغ ان کے منحوس چہروں کو سؤروں اور بندروں کی طرح کردیں گے، ذلت سے غرق ہو جاؤ۔

(ڈ) ڈوموں کی طرح مسخرہ۔

(ر) رئیس الدجال، ریش سفید کو منافقانہ سیاہی کے ساتھ قبر میں لے جائیں گے، روسیاہ، روباہ باز، **رئیس المنافقین، رئیس المعتدین، راس الغاوین**۔

(ز) زہرناک مارنے والے، زندیق، **زور کم یفشوالی موحی الغرور**

(س) سچائی چھوڑنے کی لعنت انہی پر برسی، سفلی ملاں، سیاہ دل منکر، سخت بے حیا، سیاہ دل فرقہ، کس قدر شیطانی افتراؤں سے کام لے رہا ہے، سادہ لوح سانسی، سفہاء، سفلہ، سلطان المتکبرین، **الذی اضاع نفسه بالکبر والتوهین**، سگ بچگان۔

(ش) شرم وحیا سے دور، شرات خباثت وشیطانی کاروائی والے، شریف از سفلہ نمے تر سد بلکہ از سفلگی اومیتر سد، شریر مکار، شیخی سے بھرا ہوا شیخ نجدی۔

(ض) ضال، ضررهم اكثر من ابليس لعين.

(ط) طالع منحوس طبتم نفاقا بالفاء الحق والدين.

(ظ) ظلمانی حالت۔

(ع) علماء السوء، عداوت اسلام عجب دیندار، عدو العقل، عقارب، عقب الكلب (کتے کی نسل) عدوہا۔

(غ) غول الاغوال، غدار سرشت، غالی، غافل

(ف) فمت یا عبد الشیطان فریبی، فن عربی سے بے بہرہ، فرعونی رنگ۔

(ق) قبر میں پاؤں لٹکائے ہوئے، قست قلوبهم قد سبق الكل فى الكذب۔

(ک) کینہ ور، کمہارزادے، کوتاہ نطفہ، کھوپڑی میں کیڑا، کیڑوں کی طرح خود ہی مرجائیں گے، کتے، کمینہ، کج دل قوم

(گ) گدھا، گندے اور پلید فتوے والے، گندی کارروائی والے، گندی عادت، گندے اخلاق، گندہ دہانی، گندی روحوں۔

(ل) لاف وگزاف والے، لعنت کی موت

(م) مولویت کو بدنام کرنے والو، مولویوں کا منہ کالا کرنے کیلئے، منافق، مفتری، مورد غضب، مفسد، مرے ہوئے کیڑے، مخذول، مہجور، مجنون، مغرور، منکر، مجوب مولوی مگس طینت، مولوی کی بک بک، مردار خوار مولویو! نجاست نہ کھاؤ۔

(ن) نااہل مولویو۔ ناک کٹ جائے گی، ناپاک طبع لوگوں نے، نابینا علماء، نمک حرام نفسانی

ناپاک نفس، نابکار قوم، تفرقی ناپاک شیوہ، نادان متعصب، نالائق، نفس امارہ کے قبضہ میں نااہل حریف، نجاست سے بھرے ہوئے، نادانی میں ڈوبے ہوئے، نجاست خواری کا شوق

(و) وحشی طبع، وحشیانہ عقائد والے۔

(ہ) ہالکین، ہندوزادہ۔

(ی) یک چشم مولوی، یہودیانہ تحریف، یہودی سیرت، **یاایھا الشیخ الضال والمفتری البطال**، یہود کے علماء، یہودی صفت۔

مندرجہ ذیل نظم بھی جناب کی گندہ ذہنی کا ثبوت ہے

نظم

اک سگ دیوانہ لودیانہ میں ہے	آج کل وہ خرشتر خانہ میں ہے
بد زباں بد گوہر و بد ذات ہے	اس کی نظم و نثر واہیات ہے
آدمیت سے نہیں ہے اس کو مس	ہے نجاست خوار وہ مثل مگس
سخت بد تہذیب اور منہ زور ہے	منہ پر آنکھیں ہیں مگر دل کور ہے
حق تعالیٰ کا وہ نافرمان ہے	آدمی کا بے کو ہے شیطان ہے
چیختا ہے بے ہدے مثل حمار	بھونکتا ہے مثل سگ وہ بار بار
مغز لونڈوں نے لیا ہے اس کا کھا	بکتے بکتے ہوگیا ہے باؤلا
کچھ نہیں تحقیق پر اس کی نظر	اس کا اک استاد ہے سو بد گہر
دوغلا استاد اس کا پیر ہے	اس کی صحبت کی یہ سب تاثیر ہے
جہل میں بوجہل کا سردار ہے	بولھب کے گھر کا برخوردار ہے
سخت دل نمرود یا شداد ہے	جانور ہے یا کہ آدم زاد ہے

ہے وہ نابینا و یا خفاش ہے — مسخرہ ہے منہ پھٹا اوباش ہے

وہ مقلد اور مقلد اس کا پیر — پھر محدث بنتے ہیں دونوں شریر

اس کو چڑھتا ہے بخاری سے بخار — پھیرتا ہے اس سے منہ اب نابکار

شورشیخی ان کی ہر رگ رگ میں ہے — جس طرح کہ زہر مار و سگ میں ہے

ہائے صد افسوس اس کے حال پر — لاکھ لعنت اس کے قیل و قال پر

آدمی ہے یا کہ ہے بندر ذلیل — مل گیا کفار سے وہ بے دلیل

وہ یہودی ہے نصاریٰ کا معین — پادری مردود کا ہے خوشہ چین

ذیل میں وہ فحش گوئی درج کی جاتی ہے جو دوسروں نے پیش کی ہے مثلاً:

کل مسلم یقبلنی ویصدق دعوتی الا ذریة البغایا. (آئینہ ص/۵۴۲) جو مسلمان ہماری فتح کا قائل نہ ہوگا تو صاف سمجھا جائے گا کہ اسے ولد الحرام بننے کا شوق ہے اور وہ حلال زادہ نہیں ہے۔ حرام زادہ کی یہی نشانی ہے کہ وہ سیدھی راہ اختیار نہ کرے۔

(انوار خلافت ص ۳۰)

ان العدی صاروا خنازیر الخنا. ونسائهم من دونهن الاکلب.

(نجم الہدیٰ ص ۱۰)

اذیتنی خبثاً فلست بصادق ان لم امت بالخزی یا ابن بغاء.

(تتمہ حقیقة الوحی، ص/۱۵)

من ینکرنی فهو کافر. (حقیقہ ص ۱۶۳)

''درثمین'' اردو میں ہے۔

بن کے رہنے والو تم ہرگز نہیں ہو آدمی — کوئی ہے روباہ کوئی خنزیر اور کوئی ہے مار

ہم اس مبحث میں دور نہیں جانا چاہتے۔ کیونکہ آپ کے متعلق یہ مسلم الثبوت نظریہ ہے کہ آریوں، عیسائیوں، ہندوؤں اور مسلمانوں کو اس تحقیرانہ اور ناقابل برداشت الفاظ سے مخاطب کیا ہے کہ جن کے سننے کی ادنیٰ غیرت بھی اجازت نہیں دیتی۔ آپ کی پہلی کتاب ''براہین'' سے لے کر آخری کتاب ''نزول مسیح'' تک مطالعہ کرنے والا تحقیرانہ پیرایہ کے فقرات اور مقدسانہ گالیاں نوٹ کرنے لگ جائے تو شاید کوئی مقام بھی ایسا دکھائی نہ دے گا کہ جس میں مخاطب کو دوشالہ میں لپیٹ کر جوتے سے تواضع نہ کی ہو اور اس دل آزار رویہ پر آپ کو پھر ناز بھی ہے کہ قرآنی آیات میں مخالفین کو اسی محقرانہ طرز پر خطاب کیا گیا ہے اور البشریٰ کے ایک مقام پر ایک الہامی شان نزول بھی لکھا ہوا ہے، کہ جناب ابوطالب نے حضور ﷺ سے کہا تھا کہ تم گالیاں نہ دیا کرو، تو آپ نے جواب دیا تھا کہ میں اپنا رویہ نہیں بدل سکتا۔

یہ روایت جس طریق پر بگاڑ کر اپنی تائید میں پیش کی ہے اس کی ذمہ داری خود مرزا صاحب پر ہی ہے مگر تاہم اتنا ضرور ماننا پڑتا ہے کہ آپ کو قول اللہ اور قول النبی ﷺ میں امتیاز نہ تھا یا عمداً دونوں کو ایک ہی سمجھ رکھا تھا، ورنہ یہ ظاہر ہے کہ گو قول الٰہی میں تندی آمیز الفاظ موجود ہیں مگر قول الرسول میں ایک لفظ بھی ایسا موجود نہیں کہ جو قابل اعتراض ہو۔ لیکن یہاں یہ حالت ہے کہ آپ کی وحی بھی گالیوں اور تحقیر آمیز الفاظ سے پر ہے اور آپ کا ذاتی قول بھی حیاسوز فقرات سے موجب اعتراض بنا ہوا ہے۔

خلاصہ یوں ہے کہ حضور ﷺ کا ذاتی کلام اشتعال آمیز بالکل نہیں تھا اور مرزا صاحب کا کلام جابجا اشتعال آمیز اور نفریں آلود تھا۔ اس لئے یوں کہنا کمال گستاخی ہوگی کہ معاذ اللہ محمد ﷺ نے اپنے دوسرے روپ میں فحش گوئی بھی اختیار کر لی تھی۔ ورنہ یہ تسلیم کرنا پڑے گا

کہ مرزا صاحب حضور ﷺ کا بروز نہ تھے۔

ہم نے جو فہرست یا نظم پیش کی ہے اس کے متعلق اگر یہ اعتراض ہو کہ کسی کتاب کا حوالہ نہیں دیا گیا تو جواب یوں ہوگا کہ جو تحریرات قادیانیہ ہم نے اس کتاب میں پیش کی ہیں ان سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ مرزا صاحب کس درجہ پر جانفرسا تھے۔ ابھی معترض کو ہمارا شکر گذار ہونا چاہیے کہ ہم نے تفصیلی طور پر فحش گوئی پر بحث نہیں کی، کیونکہ یہ ہمارا موضوع نہیں ہے ورنہ اگر ''انجام آتھم'' اور ''براہین'' کے حواشی کی ہی فہرست پیش کی جائے یا ''قصیدہ اعجازیہ'' سے گالیوں کی فہرست مرتب کی جائے تو کم از کم ایک مستقل کتاب کی ضرورت ہوگی' اس لئے اس مختصر فہرست اور نظم پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے اور یقین دلایا جاتا ہے کہ اگر یہ گالیاں اور یا یہ نظم مرزا صاحب کی پیدا کردہ نہ بھی ہوں تو ان کے طرز تحریر کا نمونہ ضرور ہیں۔ جس سے معلوم ہوسکتا ہے کہ فحش گوئی کے عیب سے ایک بزعم خود بڑی مقدس ہستی بے لوث ثابت نہیں ہو سکتی

ع قیاس کن نہ گلستان من بہار مرا

(۲۵) مسیح قادیانی کے الہامات، کشف اور خوابیں

قرآن مجید میں مکالمہ الہیہ کے تین طریق مذکور ہیں۔ پس پردہ، بوساطت فرشتہ اور وحی۔ مگر مرزا صاحب کا خدا سے مکالمہ بحوالہ ''براہین احمدیہ'' پانچ طرز پر تھا۔ ژالہ باری، غوطہ زنی، قلبی خیال، رویت تحریر یا فرشتہ بشکل انسان وغیرہ اور بیرونی آواز کی شنوائی۔ قرآن کی رو سے آپ نے بھی تسلیم کرلیا ہے کہ شیطانی وحی بدمعاشوں پر نازل ہوتی ہے اور وحی رحمانی نیک آدمیوں پر نازل ہوتی ہے۔ مگر مکالمہ الہیہ کو مطلب خیز شاہی اقتدار کے ساتھ نازل ہونے والا اور غیب پر بکلی اطلاع دینے والا لکھا ہے۔

وحی رحمانی اور شیطانی میں امتیاز

اور شیطانی مکالمہ کو قلیل المقدار غیر فصیح بدبودار صرف ایک فقرہ یا دو فقرہ پر مشتمل بتایا ہے، کیونکہ شیطان بخیل، گنگا، گلا ہوا ہوتا ہے، اونچی آواز سے بول ہی نہیں سکتا۔ اس کا کلام رعب اور شوکت سے خالی ہوتا ہے تو ملہم بھی سختی کے وقت اس کا الہام چھوڑ بیٹھتا ہے اور الہام الٰہی اکثر معظمات امور میں ہوتا ہے۔ کبھی غیر زبان میں اور کبھی غیر مستعمل الفاظ میں ہوتا ہے۔ اس وحی سے نہ مجھے کوئی خوشی حاصل ہوتی ہے اور نہ مجھے اس سے کچھ غرض ہے **اجرد نفسی من ضروب الخیال**۔ یہ خدا کا فعل ہے میرا اس میں دخل نہیں ہے۔ میں نے ''براہین'' میں لکھا تھا کہ مسیح آسمان سے نازل ہوں گے اگرچہ مجھے بتایا گیا کہ تو ہی مسیح ہے اور تیرے ہی آنے کی خبر خدا اور رسول نے دی ہے مگر میں نے اس وحی کو مشتبہ سمجھ کر تاویل کی اور عقیدہ نہ بدلا۔ مگر جب بارش کی طرح بار بار وحی نازل ہوئی کہ مسیح تم ہی ہو اور صدہا نشان بھی مل گئے تو مجبوراً مجھے کہنا پڑا کہ آخری زمانہ کا مسیح میں ہی ہوں پھر اس الہام کو قرآن کی رو سے پیش کیا تو معلوم ہوا کہ مسیح مر چکے ہیں۔ پھر قرآن وحدیث نے مجھے مجبور کیا کہ میں اپنے آپ کو مسیح موعود مانوں۔ میں پوشیدگی کے حجرہ میں تھا اس نے مجھے جبراً نکالا اور عزت کے ساتھ شہرت دلانے کا وعدہ کیا۔ میرا یہ بھی عقیدہ تھا کہ میں کجا اور مسیح ابن مریم کجا۔ مگر جب مجھے نبی کا خطاب دیا گیا اور امتی بھی ٹھہرایا گیا تو ۲۳ برس کی وحی نے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے جیسا کہ پہلی وحیوں پر ایمان ہے۔ مسیح سلسلہ موسوی کے آخری خلیفہ تھے اور سلسلہ محمدی کا میں آخری خلیفہ ہوں۔ اس لئے خدا نے یہ نہ چاہا کہ میں اس سے کم رہوں، میں عالم الغیب نہیں میں وحی کے تابع ہوں۔ اس وقت آسمان پر غیرت الٰہی جوش زن ہے کیونکہ عیسائی حضور ﷺ کی شان میں گستاخی کرتے

ہیں۔سو خدا نے دکھا دیا کہ حضور ﷺ کے ادنیٰ غلام مسیح ابن مریم سے بڑھ کر ہیں۔میری نبوت وہ نہیں جو پہلے زمانہ میں براہ راست ملتی تھی بلکہ مصلحت الٰہیہ نے حضور ﷺ کے افاضہ روحانیہ کی تکمیل کیلئے مجھے نبوت تک پہنچا دیا ہے۔اسی وجہ سے میرے الہام اور حدیث میں مجھے امتی بھی کہا گیا ہے اور نبی بھی۔ (حقیقۃ الوحی ،ص ۱۴۸)

قلیل المقدار الہامات

۱...... ''براہین احمدیہ'' کے لئے امداد مانگی تو الہام ہوا'' بالفعل نہیں''۔ کچھ عرصہ بعد الہام ہوا **هُزَّ اِلَیْکَ بِجِذْعِ النَّخْلِ** ''کھجور کا تنا ہلاؤ تو تازہ پھل کرے گا'' پھر آمدنی ہونے لگی چنانچہ الہام ہوا ''عبداللہ ڈیرہ اسمٰعیل خان'' تو ڈاکخانہ سے اس کا خط آ گیا۔

۲......ایک مدقوق ہندو کے لئے دعا کی تو الہام ہوا **قُلْنَا یَانَارُ کُوْنِیْ (الایة)** تو اس کا بخار سرد ہو گیا۔

۳......غلام علی قصوری کا شاگرد مولوی نور احمد قادیان آیا اور الہام کی تصدیق طلب کی تو علی الصباح مجھے ایک کاغذ دکھایا گیا جس پر دو فقرے لکھے تھے آئی ایم کوارلر **هذا شاهد نزاع.** شام کو امرتسر سے سمن آ گیا کہ رجب علی پادری مالک مطبع سفیر ہند کا کسی سے مقدمہ ہے تم گواہی کے لئے آؤ اور نزاع (تباہ کن) بنو۔تو ثابت ہوا کہ پہلے فقرہ سے مراد ''رجب علی'' تھا اور دوسرے سے ''میں'' مراد تھا۔اس سے پہلے دس دن روپیہ پاس نہ تھا تو الہام ہوا کہ دس دن کے بعد موج دکھاتا ہوں۔**الا ان نصر الله قريب فی شائل مقياس.** وین ویل یو گوٹو امرتسر (یعنی اونٹنی بچے جننے کے لئے کچھ دن تک دم اٹھاتی ہے،بس اتنی ہی دیری ہے روپیہ آ جائے گا،مگر بتاؤ تم امرتسر کب جاؤ گے) تو گیارہویں روز راولپنڈی سے روپے بھی آ گئے اور امرتسر بھی شہادت کے لئے جانا پڑا۔

۴......مخالفوں نے قرآن پر اعتراض کئے تو الہام ہوا'' گاڈاز کمنگ بائی ھز آرمی ۔ ھی از ود یو ٹو کل اینمی (خدا فوج لے کر آتا ہے وہ تیرے ہمراہ دشمن کو ہلاک کرنے کے لئے ہے) میری فتح ہوئی ۔ خدا ان کو جلا دے گا ۔ واللہ واللہ سدھا ہو یا اولا خوشیاں منائیں گے، بلائے ناگہانی یا اللہ فتح، مسیح کا مہمان، غلام احمد کی جے، ان کے لئے بہتر ہے، پوری ہوگئی، طوفان آیا، شر آئی، تلوار کی تیز دھار، احمد غزنوی، بلائے دمشق، سلطان عبدالقادر، تکلیف کی زندگی، پچیس دن، ایک ہفتہ تک ایک بھی باقی نہیں رہے گا، روشن نشان، بادشاہ آیا، مبارک آسمانی بادشاہت، فوق حمید، خدا اس کو پنج بار ہلاکت سے بچائے گا، امین الملک جے سنگھ بہادر، پیٹ پھٹ گیا، دشمن اضطراب میں ہے، ایک دم میں دم رخصت ہوا، ابنا عاج عالم کباب، شادی خان، کلمۃ اللہ خان، کلیسا کی طاقت کا نسخہ، دشمن کا بھی ایک وار نکلا، زلزلہ آیا، بشیر الدولہ، درد ناک دکھ، درد ناک واقعہ، میری بیوی یکا یک مرگئی، ایک کلام اور دولڑکیاں، زندگی، ۲۵ فروری کے بعد جانا ہوگا، ایک دانہ کس کس نے کھایا، سلام اخبار شائع ہوگیا، کرنسی نوٹ، تین بکرے ذبح کئے جائیں گے، کمبل میں لپیٹ کر صبح قبر میں رکھ دو، دن تھوڑے رہ گئے سب پر اداسی چھا گئی، ربا گوسپندان عالی جناب، پیشاب کا دورہ تھا، تو صحت کا الہام ہوا، السلام علیکم، دو شہتیر ٹوٹ گئے، رد بلا، بامراد، آتش فشاں، مصالح العرب، مسیر العرب، انا اللہ ......الخ، اس پر آفت پڑی، ان لوگوں کی شرارت جن پر تو نے انعام کیا، میں ان کو سزا دوں گا، میں اس عورت کو سزا دوں گا، لنگر اٹھا دو، زمین تہ وبالا کر دی، آہ نادر شاہ کہاں گیا، ہماری فتح، فتح نمایاں، المبارک، اس کے آگے فرشتے پہرہ دے رہے ہیں، میں سوتے سوتے جہنم میں پڑ گیا، (یہ فقرہ کسی کی فریاد تھی) چودھری رستم علی، روز نقصان، بر تو نیاید، غلام قادر صاحب آئے گھر تور و برکت سے بھر گیا، دخت کرام (شریفوں

کی لڑکی) ایک مشرقی طاقت اور کوریا کی نازک حالت، فضل الرحمٰن نے دروازہ کھول دیا۔ تم سب جانے والے ہو، خدا کے نزدیک اس کی موت کا واقعہ بڑا بھاری ہے، بلا نازل یا حادث یا...... آثار صحت، سلیم حامد استبشرا، مجموعہ فتوحات، اس میں خیر و برکت ہے، تم (مردوں) میں سے کوئی نہیں مرے گا، ینادی منادٍ من السماء (ایک پکارنے والے نے آسمان سے پکارا) اگلی عبارت یاد نہیں رہی، نتیجہ خلاف مراد نکلا، افسوس صد افسوس راہ گرائے عالم جاودانی شد، مغموم، رشن الخیر (بخار والا، ناخواندہ مہمان کی خبر) سلطان القلم، فیئر مین (معقول آدمی) خاکسار، پیپرمنٹ، مضر صحت، کمترین کا بیڑہ غرق، ۲۵ دن۔

اس قسم کے الہام و کشوف اور بھی ہوں گے جن میں ملہم نے اپنی طرف سے کچھ بیان نہیں کیا کہ یہ کس کے متعلق ہیں یا ان کا کیا مطلب ہے۔ مجذوب کی بڑیا گونگے کے اشاروں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوئے۔ مگر مریدوں نے ان سے بہت فائدہ اٹھایا ہے کوئی واقعہ درپیش آجاتا ہے تو فوراً اس پر چسپاں کر لیتے ہیں اور کئی دفعہ چسپاں کرنے میں غلطی بھی کر جاتے ہیں اور کبھی ان میں اختلاف بھی پڑ جاتا ہے۔ بہر حال ان سے اس طرز عمل سے یہ ضرور ثابت ہوتا ہے کہ ان کے نبی کو جو باتیں معلوم نہ ہو سکیں ان کو معلوم ہو گئی ہیں۔

بے معنی الہام

۱ غثم. غثم. غثم. له دُفِعَ اليه من ماله دَفْعَةً (دیا گیا) اس کو مال اس کا اچانک [1]

۲......

(الف) ۲۸۔۲۷۔۱۴۔۲۔۲۷۔۲۔۲۶۔

(ب) ۲۔۲۸۔۱۔۲۳۔۱۵۔۱۱۔

---

[1] یہ معلوم نہیں کیا الہام ہے۔ ہمیں تو چڑی الہام معلوم ہوتا ہے۔ ۱۲ کاتب۔

(ج) ۱۔۲۔۲۷۔۱۴۔۱۰۔۱۔۲۸۔۲۷۔۴۷۔۱۶۔۱۱۔۳۴۔۱۴۔۱۱۔

(د) ۷۔۱۔۵۔۳۴۔۲۳۔۳۴۔۱۱۔۱۴۔۷۔۲۳۔۱۴۔۱۔۱۔

(ھ) ۱۴۔۸۔۲۸۔۷۔۳۴۔۱۔۷۔۳۴۔۱۱۔۱۶۔۱۔۱۴۔۷۔۲۔۱۔۷۔۵۔۱۴۔۱۔

(و) ۱۴۔۲۔۲۸۔۱۔۷۔

۳.....معلوم ہوتا ہے کہ پہلا الہام دوران سر کے وقت ہوا تھا کیونکہ اس وقت بے معنی الفاظ مدہوشی کی حالت میں منہ سے نکلتے ہیں۔ چنانچہ ایک صوفی نے بھی شدت دوران سر کے وقت کہا تھا ؏

من غبرط غجم کریا ریلل یلواہ یدغ یایو صلنا

اور دوسرا الہام مستحصلہ یا علم جفر کے کسی تعویذ کو حل کرتا ہے کیونکہ بقول شخصے جناب نے ایام ملازمت سیالکوٹ میں ایک سید مبارک شاہ صاحب سے علم جفر، رمل اور نجوم تینوں حاصل کئے تھے اس لئے ممکن ہے کہ کسی مخالف کے متعلق کوئی سیفی تیار کی ہوگی۔ یا حب وعداوت کی رفتار معلوم کی ہوگی ایک مرید نے ان اعداد سے واقعات مشہورہ کی طرف اشارات پیدا کرنے کی کوشش کی ہے مگر مدعی سست گواہ چست۔ اس کو اپنے نبی کے بیان کی تصدیق حاصل نہیں ہوئی اس لئے وہ ناکام رہا۔ کچھ مریدوں نے ایسے الہاموں کو قرآن، شریعت کے مقطعات کی طرح متشابہات قرار دیا ہے کیونکہ ان کے نزدیک جب مسیح قادیانی محمد ثانی ہیں تو ان کی وحی بھی ثانی ہوگی اور اس میں مقطعات بھی ہوں گے مگر انہوں نے یہ جرأت نہیں دکھائی کہ اس قرآن ثانی کو نماز میں بھی پڑھتے اور بہائیوں کی طرح ان الہامات کی تلاوت بھی کرتے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی ضمیر ایسے الہامات قبول کرنے سے ان کو روکتی ہے کیونکہ ان کے اپنے اصول کے مطابق یہ ایسے الہام ہیں کہ جن کو

شیطانی الہام کہا جا سکتا ہے یا کم از کم وہ ایسے الہامات سے مشابہت ضرور رکھتے ہیں۔

الہامات شرکیہ

انی مع الرحمن اتیک بغتة. انی مع الرسول.ومن یلزمه الوم. افطر واصوم. انت معی وانامعک. انی بایعتک. بایعنی ربی. یعظمک الملئکة. اصلی واصوم. اسهر وانام. واجعل لک انوار القدوم واعطیک مایدوم. میں نماز پڑھوں گا اور روزہ رکھوں گا، جاگتا ہوں اور سوتا ہوں، تیرے لئے اپنے آنے کے نور عطا کروں گا، تجھے وہ چیز دوں گا جو تیرے ساتھ ہمیشہ رہے۔ انی مع الاسباب اتیک بغتة. انی مع الرسول اجیب. اخطی واصیب. انی مع الرسول محیط۔ میں اسباب کے ساتھ اچانک تیرے پاس آؤں گا، خطا کروں گا، بھلائی کروں گا، میں اپنے رسول کے ساتھ محیط ہوں۔انی مع الرسول اقوم ولن ابرح الارض الی الوقت المعلوم۔ایک مقرر وقت تک اس زمین سے علیحدہ نہیں ہوں گا۔ ساکرمک بعد توهینک تیری توہین کے بعد تیرا اکرام ظاہر کروں گا، ساکرمک اکراما عجبا عنقریب تیرا بہت عجیب طرح سے اکرام کروں گا، یسئلونک عن شانک وقل الله۔تیری شان کی نسبت پوچھتے ہیں انہیں کہہ دے کہ اللہ خوب جانتا ہے۔ سلام علیکم طبتم انت منی بمنزلة لا یعلمها الخلق، انت منی بمنزلة عرشی۔سلام ہو تم پر، تیری منزلت میرے نزدیک ایسی ہے جسے لوگ نہیں جانتے، تو مجھ سے بمنزلہ عرش کے ہے۔انی مع الروح معک ومع اهلک میں روح کے ساتھ تیرے اور تیرے ساتھ ہوں۔ لاتقوموا ولا تقعد وا الامعه لا تردوا موردا الامعی۔نہ کھڑے ہو اور نہ بیٹھو مگر اس کے ساتھ نہ کسی کو ہٹاؤ مگر ساتھ اس کے۔انی مع

الرسول اقوم واروم مایروم میں رسول کے ساتھ کھڑا ہوں گا اور بہتان باندھنے والے پر بہتان باندھوں گا۔ یا شمس یاقمر انت منی وانا منک اے سورج چاند تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے۔ انت منی بمنزلة بروزی تو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ میں ہی ظاہر ہوگیا۔ یعنی تیرا ظہور میرا ظہور ہوگیا۔ انک انت الاعلی بے شک تو ہی عالی مرتبہ ہے۔ نثنی علیک ہم تیری ثنا کرتے ہیں۔ ظہور ک ظھوری تیرا ظہور میرا ظہور ہے۔ واللّٰہ لولاالاکرام لھلک المقام واللہ اگر تمہارا اکرام ہم کو منظور نہ ہوتو یہ مقام ہلاک ہوجاتا۔ اکرام تسمع بہ الموتی تیرا اکرام کروں گا کہ اس کے ذریعہ تو مردوں کو سنائے گا۔ ان مع اللّٰہ فی کل حال میں ہر حال میں اللہ کے ساتھ ہوں۔ سنکرمک اکراما عجبا ہم تیرا نہایت ہی اکرام کریں گے یا عجیب طور پر ہم بزرگی دیں گے۔ اروم مایروم اس بات کا قصد کروں گا جس کا وہ قصد کرے۔ احمل اوزارک میں تیرے بوجھ اٹھاؤں گا۔ یامسیح اللّٰہ عدوانا اے اللہ کے مسیح ہماری شفاعت کر۔ کذب علیکم الخبیث الخنزیرعنایة اللّٰہ حافظک انی معک.اسمع ولدی. الیس اللّٰہ بکاف عبدہ. فبراہ اللّٰہ بما قالوا وکان عند اللّٰہ وجیھا تم پر خبیث نے جھوٹ باندھا، تم پر خنزیر نے جھوٹ باندھا، اللہ کی عنایت تیری محافظ ہے اے میرے بیٹے سن، کیا اللہ اپنے بندہ کیلئے کافی نہیں؟ اللہ نے اس بات سے اسے بری کیا جو انہوں نے کہی تھی۔ وہ اللہ کے نزدیک وجیہ تھا۔ بشری لک یا احمدی. انت مرادی ومعی غرست کرامتک بیدی وقس علیہ.

ان الہامات میں خدا رحمان کے ساتھ آتا ہوا دکھائی دیتا ہے، صوم صلوۃ کا پابند اور عید فطر کی سیویاں کھاتا ہوا نظر آتا ہے، مگر رحمان کون ہے؟ قرآن شریف میں ﴿لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا

﴿نَوْمٌ﴾ کیوں کہا؟ اور یہاں جاگتا سوتا کیوں دکھائی دیا، پھر وہ غلطی بھی کرتا ہے۔ اور بھول بھی جاتا ہے حالانکہ پہلے قرآن میں ﴿لَا يَنْسٰی﴾ کہا ہے کہ وہ نہیں بھولتا اور یہ بھی کہا کہ ﴿لَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ﴾ لیکن اب کہتا ہے کہ تو میری اولاد اور میرا بچہ ہے کیا ﴿لَمْ يَلِدْ﴾ کا لفظ یوں ہی کہہ دیا تھا؟ **الحمدللہ** کہہ کر بتایا کہ تمام تعریف خدا ہی کا حق ہے اور یہاں پر مسیح کی تعریف وثنا کرنے لگ گیا' پھر ایسا خادم بنا کہ اس کے بوجھ اٹھاتا ہے، اس کی عزت وآبرو کیلئے تعظیم بجالاتا ہے، کبھی اس کو عرش بنا کر اس پر بیٹھ جاتا ہے۔ ہمیں کہتا ہے کہ ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ﴾ اور قادیانی کو اپنا بروز اور مظہر اتم بناتا اور کبھی خود قادیانی مسیح کا مظہر اتم بن جاتا ہے۔ اگر "کتاب البریہ" کے الہامات اور کشوف محویت اور "الوصیۃ" کے وحی بھی ساتھ ملائیں تو خدا و مسیح ایسے نظر آتے ہیں کہ کبھی مسیح خدا کا اوتار بن جاتا ہے اور کبھی خدا مسیح کا اوتار بن کر ظاہر ہوتا ہے۔ اگر یہ الہامات وحی الٰہی قرآن ثانی ہیں تو قرآن اول کی تعلیم سے اس میں اختلاف کیوں ہوا؟ وہاں تو خدا چھوٹی چھوٹی بات پر شرک کا خوف دلاتا ہے اور یہاں ایسا شیر وشکر ہوا کہ عابد ومعبود میں محویت ہوگئی پھر اس پر ہی بس نہیں' آپ مسیح میں محو ہوگیا پھر مسیح محمد اول میں محو ہوتا ہے۔ کبھی مسیح ناصری اور باقی انبیاء میں، کبھی کرشن میں، کبھی جے سنگھ بہادر اور جٹیہ میں، یا کبھی سکندر ذوالقرنین اور حجر اسود اور سنگ قادیانی میں، تو نتیجہ یہ نکلا کہ یہ تمام ہستیاں ایک ہی ہیں' چنے کی طرح کبھی دال کا روپ لیتی ہیں، کبھی روٹی کا، کبھی مٹھائی وغیرہ کا۔ تو پھر مسیح ایرانی بہاء اللہ پر کیا افسوس ہوا کہ اس نے خدائی کا دعویٰ کیا تھا اور سب انبیاء کو حقیقۃ واحد کا مظاہر ٹھہرایا تھا مگر پھر بھی وہ اچھا رہا کہ اینٹ، پتھر اور جمادات کو تو اس امر میں شامل نہیں کیا تھا اور یہاں دیکھو کہ **ھو ھو الکل** ہمہ اوست کا نقشہ جمایا جاتا ہے۔ کبھی خدا کی صفات خاصہ توحید وتفرید میں اشتراک ہے، کبھی صفت خلق پر

قبضہ ہے اور کبھی عاشق کبھی معشوق اور کبھی مخدوم کبھی عاجز کبھی خادم۔ غرض کہ عجب بھول بھلیاں میں مریدوں کو ڈالدیا ہے۔ وہ بہتیرا ہاتھ پاؤں مارتے ہیں اور وحی ثانی کو وحی اول کے ساتھ موافق کرنے میں ایڑی چوٹی کا زور لگاتے ہیں مگر ان کی کچھ پیش نہیں جاتی۔ رہ رہ کر یہ کہہ دیتے ہیں کہ **انت منی** کا یہ معنی ہے کہ تو میرا تابعدار ہے' تو پھر **انا منک** سے خدا تابعدار کیوں نہ ہوا؟ حضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ **سلمان منا** مگر اس پر قیاس نہیں ہوسکتا کیونکہ بنی نوع انسان کچھ نہ کچھ متحد فی الصفات ہوسکتے ہیں' لیکن عابد و معبود نے آج تک نہ کسی سے اتحاد ذاتی کیا ہے نہ صفاتی۔ قادیانی اتحاد کن صفات میں ہے اس کا جواب سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یہ متشابہات سے ہے۔ **اسمع ولدی** میں مسیح کو ابن اللہ ہونے کا دعویٰ ہے' کچھ مرید گھبراتے ہیں کہ ہائے یہ کیا ہوگیا ہم تو انجیل کو غلط بتاتے تھے وہی بلا یہاں آپڑی کہ انسان خدا کا بیٹا بن گیا' مگر جو انسان خدا کا روپ ہوا سے بیٹا بننے سے کیا ڈر ہے؟ پھر یہ کیوں کہا جاتا ہے کہ یہ الہام اصل میں **اسمع وادی** تھا (کہ میں سنتا ہوں اور دیکھتا ہوں) کاتب کی ستیاناس اس نے **ولدی** لکھ دیا تھا یا شامت اعمال کو سنگساز نے یہ گوہ کھایا تھا۔ تعجب ہے کہ بیس سال بعد آج یہ سوجھی اور خوب سوجھی لیکن یہ تو بتائیں کہ اس فقرہ کا ترجمہ بھی کسی اور نے کیا تھا؟ جس میں صاف لکھا ہے کہ ''سن اے میرے بیٹے'' کاتب نے یہ ترجمہ کیا تھا تو وہ ضرور بہائی مذہب کا پیرو ہوگا، سنگساز نے بگاڑ کر یہ حرکت کی تھی تو وہ بابی ہوگا۔ تاکہ مسیح ایرانی وقادیانی کی تعلیم ایک طرح کی نظر آئے۔ بھلا یہ عذر کون مان سکتا ہے؟ سیدھا یوں کیوں نہیں کہہ دیتے کہ قرآن کی رو سے یہ ایک الہام نہیں ایسے سارے الہام ہی غلط ہیں اور جس قوم کو حیات مسیح کا اعتقاد رکھنے سے شرک کا ڈر لگتا ہے اس ملہم نے اس کو شرک کے بھنور میں ڈالدیا ہے' کہ ہر قسم کے شرک کو مدار نجات ٹھہرا دیا ہے۔ بھلا اب کوئی اسلامی

توحید کا نام تو لے۔ بے شک قادیانی توحید وتفرید اور قادیانی عابد و معبود اسلامی نکتہ نگاہ سے الگ ہیں اور واقعی یہ لوگ تاویل در تاویل کرتے کرتے درجۂ الحاد تک پہنچ چکے ہیں چنانچہ ایک نے یہ بھی کہہ دیا ہے کہ **فاذکروا اللّٰہ کذکرکم ابائکم** قرآن شریف میں بھی ایسی شرکیہ تعلیم موجود ہے؟ کہ اللہ کو اس طرح یاد کرو جیسے کہ تم اپنے باپوں کو یاد کیا کرتے ہو اور خدا کو پکارو تو ابا ابا۔ باپ باپ یا جد بزرگوار کہہ کر پکارو۔ وائے بر حال قادیان! تو کس منہ سے کہتی ہے کہ میں نے توحید پھیلائی۔ کیا تو نے یہودی اور عیسائی تعلیم کو اسلامی تعلیم سے ملا کر سب کو مشرکانہ لباس نہیں پہنایا؟ اگر سچ سے تو بت پرست بھی مشرک نہیں ٹھہرتے' تو پھر اس تحریف سے اسلام کو کیا فائدہ ہوا؟ اور تم کو یہ کہنے کی کیسے جرأت ہوئی کہ مسیح ایرانی اسلام سے خارج ہے۔ کیونکہ بار باریوں بھی کہا جاتا ہے کہ صوفیائے کرام کو بھی ایسے ویسے الہام ہوئے ہیں' مگر یوں نہیں سوچتے کہ اہل حق نے ان سے کیا برتاؤ کیا تھا؟ کیا یہ سچ نہیں ہے کہ جب تک وہ ایسے الہامات سے دست بردار نہیں ہوئے تکفیری فتاوے کی دسترس سے نہیں بچ سکے' اگر یہ سچ ہے تو آپ کو کون چھین لینے دے گا؟ خصوصاً جب کہ یہاں محدث بن کر تمام انبیاء کو بھی پچھاڑ دیا ہوا ہے۔ کون ہے کہ تغلب واستیلاء ھذا اسے چیخ نہ اٹھے۔

البشریٰ

مسیح قادیانی کی انجیل کا نام ''کتاب البشریٰ'' ہے جو حکیم نور الدین صاحب کے عہد میں تالیف کی گئی تھی۔ اس کی دو جلدیں ہیں (انجیل اوّل انجیل ثانی) اور ہر ایک جلد کے اخیر ایک ایک تشریحی ضمیمہ درج ہے۔ جس میں آیات الہامیہ کی تشریح اور شان نزول بیان کیا گیا ہے۔ مگر یہ انجیل ہمارے قرآن سے بڑھ کر چند زائد صفات رکھتی ہے۔

اول یہ کہ وہ عربی، فارسی، اردو، پنجابی، انگریزی اور جنات کی زبانوں میں اتری ہے۔

دوم: یہ کہ کچھ آیات ایسی ہیں کہ ان میں عربی، فارسی اور انگریزی تینوں زبانیں درج ہیں اور کچھ ایسی ہیں کہ صرف انگریزی ہیں یا عربی یا اردو یا پنجابی۔ ہم نے ہر قسم کے الہام الگ الگ لکھ دیئے ہیں۔

سوم: یہ کہ اس میں اشعار بھی درج ہیں اور اشعار بھی کوئی ایک زبان پر منحصر نہیں۔ کچھ اردو ہیں کچھ فارسی اور کچھ پنجابی۔

چہارم: یہ کہ قرآن مجید کی آیات کو مختلف مقامات سے انتخاب کر کے ایک مسلسل واقعہ کی صورت میں پیش کیا ہے اور یہ پروا نہیں کی کہ نزول اول میں یہ آیات پس و پیش تھیں یا ان کا ماقبل و مابعد کسی دوسرے طریق پر شروع ہوتا تھا۔ کیونکہ خدا خود مختار ہے اور وہ قدرت رکھتا ہے کہ ایک ہی وحی کو نزول ثانی میں کچھ تبدیلی کے ساتھ نازل کرے۔

پنجم: یہ کہ چونکہ مرزا صاحب ہر ایک نبی کا بروز تھے اس لئے ان کی تاریخی آیات نزول ثانی میں ایک پیشینگوئی کے رنگ میں اتری ہیں مگر ہیں وہ غیر متعین۔ اس لئے جب کوئی بھی واقعہ درپیش ہوتا ہے تو فوراً اس پر چسپاں کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

ششم: الہام کشفی کی آیات یہ منظر پیش کرتی ہیں کہ ملہم کے سامنے آئندہ کے واقعات پیش نظر ہیں جن کے اظہار کی اس کو اجازت نہیں مگر ان واقعات کے متعلق چیدہ فقرات یا آوازیں جو سنائی دی ہیں وہ بے ساختہ ملہم کی زبان سے جاری ہوگئی ہیں۔

ہفتم: نزول ثانی میں بعض دفعہ الہام کا کچھ حصہ یاد سے نکل بھی جاتا تھا اس لئے یہ وحی قابل اعتبار نہیں اور نہ ہی مکمل ہے۔

ہشتم: اس وحی کی عربی عبارت اسلامی قرآن کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ فارسی عبارت بھی کچھ ایسی ویسی ہے ''کتاب الایقان'' کا ایک فارسی فقرہ مقابلہ پر رکھا جائے تو فوراً معلوم ہو جاتا ہے

کہ نبوت بہائیہ میں نبوت قادیانیہ سے زیادہ طاقت تھی۔ پنجابی عبارتیں گو صحیح ہیں مگر پنجابی کے مشہور شاعر ''وارث شاہ'' کا مقابلہ نہیں کرسکتیں۔ اردو کا تو خدا ہی حافظ ہے، پنجابی نما گلابی اردو ہے۔ زمیندار کا ایک پرچہ سامنے رکھ کر پڑھا جائے تو سارا بہروپ کھل جائے۔ باقی رہے انگریزی الہام سو اس کے متعلق یہ رائے ہے کہ اگر مرزا صاحب دو کتابوں کے علاوہ دو چار اور بھی انگریزی کی کتابیں پڑھ لیتے تو آپ کو ایسے لیکچروں میں مکمل الہام ہوتے کہ ایک ایک کو کتابی صورت میں شائع کیا جاتا۔ مگر افسوس کہ ملہم کو پرائمری سے زیادہ لیاقت نہ تھی۔ اس لئے یہ سلسلہ کچھ مکمل نہ ہوسکا۔

نہم: اس قرآن [۱] میں زیادہ تر تعلیات کا ذکر ہے جو تو ہین انبیاء تک پہنچ چکی ہیں۔

دہم: کہ یہ قرآن [۲] اگرچہ قرآن اہل اسلام کے مساوی سمجھا جاتا ہے مگر نماز میں اس کا دہرانا ابھی تک رائج نہیں ہوا۔ ممکن ہے کہ کسی وقت اس کے چیدہ چیدہ فقرات نماز میں دہرائے جانے لگیں۔ مگر ہمارے خیال میں یہ اس وقت ہوگا کہ جب قادیان کو مکہ معظمہ بنا کر وہاں کی ''مسجد حرام مسجود المرزائیہ'' قرار دی جائے گی۔

یازدہم: ''البشریٰ'' بمعنی انجیل سمجھا جاتا ہے، کیونکہ ملہم مسیح ہے اور تابعدار بنی اسرائیل اور یہودی، اور جس طرح یہودیوں میں ایک جماعت ایسی ہے جو مسیح کو نبی نہیں مانتی بلکہ صرف ولی اللہ مانتی ہے اسی طرح قادیانی یہودیوں میں بھی پیغامی جماعت اپنے مسیح کو صرف محدث اور ولی اللہ مانتی ہے اور حقیقی نبی نہیں مانتی۔

دوازدہم: یوز آسف کو مسیح ناصری تصور کرلیا گیا ہے جس پر بشوریٰ کتاب نازل ہوئی تھی اس لئے جب ملہم مسیح کے ضمن میں یوز آسف بنا تو ضروری تھا کہ اس پر بشوریٰ یا بشریٰ بھی نازل

[۱،۲] قرآن سے مراد انجیل قادیانیہ (البشریٰ) ہے۔۱۲

ہوتی۔

سیزدہم: الہامات میں نصف اوّل سے ''بشریٰ'' کی پہلی جلد مراد لی گئی ہے اور نصف ثانی سے دوسری۔ نصف اول کے الہامات پر صفحات کے نمبر درج ہیں اور نصف ثانی کے اوپر خود الہامات کے نمبر لکھے گئے ہیں اور الہامات مہملہ والہامات قلیل المقدار بھی صفحات کے نمبر ہیں اور ان کے نیچے ایک یا دو کا ہندسہ لکھ کر جلد اول و دوم کا اشارہ کر دیا ہے۔

چہاردہم: ''البشریٰ پیغامی'' یہودیوں کے نزدیک قابل ترمیم ثابت ہو چکی ہے اس لئے انہوں نے اسے ''مکاشفات'' کے عنوان سے شائع کرنا شروع کر دیا ہے۔

الہام مرکب نصف اوّل

بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں برمنارہ بلندتر محکم افساد۔ پاک محمد مصطفیٰ نبیوں کا سردار، خدا تیرے سب کام درست کر دے گا اور تیری ساری مرادیں تجھے دے دے گا۔ رب الافواج اس طرف توجہ کرے گا (اس نشان کا مدعا یہ ہے کہ قرآن شریف خدا کی کتاب اور میرے منہ کی باتیں ہیں۔ جناب الٰہی کی عنایات کا دروازہ کھلا ہوا ہے اور اس کی پاک رحمتیں اس طرف متوجہ ہیں) دی ڈیز شل کم دین گاڈ ھیلپ یوگلوری بی ٹو دس لارڈ گاڈ میکر اوف ارتھ اینڈ ھیون۔ وہ دن آتے ہیں کہ خدا تمہاری مدد کرے گا۔ خدائے ذوالجلال آفرینندہ زمین و آسمان میں اپنی چمکار دکھلاؤں گا۔ اپنی قدرت نمائی سے تجھ کو اٹھاؤں گا۔ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کرے گا۔ **الفتنة ھھنا فاصبر کما صبر اولوا العزم یا داؤد عامل بالناس رفقا واحسانا واذا حییتم بتحیة فحیوا باحسن منھا واما بنعمة ربک فحدث۔ یومسٹ ڈووٹ آئی ٹولڈ یو۔ اشکر نعمتی**

رایت خدیجتی انک الیوم لذوحظ عظیم انت محدث اللّٰہ فیک مادۃ فاروقیۃ. فارتد اعلی اثارھما ووھب لہ الجنۃ. اتنے میں طاقت بالا اس کو کھینچ کر لے گئی۔

نصف ثانی: سچا ارادتمند اصلھا ثابت وفرعھا فی السماء فرزند دلبند گرامی وارجمند مظہر الحق والعلا کان اللّٰہ نزل من السماء غلام احمد قادیانی، مسیح تجدید فوت ہو چکا ہے اور اس کے رنگ میں ہو کر وعدہ کے مطابق تو آیا ہے وکان وعد اللّٰہ مفعولا انت معی وانت علی الحق المبین انت مصتیب ومعین للحق (۱۸۹۷) ماھذا الا تھد ید الحکام قد ابتلی المومنون لیعلمن اللّٰہ المجاھدین منکم ولیعلمن الکاذبین (ای فی البیت) بیت

صادق آں باشد کہ ایام بلا میگذارد با محبت باوفا
گر قضا را عاشقے گرد و اسیر بوسداں زنجیر را کز آشنا

ان الذی فرج علیک القرن لرادک الی معاد انی مع الافواج اتیک بغتۃ تاتیک نصرتی۔ انی انا الرحمن ذوالمجد والعلی. مخالفوں میں پھوٹ۔ ایک متنافس کی ذلت اور ملامت خلق پھر اخیر حکم ابراء و فیہ شیٔ (اے فی البریۃ) بلجت آیاتی۔ لوائے فتح انما امرنا......فیکون. یہ الہام مقدمہ اقدام قتل کے متعلق ہے جو "کتاب البریۃ" میں مذکور ہیں۔ (۱۸۹۸) میں ظالم کو ذلیل اور رسوا کروں گا اور وہ اپنے ہاتھ کاٹے گا۔ ان الذین یصدون عن سبیل اللّٰہ سینالھم غضب من ربھم ضرب اللّٰہ اشد من ضرب الناس انما امرنا اذا اردنا شیًا ان نقول لہ کن فیکون. اتعجب لامری انی مع العشاق. انی انا الرحمن ذوالمجد والعلی

ویعض الظالم علی یدیه ویطرح بین یدی. جزاء سیئة بمثلهاو ترهقهم ذلة. مالهم من اللّٰه من عاصم فاصبرحتی یاتی اللّٰه بامره ان اللّٰه مع الذین اتقوا والذین هم محسنون۔ یہ الہام تبتی زٹلی اور بٹالوی کے متعلق ہے ان کو کہا گیا تھا کہ تیرہ ماہ (۱۵ دسمبر ۱۸۹۸ء لغایت ۱۵ جنوری ۱۹۰۰ء) کے اندران کو ذلت ہوگی' چنانچہ بٹالوی نے ایک خفیہ رسالہ در بارہ انکار مہدی خونی لکھ کر گورنمنٹ کو دیا جو مجھے مل گیا اور اسی انکار پر مجھ کا فر کہلا چکا تھا۔ اب میں نے بھی استفتاء کے ذریعہ سے اس کی تکفیر کرائی اور وہ ذلیل ہوا اور دوسرے بھی ذلیل ہوئے۔ ایک عزت کا خطاب ایک عزت کا خطاب **لک خطاب العزة** ایک بڑا نشان اس کا ساتھ ہوگا (۱۹۰۰) آپ کے ساتھ انگریزوں کا نرمی کے ساتھ ہاتھ تھا اسی طرف خدائے تعالیٰ تھا جو آپ تھے۔ آسمان پر دیکھنے والوں کو ایک رائی برابر غم نہیں ہوتا یہ طریق اچھا نہیں اس سے روک دیا جائے مسلمانوں کے لیڈر سیالکوٹی عبدالکریم کو **خذوا الرفق فان الرفق راس الخیرات** خدا تیرے سب کام درست کرے گا اور تیری ساری مرادیں تجھے دے گا۔ رب الافواج اس طرف توجہ کرے گا، اگر مسیح ناصری کی طرف دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ اس جگہ اس سے برکات کم نہیں۔

ے پاک محمد مصطفیٰ ﷺ نبیوں کا سردار (نبیاں دا سردار) وروشن شدنشانہائے من۔ بڑا مبارک وہ دن ہوگا بر مقام فلک شدہ یارب گرامید ے دہم مدار عجب بعد۔ ۱۱۔ ان شاء اللہ تعالیٰ لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں ان کو اطلاع دی جائے، لطیف مٹی کے ہیں، وسوسہ نہیں رہے گا، مگر مٹی رہے گی، سلسلہ قبول الہامات میں سب سے کچا مولوی تھا، سب مولوی ننگے ہوجائیں گے، **انا اللّٰه ذوالمنن انی مع الرسول اقوم** (شعر کا مطلب یہ ہے کہ میری رفعت ہوگی۔ باقی الہام سمجھ میں نہیں آیا) جس کا تھا اس کے پاس آگیا۔

لنفخنا فیھم من صدقنا. یہ بات آسمان پر قرار پاچکی ہے تبدیل ہونے والی نہیں، تعھد وتمکن فی السماء. الم ترکیف فعل ربک باصحاب الفیل تضلیل نزول درقادیان انی انا الرحمن حلّ غضبہ علی الارض تقدیر مبرم ہے اور ہلاکت مقدر۔ یسبح لہ من فی السموات والارض من ذالذی یشفع عندہ الاباذنہ انک انت المجاز (یعنی نواب محمد علی خان کا لڑکا عبدالرحیم خان دو ہفتہ تک بخار سے بیمار رہا میں نے تہجد میں دعا کی تو یہ الہام ہوا تو میرے منہ سے یہ نکلا کہ اگر دعا کا موقع نہیں تو میں شفاعت کرتا ہوں۔ تو الہام ہوا کہ تمہیں اجازت ہے اب ہر ایک اعتراض کرتا ہے کہ مردہ زندہ ہوگیا۔ ہماری فتح ہمارا غلبہ ظفر من اللہ وفتح مبین. ظفر وفتح من اللہ، رسول ﷺ پناہ گزین ہوئے قلعہ ہند میں، واللہ مخرج ماتکمتون. بلاء وانوار بستر عیش خوش باش کہ عاقبت نکوخواہد بود۔ کلکم ذاھب ضرور کامیابی اکمل اللہ کل مقصدی کل امری کمل، انی مع الرسول اقوم واقصد واروم، انت معی وانا معک اریحک ولا اجیحک(۱۹۰۴) اے بسا خانہ دشمن کہ تو ویراں کردی، اجرت من النار جدھر دیکھتا ہوں ادھر تو ہی تو ہے۔ زندگی کے فیشن سے دور جاپڑے ہیں فسحقھم تسحیقا(یہ مخالفان اسلام کے متعلق ہے)انت منی بمنزلۃ لایعلمھا الخلق انت منی بمنزلۃ عرشی۔ فضل الرحمٰن نے دروازہ کھول دیا۔ امن ست درمکان محبت سرائے ما۔ طاعون تو گئی مگر بخار رہ گیا دخت کرام انت معی وانا معک. انی معک یا امام رفیع القدر رب اجزہ جزاء اوفی۔ شوخ وشنگ لڑکا پیدا ہوگا۔ انہ فعال لما یرید. انی معک ومع اھلک ومثلک در لایضاع انا فتحنا لک فتحا مبینا.

ع　　　معنی دیگر نہ پسندیم ما

سنلقی فی قلوبھم الرعب. خدا تیرا دوست ہے۔اسی کی صلاح ومشورہ پر چل۔عفت الدیار محلھا ومقامھا. انی حافظ کل من فی الدار. انی اعطیتک کل النعیم. میں تمہیں بھی ایک معجزہ دکھاؤں گا النّا لک الحدید انا انزلناہ فی لیلۃ القدر. انا انزلناہ للمسیح الموعود. مبارک سو مبارک آسمانی تائیدیں ہمارے ساتھ ہیں اجرک قائم وذکرک دائم. الفارق وما ادراک ماالفارق. روز نقصان بر تو نیاید۔ غلام قادر آئے گھر نور و برکت سے بھر گیا۔رد اللّٰہ الیّ(۱۹۰۵ء) تازہ نشان، تازہ نشان کا دھکا۔زلزلۃ الساعۃ. قوا انفسکم. ان اللّٰہ مع الابرار. دنا منک الفضل جاء الحق وزحق الباطل. میں سوتے سوتے جہنم میں پڑ گیا(ایک روح کی آواز ہے)بخور آنچہ ترا بخورانم۔لک درجۃ فی السماء وفی الذین ھم یبصرون. نزلت لک نری ایات ونھدم مایعمرون. قل عندی شھادۃ من اللّٰہ فھل انتم مومنون. کففت وعن(مرادمرزائی ہیں)بنی اسرائیل ان فرعون ...... خاطئین. فتح نمایاں ہماری فتح صدقت الرؤیا. انی مع الافواج الخ(میاں محمود کو خواب آیا کہ مجھے افواج کا الہام ہوا ہے تو میں نے تصدیق کی)المبارک. برکۃ زائدۃ علی ھذا الرجل۔اس کے آگے فرشتے پہرہ دے رہے ہیں مارمیت الایہ(اشتہارات مراد ہیں)آہ نادر شاہ کہاں گیا پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی۔یستنبؤنک احق ھوالایہ زمین تہ وبالا کر دی۔انی مع الافواج الخ لنگر اٹھادو۔شر الذین انعمت علیھم میں ان کو سزا دوں گا میں اس عورت کو سزا دوں گا (معلوم نہیں وہ عورت کون ہے)اراد الیھا روحھا وریحانھا. انی

رددت الیھا روحھا وریحانھا۔ گھر دردسر اور کھانسی کی شکایت تھی تو یہ الہام ہوا۔صلوۃ العرش الی الفرش ان معی ربی سیھدین (گھر تکلیف تھی تو شفا ہوگئی)تپ ٹوٹ گیا۔ اورصحت ہوئی الحمدللہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین اس پر بڑی آفت پڑی روحانی عالم کا دروازہ تیرے پر کھل گیا فبصرک الیوم حدید آتش فشاں مصالح العرب مسیر العرب۔ بامراد روبلا۔امابنعمۃ ربک فحدث. انی مع الرسول الخ آب زندگی ۔قل میعاد ربک خدا کی طرف سے سب پر اداسی چھا گئی۔انی معک یا ابن رسول اللہ سب مسلمانوں کو جوروئے زمین پر ہیں جمع کرو ۔علی دین واحد قلْ میعاد ربک بہت دن تھوڑے رہ گئے ہیں۔ اس دن رب پر اداسی چھاجائے گی۔ قرب اجلک المقدر ولا نبقی لک من المخزیات ذکرا(۱۹۰۶)قل اللہ ثم ذر کل شیء ان اللہ مع الذین ھم یتقون، دہلی گئے ہیں اور خیریت سے واپس آئے ہیں۔ الحمد للہ الذی اوصلنی صحیحا کتب اللہ لاغلبن الایۃ سلام قولا الایۃ ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں (یعنی قبل ازموت مکی فتح نصیب ہوگی اور مدنی غلبہ اسلام حاصل ہوگا)۔

ع پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی

اما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض، عورت کی چال ایلی ایلی لما سبقتنی، بریت کففت عن بنی اسرائیل شاید کوئی چھپا رستم تکلیف دے گا۔زلزلہ آنے کو ہے ہمارے لئے عید کا دن۔رب لاترنی زلزلۃ الساعۃ رب لاترنی موت احد منھم جس سے تو پیار کرتا ہے میں اسے پیار کروں گا اور جس سے تو ناراض ہے میں اس سے ناراض ہوں گا (آفت مراد ہے)اینما تولوا فثم وجہ اللہ(یعنی میری محبت خدا

کی محبت ہے) خدانے تیری ساری باتیں پوری کردیں (یعنی کرے گا)اما نرینک الایہ(بشرط عدم توبہ ان کو سزا ملے گی)قل ان صلاتی ونسکی الایۃ، رب ارنی آیۃ من السماء.اکرام مع الانعام انا اعطینک الکوثر الایات. ان احد من المشرکین الایۃ،مردوں کوجتنے چاہو لے جاؤمگرعورتیں نہ جائیں سواء علیھم أانذرتھم الایۃ، انت سلمان ومنی یا ذاالبرکات(یہ حضورﷺ کاقول ہے)

ع چمک دکھلاؤں گاتم کواس نشاں کی پنجبار

مقام اومبیں از راہ تحقیر بدور انش رسولاں ناز کروند

خدا نکلنے کو ہے(اورنکل کرزلزلہ لائے گا)انت منی بمنزلۃ بروزی (یعنی تیراظہورمیراظہورہوگیا)وعداللّٰہ ان وعد اللّٰہ لایبدل،رفیقوں کوکہہ دیں کہ عجیب درعجیب کام دکھلانے کا وقت آگیا ہے۔ قال ربک انہ نازل من السماء مایرضیک زلزلہ آیا زلزلہ آیا۔انا ارسلنک شاھدا علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا رب لا تضع عمری وعمرھا واحفظنی من کل افۃ انہ نازل من السماء ما یغنیک اریک مایرضیک عندی حسنۃ ھی خیر من جبل الم تعلم ان اللّٰہ علی کل شی قدیر آسمان سے دودھ اترا ہے محفوظ رکھو۔انا ارسلنا الیکم رسولا ...... الی فرعون رسولا، تیری خوش زندگی کا سامان ہوگیا ہے اللّٰہ خیر من کل شیء، دشمن کا بھی ایک وار نکلا۔وتلک الایام نداولھا بین الناس یہ میری کتاب ہے اس کوکوئی ہاتھ نہ لگائے مگروہی جو خاص میرے خدمت گار ہیں۔اللّٰہ یعلینا ولانعلی.

ع پھربہارآئی تو آئے ثلج کے آنے کے دن

(ثلج سے مراد اطمینان قلب ہے کہ متردد ین بہت نشان دیکھ کر تسلی پائیں گے یا بہت برف پڑے گی' جیسا کہ ۱۹۰۶ء میں ہوا یا بہت مصائب اور آفات نازل ہوں گی)۔

هل اتاک حديث الزلزلة. بل یاتیهم بغتة، دو چار ماہ۔**اریحک ولا اجحیک واخرج منک قوما،** جیسا کہ میں نے ابراہیم کو قوم بنایا آفتوں اور مصیبتوں کے دن ہیں (ایک دوست کے متعلق ہے) خدا کے مقبولوں میں قبولیت کے نمونے اور علامتیں ہوتی ہیں اور وہ سلامتی کے شہزادے کہلاتے ہیں ان پر کوئی غالب نہیں آسکتا فرشتوں کی کھینچی ہوئی تلوار تیرے آگے ہے پر تو نے وقت کو نہ پہچانا نہ دیکھا نہ جانا برہمن اوتا رسے مقابلہ کرنا اچھا نہیں۔**رب فرق بيني وبين صادق و كاذب،انت ترى كل مصلح وصادق،ما ارسل نبي الا اخزى به الله قوما لا يومنون يلقى الروح على من يشاء من عباده.** خدا کی فیلنگ اور خدا کی مہر نے کتنا بڑا کام کیا بشیر الدولہ عالم کباب شادی خان کلمۃ اللہ خان (یعنی منظور محمد کے گھر محمدی بیگم سے دو بیٹے پیدا ہوں گے جن کے یہ نام ہیں مگر وہ مرگئی اور کوئی لڑکا پیدا نہ ہوا) **رب ارنی انوارک الکلية اني انرتک واخترتک وانه نزل من السماء مایرضیک** دو نشان ظاہر ہوں گے اللہ اس کو سلامت رکھنا نہیں چاہتا (معلوم نہیں وہ کون ہے) **انا اخذناه بعذاب اليم،** خدا تمہیں سلامت رکھے **ینصرک رجال نوحی الیهم من السماء یاتون(یاتیک)من کل فج عمیق،سلام علیکم طبتم ولا تصعر لخلق الله ولا تسام من الناس،لمن الملک اليوم لله والواحد القهار** (یہ الہام ایک زلزلہ دیکھ کر ہوا) مقبولوں میں قبولیت کے نمونے اور علامتیں ہوتی ہیں۔اور ان کی تعظیم ملوک اور ذوی الجبروت کرتے ہیں اور ان پر کوئی غالب نہیں ہوسکتا اور سلامتی کے شہزادے کہلاتے

ہیں فرشتوں کی کھینچی ہوئی تلوار تیرے آگے ہے۔ **اناخذناک بعذاب الیم،** پر تو نے وقت کو نہ پہچانا نہ دیکھا نہ جانا۔ دیکھ میں آسمان سے تیرے لئے پانی برساؤں گا اور زمین سے نکالوں گا پر وہ جو تیرے مخالف ہیں پکڑے جائیں گے۔ صحن میں ندیاں چلیں گی اور سخت زلزلے آئیں گے۔ **ویل لکل ھمزۃ لمزۃ، ساکرمک اکراما عجبا والقی بہ الرعب العظیم یاتون من کل فج عمیق. واذابطشتم بطشتم جبارین نصرت بالرعب وقالوا لات حین مناص،** صبر کر خدا تیرے دشمن کو ہلاک کرے گا۔ لوگ آئے اور دعویٰ کر بیٹھے۔ شیر خدا نے ان کو پکڑا اور شیر خدا نے فتح پائی۔ امین الملک جے سنگھ بہادر **رب الاتبق لی من المخزیات ذکرا،** پیٹ پھٹ گیا (معلوم نہیں کہ کس کا پیٹ پھٹا) دشمن نہایت اضطراب میں ہے۔ **لنبلونکم فوق حمید،** کاذب کا خدا دشمن ہے وہ اس کو جہنم میں پہنچائے گا۔ آسمانی بادشاہت **لاتخف ان اللّٰہ معنا** (معلوم نہیں کہ کسے تسلی دی گئی) **ماننسخ من ایۃاوننسھا...... قدیر. لاتخف ان اللّٰہ معنا** اے سیف اپنا رخ پھیر لے۔ (ایک نواب کے متعلق ہے جو مغلوب ہوگا) **مبارک ما اقمت موقفا اغیظ من ھذا ان بطش ربک لشدید ان اللّٰہ من علیکم واعطاک ما اعطاک ان الذین لا یلتفتون الیک لایلتفتون الی اللّٰہ،** اولیاء اللہ سے مخالفت رکھنا اس کا نتیجہ اچھا نہیں **یکرمک اللّٰہ اکراما عجباالیس اللّٰہ بکاف عبدہ** مبارکباد۔

ع پاک محمد ﷺ نبیوں کا سردار

خدا تیرے سب کام درست کردے گا اور تیری ساری مرادیں تجھے دے گا۔ اس نشان کا مدعا یہ ہے کہ قرآن شریف کی کتاب اور میرے منہ کی باتیں ہیں۔ امن است در مکان محبت سرائے ما آسمان سے بہت دودھ اترا ہے محفوظ رکھو۔ بہت سے سلام تیرے پر

ہوں۔ در کلام تو چیزے ست کہ شعر را در وے دخلے نیست۔ اے ازلی ابدی خدا بیڑیوں کو پکڑ کے آ۔ وہ کام جو تم نے کیا وہ خدا کی مرضی کے موافق نہیں ہوگا (۱۹۰۷) **ساکرمک اکراما عجبا و کان اللّٰہ علی کل شی مقتدرا**، اب تو ہماری جگہ بیٹھ اور ہم چلتے ہیں **معمر اللہ** روشن نشان ہماری فتح ہوئی خدا نے تیرے پر رحم کیا ہے **رحمک اللّٰہ انک انت الاعلی** امید ہماری ہر ایک مکان سے خیر دعا ہے۔ **ان اللّٰہ مع الابرار و انت من الابرار** تمام دنیا میں سے ایک **العید الاخر تنال منه فتحا عظیما** زندگی با آرام ہو جانا پہلی زندگی ہے۔ ایک اور خوشخبری۔ **نثنی علیک الخیر و البرکة**، آسمان ٹوٹ پڑا سارا کچھ معلوم نہیں کہ کیا ہونے والا ہے **اولئک قوم لایشقی جلیسهم من ذالذی هو اسعد منک**، ایک ہفتہ تک ایک بھی باقی نہیں رہے گا۔ **ویل لکل همزة لمزة انی مع الرسول الخ** پسپا شدہ ہجوم افسوسناک خبر آئی ہے (میری موت مراد ہے) بہتر ہوگا کہ اور شادی کر لیں (یہ کسی کی طرف اشارہ ہے) سخت زلزلہ آیا۔ آج بارش بھی ہوگی خوش آمدی نیک آمدی۔ **انمایرید اللّٰہ ان یذهب..... تطهیرا**، یہ تو ہماری مگر خدائی امتحان کو قبول کرلو۔ **یاایها الناس اعبدوا...... خلقکم اتقوا ربکم اللّٰہ خلقکم** اے میرے اہل بیت خدا تمہیں شر سے محفوظ رکھے **انت منی و انا منک** (یعنی تو مجھ سے ظاہر ہوا اور میں تجھ سے اس زمانہ میں ظاہر ہونے والا ہوں) **انت الذی طار الی روحه ربنا افتح بیننا و بینهم اعجبتم ان تموتوا** ان کی لاش کفن میں لپیٹ کر لائے ہیں۔ پچیس دن (تک) **من الناس و العامة**، لاہور میں ایک بے شرم ہے۔ **ویل لک و لاهلک انی نعیت انی انا اللّٰہ لا الٰہ الا انا ان اللّٰہ مع الصادقین** ایک امتحان ہے بعض اس میں پکڑے جائیں گے اور بعض چھوڑے جائیں گے۔ **انمایریداللّٰہ لیذهب......**

تطهيرا اعجبنی موتكم یورپ اور دوسرے عیسائی ملکوں میں ایک قسم کی طاعون پھیلے گی جو بہت ہی سخت ہوگی۔ ریاست کابل میں قریب پچاس ہزار کے آدمی مریں گے۔ **واستوت علی الجودی** قدرت کے دروازے کھلے ہیں۔ نیکی یہی ہے کہ خدا کے احکام کو پورا کرنا۔ تیری عاجزانہ راہیں اس کو پسند آئیں۔ **انی امرتک و اثرتک** جو دعائیں آج قبول ہوئیں ان میں قوت اسلام اور شوکت اسلام بھی ہے تیرے لئے ایک خزانہ مخفی تھا **کل لک و لامرک** "یا اللہ اب شہر کی بلائیں بھی ٹال دے" ایک موسیٰ ہے میں اس کو ظاہر کروں گا اور لوگوں کے سامنے اس کو عزت دوں گا۔ **اجر الاثیم واریه الجحیم بلجت ایاتی قل اللّٰه ثم ذرهم فی خوضهم یلعبون،** میں نے خدا کی مرضی کیلئے اپنی مرضی چھوڑ دی اس سے تو تم پر حسن چڑھا ہے۔ **اردت زمان الزلزلة** لاکھوں انسانوں کو تہ و بالا کردوں گا۔ **انی مع الرسول اقوم** میرا دشمن ہلاک ہوگیا میرے دشمن ہلاک ہوگئے من اسد الیکھا خدا ٹال جا پیائے۔ **ان اللّٰه مع الابرار،** کوئی درباری میرے حلقہ اطاعت سے گذرنے نہ پائے کوئی درباری اس جرم پر سزا سے محفوظ نہیں رہے گا۔ **سلطان عبدالقادر احل له الطیبات قل مافعلت الا ماامرنی به اللّٰه کل مقابر الارض لاتقابل هذه الارض،** اے ازلی ابدی خدا مجھے زندگی کا شربت پلا۔ **احق اللّٰه امر ی و لا تنفکا من هذه المرحلة** دولت اسلام بذریعہ الہام بہشتی کمرہ میں نزول ہوگا۔ **هل تری جزاء الاحسان الا الاحسان لولا الاکرام لهلک المقام لولاخیر الانام هلک المقام** (آغاز الہام یاد نہیں رہا) لائف آف پین یا اللہ رحم **انی مع اللّٰه فی کل حال اخترطنا سیفه** خدا کے سات نیکو کار بندے ہر جگہ بیٹھے ہیں۔ **حم تلک ایات الکتاب المبین** راز کھل گیا۔ **الذین اعتدوا منکم فی**

السبت (باقی فقرہ بھول گیا)مت ایھا الخوان تمت کلمة اللّٰہ ان اللّٰہ مع الذین اتقوا الذین یذکرون اللّٰہ قیاماوقعودا۔ رحم اللّٰہ فضلنا علی ما سواک. واللّٰہ انی غالب وسیظھر شوکتی وکل ھالک الا من قعد فی سفینتی اعزاز (لفظ یاد نہیں مگر مفہوم یہ ہے کہ) اس کو پکڑلوا سے چھوڑ دو۔ ایک اور قیامت برپا ہوئی بلائے دمشق سرک سری ایک اور بلا برپا ہوئی فتح ہے تمہاری، تمہارے نام کی ان شانئک ھو الابترحد ظباة انت منی بمنزلة موسیٰ احمد غزنوی سلام قولا، خدا دو مسلمان فریق میں سے ایک کا ہوگا پس پھوٹ کا ثمرہ ہے انی مع الافواج ......انی مع اللّٰہ الکریم طوفان آیا وہی طوفان شر آئی۔ ساریکم آیاتی فلا تستعجلون. یہ دو گھر بھی مرگئے۔ اصلح بینی وبین اخوتی خروا علی الاذقان سجداربنا اغفرلنا اناکناخاطئین. تاللّٰہ لقداثرک...لاتثریب الراحمین. سلام قولا من رب رحیم، پوری ہوگئی۔ فلیدع الذبانیه، اے بسا خانہ کہ تو ویراں کردی۔ ان شکرتم لازیدنکم اما نرینک الایه، زبردست نشانوں کے ساتھ ترقی ہوگی۔ انا انزلنا فی رقیمة من موسی. انی مھین من اراد اھانتک سنسمه علی الخرطوم رب انی مغلوب فانتصر ساریکم ایا تی فلا تستعجلوه، بدی کا بدلہ بدی ہے۔ اس کو پلیگ ہوگئی اس کا نتیجہ طاعون ہے جو ملک میں پھیلے گی ویل یومئذ للمکذبین کئی نشان ظاہر ہوں گے کئی بھاری دشمنوں کے گھر ویران ہوجائیں گے وہ دنیا کو چھوڑ کر جائیں گے، ان شہروں کو دیکھ کر رونا آئے گا، وہ قیامت کے دن ہوں گے، زبردست نشانوں کے ساتھ ترقی ہوگی، ایک ہولناک نشان میری رحمت تجھ کو لگ جائے گی اللہ رحم کرے گا واللّٰہ خیر حافظا......الراحمین اعیناک. حالیا مصلحت وقت دران

ے تئیم رب اخرجنی من النار الحمد للّٰہ الذی اخرجنی من النار انی مع الرسول......یلوم واعطیک......لن ابرح الارض الی الوقت المعلوم غلام احمد کی جے انی مع الرسول. یروم رب ارنی حقائق الاشیاء ایسوسی ایشن ہیضہ کی آمدن ہونے والی ہے انی مھین......معین رب اجعلنی غالبا علی غیری۔میری فتح انی مع الافواج عبرت بخش سزائیں دی گئیں۔انی من الناظرین انی انزلت معک الجنۃ توکلواعلیہ ان کنتم مؤمنین بسلام مناتو ہرایک بلاء سے بچایا جائیگا۔خداخوش ہوگیا۔ یاعبدی انیمعک انت منی بمنزلۃرحی الاسلام. انرتک و اخترتک ان اللّٰہ معی فی کل حال ہر حال میں تمہارے ساتھ میں ہوں تیری منشا کے مطابق کل یوم ھو فی شان احببت ان اعرف انی انا الرحمٰن ذوالعزو السلطان انت منی بمنزلۃ عرشی انت منی بمنزلۃ ھارون الم ترکیف فعل ربک باصحب الفیل......ابابیل لائف اوف پین رب ارحمنی ان فضلک ورحمتک ینجی من العذاب تعلقت بالاھداب. خیر اور نصرت اور فتح ان شاء اللّٰہ تعالیٰ۔ ما منا الا ولہ مقام معلوم ینصرک رجال نوحی الیھم وماکنا معذبین. رسولا ضیف مسیح اریک ما اریک ومن عجائب مایرضیک آپ کے ہاں لڑکا پیدا ہوا ہے۔رد الیھا روحھا وریحا نھلو اما ترین احدا منھم انا مبشرک بغلام حلیم ینزل منزلۃ المبارک (مبارک احمد جیسا ہوگا)۔

ع ساقیا آمدن عید مبارک بادات

ان اللّٰہ مع الذین اتقوا ساھب لک غلاما زکیا. ھب لی ذریۃ

طیبۃ انا نبشرک بغلام اسمہ یحییٰ.الم تر......الفیل. اخذھم اللّٰہ وحدہ لاشریک معہ قل جاء الحق و زھق الباطل،موت قریب۔ ان اللّٰہ یحمل کل حمل من خدمک خدم الناس کلھم ومن اذاک اذی الناس جمیعا.

ع آمدن عید مبارک بادست

عید تو ہے چاہے کرو یا نہ کرو۔ دیکھ میں ایک نہایت چھپی ہوئی بات پیش کرتا ہوں (آگے بتانے کی اجازت نہیں) بلائے ناگہانی بخری (یعنی تو ان کی چیخیں سنے گا) یا اللہ فتح، انی معک، اھلک، احمل اوزارک،میں تیرے ساتھ اور تیرے پیاروں کے ساتھ ہوں،انی معک یا مسرور وقع واقع وھلک ھالک وضعنا الناس تحت اقدامک وضعنا عنک. اجیبت دعوتک سنریھم ایاتنا انفسھم. اجیبت دعوتکما ان اللّٰہ علی کل شی قدیر یا ابراھیم انی انا ربک الاعلی اخترت لک ما اخترت، بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید، ۲۷ کو ایک واقعہ۔اللّٰہ خیروابقی خوشیاں منائیں گے۔ بعد سنۃ واحدۃ صلوتک خیر وابقی ان صلوتک سکن لھم دخلتم الجنۃ وما علمتم ماالجنۃ وما علمتم ما الجنۃ ذلک الیوم الاخر، آج ہماری بخت بیداری ان شانئک ھو الابتر. خدا نے اسے لیا ۔واللہ واللہ سدہا ہوا اولا وقت رسید (ایک تائب کے متعلق ہے) (۱۹۰۸)دبدبہ خسرویم شد بلند۔ زلزلہ در گور نظامی فگند انی معک اینما تذھب وتسیر.حرتھما اللّٰہ قتلھم اللّٰہ،میری فتح ہوئی۔انا ارادوہ الیک انت منی بمنزلۃ سمعی. انی معک یا ابراھیم.

ع اے خدایا بندمردان خدا

انت امام عبادک لعنة اللّٰہ علی من کفرانی معک فی السماء والارض انی معک فی الدنیا والاخرة ان اللّٰہ مع الذین اتقوا اینما ثقفوا اخذوا وقتلوا تقتیلا. لاتقتلوا زینب، آسمان ایک مٹھی بھر رہ گیاامثالا لرحمة اول الذکر اخر الذکر حم تلک ایا ت الکتاب المبین لاتذروہ جاریة، معدے کے خلل سے بھی ورم ہو جاتی ہے احسن اللّٰہ امرک احسن اللّٰہ امری. یاتین من کل فج عمیق امید سے بڑھ کر، رعایا میں سے ایک شخص کی موت، فتح حم تلک آیات الکتاب المبین بیمار بہت ہی چیخیں مارتا ہے یا مارتی ہے۔ ماتم کدہ ے

انی احافظ کل من فی الدار من ھذہ المرض الذی ھو ساری

امید سے بڑھ کر فائدہ ہوا، دوبارہ زندگی منسوخ شدہ زندگی۔ انی براء من ذلک (کسی کا قول ہے) کتب اللّٰہ علی نفسہ الرحمة. حق علینا نصر المومنین. اتانی الرحمة فی اول الذکر واخر الذکر. رحمت اور فضل کا مقام شکر کا مقام۔

تنقید برالہامات مرکبہ

ان الہامات میں ملہم نے بتایا کہ

۱......میں آہستہ آہستہ ترقی کروں گا مخالفین تنگ کریں گے مگر آخر میں ان پر غالب آجاؤں گا

۲......چونکہ میری تبلیغ مختلف ممالک میں پہنچے گی اس لئے مختلف زبانوں کے فقرے ایک ہی الہام میں درج ہوئے ہیں۔ مگر یہ نہیں سوچا کہ اپنے آقا سے بڑھ کر میں کیوں قدم مار رہا ہوں شاید محمد ثانی بن کر یہ درجہ پایا ہوگا۔

۳......آئندہ کے واقعات کا منظر سامنے دکھایا گیا ہے جن کی طرف یہ بے ربط فقرات اشارہ کر رہے ہیں میرے مرید بعد میں خود یہ بجھارتیں بوجھ لیں گے بہر حال ملہم کو علم ما کان

وعلم ما سیکون کا دعویٰ ہے اور نرا دعویٰ ہی نہیں بلکہ فوقیت کا بھی خیال ہے۔ کیونکہ احادیث نبویہ کے اخبار الفتن کو نظر انداز کر دیا گیا ہے۔

عربی الہام نصف اول

یااحمد بارک اللّٰہ فیک مارمیت اذرمیت لکن اللّٰہ رمی،الرحمن علم القران، لتنذر قوما ما انذر اباؤھم، لتستبین سبیل المجرمین، قل انی امرت وانا اول المومنین، قل جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا، کل برکۃ من محمد ﷺ فتبارک من علم وتعلم. قل ان افتریتہ فعلی اجرامی ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ. لا مبدل لکمات اللّٰہ ظلموا وان اللّٰہ علی نصرھم لقدیر. انا کفینا ک المستھزئین یقولون انی لک ھذا ان ھذا الا قول البشر و اعانہ قوم اخرون افتاتون السحر وانتم تبصرون ھیھات ھیھات لما توعدون.من ھذا الذی ھو مھین ولایکاد یبین اوجاھل مجنون قل ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین.ھذا من رحمۃ ربک یتم نعمتہ علیک لیکون آیۃ للمومنین انت علی بینۃ من ربک فبشر. ما انت بنعمۃ ربک بمجنون قل ان کنتم تحبون اللّٰہ الایہ ھل انبئکم علی من تنزل الشیاطین الایہ قل عندی شھادۃ من اللّٰہ فھل انتم مومنون...مکرر مسلمون. ان معی ربی سیھدین رب ارنی کیف تحی الموتی رب اغفر و ارحم من السماء رب لاتذرنی فردا وانت خیر الوارثین. رب اصلح انت امۃ محمد. ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین. قل اعملوا علی مکانتکم

الایہ لاتقولن لشیء انی فاعل غدا. وتخوفونک من دونہ. انک باعیننا سمیتک المتوکل. یحمدک اللّٰہ من عرشہ. نحمدک ونصلی. یرید ون ان یطفئوا نور اللّٰہ الایہ. اذاجاء نصر اللّٰہ والفتح وانتھی امر الزمان الینا. الیس ھذا بالحق ھذاارسل رؤیای من قبل قد جعلھا ربی حقا. قالوا ان ھذا الااختلاف قل اللّٰہ ثم ذرھم فی خوضھم یلعبون. من اظلم ممن افتری علی اللّٰہ کذبا ولن ترضی عنک الیھود ولاالنصاری، وخرقوا لہ بنین وبنات کل اللّٰہ احد الایہ ویمکرون ویمکراللّٰہ واللّٰہ خیر الماکرین. الفتنۃ ھھنا فاصبر کما صبر اولو العزم قل رب ادخلنی مدخل صدق و اما نرینک بعض الذی نعدھم اونتوفینک ماکان اللّٰہ لیعذبھم وانت فیھم کن معی انی معک اینما کنت. اینما تولوا فثم وجہ اللّٰہ کنتم خیر امۃ اخرجت للناس وافتخارا للمومنین ولاتیئس من روح اللّٰہ. الا ان روح اللّٰہ قریب الا ان نصراللّٰہ قریب. یاتیک من کل فج عمیق. یاتون من کل فج عمیق ینصرک اللّٰہ من عندہ ینصرک رجال نوحی الیھم من السماء لامبدل لکلمات اللّٰہ انا فتحنالک فتحامبینا فتح الولی فتح وقربنا ہ نجیا اشجع الناس لوکان الایمان معلقا بالثریا لنالہ. انار اللّٰہ برھانہ. یا احمد فاضت الرحمۃ علی شفتیک انک باعیننا. رفع اللّٰہ ذکرک ویتم نعمتہ علیک فی الدنیا والاخرۃ ووجدک ضالا فھدی ونظرنا الیک وقلنا یا نار کونی بردا وسلاما علی ابراھیم خزائن رحمۃ ربک یا ایھا المدثر قم فانذر وربک فکبر.یا احمد یتم اسمک ولا یتم اسمی کن فی الدنیا

کانک غریبا اوکعابر سبیل وکن من الصالحین الصدیقین وامر بالمعروف وانه عن المنکروصل علی محمد وال محمد. الصلوۃ هو المربی، انی رافعک الی والقیت علیک حجة منی فاکتب ولیطبع ولیرسل فی الارض خذوا التوحید یا ابناء فارس وبشر الذین امنوا ان لهم قدم صدق عند ربهم واتل علیهم ما اوحی الیک من ربک ولا تصعر لخلق اللّٰه ولا تسام من الناس واصحاب الصفة ما اصحاب الصفة تری اعینهم تفیض من الدمع یصلون علیک.ربنا اننا سمعنا منادیا ینادی للایمان وداعیا الیّ وسراجا منیرا. بورکت ما احمد وکان مابارک اللّٰه فیک حقا فیک شانک عجیب واجرک قریب انی راض منک انی رافعک الیّ، الارض والسماء معک کما هو معنی (یہ تعریف درحقیقت حضور ﷺ کی ہے اور ہر جگہ یوں ہی سمجھو) انت وجیه فی حضرتی اخترتک لنفسی.انت منی بمنزلة توحیدی وتفریدی فحان ان تعان وتعرف بین الناس هل اتی علی الانسان حین من الدهر لم یکن شیئا مذکورا، سبحان اللّٰه تبارک وتعالی زاد مجدک ینقطع اباؤک ویبدا منک (شرف اور مجد کی ابتداء مراد ہے)نصرت بالرعب واحییت بالصدق ایها الصدیق نصرت وقالوا لات حین مناص ماکان اللّٰه لیترکک حتی یمیز الخبیث من الطیب غالب علی امره ولکن اکثر الناس لا یعلمون اذا جاء نصراللّٰه والفتح وتمت کلمة ربک هذا الذی کنتم به تستعجلون اودت ان استخلف فخلقت ادم انی جاعل فی الارض (یہ اختصاری کلمہ ہے آدم سے مراد روحانی پیدا

کش کا باپ ہے) دنی فتدلی......ادنی

(یقا باللہ مراد ہے اور تخلق باخلاق اللہ) محی الدین ویقیم الشریعه یا ادم اسکن وزوجک الجنة یامریم اسکن انت وزوجک الجنة یا احمد اسکن انت وزوجک الجنة. نفخت فیک من لدنی روح الصدق. نصرت و قالوا لات حین مناص ان الذین کفروا وصدوا عن سبیل الله رد علیهم رجل من فارس شکرا لله سعیه کتاب الولی. (براهین احمدیه)

ذوالفقار علی. یکاد زیته یضیء ولو لم تمسسه نار ام یقولون نحن جمع منتصر. سیهزم الجمع ویولون الدبر وان یروا ایاته یعرضوا ویقولوا سحرمستمر و استیقنتها انفسهم وقالوا لات حین مناص فبما رحمة من الله لنت لهم الایه، ولو ان قرانا سیرت به الجبال. انا انزلناه قریبا من القادیان وبالحق انزلنا وبالحق نزل صدق الله وصدق رسوله وکان امر الله مفعولا. هو الذی ارسل رسوله ...... کله(روحانی طور پر یہ آیت میری خبر دیتی ہے کیونکہ اس وقت طبائع مائل بہدایت ہیں اور تبلیغ کے وسائل کمال تک پہنچ گئے ہیں۔ اب میرے ہی ذریعے سے اسلام کا غلبہ تمام ادیان پر ہوگا) صل علی محمد وال محمد سیدولد ادم وخاتم النبیین هذا رجل یحب رسول الله انک علی صراط مستقیم فاصدع بما تومر واعرض عن الجاهلین وقالوا لولا انزل علی رجل من القریتین عظیم وقالوا انی لک هذا. ان هذا لمکرمکرتموه فی المدینة ینظرون الیک وهم لا یبصرون. تالله لقد ارسلنا الی امم من قبلک فزین لهم الشیطان قل ان کنتم تحبون الله

فاتبعونی یحببکم اللّٰہ واعلموا ان اللّٰہ یحی الارض بعد موتھا. من کان اللّٰہ کان اللّٰہ لہ قل ان افتریتہ فعلی اجرام شدید انک الیوم لدینا مکین امین وان علیک رحمتی فی الدنیا والدین وانک من المنصورین.یحمدک اللّٰہ ویمشی الیک الا ان نصراللّٰہ قریب سبحان الذی اسری بعبدہ لیلا(گمراہی کی رات مراد ہے جس کی مسجد اقصیٰ معرفت الٰہی ہے)خلق ادم فاکرمہ جری اللّٰہ فی حلل الانبیاء(اس کا مضمون علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کے موافق ہے)وکنتم علی شفا حفرۃ من النار فانقذکم منھا عسی ربکم ان یرحم علیکم وان عدتم عدنا وجعلنا جھنم لکفرین حصیرا (یہاں نزول مسیح کی طرف اشارہ ہے پھر اس کے بعد مسیح علیہ السلام کمال جلالت کے ساتھ دنیا پر اتریں گے اور تمام راہیں صاف کردیں گے اور یہ زمانہ اس کیلئے بطور ارہاص کے واقع ہوا ہے)توبوا واصلحوا و الی اللّٰہ توجھوا وعلی اللّٰہ توکلوا واستعینوا بالصبر والصلوۃ بشری لک یا احمدی انت مرادی ومعی غرست کرامتک بیدی قل للمومنین یغضو من ابصارھم ویحفظوا فروجھم ذلک ازکی لھم واذا سئلک عبادی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع اذادعان ومارسلناک الارحمۃ للعلمین لم یکن الذین کفروامن اھل الکتاب والمشرکین الایہ وکان کیدھم عظیما واذا قیل لھم لاتفسدوا فی الارض...... المفسدون قل اعوذ برب الفلق......وقب انی ناصرک انی حافظک انی جاعلک للناس اماماکان للناس عجبا قل اللّٰہ عجیب قل ھو اللّٰہ عجیب یجتبی من عبادہ من یشاء لایسأل عما یفعل وھم یسئلون وتلک الایام نداولھا بین

الناس (عنایات الٰہیہ نوبت بنوبت افراد امت محمدیہ پر وارد ہوتے ہیں) تلطف بالناس وترحم عليهم انت فيهم بمنزلة موسى واصبر على مايقولون (موسیٰ علیہ السلام بڑے حلیم تھے) واذا قيل لهم امنوا كما امن الناس ......لايعلمون ويحبون ان تدهنون قل ياايها الكفرون لا اعبد ماتعبدون قيل ارجعوا الى الله فلا ترجعون وقيل استحوذوا فلا تستحوذون (اى لا تغلبون على النفس) ام تسئلهم من خرج فهم من مغرم مثقلون. بل اتيناهم بالحق فهم للحق كارهون سبحانه وتعالى عمايصفون احسب الناس ان يحمدوا بما لم يفعلوا ولا يخفى على الله خافية ولايصلح شى قبل اصلاحه ومن رد من مطبعه فلا مرد له (خدا کا مطبع مراد ہے) لعلك باخع ان لايكونوا مومنين لاتقف ماليس به علم لا تخاطبنى فى الذين ظلموا انهم مغرقون ياابراهيم اعرض عن هذا انه عبد غير صالح (لااعلم من هو) انما انت مذكر و ما انت عليهم بمسيطر واستعينوا بالصبر والصلوة واتخذوا من مقام ابراهيم مصلى (اى الحب فى الله) يظل ربك عليك ويغيثك ويرحمك وان لم يعصمك الناس فيعصمك الله من عنده وان لم يعصمك الناس واذ يمكر بك الذين كفروا اوقد لى يا هامان لعلى اطلع الى اله موسى و اظنه لمن الكاذبين" تبت يدا ابى لهب وتب" ماكان له ان يدخل فيها الاخائفاوما اصابك فمن الله(اشارة الى شر احد)الفتنة ههنا فاصبر كماصبراولوالعزم الا انها فتنة من الله ليحب حبا جما من الله العزيز الاكرم عطاء غير مجذوذ شاتان تذبحان وكل من عليها فان و لا

تهنوا ولا تحزنوا الیس اللّٰه بکاف عبده الم تعلم ان اللّٰه علی کل شیءٍ قدیر وجئنا بک علی هؤلاء شهیدا اوفی اللّٰه اجرک ویرضی عنک ربک ویتم اسمک عسی ان تحبوا شیئا وهو شرلکم وعسی...... شرلکم واللّٰه یعلم وانتم لاتعلمون کنت کنزا مخفیا فاحببت ان اعرف ان السموات والارض کانتارتقا ففتقنا هما وان یتخذونک الا هزوا اهذا الذی بعث اللّٰه قل انما انا بشرمثلکم یوحی الی انما الهکم اله واحد والخیر کله فی القرآن لایمسه الا المطهرون لقد لبثت فیکم عمرا من قبله افلا تعقلون قل ان هدی اللّٰه هو الهدی وان معی ربی سیهدین رب اغفر وارحم من السماء رب انی مغلوب فانتصرایلی ایلی لما سبتقتنی ایلی آوس (لا اعلم ما هوایلی آوس) یا عبد القادر انی معک اسمع و اری غرست لک وبیدی قدرتی ونجینا من الغم وفتناک فتونا لیأتینکم منی هدی الا ان حزب اللّٰه هم الغالبون"وماکان اللّٰه لیعذبهم وانت...... یستغفرون" انا ربک الارحم. انا مجیبک نفخت فیک من لدنی روح الصدق والقیت علیک محبة منی ولتصنع علی عینی کزرع اخرج شطأه ......سوقه(اشارۃ الی کمالنا) انافتحنالک فتحا مبینا تاخر. الیس اللّٰه بکاف عبده فبراه اللّٰه بما قالوا وکان عنداللّٰه وجیها فلما تجلی ربه للجبل جعله دکا واللّٰه موهن کید الکفرین بعد العسر یسر وللّٰه الامر مومن قبل و من بعد الیس اللّٰه بکاف عبده ولنجعله ایة للناس ورحمة منا، وکان امر اللّٰه مقضیا قول الحق الذی فیه تمترون محمد رسول اللّٰه......عن ذکر اللّٰه

متع اللّٰہ المسلمین ببرکاتھم فانظر الی اثار رحمۃ اللّٰہ وانبئونی من مثل هولاء ان کنتم صٰدقین ومن یتبع غیرالاسلام دینا......الخاسرون یااحمد فاضت الرحمۃ علی شفتیک ۔"انا اعطینک الکوثر فصل لربک وانحر" "واقم الصلوۃ لذکری" انت معی وانا معک سرک سری وضعنا عنک وزرک الذی انقض ظھرک ورفعنا لک ذکرک انک علی صراط مستقیم وجیھا فی الدنیا والاخرۃ ومن المقربین حماک اللّٰہ نصرک اللّٰہ رفع اللّٰہ حجۃ الاسلام جمال ھو الذی امشاکم فی کل حال لا تحاط اسرار الاولیاء. وقالوا انی لک ھذا ان ھذا الا سحر یوثر لن نؤمن لک حتی نری اللّٰہ جھرۃ لایصدق السفیہ والا سیف الھلاک عدو لی عدولک قل اتی امر اللّٰہ فلا تستعجلوہ اذا جاء نصر اللّٰہ (یقال) الست بربکم قالوا بلی انی متوفیک ورافعک الیّ وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیمۃ ولا تھنوا ولا تحزنوا وکان بکم رؤفا رحیما الا ان اولیاء اللّٰہ لاخوف.....لایحزنون، تموت وانا راض منک فادخلوا الجنۃ ان شاء اللّٰہ امنین سلام علیکم طبتم فادخلوھا امنین سلام علیک جعلت مبارکا سمع اللّٰہ انہ سمیع الدعاء انت مبارک فی الدنیا والاخرۃ امراض الدنیا وبرکاتہ ان ربک فعال لما یرید ۔"اذکروا نعمتی التی انعمت علیک انی فضلتک علی العالمین (المعاصرین) "فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی"(الاحسان)من ربکم علیکم واحسن الی احبابکم"وعلمکم مالم تکونوا تعلمون" "وان

تعدوانعمة اللّٰه لا تحصوها"رب اجعلنی مبارکا حیث ماکنت لا تخف انک انت الاعلی ننجیک من الغم"الم تعلم ان اللّٰه علی کل شی قدیر"الخیر کله فی القران کتاب اللّٰه الرحمن الیه یصعد الکلم الطیب هو الذی ینزل الغیث من بعد ما قنطوا وینشر رحمته (اشارة الی تجدید الدین) وکذلک مننا علی یوسف لنصرف عنه السوء والفحشاء ولتنذر قوماما انذر اباؤ هم فهم غافلون، قل عندی شهادة من اللّٰه فهل انتم مومنون ان معی ربی سیهدین ربنا عاج رب السجن احب الیّ مما یدعوننی الیه رب نجنی من الغم ایلی ایلی لما سبقتنی(عاجی کے معنی معلوم نہیں ہوئے)یعیسٰی انی متوفیک ورافعک الی و جاعل الذین......القیمة ثلة من الاولین وثلة من الاخرین فلماتجلیٰ ربه للجبل(المشکلات) جعله دکاقوة الرحمن لعبید اللّٰه الصمد مقام لایترقی العبد فیه بسعی الاعمال سلام علیک یا ابراهیم انک الیوم لدینا مکین امین ذوعقل متین حب اللّٰه خلیل اللّٰه اسد اللّٰه و صل علی محمد"ما ودعک ربک وماقلی" "الم نشرح لک صدرک" الم نجعل لک سهولة فی کل امر بیت الفکر بیت الذکر ومن دخله کان امنا(جوخلوص کے ساتھ بیت الفکر میں داخل ہوگا وہ سوء خاتمہ سے امن میں آجائے گا)بیت الفکر وہ چوبارہ ہے جس میں ''براہین'' وغیرہ کتابیں تصنیف ہوئیں اور بیت الذکر وہ مسجد ہے جواس کے پاس واقع ہے)

مبارک ومبارک وکل امر مبارک یجعل فیه (اس الہام سے بیت الفکر کی تاریخ نکلتی ہے)رفعت وجعلت مبارکا. والذین امنوا ولم یلبسوا ایمانهم

بظلم اولئک لھم الامن وھم مھتدون یریدون ان یطفئوانور اللّٰہ قل اللّٰہ حافظ عنایۃ اللّٰہ حافظک نحن نزلنا وانا لہ لحافظون ۔ اللّٰہ خیر حافظا وھوارحم الراحمین ویخوفونک من دونہ ائمۃ الکفر لاتخف انک انت الاعلی ینصرک اللّٰہ فی مواطن ان یومی لفصل عظیم کتب اللّٰہ لاغلبن انا ورسلی لامبدل لکلماتہ بصائر للناس نصرتک من لدنی انی منجیک من الغم وکان ربک قدیرا انت معی وانا معک خلقت لک لیلاً ونھاراً اعمل ماشئت فانی غفرت لک (لانک صرت علی حدۃ من المنکرات)انت منی بمنزلۃ لایعلمھا الخلق وقالوا ان ھو الا افک افتری وما سمعنا بھذا فی ابائنا الاولین"ولقد کرمنا بنی ادم" "وفضلنا بعضھم علی بعض" اجتبینھالھم واصطفینا ھم کذلک لیکون ایۃ للمومنین ام حسبتم ان اصحب الکھف والرقیم کانوامن ایتنا عجبا ۔قل ھواللّٰہ عجیب" کل یوم ھو فی شان" ففھمناھا سلیمان وجحدوا بھاواستیقنتھا انفسھم ظلما وعلوا سنلقی فی قلوبھم الرعب قل جاء کم نور من اللّٰہ فلا تکفروا ان کنتم مومنین سلام علی ابرھیم صافیناہ ونجیناہ من الغم تفردنا بذلک فاتخدوا من مقام ابراھیم مصلی (طریق نجات مجھ سے طلب کریں اور اپنے طریق چھوڑ دیں)"والسماء والطارق" الیس اللّٰہ بکاف عبدا کا شان نزول سیرۃ المہدی میں گذر چکا ہے۔ اما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض. اجیب کل دعائک الا فی شرکائک(رشتہ داروں سے جائداد کا تنازع تھا دعا مقبول نہ ہوئی) "جاعل الذین اتبعوک"الایہ(یہاں کفر سے مراد صرف

میرا انکار ہے) فیه (ای فی المسجد)

برکات للناس من دخله کانا امنان یمسسک بضرفلا کاشف له الاهو و ان یردک بخیر فلا راد الفضله۔ الم تعلم ان اللّٰه علی کل شیء قدیر ان وعد اللّٰه لات۔ قل لیفیضک انی متوفیک قل لاخیک انی متوفیک (جو تیرا مورد فیض یا بھائی ہے اسے کہہ کہ میں تیرے پر اتمام نعمت کروں گا) یا میں تجھے وفات دوں گا۔ (مکتوبات احمدیہ ۱/ ۶۷)

قل هاتوا برهانکم ان کنتم صدقین. یایحیی خذ الکتاب بقوة خذها ولا تخف سنعیدها سیرتها الاولی یا عبد الرافع انی رافعک الی ۔انی معزک لامانع لما اعطی. یدعو لک ابدال الشام وعباداللّٰه من العرب عجل جسد له خوار له نصب وعذاب (یہ لیکھرام کیلئے ہے) ایتها المراة توبی توبی فان البلاء علی عقبک ان کیدکن عظیم (سالے نے پٹیالہ سے بہانہ دیگر خط لکھا کہ میرا بیٹا اور آپ کی ساس مرگئی ہے مگر الہام نے بتایا کہ یہ جھوٹ ہے) انا نبشرک بغلام حسین فارتد اعلی اثارهما ووهب له الجنة اجاهد جیشی ساوتیک برکة واجلی انوارهاحتی یتبرک من ثیابک الملوک والسلاطین. الا الذین امنوا وعملوا الصلحت بلیة مالیة.

نصف ثانی: ثمانین حولا او قریبامن ذلک او تزید علیه اسنینا و تری نسلا بعیدا

تریاق القلوب، ص ۳۷، میں لکھا ہے کہ مجھے سولہ دن قولنج خونی تھا اور بار بار خونی پاخانہ آتا رہا۔ رشتہ دار تین بار مجھے سورہ یٰس سنا چکے تھے انتظار تھا کہ آج رات کو قبر میں چلا جاؤں

گا تو خدا نے کہا کہ دریا کا پانی جس میں ریت بھی ہو لیکر اس پر یہ پڑھو **سبحان اللّٰہ وبحمدہ سبحان اللّٰہ العظیم اللھم صل علی محمد وال محمد** تو یہ پڑھ پڑھ کر پانی بدن پر لگانا شروع کر دیا ابھی ایک پیالہ ختم نہ ہوا تھا کہ بدن کی گرمی جاتی رہی اور اطمینان ہو گیا اور رات سوتا رہا صبح ہوئی تو الہام ہوا: **ان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بشفاء مثلہ** میر عباس لودہانوی اور الٰہی بخش نے دعا کرائی تو الہام ہوا **ننجیھما من الغم رایت ھذہ المرأۃ واثر البکاء علی وجھھا فقلت ایتھا المرء ۃ توبی فان البلاء علی عقبک والبلاء نازلۃ علیک یموت(احمد بیگ)ویبقی منہ کلاب متعددۃ کذبوا بایاتنا وکانوا بھا یستھزئون . فسیکفیکھم اللّٰہ ویردھا الیک لاتبدیل لکمات اللّٰہ ان ربک فعال لما یرید انت معی وانا معک"عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا"** (لڑکی کا باپ وغیرہ مجھے کاذب جانتے تھے تو ان کیلئے نشان طلب کیا گیا۔ چنانچہ میری طرف متوجہ ہوا میں نے استخارہ کے ذریعہ درخواست کر دی۔ ۷،اپریل ۱۸۹۲ء کو دوسری جگہ اس کا نکاح کر دیا گیا۔ ۳۱ ستمبر ۱۸۹۲ء کو احمد بیگ مر گیا تو وہ ڈر گئے اس لئے اس پیشینگوئی کے باقی جزو منسوخ ہو گئے)**انارسلناہ شاھدا ومبشراونذیرا کصیب من السماء فیہ ظلمت ورعد وبرق کل شیٔ تحت قدمیہ**(میری موت کے بعد یہ ظاہر ہوگا)۔**فاذا عزمت فتوکل علی اللّٰہ واصنع الفلک باعیننا ووحینا. الذین یبایعونک انما یبایعون اللّٰہ......ایدیھم** ۱۸۸۸ء میں یہ پیغام بیعت آیا ہے۔

الا انتی فی کل حرب غالب	**فکدنی بما زورت فالحق یغلب**
وبشرنی ربی فقال مبشرا	**ستعرف یوم العید و العید اقرب**

(یہ لیکھرام کے متعلق ہے)انہ من الھالکین (بشرنی ربی بموتہ فی ست سنۃ) قل ما یعبابکم ربی لولا دعاوکم. قل انی امرت وانا اول المومنین الحمد للّٰہ الذی اذھب عنی الحزن واتانی مالھم یوت احدا من العلمین(زمانہ حال کے لوگ مراد ہیں)الذین تابواواصلحوا اولئک اتوب علیھم واناالتواب الرحیم امم یسرناھا الھدی وامم حق علیھم العذاب ویمکرون ویمکر اللّٰہ واللّٰہ خیر الماکرین ۔ ولکید اللّٰہ اکبر ۔ وان یتخذونک الا ھزوا ھذا الذی بعث اللّٰہ قل یا ایھا الکفار انی من الصادقین ـفانتظروا ایاتی حق حین سنریھم ایاتنا فی الافاق وفی انفسھم حجۃ قائمۃ وفتح مبین. ان اللّٰہ یفصل بینکم ان اللّٰہ لایھدی من ھو مسرف کذاب.یریدون ان یطفئوا.....الکفرون نرید ان ننزل علیک اسرارا من السماء.

ع ونمزق الاعداء کل ممزق

ونری فرعون وھامان وجنودھما ما کانوا یحذرون سلطنا کلابا علیک وغیظنا سباعا من قولک وفتناک فتونا فلاتحزن علی الذین قالوا ان ربک لبالمرصاد.حکم اللّٰہ الرحمن لخلیفۃ اللّٰہ السلطان یوتی لہ الملک العظیم ویفتح علی یدہ الخزائن وتشرق الارض بنور ربھا ذلک فضل اللّٰہ وفی اعینکم عجیب(اس میں کفار سے مراد منکر ہیں)ویستلونک احق ھو قل ای وربی انہ الحق وما انتم بمعجزین وزوجناکھا لامبدل لکلماتی وان یروا ایۃ یعرضوا ویقولوا سحر مستمر ـکتاب سجلناہ ومن

عندنا. اخرج منه اليزيديون (قادیان کے باشندے یزیدی الطبع پیدا کئے گئے ہیں) لوكان الامرمن عندغيرالله لوجدتم فيه اختلافا كثيرا. قل لواتبع الله اهوائكم لفسدت السموات والارض ومن فيهن ولبطلت حكمته وكان الله عزيزاً حكيما. قل لوكان البحرمدادا......مددا. قل ان كنتم تحبون فاتبعوني يحببكم الله ان الله كان غفوراً رحيما ـ "كم من فئة قليلة غلبت فئة كثيرة باذن الله". انت اشد مناسبة بعيسى ابن مريم واشبه الناس به خَلقا وخُلقا وزمانا كلب يموت على كلب (ایک مخالف ۵۲ سال کی عمر میں مرے گا اور ۱۳۰۰ ہوگا) هذا هوالترب الذى لايعلمون (اى عمل الترب والشعبدة) الحق من ربک فلاتكونن من الممترين. جعلناک المسيح ابن مريم انا زينا السماء الدنيا بمصابيح اردت ان استخلف فخلقت ادم انا خلقناالانسان فى احسن تقويم(۱۸۹۲)اناالفتاح افتح لک ترى نصرا عجيبا (بعض التائبين) يخرون على المساجد (ويقولون) ربنا اغفرلنا انا كنا خاطئين جلابيب الصدق فاستقم كما امرت. الخوارق تحت منتهى صدق الاقدام. كن لله جميعا و مع الله جميعا. انى مهين من اراد اهانتک (لاہور میں مولوی محمد حسین بٹالوی کیلئے الہام ہوا)۔قل انى امرت وانا اول المومنين. يتربصون عليک الدوائر. عليهم دائرة السوء. الله اجرک الله يعطيک جلالک. قل ان كنتم تحبون الله. الآيه(فتوائے تکفیر جاری ہوا تو یہ الہام ہوئے)طوبى لمن من وسار. لاتحف انى معک وماش مع مشيک. انت منى بمنزلة لايعلمها الخلق وجدتک ماوجدتک وانى معين من اراد

اعانتک انت معی و سرک سری وانت مرادی ومعی انت وجیه فی حضرتی اخترتک لنفسی هذا(التعریف)لی وهذا لاصحابی یاعلی دعهم وانصارهم وفداعتهم ذرونی اقتل موسی نظراللّٰه الیک معطراقالوااتجعل فیهامن یفسد...لاتعلمون قا لوا کتاب(براهین)ممتلی من الکفر والکذب قل تعالوا ندع ابناء نا.الکاذ بین یوم یجی الحق ویکشف الصدق ویخسر الخاسرون انت معی وانا معک ولایعلمها (هذه الحقیقة) الا المسترشدون نردالیک الکرة الثانیة وتبدلنک بعد الخوف امنا.یاتی قمر الانبیاء وامرک یتاتی یسر اللّٰه وجهک وینیر برهانک سیولد لک الولد ویدنی منک الفضل وقالوا انی لک هذا قل هواللّٰه عجیب ولا تئیس من روح اللّٰه انظر الی یوسف واقباله.

وقد جاء وقت الفتح والفتح اقرب

یخرون علی المساجد ربنا اغفرلنا انا کنا خاطئین لاتثریب علیکم الیوم یغفراللّٰه لکم وهوارحم الراحمین. اردت ان استخلف فخلقت ادم نجی الاسرار انا خلقنا الانسان فی یوم موعود (یعنی اس وقت مسیح آئے گا کہ روئے زمین پر دجال یعنی عیسائی حکومت ہوگی اور وہ روحانی حکومت سے ان پر حکمران ہوگا، کیونکہ جسمانی حکومت تو صرف قریش کے لئے ہی مخصوص ہے اور تضع الحرب کا اشارہ بھی یہی ہے کہ مسیح لڑائی موقوف کردے گا اور جہاد کا حکم اڑادے گا)یجی الحق......الخاسرون.ان ربک فعال لمایرید.ادعونی استجب لکم.

محمد حسین بٹالوی نے مجھے دجال اور جاہل کہا اور میرے دوست حکیم نورالدین

اور محمد احسن امروہی کو بھی جاہل کہا تو ہم نے کہا کہ آؤ تم اور تمہارے ہم خیال ملاں اور مولوی نذیر حسین دہلوی میرے مقابلہ پر عربی میں دس جزو کی عربی تفسیر لکھو جس میں بالکل مفہومات جدیدہ ہوں اور کسی کتاب سے اخذ نہ ہوں اور اسلام سے بھی باہر نہ ہوں اسّی اسّی آیات کی سورتیں انتخاب کر لیں۔ ان میں سے جس پر قرعہ نکلے اس کی تفسیر لکھی جائے' اس کے بعد انتخاب کر کے قرعہ نکالا جائے' جب قرعہ نکلے تو اس پر ایک مدحیہ قصیدہ مشتمل بر نعت محمد ﷺ عربی میں لکھا جائے۔ مگر محمد حسین بھاگ گیا اور میں نے اپنے غلبہ کیلئے دعا کی تھی تو بذریعہ الہام مذکور الصدر قبول ہوئی۔ **انا نری تقلب وجهک فی السماء ماقلبت فی الارض انا معک نرفعک درجات.**

مہر علی کو خواب میں دیکھا کہ اس کے فرش کو آگ لگ رہی ہے تو میں نے بجھائی۔ اس سے کہا گیا کہ بلا آئے گی استغفار کرو تو چھ ماہ بعد اس پر سنگین مقدمہ چلا۔ چھ ماہ کے بعد وہ رہا ہو گیا۔ در حقیقت وہ دعا کا اثر تھا مگر وہ انکاری رہا۔ آخر ۲۵ر فروری ۹۳ء کو الہام ہوا کہ اگر وہ ایک ہفتہ تک اقرار نہ کرے تو میرا اور اس کا مقدمہ آسمان پر دائر ہو گا۔ **وکان حقا علینا نصر المومنین هذا.** (آئینہ کمالات اسلام) **کتاب مبارک فقوموا للاجلال والاکرام.** حضور ﷺ کو دو دفعہ خواب میں اس پر اظہار مسرت کرتے دیکھا اور ایک فرشتہ نے زور سے یہ الہام پڑھا۔ مسیح انسان تھے **کرم الجنة دوحة الجنة** یعنی میری بیٹی عصمت زندہ رہے گی' پھر قبض رہی تو زیادتی عمر کی دعا قبول نہ ہو سکی۔ **یقضی امره فی میت** (لیکھرام ۶ مارچ ۹۶ء) کو زخمی ہو کر چھ بجے دن کے مر گیا۔ **یاعیسی ساوریک ایاتی الکبری انی معک حیثما کنت انی جاعلک عیسی ابن مریم وکان اللّٰه علی کل شی مقتدرا اردت استخلف فخلقت ادم** (۱۸۹۴)

انا نبشرک بغلام عبدالحق غزنوی نے مباہلہ چاہا مگر میں نے بددعا نہ دی' آتھم کو مہلت ملی تو اس نے استہزاء کیا کہ مجھے دوسری عورت بھی مل گئی ہے (جو اس کے بھائی متوفی نے چھوڑی تھی) الہام ہوا کہ ''**ان شانئک هو الابتر**'' بیس سال تک اس کی اولاد نہ ہوئی۔ مگر میرے ہاں مرزا شریف احمد ۱۸۹۵ء کو پیدا ہوا۔ پھر خدا نے کہا کہ جب تک چار بچے نہ ہولیں عبدالحق نہ مرے گا **ان كنتم فى ريب مما ايدنا عبدنا فاتوا بكتاب من مثله** (یعنی نورالحق کتاب لاجواب ہے جس میں لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں) ''**مانسخ من اية اوننسها**'' **الاية**، جنگ مقدس کے بعد عیسائیوں پر آفات آئیں اور حکیم نورالدین کا لڑکا مرگیا تو سعد اللہ لدھیانوی نے استہزاء کیا تو ''انوار السلام'' لکھتے لکھتے یہ دیکھا کہ ایک خوبصورت لڑکا حکیم صاحب کو دیا جائے گا جس پر کچھ پھوڑے ہوں گے اور ہلدی وغیرہ لگانے سے صحیح ہو جائے گا تو ویسا ہی ہوا۔ آتھم خوفزدہ ہوا تو الہام ہوا کہ **اطلع الله على همه و غمه ولن تجد لسنة الله تبديلا فلا تعجبوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مومنين. وبعزتى وجلالى انك انت الاعلى. ونمزق الاعداء كل ممزق**

ومكر اولئك هو يبور. انا نكشف السرعن ساقه يومئذ يفرح المومنون. ثلة من الاولين ثلة من الاخرين. وهذه تذكره فمن شاء اتخذ الى ربه سبيلا (۱۸۹۵) وانى انا الرحمن ناصرحزبه (۱۸۹۲) ترى اعينهم تفيض من الدمع يصلون عليك ربنا اننا سمعنامناديا. الايه. یہ لوگ مصدق ہیں **الله اكبر خربت خيبر** (مذاہب باطلہ) **ان الله معك ان الله يقوم اينما قمت** (۱۸۹۷) **بينى وبينكم ميعاد يوم من الحضرة** (مبارک احمد کی پیدائش مراد

ہے جو ایک یوم یعنی دو سال کے بعد ہوئی)ان اللّٰه يجعل الثلثة اربعة (تو لید فرزند چہارم مراد ہے)الارض والسماء معک کماھو معی فستذکرون ما اقول لکم وافوض امری الی اللّٰه عیسائیوں نے رسالہ "امہات المومنین" شائع کیا تو حمایت اسلام لاہور نے اس کی بندش کی درخواست کی مگر گورنمنٹ نے نامنظور کی اور میں نے کہا تھا کہ اس کا جواب لکھنا چاہیے تو یہ الہام ہوا (۱۸۹۸)"ان اللّٰه لایغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم" انه اوی والقرية.انی مع الرحمٰن اتیک بغتة. ان اللّٰه موھن کید الکافرین. یا احمد فاضت الرحمة علی شفتیک. یا عیسی انی متوفیک ......الی یوم القیمة. برکات غیر فانیہ یعنی معارف الٰہیہ اور علوم حکمیہ مجھے عطا ہوئیں تو میں مہدی بن گیا اور برکات فانیہ جیسے تابعداروں کی بہتری اور مخالفین کی ابتری مجھے عطا ہوئیں تو میں عیسٰی ابن مریم بن گیا اور چونکہ برکات غیر فانیہ حضور علیہ السلام کی وساطت سے حاصل ہوتی ہیں اس لئے میرا نام محمد اور احمد بھی ہوا اور مہدی بھی اس لیے ہوا کہ اصلی طور پر مہدویت حقیقت محمدیہ ہے جو میری مہدویت کا وسیلہ ہے۔ غثم غثم غثم دفع الیه من ماله دفعة ـالسھیل البدری الامراض تشاع و النفوس قضاع ان اللّٰه لایغیر ما بقوم لایه انه اوی القریة ان اللّٰه مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون والذین ھم محسنون ـانت معی یا ابراھیم ـ یاتیک نصرتی انی انا الرحمن یا ارض ابلعی ماء ک وغیض الماء وقضی الامر" سلام قولا من رب رحیم،وامتازو الیوم ایھا المجرمون"انا تجالدنا فانقطع العدو واسبابه ویل لھم انی یوفکون یعض الظالم علی یدیه ویوثق وان اللّٰه مع الابرار۔ وانه علی نصرھم لقدیر شاھت الوجوہ وانه من ایات

اللّٰہ ۔ وانہ فتح عظیم ۔ انت اسمی الاعلی انت منی بمنزلۃ المحبوبین. اخترتک لنفسی قل انی امرت وانا اول المومنین (مراد تریاق القلوب کا قصہ) سیغفر.

جمال الدین منصفی میں فیل ہوا تو اسے جموں میں انسپکٹر مارس بنایا گیا برق طفلی بشیر اس کی آنکھ دکھی تو ہفتہ بعد اچھی ہوگئی۔ فورب السماء والارض انہ الحق (۱۸۹۹) یخرون سجدا ربنا اغفرلنا انا کنا خطئین. مراد توبہ کرنے والے ہیں۔ربی الاعلی اصبر علیا ساھب لک غلاما زکیا. انی اسقط من السماء واصیبہ رب اصح زوجتی ھذہ. مراد پیدائش مبارک احمد یاحی یاقیوم برحتمک استغیث ان ربی رب السموات والارض انا لنعلم الامر وانا عالمون سیبدی الامر و ننسفن نسفا (مراد عبدالکریم) قل عندی شھادۃ من اللّٰہ فھل انتم مومنون ایضا. مسلمون"قل ان کنتم تحبون اللّٰہ"الایہ وقل یاایھا الناس انی رسول اللّٰہ الیکم جمیعا ای مرسل من اللّٰہ یا تیک من کل فج عمیق ۔لولا فضل اللّٰہ علیکم ورحمتہ علیّ لالقی راسی فی ھذا الکنیف (مراد عبدالکریم). انا اخرجنا لک زروعا یا ابراھیم۔ ربنا امنا فاکتبنا مع الشاھدین (۱۹۰۰)ان الرحی تدور وینزل القضاء ان فضل اللّٰہ لات ولیس لاحد ان یرد ما اتی قل وربی انہ الحق لایتبدل ولا یخفی وینزل ما تعجب منہ وحی من رب السموات العلی ان ربی لایضل ولا ینسی ظفر مبین وانما نؤخرھم الی اجل مسمی انت معی وانا معک قل اللّٰہ ثم ذرہ فی غیہ یتمطی انہ معک وانہ یعلم السر وما اخفی لاالہ الاھو یعلم کل شی

ویری ان اللّٰہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون الحسنی. انا ارسلنا احمد الی قومہ فاعرضوا فقالوا کذاب اشر وجعلوا یشھدون علیہ ویمیلون الیہ کماء منھم ان حبی قریب انہ قریب مستتر (مراد وہ وقت ہے جب کہ مسجد کا کوچہ پکی اینٹوں سے بند کیا گیا ہے۔ مجھے حسب معمول دردِ سر تھا' ظہر و عصر ملا کر پڑھ لی تو شام تک یہ الہام ہوئے) کلام افصحت من لدن رب کریم مبارک مراد خطبہ الہامیہ سبحان اللّٰہ انت وقارہ فکیف یترکک انی انا اللّٰہ فاخترنی وقل رب انی اخترتک علی کل شیء. سیقول لک العدولست مرسلا سناخذہ من مارن اوخرطوم وانا من الظالمین منتقمون.

ے وانی مع الافواج اتیک بغتۃ

یوم یعض الظالم علی یدیہ یالیتنی اتخذت مع الرسول سبیلا وقالوا سیغلب الامر و ما کانوا علی الغیب مطلعین انا انزلنک وکان اللّٰہ قدیراً انت قابل یاتیک وابل انی حاشر کل قوم یاتونک جنبا (جوق در جوق) وانی انرت مکانک تنزیل من اللّٰہ العزیز الرحیم بلجت ایاتی انت مدینۃ العلم طیب مقبول الرحمٰن وانت اسمی الاعلی. بشریٰ لک فی ھذہ الایام انت منی یا ابراھیم انت القائم علی نفسہ مظھر الحی وانت منی سید الامر.

ے انت من مائنا وھم من فشل

ام یقولون نحن جمع منتصر سیھزم الجمع ویولون الدبر الحمد للّٰہ الذی جعل لکم الصھر والنسب انذر قومک قل انی نذیر مبین قالوا

لنهلكنک. قال لاخوف عليكم لاغلبن ورسلی وانی اموج موج البحران فضل الله لات وليس لاحد ان يرد ما اتی قل ای وربی انه لحق لايتبدل ولا يخفی وينزل ماتعجب منه وحی من رب السموات العلی لا اله الا هو يعلم كل شیء ويری ان الله مع الذين اتقوا والذين هم يحسنون الحسنی تفتح لهم ابواب السماء ولهم بشری فی الحيوة الدنيا انت تربی فی حجر النبی وانت تسكن قنن الجبال وانی معک فی كل حال وقالوا ان هذا الا اختلاق ان هذا الرجل يجوح الدين قل جاء الحق وزهق الباطل. قل لو كان الامر من عند غير الله لوجدتم فيه اختلافا كثيرا هو الذی ارسل رسوله بالهدی ودين الحق وتهذيب الاخلاق لتنذر قوما ما انذر اباؤهم ولتدعوا قوما اخرين عسی الله ان يجعل بينكم وبين الذين عاديتم مودة. انی انا الله فاعبدنی ولاتنسی واجتهد ان قضلتی واسئل ربک وكن سئولا الله ولی حنان علم القران فبای حديث بعده تحكمون نزلنا علی عبدنا رحمة ذرنی والمكذبين انی مع الرسول اقوم ان يوحی لفضل عظيم وانی رافعک الی ویاتیک نصرتی. انی انا الله ذوالسلطان انا لله الايه (مراد وفات محمد اکبر بٹالوی) سلمان منا اهل البيت يضع الحرب ويصالح الناس علی مشرب الحسن (یعنی مسیح موعود حسنی المشرب ہوگا' حسن کا دودھ پیئے گا اور لڑائی کا خاتمہ کر کے لوگوں میں صلح پیدا کرے گا)يريدون ان يرواطمثک والله يريدان يريک انعامه. الانعامات المتواترة. انت منی بمنزلة اولادی. الله وليک وربک وقلنا يا ناركونی بردا ان الله مع الذين اتقوا والذين هم يحسنون الحسنی

(عصائے موسیٰ کے متعلق ہے کہ اس کا مصنف الٰہی بخش لاہوری میری کمزوریاں دکھانا چاہتا ہے مگر ایسا نہ ہوگا) **کونی بردا وسلاما** (انگلی میں درد تھی تو آرام ہوگیا) **تنزل الرحمة علی ثلث** (العین وعلی الأخرین) تین اعضاء مراد ہیں **قل ان ھدی اللہ ھو الھدی** قطع وتیین کا مسئلہ سمجھایا تو الہام ہوا کہ یہی تقریر صحیح ہے **والموت اذا عسعس** اے منع ذیابیطس سے سو سو دفعہ مجھے پیشاب آتا تھا۔ کاربنکل کا بھی خطرہ تھا، کیونکہ اس کے آثار دونوں شانوں میں نمودار ہو چکے۔ الہام ہوا تو شفا ہوگئی۔ ہماری زندگی کا ہر ایک لمحہ (سیکنڈ) بھی ایک نشان ہے (۱۹۰۱) **اصح زوجتی** میری بیوی کو غشی ہوئی تو یہ الہام ہوا **منعه مانع فی السماء** (تو اعجاز المسیح کا مقابلہ کسی نے نہ کیا) **قالوا ان التفسیر لیس بشیٔ** مراد تفسیر سورہ فاتحہ مندرجہ اعجاز المسیح **انی اناالرحمٰن دافع الاذی انی لایخاف لدی المرسلون۔** پھنسی نکلی ہوئی تھی خیال ہوا کہ ذیابیطس کا اثر نہ ہو تو اس الہام سے تسلی ہوئی **کفیناک المستھزئین رب زدنی عمری وفی عمر زوجی زیادۃ خارق العادۃ** زوج سے مراد سلسلہ کے خاص خاص دوست ہیں **انی مع الافواج اتیک** دیوار کے مقدمہ میں ہوئی **ایام غضب اللہ غضب غضباشدیدا۔انه ینجی اھل السعادۃ انی انجی الصادقین ھذا علاج الوقت والتربسی** قاضی یوسف علی ریاست جنید بیمار تھے تو یہ الہام ہوا **محموم جاء نظرت الی المحموم رشن الخبر۔** ناخواندہ مہمان کی خبر رشن بمعنی ناخواندہ مہمان۔ **کان من اھل البیت علی مشرب الحسن یصالح بین الناس** مراد مسیح موعود ہے **لاتنقطع الاعداء الابموت احدمنھم** (۱۹۰۲) **قدجرت عادۃ اللہ انه لاینفع الاموات الاالدعاء فکلّمه من کل باب ولاینفعه الا ھذا الدواء** (ای الدعاء) **فیتبع القرآن ان القران**

کتاب اللہ کتاب الصادق ایک عربی مردہ دل سخت جوش زن تھا۔ اسکے لئے یہ دعا ہوئی دوسرے روز دوران سر میں میں نے عربی زبان میں اپنی صداقت کے دلائل پیش کئے تو وہ مرید ہوکر واپس عرب کو مبلغ بن کر چلا گیا اور یہاں بھی ایک تائیدی اشتہار دے گیا۔ **انی افر مع اهلی الیک** حکیم نورالدین کے متعلق ہے کہ وہ کہہ رہے تھے کہ جموں میں طاعون ہے میں قادیان آرہا ہوں **انت معی و انی معک انی بایعتک بایعنی ربی. انی مع الرسول اقوم ومن یلومه الوم افطر واصوم** یعنی کبھی طاعون پڑے گا اور کبھی نہیں پڑے گا۔ **یا مسیح الخلق عدوانا لن تری من بعد موادنا وفسادنا** اے مسیح ہماری خبر لے شفاعت سے بچا تو پھر ہمارے خبیث مادے تو نہیں دیکھے گا یعنی ہم سیدھے ہوجائیں گے اور بدزبانی چھوڑ دیں گے۔ **یا ولی اللہ کنت لاعرفک** زمین کے متعلق ہے کہ معذرت کررہی ہے **نزل به جبیز** چراغدین جمونی کے متعلق ہے کہ اس کے الہام حدیث النفس ہیں جو خشک مجاہدات کا نتیجہ ہیں۔ یا تمنا کے وقت شیطان القاء کرتا ہے یا کسی خشکی یا سوداوی مواد سے ایسے خیالات کا القا ہوتا ہے۔ پس ہماری اصطلاح میں اسے ''الہام جبیز'' کہتے ہیں۔ ان کی کثرت سے دیوانگی کا خطرہ ہے **انی اذیب من یریب** یہ بھی چراغ الدین کے ہی متعلق ہے کہ اگر وہ اپنی رسالت سے تائب نہ ہوا تو وہ غارت ہوجائے گا۔ **انی احافظ کل من فی الدار** دار کی تشریح نہیں ہوئی کہ اس میں کیا کچھ شامل ہے **لولا الا مولھک التمر** یعنی ائمۃ الکفر کی ہلاکت میں تاخیر نہ ہوتی تو اب بھی درندہ صفت مخالف ہلاک ہوجاتے شعر

انی احافظ کل من فی الدار الا الذین علوا باستکبار

علو موسوی جائز ہے اور علو فرعونی ناجائز ہے۔ **انی اری الملائکة الشدائد اللّٰھم ان**

اھلکت ھذہ العصابۃ فلن تعبد فی الارض۔ یہ الہام شدۃ مرض میں ہوا۔

انی انا ربک القدیر لامبدل لکلماتی سیف چشتیائی کے متعلق ہے

مات ضال ھائما نذیر حسین دہلوی مرا تو میری زبان پر یہ فقرہ جاری ہوا۔انی احافظ

کل من فی الدار ولنجعلہ ایۃ للناس ورحمۃ منا وکان امرا مقضیا عندی

معالجات. لوگ طاعون کا ٹیکہ کراتے ہیں ہم خدا پر چھوڑ دیتے ہیں۔میری بیوی نے بھی

ایک تصدیقی خواب دیکھا کہ شیخ رحمت اللہ نے لاہور سے ہزار شیشی کا ایک بکس بھیجا ہے۔

میں نے کہا کہ ہم نے کبھی کلائیں دس بارہ شیشیاں منگائی تھیں مگر یہ خواب معالجات کی

تصدیق کرتا ہے۔ احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا امنّا وھم لایفتنون

یریدون ان یطفئوا نورک و یتخطفوا عرضک انی معک ومع اھلک

واما نرینک بعض الذی نعدھم للسلسلۃ السماویۃ اونتوفینک جف

القلم بما ھو کائن قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی انما الھکم الہ واحد.

والخیر کلہ فی القرآن فاتقوا النار ...... کفرین. "حجارہ" سے وہ انسان مراد

ہیں جو اپنے حواس سے کام نہیں لیتے۔ تسبیح ۳بار واللہ شدید العقاب انھم

لایحسنون پکٹ مدعی الوہیت کے متعلق دیکھا کہ چند کتابوں پر یہ الہام لکھا ہے۔

خسف القمر والشمس فی رمضان" فبای الاء ربکما تکذبان" "الاء" سے

مراد میں ہوں من اعرض عن ذکری نبتلہ بذریۃ ملحد ۃ یمیلون الی الدنیا

ولا یعبدوننی شیا یعنی مخالف کی اولاد ملحد ہوگی اور عبادت نہ کرے گی یموت قبل

یومی ھذا یہ رسل بابا مکذب امرتسر کے متعلق ہے۔میرے یوم سے مراد جمعہ کا دن ہے جو

دراصل خدا کا دن ہے اس دن میں بیمار تھا تو وہ مجھ سے پہلے طاعون سے مرگیا رب کل

شيء خادمک رب فاحفظني وانصرني وارحمني یہ اسم اعظم ہے اور دافع ہر مصیبت ہے۔سلام علیک یا ابراهیم ینادی مناد من السماء ایک نے پکارا اس کے آگے ایک فقرہ تھا یاد نہیں رہا انی مع الافواج اتی میں اپنی فوجوں کے ہمراہ آیا علی شکر المصائب ای هذه صلة علیه ایاتی علیک زمن کمثل زمن موسی انه کریم تمشی امامک وعاد من عاد(ای عادی من عاداک)انی صادق صادق وسیشهدالله لی انی انا الصاعقة صاعقه خدا کا نام ہے۔انی اجهز الجیش.ان الله لا یغیر ما بقوم الایة. انه اوی القریة لولا المقام لهلک المقام (۱۹۰۳) یبدی لک الرحمن شیئا. اتی امر الله فلا تستعجلوه. بشارة تلقاها النبیون.جاء نی آئل واختار و ادار اصبعه واشار یعصمک الله من العدی اولیسطو بکل من سطا ان وعد الله قد اتی (ورکل علی الارض وسطا)فتوبی لمن وجد ورائی قتل (العدو) خیبة وزید هیبة بقیة الطاعون اریک برکات من کل طرف اثرک الله علی کل شی ان معی ربی سیهدین افانین ایات تفصیل ما صنع الله فی هذا الباس بعد ما اشعته فی الناس اصبر سنفرغ یامرزا غاسق (عند) الله ساکرمک اکراما عجبا ان الله مع عباده (وهو) یواسیک لایموت احد من رجالکم (مما لا افهم) سننجیک سنعلیک وانی معک واهلک ساکر مک اکراما عجبا انی مع الافواج اتیک بغتة دعاؤک مستجاب انی مع الرسول اقوم واصلی واصوم واعطیک ما یدوم اصلی واصوم واسهرو انام واجعلک لک انوار القدوم واعطیک مایدوم ان الله مع الذین اتقوا برزماعندهم من الرح

ذلک بما عصووا کانو یعتدون حرب یھجه (آریوں نے گالیوں بھرا اشتہار دیا تھا)انی مع......بغته انی مع الرسول اجیب اخطئی واصیب انی مع الرسول محیط.انی مع الرسول اقوم ولن ابرح الارض الی الوقت المعلوم یوم الاثنین وفتح الحنین حجة اللّٰه یہ نام نواب محمد علی کا ہے کیونکہ وہ اپنی قوم سے الگ ہوکر میرے پاس آیا تھا دعاؤک مستجاب.ساخبره فی اخرالوقت انک لست علی الحق محمد حسین بٹالوی کے متعلق ہے"ماکان اللّٰه لیعذبھم وانت فیھم" رب انی مظلوم فانتصر انا نحن نرث الارض ناکلھا من اطرافھا قلنا یاارض ابلعی ماء ک یا سماء اقلعی فیه خیر وبرکة (نسیت ادله)سلیم حامدا مستبشرا (نسیت شیئا منه) ان اللّٰه مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون فیه آیات للسائلین مقدمہ جہلم میں جس کی فتح ہوئی اس کی طرف اشارہ ہے الفتنة ھھنا و الصدقات لعنة اللّٰه علی الکاذبین لیس والقران......رحیم لااله انا فاتخذنی وکیلا ساکرمک بعد توھینک ساکرمک اکراما عجبا ساکرمک اکراما حسنا ان السموات فتقناھما قل اللّٰه ثم ذرھم فی خوضھم یلعبون.یسئلونک عن شانک قل اللّٰه(اعلم)ثم ذرھم فی خوضھم یلعبون."ماتری فی خلق الرحمن من تفاوت"مقدمہ گورداسپور کے متعلق تھا کتب اللّٰه لاغلبن اناورسلی فی حفاظة اللّٰه سلام علیکم طبتم.یا حفیظ یا عزیز یا رفیق طاعون وغیرہ سے بچنے کیلئے بتایا گیا۔"رفیق"خدا کا نیا نام ہے"سلام قولامن رب رحیم"سرالشہادتین لکھ رہا تھا کہ درد گردہ سے بیتاب ہوگیا مقدمہ پر گورداسپور بھی جانا تھا تو شہید عبداللطیف کا تصور کر کے دعا کی اور گھر والوں نے

آمین کہی تو شفا ہوگئی قتل خیبة وزید هیبة ۔

اری ارض مدّ قد ارید بتارها	وغادرهم ربی کغصن مجدر
ولیس علاج الوقت الا اطاعتی	اطیعون فالطاعون یغنی و یدحر
لقوم هٰذی لابارک اللّٰه مدهم	جهول فادی حق کذب فابشروا

(غصن اونٹنی ۔ مد میں طاعون پڑا تو نصف تک آدمی مر گئے)فبشری للمومنین بمقام گورداسپور لیلة القدر کو اپنی جماعت کیلئے دعا کی تو الہام ہوا ۔انی همی الرحمٰن کبرعنداللّٰه مرت هذا الرجل ان اللّٰه لایضر ان اللّٰه مع الذین الایه تری نصرا من عند اللّٰه وهم یعمهون.(۱۹۰۴)"غلبت الروم"الایه.اردت ان تستفتح ان اللّٰه عزیز ذو انتقام (ب) اذاجاء نصراللّٰه. الایة کھانسی شدت سے تھی، موت قریب تھی مگر خدا نے کہا کہ لوگ جوق در جوق آئیں گے تو تمہاری موت ہوگی لعلی اتیکم منها بقبس او اجد علی النار هدی. "ان شانئک هوالابتر" من دخله کان امنا غفوررحیم اعملواماشئتم(من المباحات) انی غفرت لکم ان شاء اللّٰه اٰمینن انی امرت لکم (ای امرت الملئکة بالدعاء لک) نراد اللّٰه عمرک اذ نعمتی.غرست لک بیدی رحمتی وقدرتی.

عفت الدیار محلها ومقامها ۔

سنزداد حسناً من حسنک (ای بسبب حسنک)

انی انا الرحمٰن ساجعل لک سهولة فی امرک انی انا التواب من جاء ک (کانه) جاء نی ولقد نصرکم اللّٰه ببدر وانتم اذلة، سلام علیکم طبتم عفت الدیار محلها ومقامها انت منی وانا منک" عسٰی ان تکرهوا

شیئا وھوخیرلکم" انی مع الرسول فقط (۱۹۰۵)ان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بشفاء مثلہ.

حکیم نورالدین بیمار ہوگئے تو دعا کی گئی اور شفا ہوگئی یہ الہام پہلے بھی ہوا تھا:

بسم اللّٰہ الکافی، بسم اللّٰہ الشافی، بسم اللّٰہ الغفور الرحیم، بسم اللّٰہ البرالکریم،یا حفیظ یا عزیز یا رفیق یاولی اشفنی. میری گال سوج گئی تو اس دعا سے شفا ہوئی" انی لاجدریح یوسف لولاان تفندون"انی مع الروح معک ومع اھلک انما امرک اذا ارد ت شیئا ان تقول لہ کن فیکون (لم یؤلہ الملھم).لاتیاسوا من روح اللّٰہ (نسیت ما بعدہ)سلاماً سلاماً محونا نارجھنم (لعل اللّٰہ ید فع الطاعون عن الدیارکلھا اوعن الدار خاصۃ) کففت عن بنی اسرائیل مرزائی جماعت مراد ہے کہ اس پر جو ظلم ہو رہے ہیں آئندہ نہ ہوں گے)انی مع الافواج اتیک بغتۃ جاء ک الفتح قل مالک حیلۃ ؟سلام قولا من رب رحیم صدقنا الرؤیا.انا کذلک نجزی المتصدقین مرادخواب طاعون ہے جو سچ نکلا ارید ما تریدون مجھے خطاب ہے ؎

یاتون من کل فج عمیق و یاتیک من کل فج عمیق

۲۵ برس بعد پھر یہ الہام ہوا ینجی الناس من الامراض یعنی میرے ذریعہ سے کئی لوگ شفا پائیں گے انی معک ومع اھلک ومع کل من احبک فزع عیسی ومن معہ شاھت الوجوہ اس سے معلوم ہوا کہ دشمن مغلوب ہوں گے اذا جاء نصر اللّٰہ الایہ نمازمیں والعصر الایہ پڑھنے کو تھا کہ یہ لفظ زور سے جاری ہوگئے ارنی زلزلۃ الساعۃ ماکان النفس ان تموت الا باذن اللّٰہ توثرون الحیوۃ الدنیا.

ان المنایا لا تطیش سہامھا

السلام علیکم پیشاب کا سخت دورہ تھا اچھا ہوگیا ۔انی انا الرحمٰن لایخاف لدی المرسلون.قل اللّٰہ ثم ذرھم فی خوضھم یلعبون طلع البدر علینا من بینات الوداع لاتخف انی لا یخاف الایة. وقالوا من ذالذی یشفع عندہ ھیھات ھیھات لما توعدون قل ان اللّٰہ عزیز والا قتدار افلا تومنون قل عندی شھادة من اللّٰہ فھل انتم مؤمنون قل ما ارید لکم من امری والحمدللّٰہ رب العلمین اناانزلناہ فی لیلة القدر انا کنا منزلین یا تیک نصرنی حسنت مستقرا ومقاما.اذکففت عن بنی اسرائیل ارید الخیریاایھا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم. انی مھین الخ انی مع الرسول اقوم......یدم. لاتقوموا ولاتقعد الامعہ ولا تردوا موردا الا معی انی معک ومع اھلک. انی مع الرسول اقوم. امانرینک بعض الذی نعدھم او نتوفینک تموت وانا راض منک لا یقبل عمل مثقال ذرة من غیر التقوی انک جاعینا سمیتک المتوکل انفقوا فی سبیل اللّٰہ ان کنتم مسلمین.قرب اجلک المقدر ولانبغی لک من المخزیات شیئا. واخر دعوانا ان الحمدللّٰہ رب العالمین یہ فقرہ الہام نمبر ۳۰۵ کے ساتھ دوبارہ نازل ہوا۔انزل فیھا(مقبرہ بھشتی) کل رحمة کبرت فتنة جاء وقتک ونبغی لک الایات باھرات قرب وقتک ونبغی لک الایات بینات.بینات اور باہرات اسم حالیہ ہیں جو دوام وجود پر دال ہیں (خوب بہت خوب)قال ربک انہ نازل من السماء ما یرضیک رحمة مناد کان امرا مقضیا قرب ماتوعدون. واما

بنعمة ربک فحدث انه من یتق اللّٰه ویصبر فان اللّٰه لایضیع اجر المحسنین. یاشمس یاقمرانت منی وانامنک (خوب ہے)انا نبشرک بغلام نافلة لک من عندی(مگر لڑکا پیدانہ ہوا)(۱۹۰۲)انی مع الافواج الخ حرام علی قریة الایه وضعنا عنک وزرک الایه اللّٰه غالب علی امره تنجیک من کربک قطع دابر القوم الذین لایومنون.یوم تا تی السماء بد خان مبین وتری الارض یومئذ خامدة مصفرة سفینة وسکینة مراد سلسلہ کی تخم ریزی ہے رب اشف زوجتی هذه واجعل لها برکات فی السماء وبرکات فی الارض ها انی اثرتک انی مع الافواج الخ ولنجعل لک سهولة من کل امران ربک فعال لما یرید رب اخر وقت هذا(ای الزلزلة بتاویل العذاب)رب سلطنی علی النار ای نار العذاب اخره اللّٰه الی وقت مسمی اس سخت زلزلہ کو تاخیر میں ڈال دیا گیا۔ انانبشرک بغلام نافلة پسر محمود مراد ہے۔ هوالذی ارسل رسوله کله. ان اللّٰه قد من علینا یاتیک الفرج. رب ارنی زلزلة الساعة یریکم اللّٰه زلزلة الساعة. اریک زلزلة یسئلونک احق هو قل ای وربی انه لحق ولا یرد (عذابه) من قوم یعرضون نصر من اللّٰه وفتح مبین اراد اللّٰه ان یبعثک مقاما محمودا هو الذی ارسل رسوله. الامراض تشاع والنفوس تضاع یہ دوسری دفعہ الہام ہوا ہے یہ معلوم نہیں کہ قادیان کے متعلق ہے یا پنجاب کے متعلق ۔تاللّٰه لقد اثرک اللّٰه وان کنا لخطئین.انی حفیظک ویل لهذه الامرأة وبعلها(معلوم نہیں کہ یہ کون عورت ہے) اشفنی من لدنک وارحمنی بیماری کی حالت میں ہوا۔انی مع الاکرام لولاک لما خلقت

الافلاک۔ لاتکلمنی فی الذین ظلموا انهم مغرقون وعد علینا حق یعنی جو تیری جماعت سے بگڑیں ان کے لئے شفاعت مت کر غیر بھی خیال رکھیں اور جماعت میں داخل ہوں۔ ھل اتاک حدیث الزلزلة اذازلت الارض زلزالها الایات یعنی اکثر جگہ یوں ہوگا۔ انی مع الافواج اتیک بغتة اریک زلزلة الساعة انی احافظ کل من فی الدار ۔

ترد علیک انوار الشباب   سیاتی علیک زمن الشباب

ان کنتم فی ریب......بشفاء من مثله رد علیها روحهاوریحانها

تین چار ماہ سے میری حالت ایسی کمزور ہوگئی تھی کہ ظہر وعصر کے سوا نماز بھی گھر ہی پڑھتا تھا۔ خدمت اسلام کیلئے ایک دوسطر بھی لکھتا تو خطرناک دوران سر شروع ہو جاتا تھا اور دل ڈوبنے لگتا تھا جسم بالکل بے کار ہوگیا تھا جسمانی قوائے بالکل مضمحل ہو چکے تھے کہ مسلوب القویٰ ہوکر آخری وقت آگیا تھا میری بیوی بھی دائم المریض تھی اور امراض رحم وجگر دامن گیر تھے تو دعا کی اور یہ بشارت آئی۔ و اذا قیل لهم لاتفسدوافی الارض الایه ادعونی استجب لکم. انی مع الافواج بغتة انی احافظ کل من فی الدار اردت ان استخلف فخلقت ادم ان الله علی کل شی قدیر ان الله لایخزی المومنین ایک دفعہ بدن کا اسفل حصہ حرکت سے معطل ہوگیا اور یک قدم اٹھانا مشکل تھا۔ سخت درد تھی خیال تھا کہ فالج ہے تب دعا سے نجات ہوگئی۔ شفیع اللہ یہ میرا نام ہے انی مع الروح اتیک بغتة بلجت ایاتی وبشر الذین امنوا ان لهم الفتح. (علم الدوبان)

ع

ان المنایا لاتطیش سهامها   ان المنایا قد تطیش سهامها

اما نرینک بعض الذی نعدھم. یا تیک من کل فج عمیق یاتون من کل فج عمیق یاتیک رجالا نوحی الیھم من السماء فتوحات مالیہ مراد ہیں ینصرکم اللّٰہ فی دینہ اتقنط من رحمۃ اللّٰہ الذی یربیکم فی الارحام لنگر خانہ کا خرچ پندرہ سو سے بھی زیادہ بڑھ گیا۔ قرضہ لیں تو وہ بھی ایک ماہ میں خرچ ہو جائے گا' تو یہ الہام ہوا رب لاتذر علی الارض من الکافرین دیارا. مانتسخ من ایۃ الایۃ. رب احفظنی فان القوم یتخذوننی سخرۃ..یکرمک اللّٰہ اکراما عجبا الیس اللّٰہ بکاف عبدہ (۱۹۰۷)انی انا الرحمن اصرف عنک سوء الاقدار. انما یرید اللّٰہ بکم الیسر الحق بشیعۃ موسٰی ورضی اللّٰہ بہ قولا انما یرید اللّٰہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت دعنی اقتل کل من اذاک ان العذاب مربع ومدور کل الفتح بعدہ مظھر الحق والعلاء کان اللّٰہ نزل من السماء.من(خواص)الناس والعامۃ لو لا الاکرام لھلک المقام. یعنی میری جماعت کے لوگ بھی طاعون سے مریں گے اور قادیان کا طاعون سے استیصال نہ ہوگا۔ یا عیسٰی انی متوفیک ورافعک الی انت منی وانا منک ظھورک ظھوری انت الذی طار الی روحہ انی انا اللّٰہ ذوالجودوالعطاء انزل الرحمۃ علی من اشاء، والضحی......الاولی واللّٰہ لولا الاکرام لھلک المقام. اکرام تسمع بہ الموتی. علمہ عند ربی لایضل ربی ولا ینسٰی لاتطاء قدم العامۃ قدم النبی. بلغت قدم الرسول. انی علی کل شی قدیر. کل واحد منھم ثلج. انقلب علی عقبیہ. لقد اثرک اللّٰہ علینا. انی مع الرسول اقوم الخ یدوم.اجیب دعوۃ الداع.سلام علیک یاتیک تحائف

كثيرة سننجيك سنعليك. سنكرمك اكراما عجبا عمره الله على خلاف التوقع. امره الله على خلاف التوقع. ء انت لاتعرفين القديرمرادک حاصل. الله خيرحافظاوهوارحم الراحيمن. خيرلهم خيرلهم شرفنا بكلام مناشرفنا باكرام منا. سلام. انى مبشر ان الله معنا انى مع الله ان خبر رسول الله ﷺ واقع. ان الذين كفروا وصدوا عن سبيل الله سينالهم غضب من ربهم يوم تاتى السماء بدخان مبين یعنی قحط پڑے گا۔ ان خبر رسول الله واقع لا تحزن ان الله معنا. ان ربى كريم قرين انه فضل ربى انه كان بى حفيا. انى معک ياابراهيم. لاتخف صدقت قولى. سينالهم غضب من ربهم. افمن يجيب المضطر اذا دعاه قل الله ثم ذرهم من كان فى نصرة الله كان الله فى نصرته. لكم البشرى فى الحيوة الدنيا. والضحى......ماقلى. انى معک ومع اهلک انى معک يا ابراهيم انى مبارک ما بقى لى هم بعد ذلک. انى انا الرحمن لايخزى عبدى ولايهان عشقک قائم ووصلک دائم. من عاد وليا لى فكانما خرمن السماء انى موجود فانتظر. لايهدى بناؤک وتوتى من رب كريم وضعنا......ذكرک قذف فى قلوبهم الرعب وعد غير مكذوب. انماصنعوا كيدساحرولايفلح الساحرحيث اتى. انت منى بمنزلة روحى انت منى بمنزلة النجم الثاقب. جاء الحق وزهق الباطل. ياايهاالنبى اطعمواالجائع والمعتر جلسہ پر کچھ بھوکے رہ گئے تو آپ نے الہام پاکر ان کو پھر کھانا کھلوایا۔ انى معک ومع اهلک انى معک فى كل حال وعند كل مقال. انت معک فى كل موطن نصر من الله وفتح قريب وهم

من بعد غلبهم سیغلبون.واما نرینک بعض الذی نعدهم اونتوفینک نصرکم اللّٰہ نصرا موزرا. انی معک یاابرهیم. انی معک ومع اهلک هذه. ملعونین اینما ثقفوا اخذوا. ان الصفا والمروة من شعائر اللّٰہ.یامسیح اللّٰہ عدوانا. ظفرکم اللّٰہ ظفرا مبینا.انا فتحنالک فتحا مبینا.

الہام عربی پر تنقید

ا......ان الہامات میں ملہم نے کوشش کی ہے کہ حضور ﷺ کے اسماء صفاتی کے مقابلہ میں اپنے بھی نو دونہ نام پیش کرے، اگر کوئی تاڑ جائے گا تو کہہ دیں گے کہ میری ہستی درمیان میں نہیں ہے، یہ محمد ثانی کے ہی نام ہیں۔ ایسے بہانوں کی تردید میں تو سارا قرآن بھرا پڑا ہے اگر مسلمان پھر وہی مشرکانہ تعلیم پھیلانے لگے تو اسلام اور کفر میں کیا فرق رہا اور بت پرستی اور خدا پرستی میں کس طرح امتیاز ہو سکے گا۔

۲......قابل شرم ایک اور یہ بھی بات ہے کہ الہامی عربی جس میں کہ قرآنی آیات سے قطع و برید نہیں کی ایسی کمزور یا غلط ہے کہ کوئی عربی تعلیمیافتہ اپنی زبان پر نہیں لا سکتا اور **کلموا الناس علی قدر عقولهم** کے مطابق خدا مجبور ہو گیا تھا کہ وہ تھرڈ کلاس عربی میں الہام بھیجے، کیونکہ مرزا صاحب کو عربی مبین میں نطق کرنے کی ابھی لیاقت حاصل نہیں ہوئی تھی۔ اگر آپ سوچ سے کام لیتے تو پہلے فصیح عربی کی لیاقت پیدا کر لیتے تب الہام شروع کرواتے۔ اب کیسی شرم کی بات ہے کہ خدا کو بھی غلط، گویا ناآموز ثابت کر دکھلایا ہے اور اپنی لیاقت کا بخیہ خود ہی ادھیڑ ڈالا ہے۔ کیا بہتر ہوتا کہ یہ سلسلہ شروع ہی نہ کرتے۔

۳......تابعدار کہتے ہیں کہ جو اعتراض اس عربیت پر پڑتے ہیں وہی قرآن شریف پر بھی وارد ہوتے ہیں مگر ان کو یاد رکھنا چاہئے کہ یہ خیال صرف ان لوگوں کا ہے جو خود عربیت سے

پوری واقفیت نہیں رکھتے اور نیم ملا بن کر خطرہ ایمان ثابت ہور ہے ہیں، ورنہ یہ عربیت یوں کہنے پر اہل علم کو مجبور نہ کرتی کہ اگر آپ کو عربی لکھنا نہیں آتا تھا تو کیوں عربی الہام وغیرہ لکھنے بیٹھے گئے؟ سمرقندی مسیح اور عربی الہام؟ پھر لکھتے ہیں یہ سمجھ میں نہیں آیا، وہ مشتبہ ہے، فلاں کے معنی نہیں آتے، سمجھ میں کیا آئے خاک؟ غور کرنے کا مقام ہے کہ سمرقند سے ہند میں آئے آپ کو پشتہا پشت ہوگئیں (دیکھو سلسلہ نسب مرزا) مادری زبان تو اس طرح گئی' عربی میں جو لیاقت ہے وہ ناظرین خوب جانتے ہیں۔ پہلے ان کے خدا نے عربی میں الہام بھیجے تو جناب کی لیاقت جواب دے گئی' پھر جب اس نے آپ کی سابقہ مادری زبان میں ایک الہام اتارا (خثم خثم خثم) تو آپ بہت پریشان ہوئے۔ تو اب ان کے خدا کو بھی بڑی مشکل درپیش آئی کیونکہ جو زبانیں مرزا صاحب جانتے ہیں وہ خدا نہیں جانتا (پنجابی وغیرہ) اور جس زبان میں الہام ہوتا ہے وہ مرزا صاحب کی سمجھ میں نہیں آتا۔ وہ بھی آخر خدا تھا اس نے ایک نئی زبان ایجاد کر ڈالی جس کا نام '' **قادیانی عربی** '' تجویز ہوا۔ بظاہر وہ عربی نما تھی لیکن معانی جو مرزا صاحب کریں وہ ہی صحیح ہیں اور وہ یقیناً خدا ہی کے سکھائے ہوئے معانی ہوتے تھے! اب مرزا صاحب رہے نہیں، دنیا بھر میں کوئی اور شخص یہ زبان جانتا نہیں، ہم یہ تعلیم کس سے حاصل کریں؟ صاف ظاہر ہے کہ جس طرح مرزا صاحب نہیں رہے، ان کی زبان نہ رہی، اسی طرح ان کا مذہب بھی باقی نہیں رہے گا۔ **ان شاء اللہ**

اردو الہام (نصف اول)

اگر خدا ایسا نہ کرتا تو دنیا میں اندھیر اپڑ جاتا۔ تیرا خدا تیرے اس فعل سے راضی ہوا اور وہ تجھے برکت دیگا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ بست و یک روپیہ آنے والے ہیں۔ بست و یک روپیہ آئے ہیں۔ ایک مقدمہ درپیش تھا مجھے الہام

ہوا کہ ڈگری ہوگئی مگر لوگ نہ مانے، مجھے بھی شک ہوا تو خدا نے کہا کہ تو مسلمان ہے؟" تو میں نے یقین کرلیا"، وید گمراہی سے بھرا ہوا ہے، اگر تمام لوگ منہ پھیر لیں تو میں زمین کے نیچے سے یا آسمان کے اوپر سے مدد کرسکتا ہوں۔ اگر وہ توبہ نہ کرے تو اس کی بیراہیوں کا وبال جلد تر اسے (مرزا نظام الدین کے) درپیش ہے۔ اس سفر (موضع کنجراں ضلع گورداسپور) میں تمہارا یا تمہارے رفیق کا کچھ نقصان ہوگا (تو حامد علی کی چادر اور ہمارا رومال کھویا گیا)۔ پٹیالہ سے واپس آئے تو الہام ہوا کہ اس سفر میں کچھ نقصان ہوگا اور کچھ ہم وغم پیش آئے گا۔ چنانچہ ٹکٹ لینے لگے تو رومال ندارد، موضع دوراہہ کے سٹیشن پر پہنچے تو ہمیں لدھیانہ بتایا گیا اتر پڑے تو گاڑی چلی گئی۔ دیکھ۔ میں محمود۔ دیکھ میں تیری دعاؤں کو کیسے جلد قبول کرتا ہوں (پچاس روپے کی ضرورت تھی قادیان سے بٹالہ کی طرف تین میل کے فاصلہ پر نہر کے کنارہ پر جا کر دعا کی تو الہام ہوا اور دوسرے دن روپے مل گئے)۔ یہودا اسکریوطی لوگ آئے اور اس کو پکڑ بیٹھے شیر خدا نے ان کو پکڑا اور شیر خدا نے فتح پائی۔ آریوں کا بادشاہ آیا ہے کرشن جی رودر گوپال۔ خدا قادیان میں نازل ہوگا، آگ سے ہمیں مت ڈرا آگ ہماری بلکہ غلاموں کی غلام ہے دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ خدا تین کو چار کرے گا ایک امیر نو وارد پنجابی الاصل کی نسبت متوحش خبریں۔

نصف ثانی

ماجھے خان کا بیٹا اور شمس الدین پٹواری ضلع لاہور سے بھیجنے والے ہیں۔ تیرے سفر کو (جو ہوشیار پور اور لدھیانہ میں واقع ہوا) میں نے مبارک کردیا، تجھے قربت کا نشان دیا جاتا ہے، فتح وظفر کی کلید تجھے دی جاتی ہے، اے مظفر تجھ پر سلام تاکہ اسلام کا شرف ظاہر ہو...... تجھے بشارت ہو کہ تجھے ایک وجیہ اور ایک پاک لڑکا دیا جائے گا۔ زکی غلام (بیٹا)

تجھے ملے گا، وہ تیرے ہی تخم سے ہوگا، تمہارا مہمان آتا ہے، اس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے۔ اسے مقدس روح دی گئی۔ رجس سے پاک ہے نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے، اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ مسیحی نفس سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کردے گا، کلمۃ اللہ ہے، سخت ذہین وفہیم ہوگا۔ دل کا حلیم علوم ظاہری وباطنی سے پر کیا جائے گا، تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ، فرزند دلبند گرامی ارجمند مظہر الاول والاخر، مظہر الحق والعلاء۔ **کاَنّ اللّٰہ نزل من السماء**، جس کا نزول مبارک اور موجب ظہور جلال الٰہی ہوگا۔ نور آتا ہے نور۔ جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا، جلد بڑھے گا، اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا، زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اسے اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا **و کان امر اللّٰہ مقضیا**۔

تیرا گھر برکتوں سے بھرے گا۔ خواتین مبارکہ سے تیری نسل بہت ہوگی۔ نسل بہت بڑھاؤں گا، کچھ بچپن میں بھی مریں گے، تیری نسل ملکوں میں بھی پھیل جائے گی، تیرے جدی بھائیوں کی ہر ایک شاخ کاٹی جائے گی، توبہ نہ کریں گے تو بہت نابود ہو جائیں گے۔ رجوع کریں گے تو خدا رحم کرے گا۔ تیری ذریت منقطع نہیں ہوگی۔ تیرے نام انقطاع دنیا تک عزت کے ساتھ قائم رکھے گا۔ تیری دعوت کو دنیا کے کناروں تک پہنچا دوں گا۔ تیرا نام صفحہ زمین سے کبھی نہیں اٹھے گا، جو تیری ذلت اور تباہی کے خواہاں ہیں وہ خود نامرادی میں مریں گے۔ خدا تجھے بکلی کامیاب کرے گا، تجھے ساری مرادیں دے گا۔ میں یہ خالص محبوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا۔ ان کے مال وجان میں برکت ہوگی۔ منکروں پر غالب رہیں گے۔

تو مجھے ایسا ہے جیسے انبیاء بنی اسرائیل۔ بادشاہوں اور امیروں کے دل میں تیری محبت ڈالے گا اور وہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ اے منکرو اگر تم میرے بندے کی نسبت شک میں ہو تو اس نشان رحمت کی مانند تم بھی دکھلاؤ۔ ''**فان لم تفعلوا ولن تفعلوا**'' **الایۃ . نازل من السماء ونزل من السماء.** (پہلے نو برس کی خبر ملی تھی اب نو ماہ کی خبر ملی ہے مگر جو لڑکا آیۃ اللہ ہوگا وہ معلوم نہیں کہ کب پیدا ہوگا)، اکیس ماہ تک ان پر (یعنی مرزا امام الدین و نظام الدین) پر ایک سخت مصیبت پڑے گی (تو نظام الدین کی لڑکی پچیس سالہ مر گئی)۔ ایک دوسرا بشیر تمہیں دیا جائے گا جس کا نام محمود ہے اور وہ اولوالعزم ہوگا۔ پاس ہو جائے گا (تو میرا بیٹا تحصیلداری میں پاس ہو گیا)۔ دشمن کا بھی خوب وار نکلا (بشیر کی جگہ لڑکی پیدا ہوئی تو لوگوں نے تخول کیا تھا) جب کفار کورجس، شرالبریہ، ذریۃ الشیطان وغیرہ کہا گیا تو ابو طالب کو دشنام دہی سے روکا۔ مگر حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ اظہار واقعہ ہے دشنام نہیں، تو مدد چھوڑنے کو تھا مگر آب دیدہ ہو کر پھر آمادہ ہو گیا۔ ان علماء نے گھر کو بدل ڈالا، میری عبادت گاہ میں ان کے چولھے ہیں میری پرستش کی جگہ میں ان کے پیالے اور ٹھوٹھیاں رکھی ہوئی ہیں اور چوہوں کی طرح میرے نبی کی حدیثوں کو کتر رہے ہیں (مراد اس زمانہ کے مولوی ہیں)۔ نبی ناصری کے نمونہ پر اگر دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ وہ بندگان خدا کو زیادہ صاف کر رہا ہے، اس سے زیادہ کہ جسمانی بیماریوں کو صاف کیا گیا ہو۔

(۱۸۹۲): اب اے مولویو! اے بخل کی سرشت والو! اگر طاقت ہے تو خدا تعالی کی ان پیشینگوئیوں کو ٹال کر دکھلاؤ، ہر ایک قسم کے فریب کام میں لاؤ اور کوئی فریب باقی نہ رکھو، پھر دیکھو کہ خدا کا ہاتھ غالب رہتا ہے یا تمہارا۔ میں تجھے عزت دوں گا اور بڑھاؤں گا۔ تیرے آثار میں برکت رکھ دوں گا، یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت

ڈھونڈیں گے۔ میں تجھے برکت پر برکت دوں گا، یہاں تک کہ بادشاہ......الخ ۔

چل رہی ہے نسیم رحمت کی جو دعا کیجئے قبول ہے آج

سید محمد حسن وزیر پٹیالہ غم میں مبتلا تھے تو میری دعا سے رہائی ہوئی۔

(۱۸۹۳): ۲۰ فروری ۹۳ء سے چھ برس تک یہ شخص لیکھرام اپنی بدزبانیوں کی سزا میں جو حضور ﷺ کے حق میں کی ہیں شدید مرض میں مبتلا ہو جائے گا، (یہ الہام میرا معیار صداقت ہے) ۔ ۷ مارچ ۹۷ء کو بمقام لاہور وہ قتل ہوگیا۔ اس بحث میں جو فریق عمداً جھوٹ اختیار کر رہا ہے پندرہ ماہ تک ہاویہ میں گرایا جائے گا، بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے اور دوسرا فریق عزت پائے گا۔ اور بعض اندھے سوجاکھے کیے جائیں گے اور بعض لنگڑے چلنے لگیں گے اور بعض بہرے سننے لگیں گے۔ عبداللہ آتھم پنشنر کو جب یہ الہام دس بجے جلسہ گاہ میں سنایا گیا تو ڈر کر کہنے لگا کہ میں حضور علیہ السلام کو مفتری اور دجال نہیں سمجھتا اس لئے تاخیر سے مستفید ہوا۔ پھر جب عیسائیوں نے برانگیختہ کیا اور اس نے چار ہزار روپے دینے تک بھی اظہار خوف نہ کیا تو ایک سال تک مر گیا۔ جنگ مقدس سے پہلے ڈاکٹر ہنری مارٹن کو مباہلہ کی دعوت دی اور کہا کہ مسیح انسان تھے مگر سچے مرسل برگزیدہ نبی بھی تھے، جو مسیح کو دیا گیا وہ بمتابعت حضور ﷺ تجھے دیا گیا اور تو مسیح موعود ہے اور تیرے پاس ایک نوارنی حربہ ہے جو ظلمت کو پاش پاش کرے گا اور صلیب توڑے گا مگر عیسائی مقابلہ پر نہ نکلے۔

(۱۸۹۴): مسیح موعود کی روحانی لڑائیاں ہیں۔ آتھم نے مہلت پائی تو سعد اللہ نے استہزاء کا اشتہار دے کر دجال کہا تو مجھے الہام ہوا کہ اے عدو اللہ تو مجھ سے نہیں خدا سے لڑ رہا ہے، خدا نے کہا ہے کہ "ان شانئک هو الابتر " تو سعد اللہ جنوری ۱۹۰۷ء میں

پلیگ سے مرا، جب کہ وہ اپنے پندرہ سالہ لڑکے کی شادی میں مصروف تھا اور وہ لڑکا لاولد رہا۔ اگر آتھم اپنے دعویٰ میں سچا ہے کہ اس نے رجوع نہیں کیا تو وہ عمر پائے گا، جھوٹا ہے تو جلد مر جائے گا۔

(۱۸۹۵): "یوم یقوم الروح والملئکۃ "الایہ میں روح سے مراد رسول اور محدث ہیں جن پر روح القدس ڈالا جاتا ہے اور خدا تعالیٰ کے ہمکلام ہوتے ہیں اور بمحاورۂ قرآنی روح بمعنی ارواح ہے۔ "نور القرآن" لکھی تو عماد الدین پادری کے متعلق الہام ہوا: تو اس کی مثل پر قادر نہیں ہوگا، خدا تجھے عاجز اور رسوا کرے گا، تیری قوم تجھ سے متفق بھی ہو جائے مگر آخرتم مغلوب ہو جاؤ گے۔ نور الحق کے متعلق الہام ہوا: کافر اور مکفر اس پر قادر نہ ہوں گے کہ اس کتاب کی مثل نثر اور نظم مع التزامِ معارف واحکام تالیف کرسکیں۔ کسوف وخسوف کی تشریح بذریعہ الہام ہے۔ "کرامات الصالحین" میں سورہ فاتحہ کی تفسیر ہے، مکفرین کے مقابلہ پر ایک ہفتہ میں لکھی گئی ہے اور ان کو ایک ماہ کی بھی مہلت دی، مگر وہ قاصر رہے۔

(۱۸۹۶): جلسۂ مذاہب لاہور میں ہوا تو الہام ہوا کہ: یہ وہ مضمون ہے جو سب پر غالب آئے گا۔ نیک اور ابرار کے درجات اخروی کی تشریح۔

(۱۸۹۷): پھر ایک دفعہ ہندو مذہب کا رجوع اسلام کی طرف بڑے زور کے ساتھ ہوگا۔ خدا کا یہی ارادہ ہے کہ جو مسلمانوں میں سے مجھ سے علیحدہ رہے گا وہ کاٹا جائے گا، بادشاہ ہو یا غیر بادشاہ۔ سلطان روم کی حالت اچھی نہیں ارکان کی حالت اچھی نہیں، میرے نزدیک انجام نہیں، تم پاس ہو گئے ہو (مرزا یعقوب بیگ نے آخری امتحان دیا تو یہ الہام ہوا تھا)۔ میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔

(۱۸۹۹): خدا نے ارادہ کیا ہے کہ تیرا نام بڑھائے اور تیرے نام کی چمک آفاق میں دکھائے، آسمان سے کئی تخت اترے مگر تیرا تخت سب سے اونچا بچھایا گیا۔ دشمنوں سے ملاقات کرتے وقت ملائکہ نے تیری مدد کی۔ قیصر ہند کی طرف سے ایک شکریہ۔ یہ متشابہات میں سے ہے۔ مبشروں کا زوال نہیں ہوتا۔ گورنر جنرل کی پیشینگوئیوں کے پورے ہونے کا وقت آ گیا۔

(۱۹۰۰): مبارک وہ آدمی جو اس دروازہ کی راہ سے داخل ہو۔ (مراد ایوب بیگ کی وفات)۔ اقبال ؎

قادر کے کار بار نمودار ہو گئے	کافر جو کہتے تھے وہ گرفتار ہو گئے
کافر جو کہتے تھے وہ نگونسار ہو گئے	جتنے تھے سب کے سب ہی گرفتار ہو گئے

(مراد اتمام حجت ہے)۔ اچھا ہو جائے گا، مراد نور محمد مالک ہمدم (۱۹۰۰) آج سے یہ شرف دکھائیں گے ہم۔

ع　　　اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے

(مراد تقویٰ ہے)، سب سے بہتر اور تیز تر وہ تلوار ہے جو تیری تلوار میرے پاس ہے یعنی سیف یا حربہ قلم۔ حقیقت میں ہزار سالہ موت کے بعد جواب احیاء ہوا ہے اس میں انسانی ہاتھ کا دخل نہیں یعنی جیسے مسیح بن باپ پیدا ہوا اور اس کی حیات میں کسی انسان کو دخل نہ تھا ویسے ہی یہاں بدوں کسی استاد یا مرشد کے خدا نے روحانی زندگی عطا کی۔ فریقین مسلط نہیں کئے جائیں گے کہ اس کو ہلاک کریں۔ پوڑی یعنی روح آسمان سے آئی اور آسمان پر ہی جائے گی۔ عدالت عالیہ نے اسے بری کیا ہے۔ نواب مبارکہ بیگم یعنی مبارکہ بیگم نواب سے بیاہی گئی۔ اس کتے کا آخری دم ہے۔ افسوس صد افسوس! نتیجہ خلاف مراد ہوا یا نکلا۔ آخری لفظ یاد نہیں رہا یہ بھی معلوم نہیں کہ کس کے متعلق ہے۔

(۱۹۰۳): اے ازلی ابدی خدا بیڑیوں کو پکڑ کے آ (یعنی میری مدد کر) استقامت میں فرق آ گیا۔ طاعون کا دروازہ کھولا گیا۔ آثار صحت (معلوم نہیں کہ کس کے متعلق ہے) مجموعہ فتوحات بلایا نازل یا حادث یا (معلوم نہیں کہ یا کے بعد کیا تھا) عنقریب ایسا ہوگا کہ شریر لوگ جو رعب داب رکھتے ہیں کم ہوتے جائیں گے۔ عرب کی خبر گیری کرو اور ان کو راہ بتاؤ خدا کی پناہ میں عمر گزارو۔ کابل سے کاٹا گیا اور سیدھا ہماری طرف آ گیا۔ قریب ہے کہ دنیا میں صرف اسلام ہی ایک مذہب ہوگا جو عزت کے ساتھ دیکھا جائے گا اور جو اسے معدوم کرنا چاہے گا اس کا نام نہ رہے گا یہ غلبہ ہمیشہ رہے گا یہاں تک کہ قیامت آ جائے گی۔ یاد رکھو آسمان سے کوئی نہیں اترے گا۔ تمہاری اولاد در اولاد بھی عیسیٰ کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گی تو لوگ گھبرائیں گے کہ صلیب کا غلبہ بھی گزر گیا مسیح کیوں نہ اترا۔ آج کے دن سے تیسری صدی ابھی پوری نہیں ہوگی کہ لوگ اس جھوٹے عقیدے کو چھوڑ دیں گے۔ دنیا میں ایک ہی مذہب ہوگا اور ایک ہی پیشوا (یعنی میں اور میری تعلیم) میں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں۔ اب وہ تخم بڑھے گا، پھولے گا اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔ جس مذہب میں خدا کے ساتھ مکالمہ نہیں وہ مذہب مردہ ہے۔ ابھی تم میں سے لاکھوں اور کروڑوں انسان زندہ ہوں گے کہ آریہ مذہب کو نابود ہوتے دیکھ لو گے۔ تم خوشی سے اچھلو۔ خدا تمہارے ساتھ ہے' کوئی تم پر غالب نہیں ہو سکے گا۔ گالیاں سنو چپ رہو ماریں کھاؤ صبر کرو، بدی کے مقابلہ سے حتی المقدور پرہیز کرو۔ کابل کی زمین دیکھ لے گی کہ عبداللطیف کا خون کیسے کیسے پھل لائے گا۔ عبدالرحمٰن مارا گیا تو خدا چپ رہا مگر اب چپ نہیں رہے گا۔ اس نادان امیر نے کیا کیا کہ ایسے معصوم کو قتل کر کے اپنے آپ کو تباہ کر لیا۔ اے بدقسمت زمین کابل تو خدا کی نظر سے گر گئی۔ آگ سے ہمیں مت ڈرا۔ آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی غلام۔

(۱۹۰۴): ایک مشرقی طاقت اور کوریا کی نازک حالت خدا تیری ساری مرادیں پوری کرے گا۔ بہت حادثات اور عجیب کاموں کے بعد تیرا حادثہ ہوگا۔

(۱۹۰۵): خاکسار پیپر منٹ موتا موتی لگ رہی ہے۔ وہ سنتا ہے اور دیکھتا ہے۔ چودھری رستم علی موت دروازہ پر کھڑی ہے۔ ہم نے وہ جہاں چھوڑ دیا ہے (یہ روح کی آواز ہے)۔

ع ہے سر راہ پر تمہارے وہ جو ہے مولا کریم

بھونچال آیا اور بڑی شدت سے آیا بادشاہ وقت پر جو تیرے چلاوے اسی تیر سے وہ مارا جائے۔ کیا عذاب کا معاملہ درست ہے اگر درست ہے تو کس حد تک؟ عبدالقادر رضی اللہ عنہ۔ اری رضوانہ اللہ اکبر مضر صحت خدا نے اس کو اچھا کرنا ہی تھا' بے نیازی کے کام ہیں (باغ میں چار بیمار تھے ایک کی موت یقینی تھی مگر وہ بچ گیا تو معلوم ہوا کہ اس کی تقدیر اصلی طور پر مبرم نہ تھی ورنہ توجہ الی صاحب الحال سے بھی نہ ٹلتی) محمد مفلح تیرے لئے تیرا نام چمکا پہاڑ گرا تو جانتا ہے میں کون ہوں۔ میں خدا ہوں جس کو چاہتا ہوں عزت دیتا ہوں اور جس کو چاہتا ہوں ذلت دیتا ہوں۔ ۷۴ سال کی عمر۔ انا للّٰه. یہ خدا کا کلام ہے۔ اللہ اکبر زندگیوں کا خاتمہ۔ کمبل میں لپیٹ کر صبح قبر میں رکھ دو۔ میں تیری جماعت کیلئے تیری ہی ذریت سے ایک شخص کو قائم کروں گا اور اس کو اپنے قرب اور وحی سے مخصوص کروں گا اور اس کے ذریعہ سے حق ترقی کرے گا اور بہت سے لوگ سچائی کو قبول کریں گے۔

(۱۹۰۶): تین بکرے ذبح کئے جائیں گے۔ ۲۵ فروری کے بعد جانا ہوگا، اٹھو نمازیں پڑھیں، اور قیامت کا نمونہ دیکھیں۔ پہلے بنگالہ کی نسبت جو حکم جاری کیا گیا تھا اب ان کی دلجوئی ہوگی۔ کرنسی نوٹ۔ دیکھو میرے دوستو۔ اخبار شائع ہوگیا (اخبار سے مراد خبر

ہے) بشیر الدولہ۔ دردناک دکھ اور دردناک واقعہ میری بیوی یکا یک مرگئی۔ زلزلہ آنے کو ہے۔ پچاس یا ساٹھ نشان دکھلاؤں گا۔ کلیسا کی طاقت کا نسخہ۔

ع کشتیاں چلتی ہیں تا ہوں کشتیاں

اب تک پیچھا نہیں چھوڑتی، زندگی کے آثار (یہ سیٹھ عبدالرحمٰن مدراسی کا تار تھا) زلزلہ آنے کو ہے، ایک دم میں دم رخصت ہوا، (معلوم نہیں کس کے متعلق ہے باقی الہام بھول گیا) آج کل کوئی نشان ظاہر ہوگا۔ خیر۔ موت تیراں ماہ حال کو (معلوم نہیں کس کے متعلق ہے) اے عبدالحکیم خدا تجھ کو ہر ایک ضرر سے بچائے۔ اندھا ہونے مفلوج ہونے اور مجذوم ہونے۔

؎ قادر ہے وہ بارگاہ جو ٹوٹا کام بنائے بنا بنایا توڑ دے، کوئی اس کا بھید نہ پائے

کمترین کا بیڑہ غرق ہوگیا (کسی کی آواز ہے) تیری دعا قبول کی گئی۔

(۱۹۰۷): روشن نشان ہماری فتح ہوئی۔ تحفۃ الملوک ہزاروں آدمی تیرے پیروں کے نیچے ہیں۔ دہلی میں واصل جہنم، واصل خان فوت ہوگیا، زلزلہ اس طرف چلا گیا۔ آج ہمارے گھر میں پیغمبر ﷺ آئے۔ آ گئی عزت اور سلامتی قبول ہوگئی۔ نو دن کا بخار ٹوٹ گیا (مراد مبارک احمد) ایک وبا پڑے گی۔

اردو الہام پر تنقید

ا...... ملہم کا خدا بھی فصیح اردو نہیں بول سکتا تھا۔ پنجابی نما اردو فقروں میں اپنے مطالب کا اظہار فرمایا ہے شاید اس لئے کہ ملہم اہل تسوید میں سے نہ تھا تو بھلا ملہم کو سلطان القلم کا خطاب کیوں دیا جاتا ہے؟ غالباً اس لئے کہ غلط سلط ایسی کتابیں اور سینکڑوں اشتہار لکھ مارے تھے مگر صرف لکھنے سے سلطان القلم کا خطاب نہیں مل سکتا ورنہ ملاپ و پرتاپ اخبار کا ایڈیٹر بھی اس خطاب کا حقدار ہوگا۔

۲......اردو الہامات میں مصائب کا ذکر بہت ہے اور زلزلوں کی بھرمار ہے اور کچھ اپنی کامیابی پر اظہار افتخار ہے۔ ورنہ ان میں کوئی روح صداقت نہیں ملتی' کیونکہ اس قسم کے گول مول الہام اور تعلی آمیز مضامین ان لوگوں کے تبلیغی رسائل میں بھی درج ہیں جو آپ کے بعد نبوت کر چکے ہیں یا کر رہے ہیں۔

۳......''مشکوۃ شریف'' کا آخری حصہ اٹھا کر مطالعہ فرمائے تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ شان نبوت یوں ہوا کرتی ہے؟ اخبار بالغیب کس صفائی سے مذکور ہیں۔ **علم ماکان وما سیکون** کا اظہار کس طرح کیا گیا ہے۔ الہامات قادیانیہ اور حضور ﷺ کی اخبار بالغیب بالمقابل رکھ کر موازنہ کریں تو صاف معلوم ہو جائے گا کہ

ع شیر برنی دیگر و شیر نیستاں دیگر است

دعویٰ تو یہ تھا کہ حضور ﷺ جب قادیان میں کرشن اوتار بن کر آئے ہیں۔

ع تو آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شاں میں

مگر تجربہ نے ثابت کر دیا کہ یہ دعویٰ غلط تھا۔ زبانی باتیں ہی تھیں اور اس کرشن اوتار نے قلمی اور قولی میدان میں جو نظم و نثر کے گدھے ہانکے ہیں ان سے تو اس شہسوار میدان فصاحت رائض مضمار جوامع الکلم سیدنا و مولانا و ماوانا و ملجانا ﷺ کے

ہزار بار بشویم دہن بمشک وگلاب ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی است

کے غبار کا تتبع بھی نہیں ہو سکتا۔ بھلا کہاں ایک پنجابی الفطرت مغل بچہ اور کہاں وہ باعث تخلیق عالم، افصح العرب صلوات اللہ علیہ۔

ع چہ نسبت خاک را با عالم پاک

مگر افسوس ہے تو ان مسلمانوں پر کہ جن کو عربی فارسی اور اردو میں ایک سطر بھی لکھنا یا سمجھنا

نہیں آتا وہ مفتی اردو بن کر فتوی جاری کر دیتے ہیں کہ تعلیم قادیانی اپنی فصاحت و بلاغت میں لاجواب ہے۔ اور اس پر نکتہ چینی کرنا گویا نعوذ باللہ قرآن پر نکتہ چینی کرنے کے برابر ہے۔ یہ قول اگر مسلم الثبوت شخصیت کا ہوتا تو قابل توجہ بھی تھا۔ مگر ''اندھوں میں کانا راجا'' اہل بصیرت مانیں تو کیسے مانیں؟ **فذرھم فی طغیانھم یعمھون.**

پنجابی الہام

ع عشق خداداوسے منہ پرولیاں ایہ نشانی

(نصف ثانی) مینوں کوئی نہیں کہہ سکدا کہ ایسی آئی جس نے ایہ مصیبت پائی (مراد مبارکہ بیگم)، بیہوشی پھر غشی پھر موت (جمعہ کے دن مہندی لگا کر بیٹھے تھے تو بوڑھے خاں قصوری کے متعلق خبر مرگ کا الہام ہوا) ہے رود ہر گوپال تیری است گیتا میں لکھی ہے۔

ناظرین! چند پنجابی فقرے الہام مرکب میں بھی گذر چکے ہیں جن کو یہاں پر ملانے سے ہم خیال کر سکتے ہیں کہ ہیر وارث شاہ کا مقابلہ نہیں کر سکتے اور نہ ہی کسی پنجابی نثر کا لگا کھا سکتے ہیں۔ اور ملہم کو خود بھی اعتراف ہے کہ میری اصلی غرض شعر نہیں بلکہ اصل مقصد اپنی تبلیغی جدو جہد ہے اور یہ جس قدر الہامات کی صورتیں اختیار کی گئی ہیں ان سے صرف یہی غرض ہے کہ سامعین کو دلچسپی پیدا ہو۔ اصل میں ''ناچ نہ جانے آنگن ٹیڑھا'' والا معاملہ ہے۔ کیونکہ ملہم کا خاندان عموماً شاعر ہے آپ بھی قبل از نبوت اشعار میں فرخ تخلص باندھ کر مجلس مشاعرہ میں حاضر ہوتے رہے۔ ہاں یہ بات اور ہے کہ آپ کو فن شاعری میں پاسنگ مارکس بھی نہیں ملے تھے۔ لیکن آپ کی جدو جہد میں کوئی شک نہیں۔

فارسی الہام

شخصے پائے من بوسید من گفتم که سنگ اسودم۔ بحسن قبولی دعا بنگرکه زچه زود دعا قبول میکنم۔ ازبردیش محمد احسن را۔ تار کروزگارمے بینم تهیدستان عشرت را۔

لدھیانہ کے سفر میں امام بیبی شریک جائداد کے متعلق الہام ہوا کہ) نصف ترا نصف عمالیق را (تو وہ مر گئی اور ہمیں اس کی نصف جائداد مل گئی) عبداللہ سنوری کی منگنی چھوٹی تو الہام ہوا

ع اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

طریق زہد و تعبد ندانم اے زاہد۔ خدائے من قدمم راندہ بررہ داؤد۔

نصف ثانی

ہر چہ باید نو عروسی را ہماں ساماں کنم آنچہ مطلوب شما باشد عطائے آں کنم

(تو خاندان میر درد میں میری دوسری شادی ہوئی) (۱۹۰۱ء)

سال دیگر را کہ مے داند حساب تا کجا رفت آنکہ با ما بود یار

سلامت برتو اے مرد سلامت۔ السلام علیکم۔ سلطان القلم۔ دلم نے بلند دچو یاد آ درم مناجات شوریدہ اندر حرم۔ شوریدہ سے مراد دعا کرنے والا ہے اور حرم سے مراد غالباً قادیان ہے۔ راہگرائے عالم جاودانی شد سرانجام جاہل جہنم بود کہ جاہل نکو عاقبت کم بود (۱۹۰۳ء) عود صحت (یہ الہام درد گردہ کے بعد ہوا) خوش باش کہ عاقبت نکو خواہد بود (۱۹۰۴ء) رسید مژدہ کہ ایام نو بہار آمد (۱۹۰۵ء) شکار مرگ۔ ع امن است در مکان محبت سرائے ما۔ ع تو در منزل ما چو بار بار آئی۔ خدا ابر رحمت بباریدیانے۔ رسید مژدہ کہ آں یار دلپسند آمد۔ رسید مژدہ کہ دیوار

ازمیاں بر خاست دست تو دعائے تو رحم از خدا (۱۹۰۶)ع تزلزل در ایوان کسریٰ فتاد (یعنی شاہ ایران تخت سے اتارا گیا)۔

چو در خسروی آغاز کروند   مسلمانرا مسلماں باز کروند

خدا قاتل تو باد۔ مرا از دست تو محفوظ دارد (۱۹۰۷) ع آید آں روز یکہ مستخلص شود۔

ناظرین! ان الہامات کو ''کتاب ایقان'' مؤلفہ بہاء اللہ کے سامنے رکھ کر دیکھیں کہ خدا تعالیٰ نے حضرت بہاء سے بہترین اور فصیح فارسی میں کلام کیا ہے یا مرزا صاحب کو معمولی ابجد خوانی فارسی میں ٹال دیا ہے کیونکہ آپ کو ذاتی قابلیت نہ تھی اور مسلم الثبوت استاد فن تسلیم نہ ہو چکے تھے۔ غرض کہ ان حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ ملہم کی لیاقت کے مطابق الہام ہوتے ہیں اور الہام کی شان سے ملہم کی شان نظر آتی ہے۔ پس نتیجہ یہ نکلا کہ الہام بازی میں اپنے مرشد (حضرت بہاء) کے مقابلہ پر مرزا صاحب اعلیٰ نمبر نہیں لے سکے۔ باقی رہی شان رسالت تو اس کے متعلق یہ عرض ہے کہ ملہم کو خدا تعالیٰ خود تعلیم دیتا ہے وہ کسی مکتب میں الف بے بھی نہیں پڑھتے اور خدائی تعلیم سے اس قابل ہو جاتے ہیں اور ایسے قابل ہو جاتے ہیں کہ اعجازی کلام اور لاثانی الہام ان کے دل پر نازل ہوتا ہے۔ جس کو وہ خود بھی سمجھتے ہیں اور دور حاضر کے فصحائے قوم اس کے سامنے ہتھیار ڈال کر کہہ دیتے ہیں کہ **ماھذا اقول البشر** اور کسی کو اس وقت جرأت نہیں ہوتی کہ اس کلام کا ایک حرف بھی بے موقع ثابت کرے یا اس میں ادبی غلطی دکھائے۔ ہاں یہ بات اور ہے کہ آج کل کے جاہل دشمنان اسلام جو خود عربیت میں فیل ہیں نکتہ چینی کرنے لگ جائیں مگر ایسے لوگوں کو ع **فخیر من اجابتہ السکوت** کہہ کر دفع کیا جا سکتا ہے اس لئے یہ چتمہ نہیں دیا جا سکتا کہ اگر قادیانی الہام پر نکتہ چینی ہوئی ہے تو مکی اور مدنی الہامات پر بھی نکتہ چینی ہو چکی ہے۔

ع فشتان ما بین العراق ویثرب

انگریزی الہام: (۱) دوال مین سڈ بی اینگری بٹ گاڈاز ودہ یوھی شیل حیلپ یو۔ ورڈ زاوف گاڈ کین ناٹ ایکس چینج آئی لو یو آئی شیل گیو یو اے لارج پارٹی اوف اسلام۔

(۲) آئی شیل ھیلپ یو یو ھیو گوٹو امرتسر۔ ھی ھیلٹس ان دی ضلع پشاور ورڈ اینڈ ٹوگرلز لائف۔

۱......معلوم ہوتا ہے کہ ملہم کا خدا مجبور تھا کہ انگریزی میں شیکسپیئر کے ڈرامے نازل نہ کرتا کیونکہ ملہم سمجھنے کی قابلیت نہ رکھتا تھا صرف دو ہی انگریزی کی کتابیں پڑھی تھیں اور یہ الہام بھی بعض دفعہ ایسے مشکل نظر آتے تھے کہ ان کا ترجمہ کرانے کو آریہ دوستوں سے امداد لینی پڑتی تھی اسی اصول سے معلوم ہو سکتا ہے کہ پہلے ملہم کو اعلیٰ قابلیت پر قابض ہونا ضروری ہے ،ورنہ الہامات تھرڈ کلاس ہی نازل ہوں گے اور اسی سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ملہم کا ذاتی کلام بھی کس پایہ کا ہوگا۔

ع قیاس کن زگلستان من بہار مرا

۲......اس موقع پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ قادیانی الہام مختلف زبانوں میں کیوں ہو گئے اگر یہ خیال تھا کہ **لیظھرہ علی الدین کلہ** کے تحت میں ہر رنگ کے الہام کا نازل ہونا ضروری ہے تو کشمیری، گجراتی، سندھی اور پنجاب کی باقی زبانوں میں الہام کیوں نہ ہوئے۔ کیا یورپ کی زبان صرف انگلش ہی رہ گئی تھی اور وہ بھی صرف بچوں کے فقرے۔ جرمنی ،فرانس، اٹلی، روس، چین، جاپان، ٹرکش وغیرہ کی زبانیں کہاں گئیں؟ کیا ان میں تبلیغ کی ضرورت نہیں تھی؟ شاید ان الہامات کو ام الالسنہ کے الہام تصور کر لیا ہوگا اگر یہی بات ہے تو ان لوگوں کو ہی سلامت رہیں جو عقل کے اندھے اور گانٹھ کے ڈھیلے نظر آتے ہیں ورنہ ارباب دانش و بینش اس جہل مرکب میں پھنس نہیں سکتے یا صفراء یا بیضاء غری غیری۔

(۲۷) مرزائیت اور اہل اسلام میں فرق

جب تک مسیح قادیانی ''براہین احمدیہ'' کی چار جلدیں ختم نہ کر چکے تھے آپ بحیثیت مبلغ اسلام اور خادم دین کے اسے پیش کرتے رہے اور اہل علم نے آپ کو صوفی اور فلاسفہ اسلام سمجھ کر اتنا بڑھا دیا کہ آپ کے الہامات مندرجہ براہین کی بھی وہی تاویلیں کرنے لگے جو دوسرے صوفیوں کے الہام اور شطحیات کی کیا کرتے ہیں۔ اور آپ کے متعلق سادہ مزاج صوفیوں نے خوابیں بھی دیکھنی شروع کر دیں۔ صرف اس لئے کہ آپ نے ابھی اپنا وہ راز جس کیلئے یہ تمام جال بچھایا تھا ظاہر نہیں کیا تھا اور نہ ہی کسی عہدہ کے مدعی بنے تھے۔ چنانچہ اسی لاعلمی میں لوگوں نے ان کو صوفیاء کی صف میں لا کھڑا کر دیا اور ان کی طرف سے مدافعت کرنا کار ثواب سمجھا۔ چالاک قادیانی نے جب اسلامی طبقے کا یہ رنگ دیکھا تو اپنی غیر معمولی عیاری سے کام لیکر لدھیانہ میں بنیادی پتھر رکھ کر اپنی بیعت لینی شروع کر دی' جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہزار ہا مسلمان آپ کے مرید ہو گئے اور آپ کی ہر دلعزیزی میں دن دوگنی رات چوگنی ترقی ہوتی گئی۔ جناب یہ سنہری موقع کب ہاتھ سے دینے لگے تھے فوراً غنیمت سمجھ کر اپنے دعاوی کو ایک دوسرے سے وابستہ کر کے غیر متناہی سلسلہ میں پیش کرنا شروع کر دیا۔ مسلمان ان نقلی صوفی صاحب کو گرگٹ کی طرح رنگ بدلتے دیکھ کر نہایت ہی متحیر ہوئے اور زبان حال وقال سے بہتیرا سمجھایا بجھایا، لیکن جناب نے جلتی پر تیل کا کام کرتے ہوئے ۱۹۰۱ء میں محمد ثانی کا دل خراش دعویٰ پیش کر دیا۔ بس پھر کیا تھا ملک بھر سے آپ کا اعتماد اٹھ گیا۔ بیگانے تو رہے بیگانے ان کے اپنے سگے لڑکے سلطان احمد نے وہ وہ ہاتھ دکھائے کہ ساری جماعت کے چھکے چھوٹ گئے۔ ہندوستان بھر میں بہت سے مناظرے کئے لیکن کبھی بھی اپنے آپ کو نبی ثابت نہ کر سکے۔ سینکڑوں پیشینگوئیاں کیں لیکن ایک بھی

پوری نہ ہوئی۔ ہزاروں الہام لکھے مگر ایک بھی سچا ثابت نہ کر سکے۔ حتی کہ ۱۹۰۸ء میں بمقام لاہور حضور پیر جماعت علی شاہ مدظلہ العالی کی بددعا سے مرض ہیضہ سے وفات پائی۔ آپ کی لاش بقول ان کے دجال پر سوار کر کے قادیان پہنچائی گئی یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ "نبی جہاں فوت ہوتا ہے وہیں دفن ہوتا ہے" کیا جناب اس اصول کی رو سے کاذب ثابت نہیں ہوتے؟ کیا مرزائیوں کے پاس اس کا کوئی جواب ہے؟

وفات مسیح کے بعد خلافت اول کا اثر نمایاں طور پر ظاہر نہ ہوا تھا مگر خلافت ثانیہ میں پیغامی جماعت (لاہوری) الگ ہوگئی اور اپنے مرشد کو اس قدر نہ بڑھایا کہ مستقل نبی بنا کر پیش کریں۔ مگر قادیانی جماعت نے بھی تشدد سے کام لیا اور جس تشدد کو مسیح نے شروع کیا تھا اسے تکمیل تک پہنچادیا۔ ع پسر اگر نتواند پسر تمام کند۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مرزائی تعلیم اسلامی تعلیم سے الگ نظر آنے لگی اور کئی وجوہات سے ایک دوسرے کی تکفیر و تلقین کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ اور اب معاملہ یہاں تک پہنچ چکا ہے کہ مذہب قادیانی نے اپنے خیالات کا نام "اسلام جدید" رکھ لیا ہے اور اسے اسلام کا روشن پہلو بتانے لگ گئے ہیں۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس تعلیم نے گو قرآن وحدیث کو تو قابل عمل لکھ کر اپنے مذہب کا نام اسلام ہی رکھا ہوا ہے، مگر اہل بروز کی طرح عملی طور پر یہ بتادیا ہے کہ چودھویں صدی کے اول قرآن وحدیث کا مفہوم کچھ اور تھا اور بعد میں دوسرا ہو گیا اور اس تبدیلی کا حق سوائے امام الزمان کے کسی کو نہیں پہنچتا' اس لئے امام الزمان و نبی اللہ ماننا پڑے گا اور چونکہ یہ شریعت ناقابل تنسیخ ہے اس لئے ضرورت محسوس ہوئی کہ مسیح کو محمد ثانی اور حضور انور کا ہی اوتار مانا جائے۔ گویا حضور محمد ﷺ نے ہی قرآن وحدیث کے مفہومات سابقہ کو منسوخ کر کے نئے مفہومات کو واجب التعمیل قرار دیا ہے۔ بنابریں ہمارا فرض ہے کہ ناظرین کے سامنے ان

کے چند ایک ایسے عام خیالات پیش کریں جو اہل اسلام کے خلاف قادیانی مذہب میں موجود ہیں۔

وجوہات تفرقہ :۱......**الفضل ۱۱/ مارچ ۱۹۳۰ء** میں ہے کہ ''عبادات میں روح باقی نہ رہی تھی حضور ﷺ کی روح بھی باقی نہ رہی تھی اس لئے مسیح کی ضرورت محسوس ہوئی۔'' تعلیمات بہائیہ میں بھی یہی عذر کیا گیا ہے کہ دنیا مر چکی تھی تو بہاء اللہ نے قیامت برپا کر کے از سر نو روحانی زندگی عطا کی ہے' مگر قادیانی تعلیم میں یہ اضافہ کیا ہے کہ حضور ﷺ کو بھی مسیح نے محمد ثانی بنا کر از سر نو زندہ کر دکھلایا ہے اور مریدوں کو صحابہ کا درجہ دے کر خلافت راشدہ قائم کی ہے' لیکن اسلام اس نقل وحرکت کو بنظر تحسین نہیں دیکھتا۔

۲......''**ریویو**'' **جون ۱۹۲۹ء** میں ہے کہ ''ان کے مسیح کا ذہنی ارتقا حضور ﷺ سے بھی بڑھ کر تھا کیونکہ آپ کو اپنے خیالات کے اظہار کا موقع نہیں ملا تھا اور چونکہ یہ ایک جزوی فضیلت ہے اس لئے حضور ﷺ کی توہین نہیں ہوتی'' مگر اہل اسلام یہ لفظ سننے کو کبھی تیار نہیں اور جن لفظوں سے ان کی اشک شوئی کی ہے وہ بالکل ہی فضول ہیں' کیونکہ مسیح قادیانی کی شخصیت کا ارتقاء تجربہ کے بعد خود قادیانیوں کی زبان سے معلوم ہو چکا ہے کہ بالکل ناقص تھا' کیونکہ آپ نے کئی جگہ غلطی کی ہے اور کئی عقائد تبدیل کئے تو پھر اہل اسلام ایسے ناقص التعلیم کو حضور ﷺ کا ثانی یا حضور سے بڑھ کر ماننا تو بجائے خود سننے کیلئے کیسے تیار ہو سکتے ہیں؟

۳......**انوار خلافت ص ۶۰** میں ہے کہ ''جو شخص میری (میاں محمود) کی گردن پر تلوار رکھ کر کہے کہ حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا تو میں کہوں گا کہ تو جھوٹا ہے'' اس مقام پر اجرائے نبوت کی توثیق کرتے ہوئے تمام مسلمانوں کو کاذب لکھ دیا ہے کیونکہ کسی مسلم کا یہ عقیدہ نہیں ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی مبعوث ہوگا۔

۴......آئینہ صداقت ص۲۹ میں ہے کہ ”جو مسیح قادیانی کی بیعت میں شامل نہیں وہ اسلام سے خارج ہے، اگر چہ اس نے ابھی تک نام بھی نہ سنا ہو“ یہ بروزی نبوت اتنی تیز ہوگئی ہے کہ اس نے سب کے سینہ پر مونگ دل دیئے ہیں۔ اس کا جواب تو مخالفین کی طرف سے جو کچھ ہوسکتا ہے ظاہر ہے مگر اس عذر کی اصلیت ضرور معلوم ہوگئی ہے کہ ہم کسی کو کافر نہیں کہتے جس قدر کافر ہوئے ہیں مسیح کو نہ ماننے سے کافر ہوئے ہیں۔

۵......کوئی احمدی غیر احمدی کو لڑکی نہ دے“ (انوار خلافت ص۹۰) تو پھر کیوں یہ توقع رکھی جاتی ہے کہ اہل اسلام کی لڑکیاں ان کے گھر ہوں۔

۶......مسیح قادیانی اس لئے آیا ہے کہ مخالفین کو موت کے گھاٹ اتارے (عرفان الٰہی ص۹۴) اور اس زمانہ کے یہودی صفت لوگوں کو سولی پر لٹکائے (تقدیر الٰہی ص۲۹) ناظرین غور کریں کہ مخالفین کی طرف سے اس کا کیا جواب ہوسکتا ہے؟

۷......جو ہماری فتح کا قائل نہ ہوگا تو یوں سمجھا جائے گا کہ اسے ولد الحرام بننے کا شوق ہے (انوار الاسلام ص۳۰) کیا ایسی ہستی محمد ثانی بن سکتی ہے؟ نعوذ باللہ

۸......غیر احمدی کا بچہ بھی غیر احمدی ہے، اس لئے اس کا جنازہ بھی نہیں پڑھنا چاہیے (انوار خلافت ص۹۳) کیا اس سے بھی بڑھ کر تفرقہ اندازی ہوسکتی ہے؟

۹......حضرت موسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں ان کی حیات پر ایمان لانے کو خدا تعالیٰ نے اپنے قرآن میں حکم دیا ہے اور وہ ابھی تک نہیں مرے اور مرنے کے بھی نہیں (نور الحق ص۵۰) اہل اسلام کے قرآن میں یہ مسئلہ درج نہیں یقیناً مسیح قادیانی نے غلط لکھا ہے اور اسی وجہ سے وہ امام الزمان تسلیم نہیں ہوسکتا۔

۱۰......یہ غلط ہے کہ نیم مردہ مسیح کو پہلو شگاف زخم آیا اور ۲۴ گھنٹے تک کسمپرسی کے عالم میں رکھ

کر مرہم عیسیٰ سے علاج کیا گیا تھا کیونکہ حالات حاضرہ اس کی تکذیب کر رہے ہیں اور پہلی کوئی معتبر تاریخ اس کی تصدیق نہیں کرتی۔

۱۱...... "یوز آصف" کے معنی یہ کہنا غلط ہے کہ وہ خود مسیح تھا کیونکہ خیالی دلائل کے سوا کوئی ثبوت پیش نہیں کیا گیا۔

۱۲...... کتاب "مسیح ہندوستان میں ص۵۳" پر یہ غلط لکھا ہے کہ مسیح کی بروایات صحیحہ عمر ۱۲۵ برس گذر چکی ہے یہ بھی غلط لکھا ہے کہ تمام فرقے مانتے ہیں کہ مسیح کی عمر ۱۲۵ برس ہے اور یہ کہ زمین کے اکثر حصہ پر آپ نے سیاحت کی تھی اور یہ کہ عیسیٰ خیل کیا تعجب ہے مسیح کی اولاد ہوں اور یہ کہ پرانی تاریخیں بتلاتی ہیں کہ مسیح بنارس اور نیپال وغیرہ میں آیا تھا اور یہ کہ نبی اسرئیلی نبی کشمیر میں آیا تھا اور یہ کہ اس نے کہا تھا کہ میرے اوپر ایک انجیل نازل ہوئی تھی اور یہ کہ اس کا وقت بھی وہی لکھا ہے جو حضرت مسیح کا وقت تھا۔

۱۳...... مرہم عیسیٰ پہلو شگاف زخم کیلئے استعمال نہیں ہوتی۔

۱۴...... اسلام میں بروزی نبوت کا ثبوت صرف زنادقہ اور ملاحدہ میں پایا گیا ہے۔

۱۵...... امام الزمان سے مراد حضرت امام مہدی علیہ السلام لئے گئے ہیں اور حدیث **من لم یعرف امام زمانه فقد مات میتة الجاهلية** میں حاکم وقت مراد ہے، جو ہر زمانے میں موجود ہوتا ہے، ورنہ اس سے مسیح قادیانی مراد نہیں کیونکہ وہ خود محکوم تھا حاکم کیسے ہو سکتا تھا۔

۱۶...... اسلام اس امر کا عادی ہو چکا ہے کہ لفظوں کو اپنی اصلیت پر پورا ہوتے ہوئے دیکھے جس طرح کہ قرآن وحدیث کی تمام پیشینگوئیاں اور حشر ونشر کے تمام واقعات پیش نظر ہیں۔ اس لئے نزول مسیح کے مقام پر سارا اسلام ہی تبدیل کر دینا غلط ہوگا۔

۱۷...... عیسائیوں پر تو یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ کفارہ کا مسئلہ اس لئے غلط ہے کہ وہ مذہبی

مسلسل تعلیم کے خلاف ہے لیکن جب دعاوی مسیح کا معاملہ پیش کیا جاتا ہے تو کوئی مسلسل مذہبی تائید پیش نہیں کی جاتی۔

۱۸......توہین انبیاء کا ارتکاب صرف الزامی صورت میں امکان پذیر ہوسکتا ہے مگر ساتھ ہی اس کے اپنی شخصیت کو بڑھا کر توہین کرنا اسلام میں ممکن سمجھا گیا۔

۱۹......کتب بینی، استغراق مطالعہ، امتحان میں ناکامی، چار قسم کے استادوں سے تعلیم حاصل کرنا اور قرآن وحدیث کی خود ہی تیاری کرنا، پھر اس کے بعد تصنیف کا سلسلہ ۸۰ کتابوں تک پہنچا اور تقریروں کا ڈھیر اشتہارات کے ذریعہ لگا دینا۔ نظم ونثر میں اپنا ذاتی کلام فحش طور پر لکھنا اور کچھ مدت تک شاعر بن کر فرخ نام رکھنا وغیرہ وغیرہ ایک مولوی یا منشی یا محرر کے اوصاف ہوسکتے ہیں ورنہ کسی نبی میں یہ تمام اوصاف موجود نہیں ہوتے' اس لئے اہل اسلام مسیح قادیانی کو نبی تسلیم کرنے میں تامل کرتے ہیں، کیونکہ نبی کا علم لدنی ہوتا ہے اور کسی سے حاصل نہیں ہوتا اور صحیح ہوتا ہے غلط نہیں ہوتا اور اپنی امت سے بلکہ تمام دنیا سے بڑھ کر ہوتا ہے۔ کم از کم اپنی امت سے کم نہیں ہوتا۔

۲۰...... نبی کی تصدیق دو قسم ہے اول یہ کہ وہ اپنے زمانہ میں سچا تھا۔ دوم یہ کہ اس کی تعلیم ہمارے لئے واجب التعمیل ہو مرزا وہی تعلیم مانتا ہے جو مسیح قادیانی نے بطور تجدید فی الاسلام پیش کی ہے۔

۲۱......حدیث کسوف کی تاویل صرف الہامی طور پر پیش کی جاتی ہے، ورنہ اس کا ثبوت کسی اسلامی تعلیم سے پیش نہیں کیا۔

۲۲......اہل بیت کی توہین خواہ کسی تاویل سے کی جائے اہل اسلام کے نزدیک قابل تلعین ہے۔

۲۳......امکانی طور پر کسی کو نبی مان کر اس کی تصدیق کرنا خلاف اسلام ہے اس لئے کرشن وغیرہ کو حقیقی طور پر نبی تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔

۲۴......اسلام کسی کو اختیار نہیں دیتا کہ کسی کے "پاپ" جھاڑ کر صاف کر دے مگر مرزا صاحب نے کرشن بن کر یہ ٹھیکہ بھی حاصل کر لیا ہے۔

۲۵......اسلامی روایات کی رو سے حضور ﷺ کا ظہور دنیا کے ساتویں ہزار سال میں ہوا ہے اور مرزا صاحب کہتے ہیں کہ ساتویں ہزار پر ہمارا قبضہ ہے۔

۲۶......ولادت مسیح اسلام میں بغیر باپ کے مانی گئی ہے اور آج کل محقق مرزائی آپ کا قرآن سے باپ ثابت کرتے ہیں کہ ایک فرشتہ خصلت آدمی مریم کو نظر آیا اور اس سے نکاح کی درخواست کی تا کہ اس کی اولاد ہو، ورنہ پیشتر مریم کو یہ یقین دلایا جا چکا تھا کہ خدمت گاروں کو شادی کرنا ممنوع ہے اور بغیر اجازت ولی کے عورت کا نکاح جائز نہیں ہوتا اور زکریا کے قریبی رشتہ دار (موالی) بھی اسے غیر سے نکاح نہ کرنے دیتے تھے اور چاہتے تھے کہ اپنے نکاح میں لائیں اس لئے قرعہ ڈال کر اپنی تحویل میں لانا چاہتے تھے، تب مریم نا امید ہو چکی تھی اور اس مرد سے کہا تھا کہ میں قابل اولاد نہیں رہی مگر اس نے کہا کہ میں تمام موانع رفع کر کے تجھے اولاد بخشوں گا، کیونکہ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ آئندہ کوئی خادم یا خادمہ بغیر شادی کے نہ رہنے پائے۔ اس لئے یوسف نے شادی کر لی اور اسے مصر لے گیا وہاں بچہ پیدا ہوا جس کو یہود کی دستبرد سے بچا کر مشکل سے پالا پھر اور اولاد بھی ہوئی اور یہ واقعہ اس لئے آیت الٰہی ثابت ہوا کہ اس میں عورتوں کو اجازت ہو گئی کہ بغیر ولی کے نکاح کر سکتی ہے اور کسی مقدس مقام کا مجاور بھی نکاح سے محروم نہیں رہ سکتا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ واقعات صرف خیال اور نکتہ طرازی سے نہیں گھڑے جا سکتے ورنہ واقعات کی طرف کسی کو رجوع

کرنے کی ضرورت باقی نہیں رہے گی' اس لئے یہ نظریہ صرف خیالی ہی خیالی ہے۔ کوئی مورخ کوئی اہل کتاب اور کوئی اہل مذہب اسے تسلیم نہیں کرتا اور یہ کہنا کہ قرآن سے ایسا معلوم ہوتا ہے بالکل غلط ہے کیونکہ تیرہ سو سال سے ایسا معلوم نہیں ہوتا اب کیوں معلوم ہونے لگا؟ یہی جواب ہوگا کہ ہم نے معنیٰ اور مفہوم تبدیل کر کے یہ واقعہ گھڑ لیا ہے تو پھر اس کو ہم تحریف کہتے ہیں۔ خواہ تم اس کا نام اصل رکھو یا اسلام کا روشن پہلو یا اسلام جدید یا کوئی اور۔

۲۷...... بروز رجعت اور روپ یا جون بدلنا اسلام کے نزدیک ہرگز معتبر نہیں۔ مگر بہائی اور مرزائی تعلیم میں یہ ایک اساسی مسئلہ تصور کیا گیا ہے۔ ہم مسلمان حضور ﷺ کو لا ثانی نبی مانتے ہیں مگر مرزائی تعلیم میں مسیح قادیانی کو محمد ثانی تصور کر لیا گیا ہے۔

۲۸...... اسلام میں اہل اسلام کے کسی خاص فرقہ میں فیضان نبوت مخصوص نہیں کیا گیا مگر مرزائی مذہب میں یہ اعلان کر دیا گیا ہے کہ مرزا صاحب یا آپ کے بعد آپ کی جون قدرت ثانیہ بدل بدل کر ٹھیکیدار ہو چکی ہے کوئی غیر احمدی اس فیضان سے مستفید نہیں ہو سکتا

۲۹...... توہین انبیاء الزامی طریق کے علاوہ اپنے تقدس کو پیش کر کے شائع کرنا اسلام میں ہرگز جائز نہیں مگر ان کے ہاں صرف جائز ہی نہیں بلکہ ضروری بھی ہے۔

۳۰...... غیر تابعدار اور مخالفین کو قرآن مجید میں سخت سست الفاظ سے یاد کیا گیا ہے مسیح قادیانی بھی اپنے ذاتی کلام کو وحی قرآنی کا مساوی قرار دے کر توہین کرتا ہوا دکھائی دیتا ہے گویا اس نے اپنے آپ کو خدا سمجھ رکھا ہے اور اپنے کلام کو وحی الٰہی ورنہ اگر صرف نبوت کا دعویٰ ہوتا تو اپنے کلام کو کلام رسول کے مساوی قرار دے کر ثبوت پیش کرتا مگر اسلام کا دعویٰ ہے کہ حضور ﷺ نے کبھی کسی کو برا نہیں کہا تو پھر مسیح قادیانی محمد ثانی کیونکر ہوا؟

۳۱......انبیاء علیہم السلام تعلیم یافتہ نہیں ہوتے اور تعلیم کے متعلق جو روایات بعض انبیاء کے بارے میں آئی ہیں یہ سب مشکوک ہیں، کیونکہ انبیاء کی تعلیم روحانی طور پر خدا کی طرف سے ہوتی ہے اور اس لئے یہ قرار پایا جاچکا ہے کہ ایک نکما مولوی کبھی نبی نہیں ہوسکتا۔ مگر مسیح قادیانی کی تاریک حیات بتا رہی ہے کہ جناب نے چار استادوں سے علم ظاہری حاصل کیا تھا کیمیا گری اور علم جفر، رمل وغیرہ کیلئے بھی کچھ اوقات بسر کئے تھے تصوف سیکھنے کیلئے بھی ایک حنفی اور ایک وہابی صوفی کی صحبت میں حاضر ہوتے رہے تھے لیکن خودداری کو مدنظر رکھ کر نہ قرآن وحدیث کسی سے سبقاً سبقاً پڑھا اور نہ منازل فقر کسی خاص مرشد سے طے کئے، بلکہ خود بدولت شب بیداری اور کثرت مطالعہ سے اور کتب بینی کی حرص سے ادھر صوفی بن کر خشک مجاہدے شروع کر کے اپنا ستیاناس کرلیا اور ادھر خود ساختہ تعلیم سے قرآن وحدیث کی آڑ میں اسلام جدید گھڑنا شروع کردیا' حالانکہ یہ دونوں راستے خطرناک تھے۔ استاذ کامل اور مرشد صادق کے سوا کبھی طے نہیں ہوسکتے تھے اس لئے خود بھی ڈوبے اور دوسروں کا بھی بیڑہ غرق کیا ۔

راہ پر خطر ست و دزداں در کمیں رہبرے بر تا نہ مانی بر زمیں

اور یہ مقولہ سچ نکلا کہ **من لم یاخذ الشیخ فشیخہ الشیطان**۔

۳۲...... ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم نبی اور رسول ہیں (بدر ۵ مارچ ۱۹۰۸ء) میری دعوت کی مشکلات میں سے ایک رسالت، ایک وحی الٰہی اور مسیح موعود کا دعویٰ تھا (حاشیہ براہین ۵، ص ۵۵) یہ دعویٰ آپ کا آخری دعویٰ ہے جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ بروز، محدثیت، امتی اور مجدد ہونے کے مراحل طے کرکے آپ نے ایک مستقل نبوت کا رتبہ حاصل کرلیا تھا۔ اسلام اس قسم کی ترقی ماننے کو ہرگز تیار نہیں کیونکہ اس کی نظر میں کوئی ایسا نبی نہیں گذرا کہ جس کو پہلے

اپنی شخصیت کا ہی علم نہ ہو کہ میں کیا ہوں اور پھر آہستہ آہستہ محدث سے ترقی کرتا ہوا مستقل نبی بن چکا ہو بلکہ جو نبی ہوئے ہیں اپنی عہد رسالت کے پہلے دن ہی نبی تھے اور ترقی پا کر یا بے خبری کے بعد کوئی نبی نہیں بنا۔

۳۳...... مسیح قادیانی نے جس قدر جونیں بدلی ہیں اسی قدر اس میں بیماریاں بھی جونیں بدلتی رہی ہیں۔ لیکن تشنج قلبی اور امراض دماغی کا دائمی شکار کوئی نبی نہیں تھا اس لئے اہل اسلام حیران ہیں کہ یہ جون کس روح سے حاصل کی تھی؟

۳۴...... آپ کا فوٹو دیکھ کر ہر ایک ماہر طب بتا سکتا ہے کہ آپ کے موٹے ہونٹ صاف بتا رہے ہیں کہ آپ کو مالیخولیا مراق ضرور تھا۔ گاہ بگاہ فوری قے یا دست کا آنا بھی بتا رہا ہے کہ آپ میں مراق خوب جڑ پکڑ چکا تھا، نیم خواب آنکھیں اور تہیج اجفان اس امر کی علامات تھیں کہ آپ کے دماغ میں سوداوی اور بلغمی مواد کا کافی ذخیرہ تھا جس کی وجہ سے نخوت، خلوت نشینی، تنفر بیجا اور خیالی خطرات سے خوف اور رنگ دار اشیاء کا خواب میں نظر آنا اور وہمیات میں پڑ کر اپنے تقدس کو بڑھاتے جانا، طویل خاموشی یا طول کلامی اور بار بار ایک مضمون کو دہرانا، بیہوشی، غشی اور استغراق فی الخیال یہ سب کچھ موجود تھا لیکن کوئی نبی اس قسم کا بیمار نظر نہیں آتا۔ اس لئے آپ کی نبوت نہ صرف مخدوش ہی ہے بلکہ کسی حد تک خلاف واقع مجذوبانہ شطحیات میں داخل ہے۔

۳۵...... جناب میں غلط نویسی کا مادہ بہت تھا اور زباندانی کے دعوئی میں بھی گوہر ترانیاں بہت دکھائی ہیں مگر جب آپ کی ضمیر آپ کو ملامت کرتی ہے تو اعتراف بھی کر جاتے ہیں کہ میری اصلی غرض صرف تفہیم ہے ورنہ میں شاعر نہیں۔ ذرا اور اضافہ کر دیتے کہ میں عربی، فارسی میں بھی ماہر نہیں ہوں تو معاملہ ہی صاف ہو جاتا۔ لیکن کوئی ایسا نبی نہیں گذرا کہ جس

زبان میں وہ وحی پاتا ہے اس میں وہ قادر الکلام نہ ہو۔

۳۸...... جناب کی صداقت کے اصول آپ کے عالم الہام اور عام پیشینگوئیاں ہیں جن میں آیات آسمانی کو فتوحات، کثرت مال، کثرت اتباع اور عام مقبولیت کے رنگ میں دکھایا گیا ہے لیکن کوئی نبی ہمیں ایسا دکھائی نہیں دیتا کہ جس نے اپنے فتوحات مالیہ کو پیش کیا ہو۔ تحصیل نبوت کیلئے ایسی فتوحات اور ایسی مقبولیت نشان صداقت کبھی پیش نہیں ہو سکتے اور یہ ایک زبردست مغالطہ ہے جو خود قادیانیوں کو بھی لگا ہوا ہے اور دوسروں کو بھی اسی مغالطہ میں ڈال رہے ہیں۔ غالباً پیغامی پارٹی (لاہوری) نے اسی وجہ سے فیصلہ کرلیا ہے کہ مرزا صاحب ایک صوفی آدمی تھے اور مولوی نہ نبی تھے اور نہ رسول، مگر اہل اسلام اس کے ساتھ ایک اور یہ بھی اضافہ کرتے ہیں کہ بے مرشد اور بے استاد بھی تھے۔

۳۹...... صوفیانہ نشانات کو چھوڑ کر اگر دیکھا جائے تو الہامات اور نشانات کی ٹوکری میں سوائے چند گول مول ظاہری استدلالات کے کچھ نظر نہیں آتا اور وہ بھی اسلام کی مسلسل تعلیم سے مصدقہ نہیں ہیں۔ مگر ایک نبی دوسرے نبی کی تعلیم کے خلاف دکھائی نہیں دیتا اس لئے بھی نبوت قادیانی نہایت مخدوش ثابت ہوتی ہے۔

۴۰...... مولوی اور زباندان بن کر جب عربی الفاظ کی تحقیق کرنے لگ جاتے ہیں یا ان کو استعمال کرتے ہیں تو وہ طریقہ اختیار کرتے ہیں جو بالکل اہل زبان کے خلاف اور غلط ہوتا ہے جس کے جواب میں یوں عذر کیا جاتا ہے کہ ہم کسی اصول کے پابند نہیں ہیں بلکہ تمہارا فرض ہے کہ ہمارے کلام سے اصول قائم کر کے ایک نئی صرف ونحو شائع کرو اور یہ ایک ایسا چٹمہ ہے کہ جاہل تو اس پر لٹو ہو جاتے ہیں مگر اہل علم تاڑ جاتے ہیں کہ ''ناچ نہ جانے آنگن ٹیڑھا'' بھلا آج تک کبھی یہ بھی پڑھایا سنا ہے کہ اہل عرب نے کلام مرزا کو فصحائے عرب

کے دیوانوں میں درج کیا ہے؟ یا اسکو بنظر استحسان دیکھ کر آپ کو افصح العرب کا خطاب دیا ہو سخت افسوس ہے کہ حضور ﷺ افصح العرب تسلیم کئے گئے ہوں اور محمد ثانی مسیح قادیانی عربی کا ایک فقرہ بھی صحیح نہ لکھ سکتا ہو؟

۴۱...... کسی نبی کی پیشینگوئیوں کو ضرورت نہیں پڑتی کہ ان پر حاشیہ آرائی کی جائے اور اگر کچھ ذرہ اشتباہ ہوتا ہے تو فوراً کافور کر دیا جاتا ہے مگر جناب کی ایک پیشینگوئی بھی ایسی نہیں ہے کہ جس کی عمارت پچر کاری کی محتاج نہ ہو۔

۴۲...... مرزائی عموماً اور پیغامی خصوصاً اپنے مرشد کی تجہیل کیا کرتے ہیں کہ انہوں نے اجتہادی غلطیاں کی ہیں اور انہی غلط بیانوں پر ہی ان کا خاتمہ ہوا تھا لیکن کوئی نبی ایسا نہیں پایا جاتا کہ جس کی امت علوم نبوت میں اس کی تجہیل کرتی ہو۔

۴۳...... نظریہ سازی میں امت مرزائیہ اپنے مرشد سے بڑھ گئی ہے اور ایسے ایسے خیالات اختراع کر رہی ہے کہ اس کے مرشد کو بھی نہیں سوجھے تھے تو گویا امت کا علم اپنے نبی کے علم سے بڑھ گیا ہے اور یہ ان کے نزدیک کوئی عیب کی بات نہیں کیونکہ مرشد خود لکھ چکا ہے کہ معاذ اللہ حضور ﷺ کی ذہنیت سے اس کی ذہنیت بڑھی ہوئی ہے۔ اب اس کی روح تلملاتی ہوگی کہ میری بھی حجامت ہونے لگ گئی ہے، مگر عوض معاوضہ گلہ ندارد، اس نے حضور ﷺ پر اپنی علمی طاقت کو بڑھایا تھا تو اس کے مریدوں نے اپنی علمی فوقیت اس پر ظاہر کر دی تو کون سا غضب ہوگیا؟ ''خود کردہ را علاجے چیست'' لیکن اسلام اس ملحدانہ ارتکاب کا روا دار نہیں۔

۴۴...... اسلامی میں مسیح و مہدی دو ہستیاں الگ الگ ہیں اور مرزائی تعلیم اپنے مسیح قادیانی کو (جو درحقیقت نہ مسیح تھا نہ مہدی) مسیح اور مہدی ایک ہستی مانتی ہے

۴۵......مہدی و مسیح کے متعلق جس قدر اسلام میں پیشینگوئیوں کے ضمن میں حالات بتائے گئے ہیں مسلمان ان کو محسوس اور واقعی صورت میں دیکھنے کے منتظر ہیں اور دجال، مسیح، مہدی، دابۃ الارض، مقعد خلیفہ مسیح یاجوج ماجوج اختصار وقت نزول مسیح، کسر صلیب، قتل خنزیر اور دم مسیح وغیرہ محسوس اور مشاہدہ کے طریق پر دیکھنا چاہتے کیونکہ جس قدر آج سے پہلے اسلامی پیشینگوئیاں پوری ہو چکی ہیں (جیسے ہلاکت کسریٰ وقیصر، فتح مکہ، اشاعت اسلام، ذلت یہود، عموم حکومت نصاریٰ، مصائب اہل مدینہ، واقعات کربلائے معلّٰے اور تنافس فے الاموال معہ حالات حاضرہ) وہ سب بلا تاویل مشاہدہ میں آچکی ہیں اور آرہی ہیں لیکن مرزائی تعلیم ان کو خیالی طور پر پیش کرتی ہے اور تاویل پر تاویل کر کے اسلام کو مشکوک حالت میں پیش کر رہی ہے۔

۴۶......اسلام میں حضرت مسیح علیہ السلام کا نزول جسمانی طور پر دمشق میں مذکور ہے اور جناب امام کا ظہور مکہ معظمہ میں حج کے موقع پر لکھا ہے اس کے بعد جبل افیق پر یہود و اہل اسلام کے مابین جنگ مذکور ہے مگر مرزائی تعلیم میں اس کا نشان نہیں ملتا۔ باتیں بنا کر سب کچھ قادیان میں بنالیا ہے جو بچوں کا کھیل سمجھا جاسکتا ہے کہ جس کا جو جی چاہے بنالیا کرے۔

۴۷......اہل اسلام کا حج بیت اللہ شریف میں ہوتا ہے اور ان لوگوں کو حج قادیان میں قرار پایا ہے اور مکہ کا حج اس کے بعد چنداں ضروری نہیں سمجھا گیا۔

۴۸......کوئی نبی پچاس سال تک شرک میں گرفتار نہیں رہا لیکن مرزا صاحب قرآن و حدیث کی روشنی میں بھی بقول خود حیات مسیح کا قول کرتے ہوئے پچاس سال تک مشرک رہے ہیں اگر کسی نبی کو شرک کے ماحول سے کچھ اشتباہ ہوتا تھا تو بہت جلد اس کا دفعیہ کر دیا جاتا تھا۔

۴۹......اسلام کہتا ہے کہ حضور ﷺ کے بعد بعثت انبیاء نہ ہوگی مگر مرزائی مذہب نے حیلے

بہانے کر کے اسے جاری کر رکھا ہے لیکن صرف اپنے لئے اور یہ امر ابھی تک مشتبہ رہا ہے کہ کیا یہ نبوت صرف مرشد کی اولاد صلبی میں جاری رہے گی یا روحانی اولاد (مرید) بھی اس کے حقدار ہیں؟ محمودی پارٹی کا خیال ہے کہ اولاد صلبی ہی قدرت ثانیہ اور نبی بن سکتی ہے اور چند ایسی ہستیاں بھی موجود ہیں کہ قدرت ثانیہ بن کر اعلان کر رہی ہیں کہ مسیح کے تمام مرید بھی نبی وقت بننے کے حقدار ہیں اور اسی کشمکش میں ان کے درمیان رسالہ بازی اور مباہلہ بازی ہوتی رہتی ہے اور ان کے مدعیان زمانہ حال صاف لفظوں میں کہہ رہے ہیں کہ جب تک ہمارے ہاتھ پر بیعت نہ کی جائے خود خلیفہ محمود کی بھی نجات نہیں ہو سکتی۔ مگر خلیفہ صاحب ان کے متعلق یہ رائے رکھتے ہیں کہ وہ صحیح الدماغ نہیں ہیں۔ اہل اسلام مرزا صاحب کے متعلق یہی لفظ استعمال کرتے ہیں تو یہ لوگ گھبراتے ہیں لیکن اپنے سر پر پڑی تو بے دھڑک جنون کا فتویٰ لگا دیا ہے۔

۵۰......۱۰ جولائی ۱۹۳۴ء کو ''معاصر زمیندار'' لاہور نے (بحوالہ کتاب سیر المصنفین از محمد یحییٰ تنہا) ثابت کیا ہے کہ ''براہین احمدیہ'' مسیح قادیانی کی تصنیف نہ تھی بلکہ اس میں جتنا مواد تھا وہ دوسرے لوگوں کی منت خوشامد اور چاپلوسی کر کے بمشکل حاصل کیا ہوا تھا چنانچہ مولوی چراغ علی مرحوم کے کاغذات سے ایسی کئی چٹھیاں برآمد ہوئی ہیں۔ جن میں سے تین چٹھیوں کا اقتباس ذیل میں درج ہے۔

الف...... ''جب آپ جیسا اولوالعزم صاحب فضیلت دینی و دنیوی تہ دل سے حامی ہو اور تائید دین حق میں دل گرمی کا اظہار فرمائے تو بلا شائبہ ریب اس کی تائید فی سبیل اللہ خیال کرنی چاہئے۔ ماسوا اس کے اگر کچھ دلائل یا مضامین آپ نے نتائج طبع عالی سے جمع فرمائے ہوں تو وہ بھی مرحمت فرما دیں''۔

یہ ہے مرزائیوں کے آقا و مولا کی لیاقت کے ڈھول کا پول۔ دعویٰ تو یہ ہے کہ تخلیق آدم سے سات ہزار سال تک جتنے رسل اور انبیاء آئے ہیں حقیقت میں میں ہی ایک شخص تھا، جو مختلف صورتوں میں پیرہن نبوت پہن کر ظاہر ہوتا رہا۔ نجی اللہ، خلیل اللہ، ذبیح اللہ، کلیم اللہ اور روح اللہ بن کر ایک عرصہ تک اپنے روحانی کرشموں اور معجز نمائیوں سے دنیا کو حیرت زدہ کرتا رہا۔ جتنے آسمانی صحائف اترے ان کا حامل میں ہی تھا۔ حتیٰ کہ سید الرسل، فخر انام، شافع عالمیان، محمد رسول اللہ کہلا کر میں نے ہی دنیا کو تاریکی کے عمیق گڑھے سے نکال کر بام ثریا تک پہنچایا اور وہ کلام معجز بیان بھی مجھ پر ہی نازل ہوا جس کو دنیا کے کروڑوں انسان باوجود سیز دہ صد سال گزرنے کے آج تک اسے اپنا حرز جاں بنائے ہوئے ہیں۔ اور آج تک کسی کو اس میں سرِ مو تحریف کرنے کی جرأت نہیں ہوئی' یہاں تک کہ میں محمد ثانی بن کر تجدید دین کیلئے پہلے سے زیادہ آن بان کے ساتھ پھر نازل ہوا۔

حیرت کا مقام ہے کہ وہ دعویدار افضلیت انبیاء آج ایک کتاب ''براہین احمدیہ'' لکھنے سے عاجز آ گیا اور اسے اپنی امت میں سے ایک شخص کا جس سے کہ اس کا علم ہر حیثیت میں زیادہ ہونا چاہیے تھا ہمیں تعجب ہے کہ یہی افضل نبی دست نگر نظر آتا ہے اور اس سے استمداد چاہتا ہے اور اپنی سچائی کے لئے اس سے دلائل مانگتا ہے۔ حیف ہے ایسی افضلیت پر اور تف ہے ایسی نبوت پر۔ کیا نبی کا علم اپنی امت میں سب سے زیادہ نہیں ہوتا' کیا مرزائی انبیاء میں اس کی نظیر پیش کر سکتے ہیں؟ اب ہم دوسری چٹھی کا اقتباس درج کرتے ہیں جو پہلے سے وضاحت کے ساتھ لکھی گئی ہے۔

ب...... ''آپ کے مضمون اثبات نبوت کی ایک مدت تک انتظار میں نے کی، کوئی عنایت نامہ نہیں پہنچا مکرر تکلیف دیتا ہوں کہ براہ عنایت بزرگانہ بہت جلد مضمون اثبات حقانیت

فرقان حمید تیار کر کے میرے پاس بھیج دیں"۔

ناظرین خوب سمجھ گئے ہوں گے کہ مرزائی ٹٹی کی آڑ میں شکار کھیلتے رہے ہیں۔ لیکن مسلمانوں میں اب ان کی دال گلتی نظر نہیں آتی' کیونکہ انہوں نے ان کا بھانڈا پھوڑ دیا ہے۔اب تیسری چٹھی ملاحظہ فرمائیں۔

ج......"آپ کو جو اپنی ذاتی تحقیقات سے ہنود پر اعتراضات معلوم ہو ہوئے ہوں یا وید پر جو اعتراض ہوں ان اعتراضوں کو ہمراہ مضمون اپنے کے ضرور بھیج دیں۔

لو اب اور سنئے۔محمد احسن امروہی جب ۱۹۱۴ء میں قادیانیت چھوڑ کر لاہوری پارٹی میں شامل ہو گیا تھا تو اس نے بھی اپنی کتاب"قول مجد" میں کئی ایک چٹھیاں مرزا صاحب کی نقل کی ہیں' جن میں بتایا ہے کہ مرزا صاحب کو جب مشکل آپڑتی تھی یا کتاب کے حوالہ دینے میں یا کسی سخت اعتراض کا جواب دینے میں تو مجھ (احسن امروہی) سے ہی امداد طلب کرتے تھے اور کمال لجاجت اور منت سماجت سے خط لکھا کرتے تھے۔جس میں میری تعریف و توصیف میں زوردار فقرے موجود ہوتے تھے۔

بہر حال یہ ثابت ہوتا ہے کہ مرزا صاحب بحثیت ایڈیٹر کے اپنی تصانیف کیا کرتے تھے۔ مضامین عام طور پر لوگوں کے ہوتے اور ایک آدھ اپنا بھی ہو گیا تو خیر مگر نام مرزا صاحب کا ہی چلتا تھا مگر افسوس یہ ہے کہ لوگوں کے مضامین کو اس طرح بیان کرتے تھے کہ گویا وہ ان کے اپنے ہی مضامین ہیں۔اور یہ طرز ان کا توہین مسیح میں بھی مسلم الثبوت ہو چکا ہے۔ ثابت ہوتا ہے کہ آپ شہرت طلب بہت تھے اور مضمون چرانے میں بھی مہارت تامہ رکھتے تھے' لیکن اسلام میں اس وصف کا کوئی نبی نہیں گذرا۔کہ لوگوں کے مضامین چرا کر وحی کے رنگ میں ظاہر کرتا ہوں۔

کرشن کا دعویٰ کرتے ہوئے مرزا صاحب نے بروز اور رجعت کا بھی دعویٰ کیا ہے کیونکہ

کرشن کی کتاب ''گیتا'' میں تناسخ اور بروز کا ثبوت کم از کم پندرہ جگہ پر دیا ہے اس لئے جب آپ کرشن تھے تو یہ عقیدہ بھی خلاف اسلام آپ کو بدلنا پڑا اس لئے اہل اسلام زور سے کہتے ہیں کہ کسی نبی نے تناسخ کا قول نہیں کیا اور نہ ہی اپنے روپ بدلنے کو ظاہر کیا ہے اور جن تحریرات سے رجعت اور تناسخ ثابت کیا جاتا ہے وہ اسلام کے نزدیک غیر معتبر ہیں اور یا انکا مطلب غلط طور پر بتایا جاتا ہے اس لئے اہل اسلام مانتے ہیں کہ نہ مسیح قادیانی نبی تھا اور نہ کرشن ورنہ ان دونوں کی تعلیم اسلام کے خلاف نہ ہوتی۔

۵۱......مولوی محمد حسین مرحوم بٹالوی اور مرزا صاحب کے درمیان دیر تک ہتک عزت کے دعاوی عدالت میں چلتے رہے۔ اخیر میں دونوں سے اقرار نامہ لے کر صلح کرائی گئی۔ مرزائیوں نے مولوی صاحب کا اقرار نامہ شائع کر کے ثابت کیا ہوا ہے کہ ان کو ذلت پہنچی تھی اور مرزا صاحب بچ نکلے تھے' مگر ذیل کی تحریر ثابت کرتی ہے کہ مرزا صاحب میں جرأت نبوی ذرہ بھر بھی نہ تھی اور نہ ان کی زندگی بے لوث تھی' بلکہ ہزاروں عیوب سے بھری ہوئی تھی ۔ پہلے عدالت کا نوٹس ملاحظہ ہو پھر مرزا صاحب کا اقرار نامہ۔

''جی ایم ڈبلیو ڈگلس صاحب بہادر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گورداسپور کی عدالت سے مؤرخہ ۲۳ راگست ۱۸۹۷ء بمقدمہ سرکار بذریعہ ڈگسٹر کلارک بنام مرزا غلام احمد ساکن قادیان حسب ذیل ریمارک فیصلہ میں ہوئے ''جو تحریرات عدالت میں پیش کی گئی ہیں ان سے واضح ہوتا ہے کہ وہ (مرزا) فتنہ انگیز ہے انہوں نے بلاشبہ طبائع اشتعال کی طرف مائل کر رکھا ہے'' پس مرزا غلام احمد کو متنبہ کیا جاتا ہے کہ وہ ملائم اور مناسب الفاظ میں اپنی تحریرات استعمال کریں ورنہ بحیثیت صاحب مجسٹریٹ ضلع ہم کو مزید کارروائی کرنی پڑے گی''۔

''میں مرزا غلام احمد قادیانی اپنے آپ کو بحضور خداوند تعالیٰ حاضر جان کر باقرار صالح اقرار کرتا ہوں کہ آئندہ:

(۱)...... میں ایسی پیشگوئی جس سے کسی شخص کی تحقیر (ذلت) کی جائے یا مناسب طور سے حقارت (ذلت) سمجھی جائے یا خداوند تعالیٰ کی ناراضگی کو مورد ہو شائع کرنے سے اجتناب کروں گا۔

(۲)...... میں اس سے بھی اجتناب کروں گا شائع کرنے سے کہ خدا تعالیٰ کی درگاہ میں دعا کی جائے کہ کسی شخص کو حقیر (ذلیل) کرنے کے واسطے جس سے ایسا نشان ظاہر ہو کہ وہ شخص مورد عتاب الٰہی ہے یہ ظاہر کرے کہ مباحثہ مذہبی میں کون صادق اور کون کاذب ہے؟

(۳)...... میں ایسے الہام کی اشاعت سے بھی پرہیز کروں گا کہ جس سے کسی شخص کا حقیر (ذلیل) ہونا یا مورد عتاب الٰہی ہونا ظاہر ہو یا ایسے اظہار کے وجوہ پائے جائیں۔

(۴)...... میں اجتناب کروں گا ایسے مباحثہ میں مولوی ابو سعید محمد حسین یا اس کے کسی دوست یا پیرو کے خلاف گالی گلوچ کا مضمون یا تصویر لکھوں یا شائع کروں جس سے اس کو درد پہنچے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ اس کے یا اس کے کسی دوست یا پیرو کے برخلاف اس قسم کے الفاظ استعمال کروں جیسا کہ دجال، کافر، کاذب، بطالوی۔ میں کبھی اس کی آزادانہ زندگی یا خاندانی رشتہ داروں کے برخلاف کچھ شائع نہ کروں گا جس سے اس کو آزار پہنچے۔

(۵)...... میں اجتناب کروں گا کہ مولوی ابو سعید محمد حسین یا اس کے دوست یا پیرو کو مباہلہ کیلئے بلاؤں اس امر کے ظاہر کرنے کیلئے کہ مباحثہ میں کون صادق اور کون کاذب ہے۔ نہ میں اس محمد حسین یا اس کے دوست یا پیرو کو اس بات کیلئے بلاؤں گا کہ وہ کسی کے متعلق کوئی پیشینگوئی کریں۔

دستخط

مرزا غلام احمد قادیانی بقلم خود۔ ۲۴ فروری ۱۸۹۹ء

کسی نبی نے اس قسم کا اقرار نامہ حکومت وقت کے سامنے پیش نہیں کیا اور نہ ہی اپنی کمزوریوں کا کا ضمناً اقرار کیا ہے۔

(۲۸) عہد قادیانیت میں مدعیان نبوت

(۱) چراغدین جمونی: مرزا صاحب نے رسالہ "**دافع البلاء**" میں اس کا ذکر کیا ہے کہ وہ میری تائید کے لئے مبعوث ہوا تھا مگر میں نے اس کو منظور نہیں کیا کیونکہ خشک مجاہدہ سے اس کا دماغ خراب ہو چکا تھا اور جو الہامات اس پر نازل ہوتے ہیں ان کے متعلق مجھ کو یہ الہام ہوا ہے کہ **نزل به خبیز** اس پر خشک روٹی اتری ہے۔ مراد یہ ہے کہ اس کے الہام شیطانی ہیں۔ یہ نبی آپ کی زندگی ہی میں تباہ ہو گیا۔

(۲) الٰہی بخش ملتانی: نزیل لاہور (اکاؤنٹنٹ) وہ مرزا صاحب کا مرید تھا، بگڑ کر موسیٰ بن گیا تھا اور ایک بڑی ضخیم کتاب (**عصائے موسیٰ**) لکھی جس میں الہامات کے ذریعہ بتایا کہ مرزا میرے ہاتھ سے ہلاک ہو جائے گا مگر وہ طاعون سے پہلے مر گیا۔

(۳) ڈاکٹر عبدالحکیم پٹیالوی: بیس سال تک مرزائی رہ کر خود مدعی رسالت بن بیٹھا۔ قرآن شریف کی تفسیر لکھی اور رسالہ "**الحکیم**" جاری کیا اور مرشد کی ہلاکت کے متعلق اس نے ایک الہام شائع کیا کہ ۴؍اگست ۱۹۰۸ء تک مرزا صاحب مر جائیں گے۔ مرزا صاحب نے اس کے مقابلہ پر الہام شائع کیا تھا کہ وہ میری زندگی میں تباہ ہو جائے گا۔ مگر وہ ایسا سخت جان مرید نکلا کہ مرشد کے مرنے کے بعد سات سال تک زندہ رہا۔

(۴) ڈاکٹر ڈوئی (امریکہ): نے مسیح ہونے کا اعلان کیا اور چونکہ وہ بہت عمر رسیدہ تھا فالج گرنے سے مر گیا اور مرزا صاحب نے کہا کہ چونکہ وہ میرے مقابل کھڑا ہوا تھا اس لئے مر گیا۔

(۵) احمد سعید سنبھڑیالی: مرزا صاحب نے لکھا تھا کہ میں جون بدل بدل کر آؤں گا اور قدرت ثانیہ کہلاؤں گا۔ تو جناب کی موت کے بعد کئی مدعی کھڑے ہو گئے۔ چنانچہ احمد

سعید سنبھڑیالی (ضلع سیالکوٹ) اسسٹنٹ انسپکٹر مدارس مدعی قدرت ثانیہ ہوا اور اپنا لقب یوسف موعود رکھا۔ اپنے الہامات اپنے رسائل ''پیر ابن یوسفی'' میں جمع کیے جس میں اس نے ظاہر کیا تھا کہ میں نہایت غم کی حالت میں رو رہا تھا کہ مریم علیہا السلام نے میرے سر پر ہاتھ رکھ کر فرمایا ''بچہ رونہ'' یہی الہام امرتسر چوک فرید میں بیان کیا تو لوگوں نے اسے سنگسار کرنا شروع کیا وہ بھاگ گیا اور بچوں نے ''بچہ رونہ، بچہ رونہ'' کہہ کر چھیڑنا شروع کیا۔ وہ اپنی ایک تصنیف میں لکھتا ہے کہ مسلمانوں کی موجودہ رشتہ داریاں سب ناجائز ہیں۔ اور وہ ولد الزنا ہیں۔ آئندہ کے لئے میں حکم دیتا ہوں کہ ہندوؤں کی طرح غیر قوموں سے رشتہ کریں۔ اس کے گلے میں ایک گلٹی ہے جسے مہر نبوت ظاہر کرتا ہے۔

(۶) ظہیر الدین (اروپ ضلع گوجرانوالہ): اس نے بھی یوسف موعود ہونے کا دعویٰ کیا تھا اپنی کتاب ''براہین حقہ'' میں لکھا تھا کہ مرزا صاحب کی شخصیت کو آج تک کسی نے نہیں سمجھا۔ وہ حقیقی نبی تھے' قادیان میں مسجد الحرام بیت اللہ شریف ہے اور وہی خدا کے نبی کی جائے پیدائش ہے اس لئے اس کی طرف متوجہ ہو کر نماز پڑھنا ضروری ہے۔ یہ نبی ناکام رہا اور مرزا محمود کے ہاتھ پر تائب ہو کر مریدوں میں شامل ہو گیا۔

(۷) یار محمد وکیل ہوشیار پور: اس کا دعویٰ ہے کہ محمدی بیگم میں ہوں۔ نکاح سے مراد بیعت میں میرا داخلہ ہے اور مرزا صاحب کے بعد گدی کا حقدار میں ہوں' کیونکہ مرزا صاحب نے کہا ہے کہ قدرت ثانیہ کا مظہر وہ ہوگا جو میری خو بو پر ہوگا۔ چنانچہ یہ علامت مجھ میں سب سے بڑھ کر پائی جاتی ہے۔

مرزا محمود کے مقابلہ میں تقریباً پچاس رسالے لکھ چکا ہے جس میں وہ خلافت کا مطالبہ کرتا ہے مگر مسند خلافت پر چونکہ محمود صاحب قابض ہیں۔ اس لیے اس کی تبلیغ معرض وجود میں

نہیں آئی۔

(۸) فضل احمد ابن غلام محمد ڈاکخانہ چنگا بنگیال متصل گجر خان (عرف نجم النساء): نے دعویٰ کیا ہے کہ مرزا صاحب کا ظہور میں ہوں۔ میں اپنی چالیس سال کی عمر گذار چکا ہوں۔ مرزا صاحب کی اصلی عمر پچانوے سال تھی وہ ساٹھ سال کی عمر پا کر مر گئے تو بقیہ بیس سال کی عمر مجھے دی گئی۔ اب میں مرزا صاحب ہوں اس نے یہ بھی لکھا ہے کہ فتوحات مکیہ جلد اول باب بہتر (۷۲) میں ہے کہ بیت اللہ شریف کے تہہ زمین میں ایک خزانہ مدفون ہے۔ حضور ﷺ نے کسی مصلحت کی وجہ سے اس کو نہیں نکالا۔ فاروق اعظم نے بھی ارادہ کیا تھا مگر پھر رک گئے اور جب میں (ابن عربی) شہر تونس ۵۹۸ھ ہجری میں گیا تو مجھے ایک تختی دکھائی گئی جو انگل بھر موٹی، طول بھی ایک بالشت یا کچھ زیادہ تھا۔ میں نے دعا مانگی کہ یا اللہ یہ تختی واپس اسی خزانہ میں لوٹائی جائے، مجھے خوف تھا کہ اگر لوگ دیکھیں گے تو بگڑ جائیں گے، کیونکہ یہ امام آخر الزمان کا حق ہے کہ وہ خزانہ نکال کر تقسیم کرے اور یہ خزانہ معارف قرآنی ہیں جو مجھ پر ظاہر ہوئے ہیں۔ ۱۵ جنوری ۱۹۳۱ء کو مجھے الہام ہوا کہ مولوی صاحب **اخرج من کنوزک المخزونۃ**۔

ازالہ اوہام، ص ر ۶۳۵ پر لکھا ہے کہ جو شخص کعبہ کی بنیاد کو حکمت الٰہی کا مسئلہ سمجھتا ہے وہ بڑا عقل مند ہے۔ خدا کا فرشتہ مجھے قرآن پڑھاتا ہے۔ اصحاب کہف کا قصہ یوں ہے کہ (**تری الشمس**) نبوت محمدیہ کے آفتاب کو تم دیکھو گے کہ (**اذا طلعت تزاور عن کھفھم ذات الیمین**) جب وہ نکلے گا تو کعبہ سے دائیں طرف مشرق کو نکل جائے گا یعنی قادیان میں ۳ مارچ ۱۸۸۸ء کو اس کا ظہور ہوگا یعنی مرزا صاحب کا ظہور ہوگا (**تقرضھم ذات الشمال**) پھر وہ سورج قادیان سے شمال مشرق کا ٹتا ہوا چلا جائے گا۔ جس سے مراد

میں ہوں۔

۱۸ اگست ۱۹۰۷ء کو مسیح قادیانی نے بھی دیکھا تھا کہ شمال مشرق کی جانب سے یعنی میرے مقام رہائش سے ایک ستارہ سیدھا سر تک آ کر گم ہوگیا۔ یعنی میں اس تحریک کو کمال تک پہنچا کر مر جاؤں گا۔ جو میری راہ میں نہیں چلے گا وہ ٹوٹ جائے گا' تمام رکاوٹیں اٹھادی جائیں گی۔ میں اقوام عالم کے لئے خدا کے ارادوں کا الارم ہوں۔ میں القائم بامر اللہ ہوں، میں ہی وہ خزانہ تقسیم کر رہا ہوں جو بیت اللہ میں ہے، میں نجم الثریا ہوں، میری بیعت کرو۔

یہ مدعی نبوت ابلہ مغرور ہے جیسا کہ اس کے شعروں سے اندازہ ہوسکتا ہے:

(الف) شعر

یار غصے میں سخت بھرا ہے پر کہ اندر آؤ — جل جائیں گے باہر والے جلدی اندر آؤ

یار کی نظر اب قہر آلود ہے آجاؤ ڈھال مری میں — پر اب اس نے مجھے بنایا آجاؤ ڈھال مری میں

سامنے اس کے میں کھڑا ہوں آجاؤ ڈھال کے اندر — بیعت میری ڈھال خدا کی آجاؤ بیعت کے اندر

اب نہ رکنا بیعت مری سے بیعت جلدی کرلو — شاہ گدا سب آؤ ادھر کو بیعت جلدی کرلو

(ب)

ورتو بہ کا آخری میں ہوں آجاؤ میرے اندر — بعد مرے دروازہ بند ہو کیونکر آؤ گے اندر

زمانہ میرا بیس سال پانچ اور پانچ ہیں پھر بھی — فضل کے بعد بھی فضل ہی ہوگا بیعت کرنا پھر بھی

(ج)

اے عزیزو! وہ چمکنے والا ستارہ میں ہوں — سب سے بڑا فرزند مسیحی فضل العمر بھی میں ہوں

صدیوں کے غوث مجدد قطب ابدال جہاں کے — پیچھے چھوڑے اڑنے والے کل اولیاء جہاں کے

(و)

اے خدا میری سن لے دعا اے میرے رب مجیب دعا
الہام دلوں پر نازل کر کلام اب اپنا نازل کر

میری زندگی کی حد خدا تعالیٰ نے یوں بتائی ہے کہ **ثمانین حولا او قریبا من ذلک. ما هو المیزان. هو فوق سبعین حولا**۔ یا اللہ اس سے آگے یہاں رہنے کی زندگی مرحمت ہو۔ زندگی آگے ملتی ہے۔ یہاں انڈہ ہے (**ان اللّٰہ جعل الصورۃ فی الشقین**) یعنی آدھی زندگی آسمان پر اور آدھی زمین پر اے خدا عالم آخرت میں میرا کیا عہدہ ہے؟ تم نجم النساء ہو۔

اپنے مغرب سے طلوع آفتاب اب ہوگیا
باب توبہ بند ہوگا فیصلہ اب ہوگیا

یہی خاکسار ستر سال والا دروازہ ہے۔ جب تک میں دنیا میں ہوں عذاب کمتر ہوگا اس جہان سے جانے کے بعد بالکل نظارہ قیامت ۱۹۵۱ء تک قائم رہے گا۔ بیعت کرو تو یہ عذاب رفع ہو جائے گا اور آئندہ بیس سال امن میں گذریں گے۔ خدا نے ۱۸۸۸ء کو مجھے کہا کہ تیری عمر ستر سال ہے۔ اور مانگی تو کہا فراخ ہے۔ فراخی کے ساتھ عمر کا طول مانگا تا کہ کام مفوضہ انجام دے سکوں۔ فرمایا زندگی آگے ملتی ہے یہاں انڈہ ہے یعنی انسان یہاں انڈے کی مانند ہے اس دنیا سے نکلنے کے بعد خالص زندگی ملتی ہے۔

(۹) مرزا محمود بن مرزا غلام احمد قادیانی: مسند آرائے خلافت آپ ہی ہیں۔ آپ میٹرک فیل ہیں۔ مولوی نور الدین خلیفہ دوم سے دینیات کی مشق کی۔ اردو میں ان کی تصانیف ہیں اور لیکچر دیتے ہیں۔ عربی فارسی میں کوئی تحریر نہیں دیکھی گئی۔ پرائیویٹ طور پر انگریزی کی

معمولی تعلیم حاصل کر لی ہے۔ اپنے والد بزرگوار سے **کانَّ اللہ نزل من السماء** کا خطاب حاصل کیا ہوا ہے۔ عنموا ایل صاحب المجد والعلی بھی آپ ہی کہلاتے ہیں۔ فخر الرسل بھی آپ ہی کا خطاب ہے۔ ۱۹۳۳ء میں سالانہ جلسہ کے موقع پر بیان کیا تھا کہ فرشتوں نے مجھے قرآن شریف کے وہ جدید مفہوم سمجھائے ہیں کہ آج تک کسی کو معلوم نہیں۔ چنانچہ آج کل وہ مفہوم تفسیر کی صورت میں خاص خاص مرزائیوں کے پاس چھپ کر پہنچ رہے ہیں۔ بہر حال آپ قدرت ثانیہ کہلاتے ہیں جس کی وجہ سے ان کو نبوت جدیدہ کے دعویٰ کی ضرورت نہیں ہے۔

جناب کے عہد میں تبلیغ زوروں پر ہے مگر قوت بازو سے تبلیغ میں وہ تمام وسائل استعمال کئے جاتے ہیں جو سر فدائی اور متشددین استعمال کیا کرتے ہیں انہی کے عہد میں محفوظ الحق علمی اینڈ کو بہائی مذہب کے پیرو مدت دراز تک مرزائی رہ کر قادیانی سے نکال دیئے گئے۔ عبدالکریم ایڈیٹر اخبار مباہلہ کا سانحہ جانفرسا بھی آپ کے عہد میں ہی پیش آیا۔ سکھوں کے ایک گرو نے مرزائی بن کر آپ سے ہی ہزاروں روپے کی تھیلیاں وصول کیں۔ ضرب وقتل کی واردات بھی آپ کے عہد کا امتیازی نشان ہیں اور آپ کا ہی یہ فتویٰ ہے کہ جو لوگ مرزا صاحب کو نہیں مانتے وہ کافر ہیں اور مخالف کتیوں کی اولاد اور یہود سے بدتر ہیں۔ سیر یورپ کو گئے تو دمشق اتر کر منارۂ بیضا کا قرب حاصل کیا۔ اور جناب عرفانی صاحب خلیفہ بہاء نے ہر چند تبادلہ خیالات کی غرض سے ملاقات کرنا چاہی مگر آپ گریزاں رہے۔

(۱۰) عبداللہ تیماپوری: اسے دائیں بازو کی طرف سے الہام ہوتا ہے۔ انجیل قدسی اس کی بہترین کتاب ہے۔ قرآن شریف کی تحریف کرتے ہوئے یوں لکھا ہے کہ **یسفک الدماء** سے مراد یہ ہے کہ معاذ اللہ حکم الٰہی کے خلاف حضرت آدم علیہ السلام نے بی بی حوا علیہا

اسلام سے خلاف وضع فطرت انسانی کا ارتکاب کیا تھا۔ یہ بھی قدرت ثانیہ کا مدعی ہے اور دعویٰ سے کہتا ہے کہ بہت جلد مرزا محمود میری بیعت میں داخل ہو جائیں گے۔ اس کے تابعدار کیمل پور (اٹک) اور پشاور کے مضافات میں پائے جاتے ہیں۔

(۱۱) عابد علی شاہ بڈ ولی ضلع سیالکوٹ: مرزا محمود کا فتویٰ ہے کہ مرزائیوں کو مسلمانوں سے رشتہ ناطہ قطعاً حرام ہے، مگر اس نے اجازت دی ہوئی تھی۔ یہ طاعون سے مرا تھا۔

(۱۲) محمد بخش قادیانی: پہلے پہل مخالف رہا پھر بیعت مرزا میں داخل ہو گیا اور بہت جلد ترقی کر کے الہامات شائع کر دیئے۔ جن میں سے ایک الہام یہ بھی ہے کہ ''آئی ایم وٹ وٹ''

(۱۳) ڈاکٹر محمد صدیق: (لاہوری پارٹی) علاقہ گدک (بہار) میں اپنا مذہب پھیلا رہا ہے۔ اپنی کتاب (ظہور بشویسور) میں لکھتا ہے کہ مسیح قادیانی وشنو اوتار تھا۔ خلیفہ محمود ولد مرزا غلام احمد ویر بسنت ہے اور میں چن بشویسور ہوں۔ میرے ظہور کے بعد سات سال تک مرزا محمود مر جائے گا (مگر یہ الہام غلط ثابت ہوا، ممکن ہے کہ اس سے مراد اخلاقی موت ہو کیونکہ بقول فضل پکٹ بھی اخلاقی موت سے مر گیا تھا) اور یہ بھی لکھا ہے کہ صوبہ بہار کی مذہبی کتابوں میں یہ دو موعود مذکور ہیں اور ان کا ہندو لوگ کمال انتظار کر رہے تھے یہ بھی لکھا ہے کہ:

۱...... مرزا محمود بہت جلد میرا ہم خیال ہو کر بادشاہوں کا سردار بنے گا اور ۸۴ سال عمر پائے گا

۲...... جب خدا اور رسول کے خلاف کوئی بات پیدا ہوتی ہے تو مامور (غوث، قطب، ابدال) وغیرہ بھیجے جاتے ہیں۔ قادیان سے آواز آئی ہے کہ حضور ﷺ کے بعد نبوت جاری ہے۔ اس ہتک آمیز عقیدہ کے دفعیہ کے لئے خدا نے مجھے مبعوث کیا ہے۔

۳...... جو علامات کتب ہنود میں لکھے ہیں ان کے مطابق ظاہر ہوا ہوں کہ میری والدہ نے

بیوہ ہوکر نکاح ثانی کیا تو میں ساتویں نمبر پر پیدا ہوا۔ برہمچاری بن کر علاقہ کرنا ٹک کو گیا۔ ۸؍سال تک پوشیدہ رہ کر ظاہر ہوا۔ پیٹھ پر سانپ کے منہ کا نشان موجود ہے۔ ہاتھ میں سنکھ، نیل چکر وغیرہ کے نشانات بھی موجود ہیں۔ کتب احادیث میں چالیس مہدیوں کا ذکر ہے جن میں سے چند نشان مثلاً خال وجہ وغیرہ مجھ میں بھی پائے جاتے ہیں۔

۴......حضور ﷺ کے بعد صدیق کا درجہ مہدی اور مسیح سے بھی بڑھا ہوا ہے۔ میرا نام بچپن سے ہی صدیق دیندار ہے۔ مجھے ایسے دعاوی کی ضرورت نہیں، خدا نے مجھے اپنے فضل سے پیشوا بنایا ہوا ہے۔ میرا فرض ہے کہ جو ہتک قادیان سے ظاہر ہوئی ہے اسے دور کروں۔

۵......حضور ﷺ کے قول کے مطابق ۱۳۴۲ میں ترکستان میں سات سال جنگ رہی۔ بعد میں میں پیدا ہوا۔ اس وقت میری عمر چالیس برس تھی اور ۱۳۰۳/ ۱۸۸۶ میں میری پیدائش ہوئی ہے۔ ۸؍اپریل ۱۸۸۶ء/۱۳۰۳ میں مرزا صاحب نے لکھا تھا کہ ایک مامور (مدت حمل میں) عنقریب آنے والا ہے۔ اس کا نزول نزول الٰہی ہے۔ وہ میں ہی یوسف موعود ہوں تا کہ اہل قادیان کی اصلاح کروں۔ اسلام میں اس سے بڑھ کر کوئی اور حملہ نہیں کہ حضور ﷺ کے بعد ایک اور نبی کھڑا کیا جائے اور امتی کو احمد والی آیت کا مصداق بنایا جائے اور بیس کروڑ مسلمانوں کو نبوت مرزا کے انکار پر خارج از اسلام تصور کیا جائے۔ اہل قادیان باز آجائیں تو بہتر ہے ورنہ وعید ہے۔ ”دیر آمدۂ زراہِ دور آمدہ“ کا وعدہ مجھ سے پورا ہوا۔ محمودیوں اور پیغامیوں میں جھگڑا تھا اس لئے میں حَکَم بن کر آیا ہوں۔ (چن بشویسور)

۶......ہندوؤں میں مشہور تھا کہ میں مسلمانوں میں پیدا ہوں گا مرزا صاحب بھی میری خبر دے چکے ہیں۔ میری صداقت سمجھ میں نہیں آتی تو چند دن صبر کرو خود فیصلہ ہو جائے گا۔ زمین آسمان میرے شاہد ہیں میں نے آج تک کبھی جھوٹ نہیں بولا جیسا کہ ان کو بھی معلوم

ہے۔مزید تحقیقات کی ضرورت ہو تو کم از کم پندرہ روز میرے پاس ٹھہرو حق کھل جائے گا۔

۷......حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ۱۴ سو سال بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مجازی طور پر خدا کا نفاذ اپنے اوپر عائد کیا (جیسا کہ کذکر کم اباء کم من مذکور ہے) مگر لوگوں نے حقیقی خدا سمجھ لیا خدا کے دربار میں جب پوچھا گیا تو حضرت عیسیٰ نے اپنی خدائی سے بالکل انکار کر دیا اسی طرح حضور ﷺ کے بعد مجدد قادیان نے مجازی طور پر اپنی نبوت ظاہر کی تو مرنے کے بعد محمود نے حقیقی نبوت سمجھ لی۔ ۱۳۴۴ھ میں مجھے مکاشفہ ہوا کہ میں جناب باری میں کھڑا ہوں مرزا صاحب بھی موجود ہیں۔ خدا نے پوچھا کہ کیا تم نے اپنی جماعت کو تعلیم دی کہ مجھے نبی مانو۔ کہا میں نے کبھی یہ تعلیم نہیں دی۔

۸......لوگ مجھے مہدی مانتے ہیں مگر مجھے اس پر کوئی فخر نہیں۔ میں وہی ہوں جو میں جانتا ہوں یا میرا خدا جانتا ہے کہ میں احمدیوں کیلئے یوسف موعود ہو کر آیا ہوں اور ہتک نبوت دور کر دی ہے۔ ہندوؤں میں کلمہ طیبہ موجود تھا میں نے اسے بھی ظاہر کر دیا ہے۔ وہ دھڑ ادھڑ مسلمان ہو رہے ہیں میرے نشانات کئی ہزار ہیں صرف اخلاقی نشان ۵۴ ہیں۔ یہ نعمت کیسے ملی؟ صرف حضور ﷺ کی محبت میں فنا ہونے سے ملی اور قادیان کے خلاف کرنے سے ملی؟ غیرت الٰہی نے مرزا صاحب سے بڑھ کر نشانات میرے لئے ظاہر کئے میرے سوا قادیان کی اصلاح ممکن نہ تھی۔

۹......تلاش حق میں مرزا محمود کا مرید بنا۔ عقائد پسند نہ آنے پر بیعت فسخ کر دی۔ وہاں سے نکالا گیا اور لگا تار ۱۲ رسال سے اس عقیدہ کی تردید کر رہا ہوں۔ خدمت رسول اللہ ﷺ کی طفیل جو مجھے نشان دیئے گئے ہیں ان میں سے بارش کا نشان زیادہ اہم ہے جو میری کتاب "خاتم النبیین" میں مذکور ہے۔

۱۰...... **کذبت رسل من قبلک...... نصرنا**، گدگ کے جنگل میں ۲۰ دن بیٹھا رہا۔ ہند وہاں نے آئے تو ایک اژدہا نے بھگا دیئے۔ ملاڑ کے علاقہ میں بارش دودو ہفتہ تک برستی ہے۔ میرا وعظ میدان میں مقرر ہوا ہندوؤں نے مجھے جیل میں ڈالنے کی ٹھان لی تھی۔ بعد از مغرب ابر پھٹ گیا۔ گیارہ ہندو آپڑے میں نے ایک آیت پڑھی سب ڈر گئے۔ باوجود زبان بندی کے ۴۵ وعظ کئے۔ گدگ میں بارش نہ تھی میں نے دعا کی تو بارش آ گئی۔ موضع بلہاری میں میرے خلاف میٹنگ ہو رہی تھی تو میز کے نیچے سے ایک سانپ نکل آیا تو سب بھاگ گئے۔ ڈاؤن گڑھ میں بارش نہ تھی میں نے کہا کہ میں وعظ کروں تو پندرہ منٹ میں بارش آئے گی تو ایسا ہی ہوا۔ لوگ واپس گھر پہنچے ہی تھے کہ سخت بارش ہوئی۔ پنڈت ہالیا نے کہا کہ بشویسور کی دعا سے بارش کا ہونا لکھا ہے۔ ضلع میسور میں ایک سپرنٹنڈنٹ پولیس نے وعظ کے وقت مجھ پر گندگی پھینکوادی تو اس کی ذلت ہوئی کہ اس کا داماد میرا مرید ہو گیا۔ مقدمہ چلا، ہائی کورٹ میں میرے حق میں فیصلہ ہوا اور وہ دل کی حرکت بند ہونے سے مر گیا اور اس کے معاون ڈگریٹ ہو گئے۔ سیٹھ محمد صاحب میسور نے مجھے چارشنبہ کے روز کہا کہ ٹا ون ہال میں اتوار کو وعظ کرو میں نے کہا کہ خدا نے مجھے روک دیا ہے' کہا کہ تم جھوٹے ہو میں ضرور وعظ کراؤں گا۔ اگلے دن ہی ایک ہندو پنڈت نے بحث کی تو میرا مرید ہو گیا۔ غنڈوں نے کہا کہ آیتوار کو ہم فساد کریں گے کیونکہ تم ہندو اوتار ہو کر گائے کا گوشت کھاتے ہو ۔اب سیٹھ صاحب گھبرا گئے اور مجھے اتوار سے پہلے ہی میسور سے نکال دیا اور میں نے ان کو خط لکھا کہ دیکھو خدا کا کلام کیسے پورا ہوا۔تا لیگوٹہ میں میرے ہمزلف عبدالقادر کے ہاں میری بیوی اپنی بہن کے پاس آئی میں اندر آنے لگا تو مجھے ڈانٹ بتائی۔ واپس چلا آیا تو چند یوم بعد وہ مر گیا اس کی بیوہ میری مرید بن گئی۔ رات میرے پاس تنہا رہتی اور خدمت کرتی

۔ مجھے رامدرگ سے تالی گوٹہ کو جانا پڑا، اسٹیشن تک ۳۰ میل کا فاصلہ تھا، رات کو میری خوشد امن نے اس کو میرے ساتھ گاڑی میں بٹھا دیا، جب پھر ہمزلف مذکور کے مکان پر پہنچے تو کوٹھے پر سو گئے۔ بارش آئی تو نیچے الگ الگ سوئے۔ تھوڑی دیر گذری تو وہ لڑکی اپنی چھاتی میرے پاؤں سے لگا کر سوئی ہوئی دکھائی دی۔ اب میں دعا میں مصروف ہو گیا چند روز بعد میری بیوی مرگئی اور اس لڑکی نے مجھ سے شادی کر لی۔ اسی تالیکوٹہ میں ایک ساہوکار نے مجھے چھپر بند اور کاررکھ کر شہر بدر کرنا چاہا تو رات کو اسے کان درد نے اتنا ستایا کہ ڈاکٹر بھی عاجز آ گئے' آخر دل میں ہی پشیمان ہو کر میرا نام لیا اور راکھ باندھی تو فوراً آرام ہو گیا' صبح مجھ سے معافی مانگی۔ گدگ میں میرا ایک مخالف لڑکا مر گیا۔ لنکا ئت میں ایک لڑکے نے مجھے کہا کہ تم ہندو اوتار ہو؟ میں نے کہا ہاں' اس نے مجھے مارنے کی دھمکی دی۔ میں وہاں سے نکل آیا تو وہ مر گیا۔ ۱۹۲۵ء میں بتایا گیا کہ ۵ ماہ کے بعد سرکاری دنگہ فساد ہوگا۔ تو ممتاز وباؤلہ کا کیس واقع ہوا۔ مجھے اپنے فوٹو کا بلاک بنوانا تھا۔ قیمت سات روپیہ بذریعہ الہام ہو گئی۔ ہو سہلی کی مسجد سے مجھے آواز آئی بنگلور میں صرف ۵۰۰ سو آدمی ہیں مطلب یہ تھا کہ اسلام کے معاون صرف پانچ سو تھے ورنہ دو لاکھ کی آبادی تھی۔ رائچور میں بارہ ہزار آدمی بتائے گئے تو سچ نکلا۔ میرے حقیقی بھائی سید محبوب حسین میرے ساتھ تبلیغی دورہ میں مصروف تبلیغ رہے۔ ۲۲ جگہ قیام کیا اور ۲۴ گھنٹے میں بغیر موسم کے بارش ہوتی رہی اور یہی چن بشویسور کی نشانی تھی جو پوری ہوئی۔ ۱۹۲۵ء میں قادیان آیا تو وہاں بھی سخت بارش رات کو اس قدر ہوئی کہ کتب خانہ کی کتابیں لت پت ہو گئیں' صبح میرے تکیہ کے پاس ہی کتابیں دھوپ میں رکھی گئیں۔ وہ یوں کہتی تھیں کہ تم نے غلط تعلیم دیکھ کر ہم پر پانی پھیر دیا ہے' میرے مکاشفہ کے مطابق میرے بھائی احمد علی کے ہاں لڑکا پیدا ہوا' خواب آیا کہ تیرتا ہوں اور میرے پیٹ پر میرے

بھائی احمد علی کا لڑکا تہنیت علی ہے۔ کنارہ پر گیا تو اس کی جگہ اس کا بھائی مراتب علی پایا۔ معلوم ہوا کہ اسی رات مر گیا تھا۔ موضع بلیلا رگ میں مجھے الہام ہوا کہ ایک واقعہ ہوگا، چنانچہ ایک مسجد میں وعظ کرتے ہوئے میں نے کہا کہ جس طرح حضور ﷺ امام الانبیاء ہیں اسی طرح آپ کی امت بھی امام الامم ہے' اس لئے چن بشو یسور بھی اسی امت میں پیدا ہوا، اتنا کہنا ہی تھا کہ مجھے بری طرح نکالا گیا اور مسجد دھوئی گئی۔ دربار شاہی حیدرآباد میں حاضر ہوا تو لوگ مجھے پیشوا ماننے لگے میں نے انکار کر دیا اور کہا کہ خدا نے مجھے پیشوا بنا دیا ہوا ہے۔ ایک مولوی صاحب نے مجھے کافر کہہ کر خوب ڈانٹا مگر میں نے پروا نہ کی، بلکہ لکھ کر دیدیا کہ میں پکا احمدی ہوں۔ سلسلہ محمودیہ کا سخت دشمن ہوں' اس کی بیخ کنی کرتا ہوں اور کروں گا۔ پھر میں نے دبایا تو وہ دب گئے اور مجھ سے معافی مانگی۔ حکیم سید محمد احسن نے میرے عقائد پوچھے تو میں نے یہ نظم پڑھ سنائی۔

نظم

ساری قوموں کے میرے سامنے ہیں اصل اصول جگ کی ہر قوم کے دنگل کا پہلوان ہوں میں
یعنی عیسائی وموسائی زرتشتی ہوں آریہ ہوں لکائب ہوں وقرآن ہوں میں
چھتری ہوں ویش ہوں شودر ہوں برہمن ہوں میں سکھ کائستہ ہوں اور حلقہ بھگوان ہوں میں
قادیانی ہوں لاہوری ہوں نجدی ہوں میں نیچری ہے مرا مذہب اور اس سے فرحان ہوں میں
قادری چشتی وسہروردی و رفاعی ہوں میں نقشبندی بروز مہدئ دوراں ہوں میں
حنبلی شافعی ہوں مالکی اور حنفی ہوں عرشی فرشی ہوں بہائی اوہل قرآن ہوں میں
خارجی معتزلہ اور ہوں میں اہل حدیث اور سنی بھی ہوں اور زمرہ شیعیان ہوں میں
الغرض کل یہ مذاہب جو ہیں انسان کے ہیں مجھ میں سارے ہیں مذاہب کیونکہ انسان ہوں میں

جیسے آدم کا وجود ہے گا خلاصۂ عالم پس اسی طرح ہے اسلام مسلمان ہوں میں

ہر ایک مذہب اور بالخصوص اسلام اپنے اصول پر قائم نہیں لوگوں نے فالتو باتیں شامل کر رکھی ہیں۔ مرزائی تعلیم کا بھی یہی حال ہے لوگ مرزا کو نبی جانتے ہیں حالانکہ ۶۳ جگہ اس نے لکھا ہے کہ میں نبی نہیں ہوں۔ پھر مولوی صاحب مجھے بزرگ جاننے لگے کیونکہ ایک بجلی میرے ساتھ تھی جس سے وہ میرے مرید بن گئے۔

۱۴......شروع میں موضع مرچ سے ایک نے کہا کہ ہندو کہتے ہیں کہ ایک مسلمان گوشت خور بشویسور بنا ہوا ہے، کرنا تک علاقہ سے نکال دیں یا اس پر جادو چلائیں تا کہ روگی ہو جائے۔ میں نے کہا کچھ پروا نہیں۔ دو ہزار روپیہ دے کر آٹھ دن تک جادو کرایا مگر کچھ نہ بگڑا کیونکہ یہ کام اللہ کا تھا اور میرا وجود درمیان میں نہ تھا۔

۱۵......ایک نے مجمع میں مجھے مار ڈالنے کی ٹھان لی قریب آیا تو میں نے کیا کہ میں چراغ الٰہی ہوں خدا مجھے بجھنے نہ دے گا۔ موضع چکوڑی میں ایک نے کہا کہ تم بشویسور ہو تو میں داڑھی بڑھا کر رسول اللہ بنتا ہوں۔ میں نے کہا کہ میرا ثبوت تو ۱۶ جگہ سے ملتا ہے تمہارا کیا ثبوت ہے؟ وہ خاموش ہو گیا پھر ایک لاٹھی لیکر آیا میں نے اس کو پاس بٹھالیا تو وہ لاٹھی غائب ہوگئی اور میں بچ گیا پھر میں جاترا میں جا گھسا تو لوگ مجھے سلام کرنے لگے۔ بیل ہونگل۔ میں لوگ مجھ پر مخول اڑانے لگے کسی نے داڑھی نوچی، کوئی دانت دیکھتا، کسی نے دم پوچھی، میں نے کہا کہ تم گالیاں دو میں کچھ نہیں کہوں گا تو کہنے لگے ہم آپ کو اوتار مانتے ہیں ہم نے آزما لیا ہے۔

۱۶......میں حیدر آباد آیا وہاں ایک مولوی صاحب تکفیر میں بڑے ماہر تھے مجھے بھی مرتد کہا۔ میں نے کہا کہ میں ایسے لفظوں سے نہیں گھبراتا' میں تو برہمن ہوں، میں خود قرآن ہوں،

ایک ایک آیت پر اٹھارہ اٹھارہ کتابیں لکھ سکتا ہوں۔ سارھقہ کا ترجمہ پوچھا تو میں نے سنا دیا اور کہا کہ کیا ماہر قرآن کو مرتد کہتے ہو؟ خالی ترجمہ تو غیر مسلم بھی کر سکتے ہیں مگر معارف کس سے سیکھیں گے۔ ایک دن اپنی انجمن بنگلور کے ہال میں وعظ کو نکلا، خیال تھا کہ بیت المال قائم ہو۔ خلیل صاحب سے کہا کہ وہ قائم نہ ہوگا کیونکہ ایک اور واقعہ ہونے والا ہے۔ یہ کہہ کر سورہ توبہ کی آخری آیات پڑھیں' جن میں ایثار کا ذکر تھا' پھر میں نے کہا کہ اگر تم ایثار نہ کرو گے تو کیا قبر میں مال لے جاؤ گے؟ یہ سن کر جناب ظہیر الدین کی وزیر زراعت میسور رو پڑے' ہلال ضلع کاروار میں سورۂ ابراہیم پر وعظ کیا تو ایک آدمی بیہوش ہو گیا۔ ایک عورت ہبلی میں میرا وعظ سن کر ایسی متاثر ہوئی کہ ہر طرف اسے بشویسور ہی نظر آتا تھا' کئی دن تک یہی حالت رہی پھر میری مرید ہو گئی۔ کئی ایک وعظ سن کر مجھے مہدی کہنے لگے' میں نے کہا صدیق ہوں اور یہی اعلیٰ رتبہ ہے۔ میں اپنا نام نہیں جانتا نبی کا نام بس ہے۔ میں سب کو مسلمان جانتا ہوں۔

۱۷......ایک نے خواب دیکھا کہ میں چار سورجوں کے درمیان ہوں تو اس نے حلیہ پہچان کر میری بیعت کر لی۔ ۱۳۴۱ھ میں محبوب شاہ افغانی نے خواب دیکھا کہ ہبلی نور سے پُر ہے اور ایک حوض میں کثرت سے تارے گرتے ہیں تو وہ مدراس سے مجھے ملنے آیا اور میرا ہم خیال ہو گیا۔ سید غوث محی الدین تاڑپتری نے کہا کہ گدگ میں مہدی آئے ہوئے ہیں تو آپ نے میری بیعت کر لی۔ ایک سیاح نے خواب میں کتاب پر پیران پیر کی تصویر دیکھی کہ وہ مجسم بن گئی ہے، اسی سے میرا حلیہ لے کر میرا مرید بن گیا۔ ایک راجہ کو دوپہر کے وقت خواب آیا کہ جاؤ پیران پیر صاحب مصیبت میں ہیں حفاظت کرو تو وہ میری حفاظت کو آ گئے۔ ڈیڑھ ماہ پیشتر پیر محی الدین نے میسور میں خواب دیکھا کہ میں ان کے پاس دو خادم

لے کر آیا ہوں آواز آئی کہ ان کی مدد کرو، میں پہنچا تو پہلے خواب سنا چکے تھی اور میری شناخت کر لی اور معتقد ہو گئے۔ گل محمد نے ۹ ماہ پیشتر شاہ نور میں خواب دیکھا جس میں میرا حلیہ بتایا گیا جب میں پہنچا تو اس نے شناخت کر لیا۔

۱۸...... ہبلی میں ایک شادی پر مجھ سے کہا گیا کہ بارش ستاتی ہے میں نے دعا کی تو بند ہو گئی۔ بلہاری میں ایک کو بچھو نے کاٹ کھایا کسی نے میرا نام کی دہائی دے کر دم کیا تو وہ فوراً اچھا ہو گیا۔ رکن الدین مخالف تھا تو اس کا گھر بار فنا ہو گیا، آخر ایک بچہ رہ گیا تو اسے میرے قدموں پر رکھ کر معافی کا خواستگار ہو گیا۔ سیٹھ حسن نے اپنی بہن سے میرا نکاح کرا دیا۔ جب مذہبی وعظوں کا شور اٹھا تو گھبرا گئے۔ ایک رات میں باہر تھا تو میرے گھر کو باہر سے تالا ڈال گئے' میں نے دیکھ کر کہا کہ تالا کھولو مگر آپ نے بہت کچھ کہا کہ کل عقائد کا تصفیہ ہو گا' میں ایک دوست کے گھر چلا آیا صبح ہوئی بحث چھڑی میں نے کہا کہ یہ مہینوں کی بات ہے بتاؤ کہ ہمشیرہ کو بھیجتے ہو کہ جاؤں تو وہ خاموش ہو گئے۔ میں نے سوچا کہ وہ مجھے ماریں گے مگر وہ نرم ہو گئے اور گھر لے جا کر کھانا کھلایا پھر سارا کنبہ میرا مرید بن گیا۔ ایک روشن ضمیر بچہ ست سالہ بجن کٹی متصل گدگ میں تھا۔ اس نے ایک سادھو سے پوچھا کہ تم نے کیا پڑھا ہے؟ کہا کہ ۶ دید، ۱۸ پران اور چھ شاستر۔ کہا تو پھر چن بشویسور آج کہاں ہیں؟ کہا معلوم نہیں، کہا تو پھر تم نے کچھ نہیں پڑھا۔ لو وہ ڈیڑھ ماہ تک گدگ آئیں گے، میں گدگ آیا تو میرے پاس آ کر میری تصدیق کی اور سب حاضرین کا حال بتا دیا اور میرے پاؤں دبانے لگا اور مجھے اپنا باپ کہہ کر پکارنے لگا مجھے یقین ہو گیا کہ یہ ولی اللہ لکنت والا مہدی ہے جو میری تصدیق کے لئے مبعوث ہوا ہے۔

۱۹...... میں یوسف صدیق ہوں، یوسف جیسا حلم مجھے دیا گیا ہے جس کی شہادت میرے

عقارب اور میرے تبلیغی علاقہ کے مخالفین دے سکتے ہیں اور یوسف جیسی پاکدامنی بھی مجھے دی گئی ہے' کیونکہ میرے ایک بعید رشتہ میں ایک خوبصورت اور شوخ طبع لڑکی تھی، جو چار سالہ عمر میں ہی میری دوست تھی اور اس کے سینہ میں سوائے میری تصویر کے کسی دوسرے کی تصویر نہ تھی۔ ۲۸ سال کی عمر میں فارغ التحصیل ہو کر میں کفن پوش فقیر بن گیا تو اس کا ناطہ دوسری جگہ ہو گیا، مگر وہ مجھے چاہتی تھی' میرا خط جاتا تو سینہ سے لگا لیتی۔ جب میں نے اصلاح المسلمین، تبلیغ الاسلام، خادم اسلام صفہ اسلام وغیرہ انجمنیں قائم کیں تو ان دنوں میں اسی کے گھر رہتا تھا۔ ایک دن جمعرات کو ۵ بجے دیوانخانہ میں بیٹھا تھا کہ اس نے اپنے ماموں کا بسترہ تو دیوانخانہ میں بچھوایا اور میرا بسترہ دالان میں تیار کرایا۔ رات کے دو بجے تھے بجی سجائی میری چادر میں آ گھسی اور لب پر لب رکھ دیئے' میں نے آنکھ کھلتے ہی اسے دھکیل دیا اور تہجد کے لئے کھڑا ہو گیا۔ وضو کرتا تھا مگر ہوش قائم نہ تھی اور گھنٹہ بھر وضو ہی کرتا رہا اور جب تہجد شروع کی تو نیند آ گئی اور خواب دیکھا کہ میں پریشان حال اپنی بیوی کے پاس رام درگ ضلع بلگاؤں گیا ہوں' پیراہن پیچھے سے چاک ہے' بیدار ہوا تو صبح اور تہجد ملا کر پڑھی اور لڑکی کو خط لکھا کہ ایسا کام نہ کیا کرو میں تم سے شادی نہ کروں گا' اگر موجودہ ناطہ ناپسند ہے تو دوسری جگہ تبدیل کرالو' اس نے کہا کہ مجھے لے جاؤ ورنہ زہر کھا لوں گی' میں نے روکا مگر وہ نہ مانی' یہ خطوط اس کی جیب میں تھے' کپڑے اتار غسل خانہ میں گئی تو خالہ اس کے کمرہ میں آئی اور وہ خط اٹھا کر پڑھ لئے' اس نے فوراً ٹنکچر آیوڈین کی شیشی پی لی' اب ڈاکٹر آئے کہرام مچ گیا۔ رات کو میں نے دیکھا تو نبض کمزور تھی اور کہہ رہی تھی کہ مردار کی موت مر رہی ہوں۔ میرے چچا نے کہا کہ خون تم نے کیا ہے' میں نے کہا کہ وہ خود دو بجے میری گود میں آ گھسی تھی' میں کنواری لڑکی سے بھی زیادہ حیادار ہوں' میری عصمت پر دھبہ آتا ہے اس واسطے میں نے

صاف کہہ دیا ہے اور یہ عصمت حضرت یوسف علیہ السلام سے بڑھ کر تھی۔ کیونکہ میں تیس سالہ تھا اور وہ ۱۷ سالہ۔ کسی کا خوف بھی نہ تھا' وہ منکوحہ تھی اور یہ باکرہ۔ میرا عفو یہاں تک ہے کہ مجھے کسی چیز کی پروا نہیں۔ نہ جنت کی خواہش ہے نہ دوزخ کا ڈر۔ ہزارہا روپے آتے ہیں مگر گھر ایک روپیہ بھی نہیں بھیجتا کیونکہ میں جہاد بالنفس کا پہلوان ہوں۔

۲۰...... اس امت میں جو مامور آئے گا حضور ﷺ کے متعلق جو ہتک کے لفظ استعمال کئے جاتے ہیں ان کو دور کرنا اس کا خاص کام ہوگا۔ دکن میں مشہور ہے کہ پہلے اولوالعزم محمود ویر بسنت آئے گا' اس کے خیالات سے دنیا میں ابتری پھیلے گی (کیونکہ وہ ختم رسالت کا انکار کرے گا) جن کو دور کرنے کیلئے چن بشو یسور صدیق اللہ کا بندہ ظاہر ہوگا۔ ویر بسنت کے نشانات یہ ہیں کہ ۱۹۱۴ء بروز جمعہ گدی نشین ہوگا۔ تاریخ پیدائش ۱۸۹۱ء سے پہلے ہوگی' کشمیر کے نیچے کے علاقہ میں ظاہر ہوگا' گردن اور پیشانی کے بال اکٹھے ہوں گے' پیشانی پر ہری رگیں ظاہر ہوں گی' کرشن اوتار کی گدی پر بیٹھے گا۔ اس کے عہد میں جماعت دو ٹکڑے ہوگی اور خون کی ندی بہے گی یعنی گریٹ وار ہوگی۔ اس کے دست دراز ہوں گے۔ قرآن شریف کے غلط معنی کرے گا۔ ایشور اوتار حضور ﷺ کی ہتک کرے گا۔

۲۱...... اے جماعت احمدیہ! تمہاری جدوجہد کا لوہا مانا گیا ہے۔ دکن میں میرے ساتھ مل کر کام کرو، اختلاف چھوڑ دو، نیچ اقوام کو سرکش لوگوں کی غلامی سے چھڑاؤ اور مسلمانوں کو کافر کرنے کی بجائے کافروں کو مسلمان کرو۔ اے خلیفہ قادیان! دکن اور قادیان کی جماعتیں مل جائیں گی آپ کو شالی دولہا کہا گیا ہے میرے پاس دس بارہ ہزار تک لوگ جمع ہو جاتے ہیں، لوگ مسلمان ہو رہے ہیں۔ مرزا صاحب نے ۶۳ جگہ مدعی نبوت کو کافر جانا ہے۔ میں یوسف موعود بھی اعلان کرتا ہوں کہ آپ کے بعد مدعی نبوت، کافر، کاذب اور دجال ہے (یہ

ہاتھی کے دانت دکھا کر ص ۸۷ پر لکھا ہے کہ لاہوری پارٹی اور قادیانی پارٹی دونوں نے خط وکتابت سے فیصلہ کرلیا ہے کہ ہم تیرے ساتھ مل کر تبلیغ کا کام کریں گے)

۲۲...... حضور ﷺ کے بعد نئی بادشاہت قائم نہ ہوگی۔ جتنے بھی پہلے یا پیچھے موعود آئے ہیں وہ حضور ﷺ کے خادم تھے آپ نے فرمایا کہ **ما من نبی الا له نظیر من امتی،** اس لئے آپ کے عہد میں اعزازی اور بروزی موعود تھے۔ چنانچہ حضرت صدیق اکبر مثیل ابراہیم تھے، حضرت عمر مثیل نوح، حضرت عثمان مثیل ادریس اور حضرت امام مثیل یحییٰ تھے۔ مگر ان کو نبی ماننا سخت گناہ ہے۔ حضرت پیران پیر نے اپنے اندر نبوت دیکھی تو فرمایا کہ **اوتی الانبیاء اسم النبوۃ و اوتینا اللقب.** مولائے روم نے شمس تبریزی کو کہا کہ آپ رسول اللہ ہیں اور میں عمر ہوں۔ صرف چھیالیسواں حصہ نبوت کا باقی ہے اس سے کوئی نبی نہیں بن جاتا۔ علم تصوف سے ناواقف غلو کرتے ہیں اور تکفیر میں لگ جاتے ہیں ورنہ مثنوی میں صاف لکھا ہے کہ

ع   آں نبی وقت باشد اے مرید

اور ابن عربی اس کو ہمیشہ جاری مانتے ہیں۔ اے جماعت قادیان! تمہارا غلو کرنا مصلحت خداوندی تھی کہ مماثلت مسیح پوری ہو مرزا صاحب کا قول ہے کہ آج ۱۸۸۶ء سے چالیس سال بعد تم (قادیانیوں) کا مامور آتا ہے۔ وہ عمنوائیل یوسف صدیق ہے، دور سے آتا ہے، آپ نے بھی اس کے ملنے کا اشتیاق ظاہر کیا ہے چنانچہ لکھتے ہیں کہ ۔

باغ میں ملت کے ہے کوئی گل رعنا کھلا   آئی ہے باد صبا گلزار سے مستانہ وار

آرہی ہے اب تو خوشبو میرے یوسف کی مجھے   گو کہو دیوانہ میں کرتا ہوں اس کا انتظار

۲۳...... عہد رسالت میں جہاد کبیر سے صحابہ نے بڑے مراتب حاصل کئے اب پھر یہ زمانہ

ہے۔ بابرکت ہیں وہ لوگ جو اس لیلۃ القدر کی قدر کرتے ہیں قادیانیو! میاں صاحب مامور نہیں ہیں ان کا میرے ساتھ ہونا ضروری ہے اور ہم دونوں کا وجود دکن اس لئے حجت ہے۔ اسلامی کامیابی صوفیانہ رنگ میں ہوتی ہے اور کبھی خشک ملاؤں سے نہیں ہوئی اور یہ کامیابی غیر اقوام کے موعود سے ہوتی ہے چنانچہ حضرت طارق اسپین کے موعود تھے، خواجہ معین الدین ہندوستان کے، حضرت عمر بیت المقدس کے، محمود غزنوی گجرات کے، یوسف عادل شاہ کرنا تک کے۔ دکن مسلمان ہونے کو ہے، تم ہی ہو جو اس بوجھ کو اٹھاؤ گے۔ مجھے خدا نے اس لئے بھیجا ہے کہ تم میرے پاس جمع ہو جاؤ۔ کیونکہ میں تمہارا موعود بشیر ہوں۔ مرزا صاحب کو نبی کہنا چھوڑ دو۔ خدا ایک ہے اور ہم سب کا رسول بھی ایک ہے۔ سخت بیدینی ہوگی کہ اس مرکز کو چھوڑ کر الگ مرکز قائم کیا جائے، پہلے گو مرکز بہت تھے مگر جب شہنشاہ آ گیا تو الگ بادشاہت قائم کرنا بغاوت ہوگا۔ اس کتاب سے ان شاء اللہ قادیانیوں کو ہدایت ہوگی۔

۲۴...... فروری ۱۸۸۶ء میں مرزا صاحب نے کہا کہ خدا نے الہام کیا ہے کہ ایک وجیہ پاک لڑکا تم کو دیا جائے گا۔ وہ غلام ذکی ہوگا، خوبصورت، تمہارا مہمان، عنموائل بشیر، صاحب روح مقدس، نور اللہ، آسمان سے نازل ہونے والا، مبارک، رفیق، فضل، صاحب شکوہ وعظمت و دولت۔ مالک مسیحی نفس، شافی امراض، کلمۃ اللہ، سخت ذہین فہیم، حلیم القلب، عالم علوم ظاہری و باطنی، تین کو چار کرنے والا، فرزند دلبند، گرامی ارجمند، مظہر الاول والآخر۔ **مظهر الحق و العلاء، کأنّ اللّٰه نزل من السماء**، نور آتا ہے نور، ممسوح الٰہی، قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ ۸/اپریل ۱۸۸۶ء کو الہام ہوا کہ ایک لڑکا بہت ہی قریب پیدا ہونے والا ہے جو ایک مدت حمل سے تجاوز نہیں کرے گا۔ **نازل من السماء کذلک مننا علی یوسف** ۸۳۔ **انظر الی یوسف و اقباله. انا خلقنا الانسان فی یوم**

موعود ۹۲ء. یاتی قمر الانبیاء ۹۳ء کان من اھل البیت علی مشرب الحسن یصالح بین الناس ۱۹۰۱ء. انی لاجد ریح یوسف لولا ان تفندون ۱۹۰۵ء. تیری جماعت کے لئے تیری ہی ذریت سے ایک شخص کو قائم کروں گا، اس کو قرب اور اپنی وحی سے مخصوص کروں گا، اس سے حق ترقی کرے گا۔ لوگ سچائی کو قبول کریں گے۔ ممکن ہے کہ وہ ابتدا میں بے حقیقت نظر آئے۔ یادر ہے کہ ہر ایک کامل انسان بننے والا بھی پہلے نطفہ اور علقہ ہی ہوتا ہے ۱۹۰۵ء۔

اے فخر رسل قرب تو معلومم شد   دیر آمدۂ زراہ دور آمدۂ

باغ میں ملت کے ہے کوئی گل رعنا کھلا......الخ۔

۱۹۰۷ء حضرت صاحب کو تین پھل آم کے ملے۔ ایک سبز رنگ سب سے بڑا تھا۔ یعنی بشیر اول یوسف موعود۔

۲۵......ویر بسنت مرزا محمود کے متعلق یہ الہام ہے کہ ایک دوسرا بشیر تم کو دیا جائے گا جس کا نام محمود بھی ہے۔ وہ اپنے کاموں میں اولوالعزم بھی ہوگا۔ ۱۸۸۸ء میاں محمود پیٹ میں تھے تو مرزا صاحب کو ان کا نام مسجد کی دیوار پر لکھا ہوا نظر آیا۔ یہ بھی الہام ہے کہ ایک اولوالعزم پیدا ہوگا۔ وہ حسن واحسان میں تیرا نظیر ہوگا۔ وہ تیری ہی نسل سے ہوگا۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند، مظہر الحق والعلاء، کأنّ اللّٰہ نزل من السماء اور وہی فضل عمر ہے ۱۸۸۷ء۔

۲۶......بشیر اول عنموائل (ثانی اثنین) خدا اس کے ساتھ ہے۔ یعنی صدیق اور عنموائل دونوں کے اعداد ۲۰۸ ہیں۔ یہ مکان کا بچہ نہیں کیونکہ اس بشارت کے بعد ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہوئے ہیں۔ جو گذر گئے تھے اس کے بعد دو سال، ۹ ماہ ۴ دن تک کوئی بچہ پیدا نہیں ہوا۔ اس کے بعد میاں محمود پیدا ہوئے اس کے بعد دو فرزند پیدا ہوئے ہیں۔ اخیر میں

مبارک احمد پیدا ہوا۔ اب میری صداقت یہ ہے کہ:

(۱) آپ کہتے ہیں کہ وہ یوسف کہیں ضرور پیدا ہوا ہے۔ اب دور ہے دیر سے آئے گا۔ ۱۹۰۷ء کے اشتہار "باغ ملت" کی نظم میں اسی مضمون کو دہرایا ہے۔

(۲) میں ۱۸۸۶ء میں پیدا ہوا۔ اور یوسف موعود ہوا جیسا کہ الہام میں تھا۔

(۳) تورات اور احادیث اور منجمین یورپ وامریکہ بھی یہی ۱۸۸۶ء بتاتے ہیں اور ۱۹۲۴ء کو تاریخ ظہور بحساب قمری بعد میں قرار دیا ہے۔

(۴) دکن کے ۶۳ اولیاء اللہ بھی ۱۸۸۶ء میں پیدائش مانتے ہیں اور ۱۹۲۴ء میں اس کا ظہور لکھا ہے۔

(۵) یوسف کی تمام صفتیں باکمال پائی جاتی ہیں۔ (مرزا محمود میں نہیں پائی جاتیں)

(۶) میں بھائیوں کے لحاظ سے چوتھا ہوں بیٹوں کے لحاظ سے بھی چوتھا اور چھوٹوں بڑوں کے لحاظ سے بھی چوتھا ہوں۔

(۷) پیدائش کی گھڑی بھی چوتھی ہے، دن بھی چوتھا ہے، تاریخ بھی چوتھی ہے، بعد از ہزار صدی بھی چوتھی ہے، سال بھی چوتھا ہے۔ (۴ رمضان پیر کا دن ۱۳۰۳ھ)

(۸) یوسف زلیخا کے قصہ سے میرا قصہ بالکل مشابہ ہے۔

۲۷..... اس کے الہامات بھی مرزا صاحب کے الہامات کی طرح بیدم اور بے زبان ہیں۔ مثلاً یہ کہ:

(الف) تم دونوں مل کر ایک محکمہ قائم کرو گے' لوگ اس سمت کے نہیں دیکھیں گے' میدان کربلا، کام کرنا چھوڑ دیں گے' ڈھوروں کے حملہ سے کتا آیا اور میرے انگوٹھے کو آ پکڑا، مفارقت ہوگئی، ۳۵ کو سرکاری ڈنگا ہوگا، جاتا ہے مارکھاتا ہے، یہ آگ نہیں بجھتی، یہ پانی

کڑوا ہے آج بازار ہے، آگے کام بڑھے گا جو مانگے گا سودوں گا' اب بھی بہت ہے چلو۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار، بنگلور اور میسور کربلا کے میدان ہیں، چور ہے، سر پر سبز پگڑیاں باندھے ہوئے ہیں، لوگ تماشہ دیکھیں گے، سکندر وہاں جاؤ کام ہو جائے گا، شاید ہی ایسی سیر نصیب ہو، یہ گر جانے ہیں، رائے چور میں بارہ ہزار آدمی مل جائیں گے، میں یہاں سے نکال دیتا ہوں حیدرآباد کی ناک آپ کے ہاتھ میں ہے، بنگلور جائے، تکلیف یا نقل پائے، کشتی ہوگی، معذرت نامہ ذرا کمزور ہے، ہندو الٹ گئے ہیں، جماعت والوں کو تمہارا ابھی یقین ہوگیا۔ گیارہ کوس تک تمہارا اثر ہے

(ب) ترکوں کی دغابازی کا روز صدیق کے ہاتھوں سے ظاہر ہوگا۔ مہدی کے زمانہ میں آدمی بیچ سے چیرا جائے گا۔ تیئیس خزانہ ملتے ہیں۔ مکین والا مکان تیرا۔ زمین و آسمان تیرا۔ دانت توڑ ڈالیں گے۔ آپ کی جان میرے ہاتھ میں ہے۔ تیری عزت کروانا میرا کام ہے۔ کمال پاشا ایک مردہ زمین کو جگائے گا۔ ہم تغیر کرنے والے ہیں۔ ۱۹۳۵ء کو تختہ الٹ جاتا ہے۔ چھ باب ہیں۔ تو سب کو گھیرے گا۔ تم میں اور جارج تیرا نام دنیا میں جگاؤں گا۔ تین سال گذر جانے دو۔ اب اس علاقہ میں اسلام نہیں پھیلے گا۔ انگورہ گورنمنٹ نے تیرے لئے سامان تیار کیا ہے۔ گدک مسلمانوں کا ہے۔ حیدرآباد ڈیڑھ سو سال کے بعد روحانیت کے کمال کو پہنچ جائے گا۔ جو مجھے مان کر آگے بڑھا وہ شہید ہوا۔ اے مسیحا مصیبت کے دن ہیں۔ انگلینڈ کے لئے بھی تلوار چلے گی۔ قادیانی پارٹی مجھے مل جائے گی۔ تلوار لے کر کام کریں گے۔ آٹھ سو سال میں کھڑا ہوتا ہوں۔ ایک اور لڑائی ہوگی۔ سب سے بڑا واقعہ حسن نظامی کی بیعت ہے۔ ایک بچی آئی ہے آپ کے پاس تا کہ نکاح کرے۔ یک سالہ لڑکی دعا کرتی ہے کہ یا اللہ کہ میں کسی (صدیق) سے قرآن شریف پڑھوں اور اس کی مرید

ہو جاؤں۔ گاندھی جی مجھ کو دیکھ کر ایک اندھیرے حجرے میں جا کر چھپ گئے۔

(۲۸) نظم

راز دانوں کیلئے نقطہ عرفاں ہوں میں — اس کا اظہار کروں کس طرح حیراں ہوں میں
یہ وہ شے ہے جس کی تقسیم نہیں ہو سکتی — گنتی میں ہوں میں احد سب میں نمایاں ہوں میں
کوئی شے ایسی نہیں جو نہ ہو مجھ میں ظاہر — مظہر عالمیاں کرتب یزداں ہوں میں
کوئی سیارہ فلک کا نہیں مجھ سے باہر — ہر فلک مجھ میں ہے افلاک میں دوراں ہوں میں
میرے مائدہ پہ دھری رہتی ہے دنیا کی قضا — عالم ہر جنس کا ہے سب کا حکمراں ہوں میں
جتنے دنیا کے مزے ہیں وہ ہیں مجھ میں موجود — گندمی رنگ ہے میرا مجموعہ الواں ہوں میں
میں ہوں قرآنِ جہاں میری قرأت سب میں — گو لحن ایک ہے پر مجموعۂ الحاں ہوں میں
فعل مخصوص ہر ایک جان کا ہے عام میرا — مظہر نورِ خدا پرتوِ یزداں ہوں میں
اب تو انسان ہی کو **خلق لکم** کہتا ہے — ہوں میں **لولاک** کے شایاں اگر انسان ہوں میں
جب عناصر کے یہ پردے کو اٹھا کر دیکھا — قرب اللہ میں خود جنت وریحاں ہوں میں
کچھ جدائی نہیں کہنے کو ہے اندر باھر — پھر قریب اور بعید ہونے میں یکساں ہوں میں
کوئی شے غیر نہیں غیر کا سایہ بھی نہیں — احدیت میں جو کبھی تھا وہی الآں ہوں میں
قاب قوسین کے منزل میں اتر کر دیکھا — انستِ خالق ومخلوق سے انساں ہوں میں
دل ہے آئینہ میرا اور میں آئینہ میں ہوں — ہے مخالف یہ خلافت ورنہ رحماں ہوں میں
دیکھی تبدیلی امثال میرے ہاتھوں میں — عکس رب ہوں یا کہو قدرت یزداں ہوں میں
رب کی مرضی سے میری مرضی ہے ملتی جلتی — کیونکہ راضی برضا ہونے سے یک جاں ہوں میں
مالک الملک ہوا ہے خانساماں میرا — پھر تو ڈر کیا ہے اگر بے سروساماں ہوں میں

بندہ رب ہی رہا ہے قادر کن فیکوں — چار میں چوتھا وہی بندۂ رحماں ہوں میں

میں وہی نور ہوں جس نور سے افلاک بنے — ان میں ظاہر ہوں کبھی اور کبھی پنہاں ہوں میں

آنا آتا ہے جانا کبھی دکھتا ہی نہیں — فرط رحمت میں برستی ہوئی باراں ہوں میں

ہفت افلاک انگوٹھی میں نگینہ ہوں میں — یعنی اس دور کا خورشید درخشاں ہوں میں

میری آمد نے ملائک کی زبان بند کردی — سب کو تابع بھی کیا تابع فرماں ہوں میں

میرے ہی قلب میں اللہ ہی سما سکتا ہے — کیونکہ سب ہستیوں سے اشرف جاناں ہوں میں

دونوں ہاتھوں سے بنایا ہے میرے رب نے مجھے — چونکہ ذوالفضل ہے وہ اس لئے ذوشاں ہوں میں

ظل مولی کے نتیجہ میں تو مولی نکلا — جو زمانہ میں عیاں وہی پنہاں ہوں میں

یہ جہاں عرش خدا ہے لوح محفوظ ہوں میں — دائرہ نون یہ ہے نقطۂ عرفاں ہوں میں

پائی ہے رفعت سماوات نے رفعت مجھ سے — ازیں سبب عرش معلی پہ حکمراں ہوں میں

آگئے ارض وسما میرے قدم کے نیچے — کیونکہ ہر شان سے توحید میں سرعاں ہوں میں

مات کر دیا میری پرواز نے پروازوں کو — یعنی احمد کے عقب دست بداماں ہوں میں

میری پرواز ہے اس طرح کہ لا آں یاں ہوں — دوسری آن میں بر عرش حکمراں ہوں میں

ہُو کا حاکم ہوں میں اللہ کا شاہد ہوں میں — اور در رنگ الہ گنبد دوراں ہوں میں

کوئی مکنون جہاں مجھ سے نہیں چھپ سکتا — میں ہوں قرآن میں سائر نفس قرآں ہوں میں

کل یہ اعیان کھڑے ہوگئے میرے ہی لئے — میری خادم ہے ہر اک چیز حکمراں ہوں میں

میں نہ ہوتا تو خدا کو یہ ضرورت کیا تھی — میں ارادہ ہوں خدا کا یعنی انساں ہوں میں

عقل کل تھا میں کبھی نفس میں آکر ٹھیرا — صورتِ جسم لئے سب میں نمایاں ہوں میں

اے ولا! دیکھ لے ہیں تینوں زمانے مجھ میں — روپ لاکھوں میں ہر ایک شان کا شایاں ہوں میں

دست احمد میں چھلکتا ہوں مثیل خورشید حوض کوثر ہوں وہی پیالۂ عرفاں ہوں میں

مجھ سے بڑھ کر نہیں اس وقت کسی کی قسمت جام کوثر ہوں صراط ہوں اور میزاں ہوں میں

احدیت سے جو بڑھ کر ایک میں آ کر ٹھیرا عالم غیب شہادت میں نمایاں ہوں میں

شان قرآن و عمل میں میں ہی شاہد بن کر ماہ و خورشید و کواکب میں درخشاں ہوں میں

خشک زاہد تو لکیروں سے جسے ڈھونڈتا ہے وہ میرے قلب میں ہے اس میں ہی سرعاں ہوں میں

دائرہ نون میں نکتہ کا ٹھکانا ہوں میں لوح محفوظ میں لکھا ہوا قرآن ہوں میں

ہفت افلاک سدا میری عبادت میں ہیں اور مسجود ملائک و حورو غلماں ہوں میں

یہ زمین آسمان جو ہے وہ میری کرسی ہے سب میں موجود ہوں پھر سب سے جدا گاں ہوں میں

مجھ سے نکلا ہوا مجھ میں ہی فنا ہوتا ہے کیونکہ ارواح واجسام کی بنیاں ہوں میں

درود آلام کا احساس مجھے کچھ بھی نہیں اور خوشحالی و تنگ حالی میں یکساں ہوں میں

نہ کبھی نیند ہے، نہ اونگھ، نہ غفلت کا اثر چرخ گردوں کے اثر سے بھی درامان ہوں میں

میں نہ محصور ہوں نہ موت مجھے آئے گی ملک الملک ہوں اور عرش پر حکمراں ہوں میں

ہر زمانہ کو سنبھالا ہے میری طاقت نے منبع رحمت حق قدرت یزداں ہوں میں

رات دن عالم ملکوت میں ہے ذکر مرا روح ارواح ہوں اور شکل میں عرفاں ہوں میں

غیر موصوف ہوں، موصوف نظر آتا ہوں اس کی اک خاص وجہ یہ کہ مہرباں ہوں میں

عقل انسان کی رسائی سے بہت دور ہوں میں اہل دل دیکھتے ہیں غیروں سے پنہاں ہوں میں

یہ مقامات ہیں غیروں کو دکھانے کے لئے ورنہ کیا جانے کوئی کون ہوں اور کہاں ہوں میں

تنقید: ناظرین آپ نے دیکھ لیا ہوگا کہ اس مظہر قدرت ثانیہ نے اپنے دعاوی میں کیا کیا رنگ دکھلائے ہیں ایک طرف تو مدعی نبوت کو کافر کہہ کر اپنی ہستی کو مہدویت و مسیحیت سے

الگ رکھا ہے اور دوسری طرف حضرت یوسف علیہ السلام سے بڑھ کر اپنی فوقیت دکھائی ہے اور صاحب وحی مظہر الٰہی اور نجات دہندہ عالم و عالمیان بن کر وحدت وجود کا بھی دم بھرا ہے اور بعینہ یہی اس کے مرشد کی بھی حالت تھی مریدوں میں بیٹھ کر خدائی تک پہنچتے تھے اور غیروں کے سامنے نبوت اور مولویت سے بھی انکار تھا۔

(۱۴) احمد نور کابلی قادیان: مدعی رسالت قادیان میں ہی مدت سے مسیح قادیانی کا زلہ ربا ہے ناک پر پھوڑا ہوا تھا تو کاٹی گئی اور نبوت کا رتبہ پایا۔ تہجد گذار قرآن مجید کی تلاوت کرنے والا سرمہ فروش، خانہ بدوش افغان ہے۔ ہم ذیل میں اس کی افغانی اردو میں اس کے دعاوی بیان کرتے ہیں اس نے ایک ٹریکٹ شائع کیا ہے جس کا عنوان ہے۔ **لکل امۃ اجل**. نیچے لکھا ہے کہ:

۱.....اے لوگو! میں اللہ کا رسول ہوں۔ دین میری ہی تابعداری ہے۔ مجھے نہ ماننا اللہ کے دین سے اخراج ہے۔ روحانی سورج ہوں میرا زمانہ لیلۃ القدر ہے، رحمۃ اللعالمین ہوں میرا نام محمد رسول ہے۔ میں منارہ سپید سے نازل ہوا۔ مظہر جملہ انبیاء ہوں۔ قرآن کو ستاروں سے لایا ہوں۔ **عیسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا** میں خدا نے مجھے ہی کہا تھا کہ خلیفہ محمود کے عہد میں قادیان کے اندر تجھے مبعوث کیا جائے گا اور **وابعثہ مقام محمودا** بھی یہی حکم ہے۔ **ھو الذی بعث فی الامیین** میں ہے کہ افغانوں میں خدا نے ایک رسول بھیجا ہے **واخرین** اور احمدیوں میں جو مسیح قادیانی کے بعد پیدا ہوئے ہیں۔ کیونکہ اس میں دو قوم کا ذکر ہے ایک قوم مسیح موعود کی جوامت محمدیہ سے ملحق ہے دوم میری قوم جو مسیح کے بعد پیدا ہوئی اور غیر ملحق ہے اور اسی غیر ملحق قوم میں رسول کا مبعوث ہونا لکھا ہے۔ سو میں شرعی رسول ہوں، میری شریعت قرآن ہے اور یہ قرآن اب اللہ نے مجھ پر

نازل کیا ہے، مجھے کلمہ طیبہ **لاالہ لا اللہ احمد نوررسول اللہ** دیا ہے سورہ فاتحہ بھی دی ہے قریباً دس ہزار کے وحی ہے اور کثرت کے ساتھ کلام کیا ہے۔ میری وحی رحمٰن کی طرف سے ہے، اس پر ایمان واجب ہے، میرا ساتھ دینا جنت ہے الگ رہنا دوزخ ہے۔ میرے انکار پر مرنا لعنت ہے۔

۲......الہامات یہ ہیں کہ تم جملہ انبیاء کے مظہر ہو **واتبعوا النور الذی معه۔ کما اوحینا الی نوح ولقد اوحی الیک۔ ارسلنک شاهدا۔ احمد نور کا بلی اللہ کا رسول۔ الا رحمة للعلمین۔ ما انت بنعمة ربک بکاهن ولا مجنون۔** تم خاتم النبیین ہو اور قرآن تجھ کو دیا ہے۔ مسیح موعود نے کلمہ کا دعویٰ کیوں نہیں کیا (اگر چہ بعد میں مرزائی یوں کہتے ہیں **لاالہ الا اللہ احمد جری اللہ**) اس کا جواب یہ ہے کہ **ذلک فضل اللہ یوتیه من یشاء۔**

۳......فلسفہ بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ہر ایک رسول کا وقت مقرر ہے دوسرا وقت اس کی امت کا ہے اور اسی کو لیلۃ القدر کہا گیا ہے پھر اور رسول کا وقت آ جاتا ہے جو صبح ثانی اور شمس روحانی کے نام سے مشہور ہے۔ موسیٰ کے بعد یہودی **شهداء علی الناس** بن کر حاکم بنے رہے شمس روحانی عیسیٰ آیا تو **یعم الضحی** تھا اور وہی لیلۃ القدر تھا عیسیٰ کے بعد عیسائی شھداء ہوئے اور مطلع الفجر تک حاکم رہے تب محمد ﷺ ایۃ للناس آیا اور فجر آیا کہ رات تمہاری اسی سے ختم ہو گیا۔ اللہ نے اپنی تبلیغ اپنے رسول کے سپرد کیا۔ جب آپ فوت ہو گئے تو امت کے سپرد دین کی خدمت کیا اور اس کو شھداء بنایا۔ مسیح موعود آیا۔ اب امت محمدیہ کا وقت گذر گیا۔ مسیح موعود مر گیا تو رات ہو گئی اور مرزائیوں نے سمجھا کہ ہمارا وقت قیامت تک ہے اب کوئی نبی نہ آئے گا، یہ نہ سمجھا کہ لیلۃ القدر پر نبی کا وقت ہے یہ **حتی مطلع الفجر**

تک ہے۔اب امت کا وقت گذر گیا احمد مسیح موعود کی امت میں محمد ثانی کے سپرد ہے۔اب حکم ہے کہ **ماآتکم الرسول فخذوہ. اطیعوا الرسول** اگر تمام انبیاء ماقبل مانو اور مجھے نہ مانو تو تم مومنین میں نہیں ہو۔ میں قادیان میں سورج چڑھا ہوں میرا انکار کفر ہے۔ میں صبح ہوں۔**والصبح اذا تنفس۔الیس الصبح بقریب**۔اگر لوگ میرا انکار کریں تو وہ مجرم ہیں اور سورج کی روشنائی سے دور ہیں۔اب موسیٰ عیسیٰ، محمد اور احمد پر ایمان لانا کام نہیں دیتا میں اپنے مقام پر بیٹھ کر تبلیغ کروں گا، کیونکہ تبلیغ کے وسائل ڈاک وغیرہ موجود ہیں، اپنی جان خطرہ میں کیوں ڈالوں۔**فلا تکونن من الجاھلین.** تم رسول کو ڈھونڈو، ورنہ دوزخ میں جاؤ گے۔ پڑھو **لا الٰہ الا اللّٰہ احمد نور رسول اللہ. اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ واشھد ان احمد نور رسول اللّٰہ.**

۴...... شمس روحانی رسول اپنے وقت کا وائسرائے ہے۔ جب جاتا ہے تو دوسرے وائسرائے کے آنے تک منشی کام کرتے ہیں۔ دوسرا آجائے تو پھر بھی وہ کام کرنے لگ جائیں تو ان کو توپ سے اڑادے گا۔ہائے افسوس ان لوگوں نے (یعنی مرزائیوں نے) رسول کو نہ مانا، خدا کی لعنت ان پر برسی اور دین سے خارج ہوگئے۔ **کمثل الحمار یحمل اسفار** بن گئے۔رسول کے وقت لوگ تین قسم کا ہوتا ہے۔**ایک منعم علیھم** رسول کو ماننے والے۔دوم **مغضوب علیھم** اس کے منکر۔سوم **ضالین** جو خاموش ہیں۔ **جعلوا اصابعھم فی اذانھم.** یہ تین قسم کے لوگ قیامت تک رہیں گے۔جو لوگ مجھے مانتے ہیں وہ کامیاب ہیں۔اب یہ کلام الٰہی مانو۔

الحمد للّٰہ رب العالمین......ولا الضالین. الم ذلک الکتاب. ھم یوقنون. ارسلنک للناس رسولا وکفی باللہ شھیدا.فکیف اذاجئنا...... شھیدا .

لکل امۃ اجل.یاایھاالرسول بلغ......الذین یبایعونک......والذین امنوابہ و عزروہ...... یاایھا الذین امنوا اطیعوا اللّٰہ واطیعوا الرسول......مالکم لاتومنون باللّٰہ والرسول یدعوکم لتؤمنوا بربکم اخذ عنکم میثاقکم.فتوکل علی اللّٰہ.انک علی الحق المبین.من یطع اللّٰہ......فوزا عظیما.ومن یشاقق اللّٰہ ......شدیدالعقاب.فجعلھم کعصف ماکول.ماواھم جھنم. الا انھم ھم الخسرون.کتب اللّٰہ لاغلبن انا......عزیز.اعد اللّٰہ لھم عذابا شدیدا.قل فانتظروا انی معکم...... فباء وا بغضب علی غضب وللکفرین عذاب مھین. بئس مثل القوم الذین کذبوا بایات اللّٰہ.انک لمن المرسلین.امنوا باللّٰہ و رسولہ والنور الذی انزلنا.یٰحسرۃ علی العباد...... المومنون یومنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک واٰخرین منھم لما یلحقوا بھم. اس میں یہ ہے کہ محمد رسول کلمہ والاسفید منارہ سے نازل ہوکر عیسیٰ بن مریم کے بعد قرآن لایا اور زمانہ محمود اور مقام محمود پر قائم ہوا۔''مثل الذین حملوا التوراۃ'' الایہ.''انا فتحنا لک فتحا مبینا'' الایہ ''ھو الذی بعث فی الامیین'' الایہ یعنی افغانوں میں نبی بھیجا،اس افغان قوم کو دین کا وارث بنایا ہے۔احمد نور کی وفات کے بعد یہ قوم شھداء علی الناس ہوگی پھر ایک اور رسول آئے گا اور یہ تین قسم بن جائیں گی منعم علیھم،مغضوب علیھم اور الضالین۔افغان قوم بالتخصیص اور باقی لوگوں کو بالعموم بشارت ہے کہ بابرکت ہے وہ جس نے میری آواز پر لبیک کہا اور کہا کہ ربنا امنا بما انزلت واتبعنا الرسول.کذبت قبلھم قوم نوح......وعید بل کذبوا بالحق لماجاء ھم. ماارسلناک الارحمۃ للعلمین ھوالذی ارسلہ رسولہ الایہ.وہ

مشرک ہے جو میری مقابل کی آواز پر لبیک کہا اور میری آواز کو چھوڑ دیا انا لما طغا الماء......واعیه. کذبت ثمود......ابشرا واحدا نتبعه. ما اغنی عنی مالیه...... فما بکت علیهم السماء یا ایها الذین امنوا استجیبوا لله......یحییکم. قل تمتعوا فان مصیر کم الی النار. علم قباب بھی یہی ہے اس آیت میں بتایا ہے کہ احمد نور علم قباب ہے کہ مسیح نے اس کے آنے کی خبر دی ہے۔ وقالوا کنا نسمع...... کان نکیر وذرنی والمکذبین......عذابا الیما. قل ان کنتم تحبون الله فاتبعونی یحببکم الله. اب اللہ کے دین کی باگ صرف احمد نور کے ہاتھ میں ہے۔ افغانو! میرے ساتھ ہو جاؤ عرب کی طرح عزت پاؤ گے۔ والله علیم بذات الصدور قل یاایهاالناس قدجاء کم برهان الایه. یوم تبیض وجوه وتسود. یوم ید عون الی جهنم دعا. یاایها المدثر......فکبر. الیس بقادر ان یحیی الموتی. کیا میں قادر نہیں کہ احمد نور اور افغانوں جیسے مردوں کو زندہ کروں انه لقول رسول کریم ...... تذهبون. احمد نور کا کلام رسول کا کلام ہے اور کریم رسول ہے اور ثاقب اول رسول ہے۔ اللہ کے پاس کے عرش والا اللہ ہے عزت دیا گیا امین ہے یہ تمہارا صاحب مجنون نہیں یہ مجنون کا حال نہیں کہ ایسا کلام اس پر نازل ہوا اور خدا تعالیٰ کو کھلا کھلا بار بار آسمان پر دیکھا ہوا اور خدا تعالیٰ مجھے اپنے ساتھ آسمان پر لے گیا ہے انه لقول فصل ما یتجنبها الا الاشقی الذی یصلی النار الکبری فهل وجدتم ماوعدربکم حقا وجیء یومئذ بجهنم الایه. لقد جاء کم موسی بالبینات ثم اتخذتم العجل من بعده وانتم ظلمون. احمد نور موسیٰ ہے اس کا کلام بینات ہے میری تابعداری چھوڑ کر دوسرے کی تابعداری کرنا عجل ہے اور یہ ظلم ہے یہ شرک فی الآواز ہے۔ ایک طرف اللہ کی آواز

ہے اور ایک طرف غیر اللہ کی ایسے بچھڑے کی تابعداری ہر قوم نے کی ہے۔ **ھو الذی ارسل رسوله الایه**. یہ مشرک وہ ہے جو اللہ کی رسالت کو ناپسند کرتا اور بر خلاف آواز پر لبیک کرتا ہے۔ اللہ رحم کرے

تنقید: اس رسول نے اپنے عقائد کی بنا پر مرزا صاحب کو حقیقی رسول مانا ہے اور اپنے آپ کو مرزائیت کا ناسخ نبی قرار دے کر وہی چال چلا ہے جو اس کا مرشد چلاتا تھا' مگر اس کا قرآن چھوٹا ہے اور اس کا بڑا۔ شرک فی الآ واز کا محاورہ مرشد کی تابعداری سے حاصل کیا ہے۔ اب ہمیں کچھ ضرورت نہیں رہی کہ مرزائیوں کو خارج از اسلام کہیں' کیونکہ خود ان میں دو شخص (صدیق اور احمد نور) خصوصاً اور باقی مدعیان نبوت عموماً ان کی تکفیر کر رہے ہیں۔ ایران کی طرف نگاہ کی جائے تو وہاں سے بھی ان پر تکفیری گولہ برستا ہوا نظر آتا۔ یہ آپس میں نپٹ کے ہماری طرف متوجہ ہوں۔

ع تجھ کو پرائی کیا پڑی اپنی نبیڑ تو

(۱۵) غلام محمد لاہوری رسول محاسبہ مظہر قدرت ثانیہ: یہ مسلم ہائی اسکول لاہور میں انٹرنس پاس کر کے دفتر ''پیغام صلح'' لاہور میں ملازم ہو گیا' پھر وہیں ترقی پا کر ذمہ دار اراکین مجلس تک پہنچ گیا اور جب اس نے دیکھا کہ اس کے خلاف مرضی کام ہوتا ہے تو وہی طریق حصول نبوت اختیار کیا جس سے ان کے ہاں نبی بنا کرتے ہیں اور الہام ہونے شروع ہو گئے۔ پیشینگوئیاں ہونے لگیں جن میں سے ایک یہ تھی کہ خواجہ کمال الدین بہت جلد مر جائے گا' ملازمت سے برخواست کیا گیا، اور زیر علاج رہ کر پھر بحال ہو گیا اور اس نے اپنے اشتہارات کے ذریعہ انجمن کی خیانتیں لکھنی شروع کر دیں، کیونکہ راز دار تھا اس لئے انجمن نے یہی مناسب سمجھا کہ گو اس کا دماغ درست نہیں مگر فتنہ سے بچنے کے لئے یہی بہتر

ہے کہ اس کو کچھ دلا سا دے کر اپنے ساتھ ہی شامل کر لیا جائے۔ یقیناً اگر الگ ہو جاتا تو ضرور اپنی کتاب "مائدہ" شائع کر دیتا جس کا کہ وہ وعدہ کر چکا تھا' مگر اب اسکی آتش فتنہ فرو ہو چکی ہے۔ تاہم اپنے دعویٰ سے دستبردار نہیں ہوا۔ ہمارے خیال میں وہ کسی موقع کی تلاش میں ہے۔ اور وہ دن دور نہیں جب کہ وہ اپنی لن ترانیاں اہل ہند کے گوش گذار کرے گا۔

(۱۶) عبداللطیف قمر الانبیاء: مہدی آخر الزمان مجدد وقت نبی اور رسول ساکن موضع گنا چور ضلع جالندھر پنجاب۔ اس کا دعویٰ ہے کہ ایک دفعہ ۱۹۰۴ء میں بروز جمعہ قبل از نماز مغرب مجھے یہ الہام ہوا کہ "**ھو الذی ارسل رسوله بالھدی**" **الایہ** جس میں مجھ کو قطعی طور پر نبی اور رسول بتایا گیا اس دعویٰ کے ثبوت میں اس نے ایک کتاب "چشمہ نبوت" شائع کی ہے جس کا پہلا حصہ پانچ سو صفحہ تک پہنچتا ہے۔ اس میں لکھتا ہے کہ

۱.....لوط علیہ السلام ابراہیم علیہ السلام پہ پہلے ایمان لائے تھے پھر نبی بنائے گئے اسی طرح میں بھی مرزا صاحب پر ایمان لایا تھا مگر ان کی وفات کے بعد مہدی آخر الزمان اور نبی امتی اور رسول بن گیا ہوں۔

۲.....مرزا صاحب کو ۱۸ سال تک اپنی رسالت پر یقین نہ تھا بعد میں وحی جب زور سے آنے لگی تو ہوش سنبھالا کہ او ہو میں تو نبی ہوں اور مسیح ناصری سے بڑھ کر ہوں۔ تعجب ہے کہ اس طرز نبوت کی تصدیق حضور ﷺ کی نبوت سے حاصل کی جاتی ہے کہ (حضور ﷺ کو بھی تین سال تک یا بروایت دیگر چند ماہ تک یقین نہ تھا کہ میں نبی ہوں یا ماؤف الدماغ؟ جبرئیل علیہ السلام ہر چند آ کر عرض کرتے رہے کہ **انک رسول اللّٰہ** مگر آپ اسے آسیب شیطانی سمجھے۔ جنابہ خدیجۃ الکبریٰ اور ورقہ بن نوفل نے ہر چند حضور کو سمجھایا مگر آپ کو

اطمینان حاصل نہ ہوا اور اسی تذبذب میں آپ نے کئی دفعہ یہ ارادہ بھی کرلیا تھا کہ کسی پہاڑ کے اوپر سے گر کر جاں بحق ہو جائیں مگر تائید ایزدی نے آپ کو بچالیا تھا) لیکن یہ نظریہ بالکل غلط ہے کہ حضور ﷺ کو پہلی وحی میں نبوت حاصل نہ ہوئی' اور نہ ہی آپ کو یقین ہوا تھا کہ آپ نبی ہیں۔ اور مرزا صاحب نے اپنی نبوت ثابت کرنے کیلئے حضور علیہ ﷺ کا یہ لفظ نقل کیا ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ **خشیت علی نفسی** مجھے اپنی جان کا خوف پڑ گیا تھا کہ جن بھوت مجھے ہلاک نہ کر ڈالیں۔ یہ بھی غلط ہے کیونکہ حضور ﷺ کو وحی اول سے پہلے ہی یقین ہو چکا تھا کہ مجھے نبوت عطا ہوگی۔ قبل از نبوت کے تاریخی واقعات، ارہاصات اور معجزات نہ صرف آپ کو یقین دلا چکے تھے بلکہ یہود و نصاریٰ کو بھی چشم براہ اور آمادہ کر چکے تھے کہ کب آپ سے یہ دعویٰ معرض ظہور میں آئے۔ اگر ان واقعات کو نظر انداز کیا جائے تو یہ لازم آئے گا کہ وحی اول کے بعد متصل جو لوگ مسلمان ہوئے تھے ان کا اسلام معتبر نہ ہوتا۔ بچوں میں حضرت علی علیہ السلام اول المومنین نہ ہوتے، عورتوں میں جنابہ خدیجہ الکبریٰ اور مردوں میں جناب صدیق اکبر صدیق کو خطاب نہ ملتا کیونکہ حضور ﷺ کو جب پہلی وحی ہوئی تھی تو آپ سفر میں تھے کوئی آدمی مکہ سے واپس جاتا ہوا ملا تو اس نے کہا کہ حضور ﷺ نے وحی اول کے ساتھ ہی نبوت کا دعویٰ کردیا ہے تو جناب ابوبکر نے اسی وقت آپ کی تصدیق کی اور صدیق کا لقب پایا۔ اگر ان واقعات کو بھی قابل توجہ نہ سمجھا جائے تو اس کی وجہ ہمیں ضرور سمجھادی جائے کہ وحی اول (سورۃ اقراء) آج قرآن شریف میں کیوں داخل ہے؟ کیونکہ جب حضور ﷺ کو اپنی نبوت کا (بقول مرزا) یقین نہ تھا تو یہ وحی اول وحی نبوت نہ ٹھہری' بلکہ وحی ولایت ثابت ہوگی جو وحی نبوت میں شامل نہیں ہو سکتی ورنہ اولیاء عظام کے الہامات بھی داخل قرآن سمجھے جائیں۔ بہر حال اس مقام پر مرزا صاحب نے سخت غلطی

کھائی ہے اور آپ کے بعد جناب خلیفہ محمود بھی لکیر کے فقیر بن کر سخت ٹھوکر کھا رہے ہیں اور **خشیت علی نفسی** کا مفہوم بھی صحیح طور پر نہیں سمجھا، کیونکہ اس کا اصل مطلب یہ تھا کہ حضور ﷺ کو اپنا ماحول دیکھ کر خطرہ پڑ گیا تھا کہ میں اس بار امانت کو کس طرح سنبھال سکوں گا۔ علاوہ بریں یہ امر پایہ یقین تک پہنچ چکا ہے کہ بیرونی شہادات سے حضور ﷺ کو اپنی نبوت کا فوراً یقین ہو چکا تھا۔ تذبذب کی حالت صرف چند ساعت تھی گو آپ نے فترۃ وحی کی وجہ سے یا اپنی دنیاوی کمزوری سے تین سال تک اعلان نبوت کی تبلیغ شروع نہیں کی تھی مگر خاموشی سے اپنا کام اول یوم سے شروع کر دیا تھا۔ لیکن مرزا صاحب کو نہ تو ۱۸ سال تک اپنی شخصیت معلوم ہو سکی اور نہ ہی اعلان نبوت سے پہلے بیعت نبوت شروع کی۔ لدھیانہ میں بھی ۸۷ء کو جو پہلی بیعت شروع کی تھی وہ بھی مہدویت کی بیعت تھی۔ نبوت کی تصریح پر قادر نہ ہو سکے ۱۹۰۱ء میں بھی گو اعلان نبوت کر دیا تھا مگر بیعت میں پھر بھی نبوت کا اقرار نہیں لیا جاتا تھا۔ بہر حال اگر ہم مان بھی لیں کہ بقول مرزا حضور ﷺ کو کچھ دیر کیلئے اپنی نبوت میں شک رہا تھا تو اس کا یہ مطلب ہر گز نہیں ہو سکتا کہ مرزا صاحب کو پورے اٹھارہ سال تک اپنی نبوت کا یقین نہ ہو۔ اسی کج فہمی کی بناء پر مخالفین مرزا صاحب کی اس طرز نبوت پر ہنسی اڑایا کرتے ہیں یا یوں کہتے ہیں کہ مرزا صاحب نے عجیب ڈھنگ کھیلا تھا۔

۳...... نبی کو سب سے پہلے اپنی نبوت پر یقین ہونا ضروری ہے اور جس کو یقین نہیں وہ اس وقت تک نبی نہیں۔ نبی کو خدا تعالیٰ اپنا خاص غیب بتلاتا ہے کہ جس میں حواس ظاہری اور باطنی تجربہ اور قواعد حکمیہ کو مطلق دخل نہیں ہوتا اور نہ یہ وہ غیب ہے کہ بعض کو معلوم ہو اور بعض سے پوشیدہ۔ جیسے برقیات کا تجربہ کہ پہلے اہل ہند نہیں جانتے تھے اور اب جاننے لگ گئے۔ اور جیسے مسمریزم وغیرہ کہ قواعد حکمیہ کا استعمال کرنے سے حواس کے ذریعہ سے

حاصل ہوتا ہے، کہ یہی غیب الٰہی پر اطلاع پانا نبی کا معجزہ ہوتا ہے اور یہی وہ علم غیب خدا کا خاص علم غیب ہے جو دوسرے میں ذاتی طور پر پایا نہیں جاتا۔

۴......مرزائیوں نے یہ غلط سمجھ رکھا ہے کہ مسیح اور مہدی ایک شخصیت ہیں کیونکہ مرزا صاحب کہہ چکے ہیں کہ مجھ سے پہلے بھی مہدی آ چکے ہیں اور بعد میں آئیں گے۔ ہاں ان کے زمانہ میں کوئی مہدی نہ تھا کیونکہ وہ خود ہی ایسے مہدی تھے کہ جن کو خدا تعالیٰ نے مسیح بن مریم کا خطاب عطا کیا تھا۔ اس لئے میں آخرالزمان مہدی ہوں میرا زمانہ شروع ہے اور مسیح کا زمانہ ختم ہو چکا ہے۔

۵......مرزا صاحب کا اصلی نام غلام احمد ولد غلام مرتضیٰ تھا مگر آسمان میں آپ کا نام مسیح بن مریم رکھا گیا علیٰ ہٰذا القیاس۔ میرا اصلی نام عبداللطیف ہے مگر خدا نے آسمانوں میں میرا نام مہدی موعود محمد بن عبداللہ رکھا ہے اور جس طرح آپ روحانی اولاد بن کر سید ہاشمی بن گئے تھے اسی طرح میں بھی آل رسول میں داخل ہوں۔

۶......میرے نوے معجزہ ایسے ہیں جو بالکل مفصل واضح اور یقینی ہیں اور درست نکلے ہیں۔ خوابیں اور پیشینگوئیاں الگ ہیں جن کی تعداد بھی سینکڑے کے اوپر ہے اور مرزا صاحب سے بڑھ کر سچی نکلی ہیں۔ چنانچہ ہندوستان میں زلزلے، وبائیں اور سیاسی انقلاب میری پیشینگوئیوں کے مطابق آئے اور مرزا صاحب کی پیشینگوئیاں وہاں درست نہ نکلیں۔ رہا اب یہ سوال کہ ایک مدعی نبوت کو کس قدر معجزوں کی ضرورت ہے تو اس کا حل یوں ہے کہ مرزا صاحب کو اگر بقول بعض مرزائیاں مدعی نبوت ۱۸۸۲ء میں مانا جائے تو صرف سینتیس معجزوں سے کام چل سکتا ہے، کیونکہ آپ نے "سراج منیر" ۱۸۹۷ء میں اپنے صرف اتنے ہی معجزے گنے ہیں۔ اگر آپ کو ۱۸۷ء یا ۱۸۸ء میں مدعی نبوت تسلیم کیا جائے تو سو معجزوں

سے زیادہ کی ضرورت نہ ہوگی۔ جیسا کہ ''تریاق القلوب'' ۱۸۹۹ء میں مذکور ہے ''نزول المسیح ۱۹۰۱ء'' میں ۱۵۰ تک مکمل کرنے کا ارادہ کیا تھا مگر بیماری کی وجہ سے ۱۲۵ تک لکھ سکے اخیر میں ''حقیقۃ الوحی'' ۱۹۰۷ء میں ص ۳۸۶ پر یوں لکھا کہ میرا ارادہ تھا کہ تین سو تک نشان لکھوں مگر تین روز سے بیمار ہوں۔ اور ۲۹، ستمبر ۱۹۰۶ء کو اس قدر بیمار تھا کہ غلبہ مرض اور ضعف اور نقاہت سے لکھنے سے اب مجبور ہو گیا ہوں۔ ''براہین حصہ پنجم'' میں ان شاء اللہ تین سو پورے کر دوں گا۔ بہر حال ''حقیقۃ الوحی'' میں بھی ۲۰۸ سے زیادہ نہیں لکھ سکے اور ۹۲ معجزوں کا ادھار ان کے سر رہا۔ اب اگر ابتدائے نبوت کا خیال رکھا جائے تو میں نے معجزوں کا کورس ختم کرلیا ہوا ہے۔ میں ابھی زندہ ہوں میری نبوت کا آخری زمانہ امید ہے کہ مرزا صاحب سے بہت زیادہ معجزے حاصل کر سکے گا کیونکہ اس وقت بھی اگر رؤیا کشوف اور اخبار بالغیب شامل کئے جائیں تو ان کی تعداد ۲۰۸ سے نہ صرف بڑھ کر ہوگی بلکہ کئی گنا زیادہ نکلے گی جو کہ قلمبند ہو چکے ہیں اور قلمبند کرنے میں روزنامچہ پٹواریوں کی طرح تاریخ، دن اور وقت تک درج ہے۔ باقی رہے وہ نشانات جو ابھی تک تحریر میں نہیں آئے تو وہ بھی مرزا صاحب سے زیادہ ہیں کیونکہ ان کے نشان تین لاکھ سے زیادہ نہیں اور میرے نشان بارہ لاکھ سے زیادہ ہیں۔

ے..... خواجہ نعمت اللہ نے میری نسبت مہدی کا لفظ لکھا احادیث میں میرا ہی ذکر ہے حدیث الکسوف میں میرا ہی تذکرہ ہے۔ دانیال نے میرا ہی زمانہ ۱۳۳۵ھ سے ۱۳۴۰ھ تک بتایا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ جو صداقتیں اپنے لئے مرزا صاحب نے پیش کیں ہیں وہ ساری مجھ پر بہت چسپاں ہوتی ہیں غرض کہ پونے چار سو تک میرے دلائل صداقت موجود ہیں۔

۸......مرزا صاحب کی طرح شرائط بیعت بھی دس ہی مقرر ہیں مگر گورنمنٹ سے جائز مطالبہ میں شریک کار ہونا ہمارے نزدیک گناہ نہیں اور نہ ہی ہم کسی مسلمان کو صرف اس وجہ سے کافر کہتے ہیں کہ اس نے ہماری بیعت اختیار کیوں نہیں کی کیونکہ ایسے امور فروعات میں داخل ہیں اور اصل نجات خدا اور رسول اور قرآن شریف کے مان لینے سے ہی حاصل ہوسکتی ہے اور بس باقی امور صرف تجدید ایمان کے لئے پیش کئے جاتے ہیں (اس لئے مرزا صاحب کا اپنی تعلیم کو مدار نجات ٹھہرانا غلط ہوگا)

۹......مرزا محمود مامور من اللہ نہیں ہیں کیونکہ انہوں نے اپنی تخت نشینی کے وقت لکھا تھا کہ پیغامی پارٹی بہت جلد فنا ہوجائے گی، کیونکہ ان کو الہام ہوا تھا کہ **یمزقھم اللّٰہ** خدا ان کو پارہ پارہ کردے گا' مگر ابھی تک وہ الہام پورا نہیں ہوا۔

۱۰......مولوی حکیم نورالدین صاحب بھیروی اپنے زمانہ میں مہدی وقت تھے کیونکہ سات نشان والا مہدی وہی تھے اور مرزا محمود بھی پہلے تو ان کو مہدی مانتے تھے۔ مگر جب تخت نشین ہوگئے تو **لامھدی الاعیسیٰ** کی بناء پر منکر ہو بیٹھے۔

۱۱......رہا یہ سوال کہ ایک ہزار سال تک نبی کیوں نہ آئے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے حضور ﷺ کو صرف ہزار سال کیلئے خاتم النّبیین قرار دیا تھا تاکہ فیضان نبوت کے بند ہونے سے اہل اسلام کمزور ہوجائیں اور نصاریٰ **جاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا** کی تحت میں طاقتور ہوجائیں اور غلبہ نصاریٰ کے وقت ظہور مسیح موعود کا وعدہ بھی پورا ہوجائے۔

تنقید رسالت

اہل اسلام کے نزدیک نہ مرزا صاحب رسول تھے اور نہ ان کے مظاہر قدرت

ثانیہ، جومہدی اور رسول بنے ہوئے ہیں۔ کیونکہ وحی رسالت جبرائیل علیہ السلام کی وساطت سے شروع ہوتی ہے اور یا ایسے مخاطبہ ومکالمہ الہیہ سے ہوتی ہے کہ جس کو اور لوگ بھی محسوس کرتے ہیں۔ اور اس مقام وحی کو خاص طور پر ممتاز بنایا جاتا ہے' مگر یہ پیر ومرشد بتائیں کہ ان کو کس مقام مقدس پر شرف مکالمہ حاصل ہوا تھا یا کس فرشتہ کی وساطت سے یہ مقام حاصل ہوا تھا' بالخصوص جب یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ ان کو محمد کی رسالت حاصل ہوئی ہے تو گھر بیٹھے بٹھائے یا غنودگی اور خواب میں کیوں حاصل ہوئی، جبرائیل کیوں نہ آئے؟ دعویٰ تو اتنا زبردست کیا جاتا ہے کہ محمد اول کو بھی معاذ اللہ وہ وسعت علمی اور وسائل تبلیغ حاصل نہیں ہوئے جوان کو حاصل ہیں۔ مگر جب پوچھا جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ صرف ہمارے دل میں ڈالا گیا تھا کہ ہم نبی وقت بن گئے ہیں۔ جناب اس قسم کے الہاموں نے نوآموز اور خام خیال صوفیوں کا بیڑہ غرق کر دیا تھا تو بھلا آپ کون ہیں؟

تعجب تو یہ ہے کہ ان کے پیر صاحب فخریہ طور پر لکھتے ہیں کہ جس طرح حضرت مسیح کا باپ نہ تھا اسی طرح میرا بھی روحانی باپ اور مرشد کوئی نہ تھا۔ اس لئے مجھے مسیح کا خطاب دیا گیا اور یہ بھی خیال نہیں کیا کہ شاید شیطان ہمارا مرشد بن چکا ہو۔ اور نہ ہی اس وسوسہ کو دور کرنے کیلئے کسی مرد کامل سے استصواب یا استفسار کیا تھا اور نہ ہی (جیسا کہ تاریخ گواہ ہے) پیروں، مریدوں میں سے کسی نے استعاذہ اور ابتلائے شیطانی سے بچنے کی کوشش کی ہے۔ زور دیا جاتا ہے تو صرف شب بیداری اور تہجد گذاری پر' مگر ہم کہتے ہیں کہ شیطان ایسے لوگوں کو ہی تو آسانی کے ساتھ شکار کر لیا کرتا ہے۔ کیا تم نے صوفیائے کرام کے حالات نہیں پڑھے یا تم نے جناب غوث اعظم کا مشہور واقعہ نہیں سنا کہ روشن ستونوں میں تہجد کے وقت آپ کے سامنے جناب شیطان **علیه اللعنة** تشریف لے آئے تھے ا

ورقسم قسم کی بشارتیں دے کر **فاصنع ماشئت** کا درجہ پیش کیا تھا' مگر آپ اس کے چقمہ سے بچ نکلے تھے اور شیطان ہاتھ ملتا ہوا واپس چلا گیا اور کہتا تھا کہ تمہاری قسمت یاور تھی بچ گئے، ورنہ میں نے تو کئی تہجد گذاروں کا بیڑہ غرق کر دیا ہے۔ مرزائی نبی بھی اگر کسی کامل کی صحبت میں تزکیہ قلوب حاصل کریں یا کچھ دنوں کے لئے تہجد کی بجائے اپنے تقدس کو جواب دے کر روزانہ سجدہ میں گر کر ہزار دفعہ استغفار اور استعاذہ کو دہرائیں یا جو ان میں ماؤف الدماغ ہیں اپنی صحت جسمانی کے حاصل کرنے میں کوشش کریں تو ہمیں امید کامل ہے کہ اس وقت نبوت بازی اور اشتہاری تقدس کی بلا سے ان کو نجات حاصل ہو جائے گی۔

اگر یہ عمل نا قابل برداشت ہے تو ذرا اتنا سوچئے کہ جس نبی میں فنافی الرسول کا جھوٹا اور بلا ثبوت دم بھرتے ہو اس کو تو تینوں طرح کی وحی حاصل ہو چکی تھی۔ **اول وحی** فرشتہ کی وساطت سے اظہار عطائے نبوت کے وقت۔ **دوسری وحی** بالمشافہ یا من وراء الحجاب لیلۃ المعراج میں۔ اور **تیسری وحی** الہامات وکشوف کے ضمن میں کہ جس کو وحی غیر متلو کہا جاتا ہے۔ مگر تمہاری پلے کیا ہے۔ یہی خوابیں، حدیث النفس، غیر معقول طبیعت کے اثرات اور سوداوی خیالات جن کو وحی ولایت سمجھ بیٹھے ہو۔ اگر یہ سب صحیح بھی ہوں تو اس وحی رسالت کا درجہ حاصل نہیں ہو سکتا اور صوفیائے کرام کا دعوائے رسالت اور دعوائے الوہیت بھی اس لئے مسترد کر دیا گیا تھا کہ ان کو وحی رسالت حاصل نہ تھی۔ مگر اپنے تقدس کے عشق میں اپنے الہام اور اپنی وحی ولایت کو گو عرشِ بریں تک پہنچا دیا تھا مگر خدا تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے، انہوں نے اس وحی کو وحی رسالت کا رنگ دیکر نہ اپنی تعلیم کو حقیقی طور پر موجب نجات ٹھیرایا تھا اور نہ اپنے غیر مبایعین کو اسلام سے خارج تصور کیا تھا' مگر یہ آپ ہی ہیں کہ گندم نما جو فروش ہو کر اصل اسلام سے لوگوں کو بے خبر کر رہے ہیں اور نبوت کو ایسا مضحکہ خیز

بنادیا ہے کہ آئے دن ایک نہ ایک ان میں سے محمد کا روپ لے کر دنیا کے سامنے آ دبکتا ہے۔ پوچھوتو (پیش ملاں حکیم و پیش حکیم ملاں و پیش ہر دو ہیچ)۔ لکھے نہ پڑھے نام محمد فاضل' کچھ شرم کرو غیر مسلم اقوام کے سامنے اہل اسلام کی کیوں تضحیک کرارہے ہیں' کیونکہ جب وہ ماؤف الدماغ نیم تعلیمیافتہ مظاہر محمد یہ کو یہ کہتے ہوئے سنیں گے کہ العود احمد کے طریق پر ہم کو معاذ اللہ محمد اول پر علمی اور عملی طور پر فوقیت حاصل ہے تو فوراً اسلام سے برگشتہ ہو جائیں گے اور کہیں گے کہ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔

(۱۷) نبی وقت نبی بخش (معراج کے): ضلع سیالکوٹ کا باشندہ ہے اس کا دعویٰ ہے کہ مرزا صاحب کے طریق پر میں بھی اس وقت کا نبی ہوں۔ کسی ظریف نے اس کے جواب میں لکھ بھیجا تھا کہ ہم نے تو تمہیں نبی بنا کر نہیں بھیجا تم خواہ مخواہ کیوں نبی بن گئے؟

(۱۸) غلام حیدر جہلمی: محکم الدین پیالوی اور محمد زمان سندھی وغیرہ بھی مدعیٔ نبوت ہیں' مگر ان کی شہرت نہیں ہوئی۔

(۱۹) حکیم نورالدین بھیروی: حکیم الامۃ اور مہدیٔ وقت سات نشان والے مدعیٔ مسیح قادیانی بقول عبداللطیف گناچوری آپ قریشی النسب ذوشجہ (پیشانی کے زخم والے) تھے۔ بنی عباس میں آپ کا نسب ملتا ہے مسیح نے انہی کی اقتداء میں پڑھنی تھی، سو مدت تک پڑھتے رہے۔ یہی معاون مسیح بن کر نصاریٰ سے لڑتے رہے۔ اکثر مسلمان ان کی بدولت ہی مرزائیت میں داخل ہوئے اور یہی خلیفہ مسیح قرار پائے۔ ابتدائی تعلیم اپنے اصلی مولد بھیرہ ضلع شاہ پور میں جناب مولانا احمد الدین صاحب مرحوم بگوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاصل کی تھی۔ مروجہ تعلیم سے فارغ ہو کر لکھنو جا کر طب پڑھی، پھر حرمین شریفین میں اکتساب علوم کیا۔ مولانا مرحوم بگوی فرمایا کرتے تھے کہ اے نورالدین تم سے مجھے بدبو آتی

ہے۔ مجھے خیال ہے کہ تم اہل اسلام کے لئے فتنہ بنو گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جب مدینہ نبویہ میں قیام کیا تو حضرت مولانا عبدالغنی مرحوم کی وساطت سے شیخ الاسلام عارف آفندی کے کتب خانہ سے علامہ طحاوی مرحوم کی تالیف شدہ ایک نایاب کتاب اٹھالائے' کیونکہ وہ اسی لائق تھی کہ ور کعبہ بدز داگر بیابی۔ جناب مولانا عبدالغنی مرحوم نے ہر چند مطالبہ کیا خطوط لکھے مگر مہدی وقت ایسی پی گئے کہ ڈکار تک نہ لی' کیونکہ کتاب کے کیڑے تھے اور نئی تحریک کے دلدادہ تھے' ہندوستان واپس آئے تو ترک تقلید پر وعظ کہنے شروع کر دیئے۔ اور رسائل شائع کئے تو علمائے عصر نے تحت قیادت جناب مولانا عبدالعزیز صاحب بگوی سجادہ نشین، جناب مولانا غلام مرتضیٰ صاحب سجادہ نشین بیر بل اور جناب مولانا غلام نبی صاحب سجادہ نشین للہ شریف حکیم صاحب کو ایک فیصلہ کن مناظرہ میں شکست دے کر فتوائے تنقیر تیار کیا جس کی وجہ سے آپ کو بھیرہ چھوڑنا پڑا اور جموں تشریف لے گئے اور کسی کی سفارش سے مہاراجہ کے پاس طبیب رہے۔ طبیعت جدت پسند تھی اور سرسید کا آغاز تھا تو آپ نے سید صاحب سے خط وکتابت کے ذریعہ رشتہ اتحاد پیدا کر لیا۔ مرزا صاحب بھی ان دنوں تصانیف سرسید کے شائق تھے' انہوں نے بھی نیچریت کی اشاعت میں مالی اور قولی بہت حصہ لیا' بقول وکیل جموں آپ نے ایک ایسا رسالہ مرتب کیا کہ جس میں ترک مذاہب کی تعلیم تھی، مگر یہ حوصلہ نہ ہوا کہ اسے شائع کر دیں۔ ان کی خوش قسمتی سے لاہور میں عبداللہ چکڑالوی نے تعلیم قرآنی کا اعلان کر دیا تو آپ فوراً اس کے طرف دار بن کر منکر احادیث بن گئے۔ ابھی اسی خیال میں منہمک تھے کہ ''براہین احمدیہ'' زیر مطالعہ آ گئی تو لٹو ہو گئے اور قادیان کی راہ لی۔ اس وقت مرزا صاحب کی خوش قسمتی سے حکیم صاحب کے تعلقات ریاست جموں سے منقطع ہو چکے تھے اور بھیرہ واپس آ کر اپنے جدی مکانات کی تیاری میں

عمارتی ضروریات بہم پہنچانے کو لاہور آئے تو اشتیاق نے قادیان آنے پر مجبور کر دیا۔ پھر مرزا صاحب نے نہ جانے دیا، آخر قادیان میں ہی ہجرت کر آئے اور مرزا صاحب کے آخری دم تک تبلیغ کے کام پر متعین رہے۔ ۱۹۰۸ء میں جب مرزا صاحب کا انتقال ہوا تو جناب ہی خلیفۃ المسیح منتخب ہوئے اور چھ سال تک امن وامان سے گدی سنبھالے رہے۔ اور مرزا محمود خلیفہ دوم کو اپنی زیر تعلیم اس قابل بنا گئے کہ وہ مسائل متنازعہ کا مطالعہ خوب کر سکے اور مضمون نویسی میں کہیں خم نہ کھائے۔ بہر حال یہ شخص الہام وانکشاف کا مدعی تھا۔

مہدویت کا دعویٰ گو اپنی زبان سے نہیں کیا تھا لیکن مریدوں کے دل میں یقیناً یہ بات جم چکی تھی کہ سات نشان والے مہدی یہی تھے۔ وعظ میں ایک خاص لطف آتا تھا' منکرین اسلام کے اعتراضات کا جواب ایسے طرز پر بیان کر جاتے تھے کہ ان کو برا معلوم نہ ہوتا تھا۔ مرزائیت چونکہ نیچریت کا ہی دو آتشہ عرق ہے اس لئے نظریہ سازی میں جناب ید طولے رکھتے تھے دہرمپال کے مقابلہ پر اپنے نام سے کتاب ''نورالدین'' لکھی جس میں مذہب سے آزاد ہو کر جواب دیئے اور صداقت مرزا پر ایک دو مقام میں اس قدر زور دیا کہ ناظرین حیران رہ گئے۔ قرآن شریف کے تفسیری نوٹ لکھواتے تھے مگر کتابی صورت میں شائع نہ کر سکے (مرزا محمود جو تفسیر آج کل شائع کر رہے ہیں شاید وہی ہو)۔ اور کتاب ''فصل الخطاب'' میں باریک مسائل پر بحث کی ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ احسن امروہی اور یہ شخص اگر مرزا صاحب کی تائید میں کھڑے ہو کر تصانیف اپنے نام پر یا مرزا صاحب کے نام پر شائع نہ کراتے تو اس مذہب کو کبھی یہ فروغ حاصل نہ ہوتا' مگر تاہم ادبیات میں طبیعت کے بلید واقع ہوئے تھے' عربی میں نظم ونثر کی کوئی کتاب نہیں لکھی۔ احسن امروہی بھی اس قماش کے مالک تھے۔ ''سیرۃ المہدی'' میں گذر چکا ہے کہ مرزا صاحب اپنی فوقیت حاصل کرنے کیلئے

اپنی عربیت کی تحریریں ان دونوں کو ہی پیش کرتے تھے اور یہ دونوں بزرگ سر دھن کر اور خراج تحسین گذار کر مریدوں کے سامنے چار چاند لگا دیتے تھے۔ اگر کچھ اصلاح دی بھی ہوتی تو مرزا صاحب اس کو مسترد کر دیتے بہرحال علوم نقلیہ میں مرزا صاحب سے یہ دونوں بزرگ فائق تھے جیسا کہ تاریخ سے ثابت ہے۔ اور مرزا صاحب کا قول ہے کہ مسیح کے دو فرشتے یہی دونوں ہیں کہ جن کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر وہ اترا ہے۔ حکیم صاحب کی خصوصیات یہ تھیں کہ قبر کشمیر کا نظریہ آپ نے ہی قائم کرایا تھا۔ ہر مذہب و ملت کی کتب بینی کے شوق نے آپ کو مجبور کر دیا تھا کہ بہائی مذہب کی کتابوں کی ایک بڑی تعداد بھی آپ کے کتب خانہ میں موجود تھی۔

گردن کا مسح چھوڑ رکھا تھا، نکسیر، قے اور قہقہہ سے آپ کا وضو نہیں ٹوٹتا تھا مذہب آزادی تھا۔ نہ حنفی تھے، نہ وہابی۔ سو کے قریب عمر پا کر قادیان میں ۱۹۱۴ء کو وفات پائی اور بہشتی مقبرہ میں دفن ہوئے۔ (دیکھو رسالہ شمس الاسلام بھیرہ فروری ۲۳ء)

مرزائیوں نے آپ کے تاریخی حالات قلمبند کرنے میں بہت کچھ غلو کیا ہے مگر اہلیان بھیرہ کے مصدقہ حالات وہی ہیں جو ہم نے درج کر دیئے ہیں۔

۲۲...... تیماپوری نبی کے متعلق رسالہ مذکور لکھتا ہے کہ تیماپور ریاست حیدر آباد دکن میں ہے عبداللہ نے اپنا نام یہ رکھا ہے کہ **یمین السلطنة حکم عدل فی الارض خلیفة الله وفی السماء محمد عبدالله مامور من الله مهدی موعود.** پہلی وحی یہ ہے کہ **یاایها النبی** تیماپور میں رہیو۔ ۱۳۲۴ھ میں مدعی نبوت ہوا ہے اپنی کتاب ''محاکمہ آسمانی'' ص ۱۳۱ پر لکھتا ہے کہ مجھے ۱۳۳۴ھ میں دعوائی نبوت کرتے ہوئے دسواں سال جا رہا ہے اور اپنے عروج کے لئے ۱۵ رسال کا الہام موجود ہے، اگر کسی دشمن خلافت کو مقابلہ منظور ہے

تو مباہلہ کے لئے تیار ہوں ۔اس کتاب سے پہلے ۴۰ سال سے الہام شروع ہیں ۔مگر ۱۳۳۴ھ میں زیادہ زوردار الہام شروع ہو گئے ہیں ۔مرزا صاحب کو مقام شہودی حاصل تھا، مقام وجودی سے خالی تھے' مگر مجھے دونوں مقام حاصل ہیں ۔اس لئے میں ظل محمد اور ظل احمد ہوں اور دونوں کا مظہر ہوں ۔میرے مذہب کا نام **طریقہ محمدیہ** ہے۔مرزا صاحب نے خود میرے متعلق لکھا ہے کہ **کان اللّٰہ نزل من السماء وجاء ک النور وھو افضل منک** درجہ رسالت میں میں اور مرزا صاحب دونوں مساوی اور بھائی ہیں، جو فرق کرے کافر ہے ۔اسی طرح مرزا صاحب اور حضور ﷺ کی نبوت میں کوئی فرق نہیں ہے۔ مامور من اللہ کو ۳۰ یا ۴۰ آدمی کی قوت رجولیت حاصل ہوتی ہے اور بلا اجازت فراغت نہیں ہوتی ۔۱۳۳۹ھ میں اپنی کتاب ''قدسی فیصلہ'' میں اعلان کیا کہ میں نے خدا کے دربار حاضر ہوکر درخواست کی تھی کہ یا اللہ مسلمان مفلس ہو رہے ہیں، سود کی ممانعت منسوخ ہونی چاہئے تو جواب آیا کہ فی سینکڑہ ساڑھے بارہ روپے سود تک کی اجازت دیتا ہوں ۔رمضان کے تین روزے بھی کافی ہیں، عورتیں بے پردہ رہ سکتی ہیں، میں بروز محمد ہوں اس لئے احکام شریعت بدل سکتا ہوں ۔اس سلسلہ کی تصانیف یہ ہیں:

تفسیر فاتحہ، طوفان کفر، اسلامی گیت، ام العرفان، قصہ آدم، قدرت ثانیہ، رحمت آسمانی، ارشادات، توحید آسمانی، شناخت آسمانی، مکار، مرشد کا ارشاد، فرمان محمدی، کسر صلیب، رسمی شادی، مبشرات آسمانی، صحیفہ آسمانی، شان تعالیٰ، حقیقت وحی الہ، ان کی اشاعت کے لئے میر حسن مرزائی میل کنٹریکٹر موٹر سروس ٹمکور صوبہ دکن وقف ہو چکا ہے۔

۲۳...... **لوتقول علینا بعض الاقاویل** سے مرزا صاحب نے'' آئینہ کمالات اسلام'' ص ۵۴۲ میں ثابت کیا ہے کہ کیا وہ شخص مفتری جو مدعی مکالمۂ الہیہ ہو، بارہ سال کی مہلت

پاسکتا ہے؟ ''انجام آتھم'' ص؍۵۰ میں لکھا ہے کہ کیا یہ ممکن ہے کہ ایک مفتری خدا پر بیس سال افتراء کرتا رہے اور وہ اسے نہ پکڑے۔ ضمیمہ ''تحفہ گولڑویہ'' ص؍۶ میں لکھا ہے کہ'' براہین احمدیہ'' کو شائع ہوتے ہوئے تیئس سال ہو رہے ہیں تو اگر یہ مدت میری صداقت کے لئے کافی نہیں تو معاذ اللہ نبوت محمد بھی مشکوک ہوگی (کیونکہ اس کی مدت بھی ۲۳ سال ہی تھی) ''ایام صلح ص ۳ ے'' میں لکھا ہے کہ کوئی مفتری علی اللہ ایسا نہیں پایا گیا کہ جس نے پچیس سال یا اٹھارہ برس مہلت پائی ہو۔ ''حقیقۃ الوحی، ص؍۲۰۶'' میں لکھا ہے کہ میری دعوت پر تیس سال کا عرصہ گذر چکا ہے جو نبوت محمد یہ کے زمانہ سے بھی زیادہ ہے' اگر کہا جائے کہ ہلاکت مفتری سلسلے کی چار شرطیں ہیں۔ اول دعویٰ الہام مع علم اس بات کے کہ وہ خود خدا نہیں کیونکہ مجنون اور معتوہ (نیم پاگل) کا کچھ اعتبار نہیں۔ دوم یہ کہ وہ خدا تعالیٰ کی ہستی کا معترف ہو۔ سوم یہ کہ دعویٰ کرے کہ مجھ سے خدا کلام کرتا ہے۔ چہارم یہ کہ وہ اپنے دعویٰ کا اعلان بھی کرتا ہے تو جس مفتری میں یہ چار شرط موجود نہ ہوں وہ اس سے ہلاکت کے تحت میں داخل نہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ حسب تحقیقِ مرزا صاحب مفتری بارہ سال کے اندر ہلاک ہو جاتا ہے اور اگر زیادہ مہلت پائے تو تیس سال کے اندر ضرور مر جائے گا۔ پس اگر معیار اول پر فیصلہ کیا جائے تو مرزا صاحب مفتری ثابت ہوتے ہیں، کیونکہ اعلان نبوت کے بعد صرف آٹھ سال زندہ رہے تھے اور آپ کے مرید مظاہرِ قدرت ثانیہ دیندار فضل بنگالوی، عبداللطیف تیمالوری اور احمد نور وغیرہ جو اس وقت مرزا صاحب کو کافر کہہ رہے ہیں اور ایک دوسرے کو بھی جہنمی قرار دے رہے ہیں بارہ سال گذار چکے ہیں۔ تو کیا وہ سب معیار اول کے مطابق سچے ہیں؟ تو پھر انکی اطاعت کیوں نہیں کی جاتی؟ گر یہ عذر ہے کہ وہ

معتوہ اور نیم پاگل ہیں یا مجنون اور مراقی ہیں تو یہ الزام مرزا صاحب پر بھی قائم ہو سکتا ہے۔ خصوصاً جبکہ وہ خود اقراری ہیں کہ مجھے مراق ہے۔ اور یہ مدعی اقرار نہیں کرتے کہ ہمیں بھی کسی وقت مراق ہوا تھا اور اگر مراق یا مجنون کو خدا کی طرف سے مہلت ملتی ہے کیونکہ وہ خود اس قابل نہیں ہوتا کہ اس کو دعوائے رسالت میں سچا تسلیم کیا جائے تو اس لئے بھی مرزا صاحب کی نبوت مخدوش نظر آتی ہے۔ اگر یہ عذر ہو کہ یہ لوگ خدائی دعویٰ کرتے ہیں تو اس لپیٹ میں مرزا صاحب بھی سب سے پہلے آسکتے ہیں کیونکہ تھوڑی دیر کے لئے یہ بھی خدا بن گئے تھے اور صفات الہیہ کا درجہ ہمیشہ کے لئے ان کو عنایت کیا گیا تھا۔ بہر حال اس موقع پر معیار صداقت ۱۲ سال یا ۳۰ سال مقرر کرنا صداقت مسیح کی مخصوص دلیل نہیں ہو سکتا اور نہ ہی قرآن شریف میں کوئی خاص مدت مقرر کی گئی ہے۔ نکتہ بعد الوقوع کے طور پر یہ سب کچھ گھڑ لیا گیا ہے کہ مفتری بارہ سال یا تیس سال کے اندر ہلاک ہو جاتا ہے، بلکہ یہ نظریہ قرآن شریف کے بھی خلاف ہے، کیونکہ خدا تعالیٰ مفتری کی رسی دراز کرتا ہے اور اہل مکہ کو شرکیہ مسائل کے اختراع کرنے میں مفتری کہا گیا ہے اور وہ خدا کو بھی مانتے تھے اور مجنون بھی نہ تھے اور دعویٰ کرتے تھے کہ ان کے مسائل حکم الٰہی کے مطابق ہیں، مگر نہ عہد رسالت سے پہلے زمانہ فترت میں بارہ سال کے اندر مرے اور نہ ہی عہد رسالت کے بعد بارہ سال کے اندر برباد ہوئے۔ اسلئے آیت قطع وتین سے ایک اصول قائم کرنا بالکل غلط ہوگا کہ چونکہ نزول آیت کے بعد حضور ﷺ تیرہ سال زندہ رہے تھے۔ اس لئے ہلاکت مفتری کی کم از کم مدت بارہ سال ہوگی اور چونکہ آپ کی رسالت ۲۳ برس تھی اس لئے جو شخص تیس سال تک مدعیٔ نبوت رہے وہ درجہ اول سچا رسول ہوگا۔ اب اگر ہم انبیائے سابقین پر نظر دوڑائیں تو سب سے پہلے حضرت مسیح علیہ السلام کی نبوت مخدوش ہو جاتی ہے کیونکہ اعلان نبوت کے بعد

صرف اڑہائی سال تبلیغ کر سکے تھے اور واقعہ صلیب کے بعد گو مرزائیوں کے نزدیک کشمیر چلے گئے تھے، مگر اعلان نبوت سے دستبردار ہو کر روپوشی کی حالت میں زندگی بسر کر رہے تھے اور اگر قطع وتین سے مراد قتل مفتری ہو تو کئی ایک ایسے نبی بھی پائے گئے ہیں کہ ان کو ناحق قتل کیا گیا تھا۔ پس نتیجہ یہ نکلا کہ آیہ قطع وتین سے ایک اصول، کلیہ قائم کرنا بالکل غلط ہوگا۔

۲۴...... حقیقت یہ ہے کہ قطع وتین کی تہدید صرف حضور ﷺ کے لئے ہی تھی۔ جس سے آپ بچ نکلے تھے۔ اس کے نظائر خصوصی قرآن شریف سے اور بھی بہت مل سکتے ہیں۔ مثلاً یہ کہ آپ یتیم تھے تو خدا تعالیٰ نے اپنی کفالت سے پرورش کی تھی یا آپ غار میں چھپ گئے تھے یا آپ تنگدست تھے، بعد میں مالدار ہو گئے تھے وغیرہ وغیرہ۔ تو ان مخصوص واقعات سے اگر یہ اصول قائم کیا جائے کہ نبی کیلئے یتیم ہونا ضروری ہے اور یہ بھی ضروری ہے کہ وہ مفلس ہو اور غار میں چھپے تو تینوں اصول سے مرزا صاحب کی نبوت کافور ہو جاتی ہے اور امر ونواہی میں بھی کوئی اصول قائم نہیں ہو سکتا کیونکہ آپ کو حکم ہوتا ہے کہ **قم اللیل الا قلیلا. رتل القرآن ترتیلا.** اکثر رات کو خدا کی یاد میں قیام کرو اور قرآن شریف خوش الحانی سے پڑھو۔ تو پھر بھی مرزا صاحب فیل ہو جاتے ہیں کیونکہ دائم المریض ہونے کی وجہ سے نہ خوش الحان تھے اور نہ قائم اللیل، بلکہ صرف تقدس کے زور میں محمد ثانی بننے کا شوق تھا اور بس۔

(۲۵) خواجہ کمال الدین وکیل: ولد خواجہ عزیز الدین، ان کے بھائی جمال الدین نے کشمیر اور جموں میں تعلیم کی نشر واشاعت کی اور ان کے جدامجد خواجہ رشید الدین ایک مشہور شاعر اور لاہور کے قاضی تھے۔ خواجہ نے ''فارمن کرسچین کالج'' لاہور میں تعلیم پا کر ۱۸۹۳ء میں بی اے کی ڈگری حاصل کی اور اکنامس میں تمغہ حاصل کیا اور ان کو بائیبل میں خاص شغف تھا ۱۸۹۸ء میں وکالت پاس کر کے لاہور اور پشاور میں پریکٹس کرتے رہے اور اسلام

پر لیکچر دیتے رہے اور علی گڑھ یونیورسٹی کے ممبر بھی منتخب ہوئے۔ ۱۹۱۲ء میں تبلیغ کیلئے یورپ گئے اور ووکنگ مشن کی بنیاد ڈالی اور ووکنگ مسجد کے امام بن کر رسالہ "اسلامک ریویو" شائع کیا۔ اردو میں رسالہ "اشاعت اسلام" بھی اپنے ہی خرچ سے نکالا اور رسائل بھی تصنیف کیے، جن سے متاثر ہوکر سینکڑوں عیسائی مسلمان ہوگئے اور کئی ایک خاص مجبوریوں کی وجہ سے اظہار پر قدرت نہ پاسکے۔ کلرجی مَن پادریوں میں خصوصیت کے ساتھ تبادلۂ خیالات کیا جن سے متاثر ہوکر لارڈ ہیڈ لے مسلمان ہوئے جو آج کل لنڈن میں مسجد نظامیہ کی تحریک کر رہے ہیں۔ خواجہ صاحب نے افریقہ یورپ اور ایشیا کا بھی سفر کیا تھا۔ حج کے موقع پر مرزا محمود کے ہمراہ جب مسیح قادیانی کے متعلق سوال ہوا تو آپ نے یوں کہہ کر ٹال دیا کہ میں اسے صرف اپنا مرشد سمجھتا ہوں (جس کا یہ مطلب تھا کہ نبی اور مسیح نہیں مانتا) بہر حال سلامتی کے ساتھ حج کرسکے۔ آپ کی مشہور کتاب **ینابیع المسیحیة** ہے، جو **ینابیع الاسلام** کے مقابلہ پر لکھی تھی۔ اسلام کے لئے اپنی جائیداد وقف کر چکے تھے اور ۱۹۳۲ء میں ۲۸ ستمبر کو وفات پائی جب کہ قرآن مجید کا ترجمہ اور تفسیر زیر تالیف تھی۔ مولوی کرم الدین صاحب جہلمی کے مقدمہ میں مرزا صاحب کی طرف سے مفت وکالت کرتے تھے اور مولوی فضل الدین صاحب بھیروی [1] نے بھی اس مقدمہ میں بہت حصہ لیا تھا۔ مرض الموت میں فالج گر گیا تھا اور لاہور میں دفن ہوئے تھے۔ گو عام عقائد کی بناء پر مسلمانوں کو مسلمان ہی جانتے تھے، مگر ترک موالات میں سخت کوشاں تھے۔ لاہور پارٹی سے تقریباً الگ ہوکر تبلیغ اسلام میں سرگرم تھے' کیونکہ ان کو معلوم تھا کہ مرزا صاحب کو

[1] یہ شخص لاولد مرا۔ مرزا صاحب نے ہر چند دعائیں کیں۔ علاج بھی کیا اور دوسری شادی بھی کی۔ مگر مسیح کا مرید لاولد ہی مرا اور ثابت کر گیا کہ لاولد مرنا مخالفت کا نتیجہ نہیں ہوتا۔ جیسا کہ سعید اللہ لدھیانوی، عبدالحق امرتسری کے متعلق کہا جاتا ہے۔ ۱۲

بحیثیت مسیح ہونے کے پنجاب سے باہراور یورپ میں کوئی نہیں جانتا۔ چنانچہ لارڈ ہیڈ لے جب پنجاب میں آئے تھے تو قادیان نہیں گئے تھے۔

۲۶..... قادیانیوں کی بہ نسبت لاہوری ذرا وسیع الخیال معلوم ہوتے ہیں۔ مگر خواجہ ان دونوں سے الگ تھے۔ اور مرزائی اس وجہ سے تھے کہ انہوں نے مرزا صاحب سے بیعت کی تھی اور مجدد وقت اور صوفی یا فلاسفر اسلام سمجھتے تھے، مگر غور سے دیکھا جائے تو دونوں کا اصل مقصد ایک ہی ہے، کیونکہ قادیانی کہتے ہیں مرزا صاحب نے امتی، مجدد، مثیل مسیح اور مہدی موعود کے مدارج طے کر کے بروز کے طریق محمد ثانی کا درجہ حاصل کیا تھا اور اخیر میں کمال رسالت کو پہنچ کر بغیر کسی حاشیہ آرائی کے کہہ دیا تھا کہ خدا کے فضل و کرم سے ہم نبی اور رسول ہیں اس لئے جو شخص انکا منکر ہے ایمان بالرسل نہیں رکھتا وہ اسلام سے خارج ہے۔ لاہوری اس منزل پر دوسرے راستہ سے پہنچتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم ان کو نبی نہیں مانتے بلکہ صرف مجدد وقت مانتے ہیں اور مسلمانوں کو کہہ دیا تھا کہ ''میرے انکار کی وجہ سے کوئی مسلمان کافر نہیں ہوسکتا'' اور لاہور کے مناظرہ میں مرزا صاحب نے تحریرا چند گواہوں کے سامنے مان لیا تھا کہ میں نبی نہیں ہوں اور یہ بھی کہا تھا کہ حضور ﷺ کے بعد مدعی نبوت کو کافر سمجھتا ہوں اس لئے آپ کے بعد نہ کوئی پرانا نبی آسکتا ہے اور نہ نیا۔ مگر چونکہ مرزا صاحب مجدد اعظم اور اعزازی طور پر بروزی نبی اور مسیح موعود تھے اور ایسے مقام پر پہنچ چکے تھے کہ جہاں تک گذشتہ مجددین میں سے کوئی نہیں پہنچا اس لئے جو مسلمان مرزا صاحب کو خارج از اسلام سمجھتا ہے ہم بھی بطور معاوضہ اس کو کافر جانتے ہیں اور اس اصول میں خواجہ صاحب بھی شریک کار تھے۔

خلاصہ یہ ہوا کہ اہل اسلام قادیانیوں کے نزدیک اس لئے کافر ہیں کہ انہوں نے

مرزا صاحب کو نبی نہیں مانا۔ اور مدعی نبوت کا الزام دے کر کافر قرار دیا ہے' اور لاہوریوں کے خیال میں اس لئے کافر ہیں کہ انہوں نے ایک مجدد اعظم کو کہ جس کو خدا تعالیٰ نے اعزازی طور پر نبی کا بھی خطاب دیا تھا کافر کہا ہے اور خواجہ صاحب کے خیال میں مسلمان اس لئے کافر تھے کہ ان کے مرشد کو مسلمان نہ جانتے تھے۔ لو اب مطلع صاف ہو گیا کہ اہل اسلام کو مرزائیوں کا کوئی فرقہ بھی مسلمان نہیں جانتا، گو بظاہر چندہ وصول کرنے کی خاطر یوں کہہ دیں کہ ہم اہل اسلام کو اپنا بھائی جانتے ہیں اور اہل اسلام ان کے تمام فرقوں کو اسلام سے خارج جانتے ہیں اور جو انکے کفر میں سر موشک کرے اسے بھی ایسا ہی یقین کرتے ہیں' کیونکہ قادیانیوں نے اس شخص کو محمد ثانی قرار دیا ہے کہ جس نے قرآن وحدیث کو بدل ڈالا تھا اور بروزی نبوت کا دعویٰ کر کے ان سابقہ بروزی نبیوں میں شامل ہو گیا تھا جو ملاحدہ اور زنادقہ میں پیدا ہوئے تھے اور اسلامی تلوار سے مارے گئے اور جس کے مظاہر قدرت ثانیہ آج کل برساتی کیڑوں کی طرح جابجا سر نکال رہے ہیں اور اپنی اپنی نبوت کی رو سے خود مرزائیوں کو بھی کافر ثابت کر رہے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ اور لاہوریوں نے اس شخص کو مجدد تسلیم کیا ہے کہ جس نے تجدید اسلام کا مطلب یہ لیا ہے کہ اسلام قدیم کو چھوڑ کر اسلام جدید پیش کیا جائے، گو ان کا دعویٰ ہے کہ مرزا صاحب باشریعت نبی نہ تھے مگر جو کام ناسخ شریعت نے کرنا تھا وہ جب مجدد نے سرانجام دیدیا ہے تو صاحب شریعت ماننے کی ضرورت ہی کیا رہی' اور مظاہر قدرت ثانیہ نے مرزا صاحب کو مستقل نبی مانا ہے اور اپنی نبوت کی دعوت دی ہے۔ بہر حال اس نبوت بازی سے مسلمانوں کا شیرازہ جمعیت کچھ پہلے ہی بکھرا ہوا تھا اور بھی بکھر گیا اور دن بدن بکھر رہا ہے۔ ان حالات کو پیش نظر رکھ کر ایک شاعر نے کہا ہے شعر

چہ خوش بودے اگر مرزانہ بودے　　　اگر بودے فتن افزا نہ بودے

بدیں تجدید کرد وہ چوں بہائی	ازاں شد چوں بہائی میرزائی
مسلماناں بدند در قعرِ پستی	زاد دیگر تباہ کردند ہستی
چرا گشتی مسیح اے قادیانی	چوں دانستی کہ آں ہستی کہ آئی
مسیح وصل را مایاں خریدار	کرشن فصل را از دور بیزار

۲۷......خواجہ صاحب اگر چہ کسی عہدہ کے مدعی نہ تھے مگر یہ بات ضرور تھی کہ اپنے مرشد کی اصولی اصلاح ان کے بائیں ہاتھ کا کرتب تھا۔ مسیح بن باپ کا مسئلہ آپ نے ہی ترمیم کیا تھا۔ اور ''ینابیع المسیحیۃ'' میں ثابت کیا ہے کہ یہ مسئلہ بت پرستوں سے لیا گیا ہے حالانکہ مرزا صاحب کو اپنے بے مرشد رہنے پر اس لئے ناز تھا کہ مسیح بن باپ پیدا ہوئے تھے۔ مگر خواجہ نے یہ خیال منسوخ کر دیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ خواجہ میں بھی کچھ الہامی گدگدیاں موجود تھیں جو تصانیف میں ظاہر ہوتی تھیں۔ آخری تفسیر اور ترجمہ شائع ہو جاتا تو سارا بخیہ ادھڑ جاتا' کہ آپ کو باوجود تفسیرِ مولوی محمد علی کے کیا ضرورت پیش آئی تھی کہ وہ خامہ فرسائی کریں۔

مولوی محمد علی صاحب کو یہ ناز ہے کہ جس تفسیر کو مرزا صاحب اپنی حین حیات میں شائع نہ کر سکے وہ میرے لئے مقدر تھا اور آپ نے فرمایا تھا کہ جو جماعت اس کام کو سرانجام دے گی وہ حق پر ہوگی اور چونکہ ایک الہام میں مرزا صاحب نے کہا ہے کہ قادیان میں یزیدی پیدا ہوں گے۔ اس لئے ضروری ہوا کہ ہم مدینۃ المسیح، دارالہجرۃ لاہور میں اس قلم کی روشن تبلیغ مذہب کریں کہ جس کی نسبت مرزا صاحب نے کہا ہے کہ جو قلم علوم لدنیہ کے ظاہر کرنے کو مجھے دی گئی تھی میرے بعد خدا تعالیٰ نے وہی قلم محمد علی کو دے دی ہے۔ خیالات صحیح ہوں یا غلط ہمیں اس سے بحث نہیں مگر ان سے یہ ضرور ثابت ہوتا ہے کہ کلام محمد علی کلام مسیح

ہے اور کلام مسیح وحی الٰہی تھا اور وحی الٰہی خدا کا کلام تھا۔ پس وحی کا دعویٰ سات پردوں میں ضرور مضمر ہوا۔

۲۸......مرزا محمد کا دعویٰ ہے کہ میں مظہر قدرت ثانیہ ہوں میرے آنے کی سب نبیوں نے خبر دی ہے۔ میں فخر رسل ہوں ۔

مقام او مبیں از راہ تحقیر بدورانش رسولاں ناز کردند

پس میرا انکار مرزا صاحب کا انکار ہے اور مرزا صاحب کا انکار تمام انبیاء کا انکار ہے۔ اس لئے جو مجھے نہ مانے وہ کافر ہوا۔ بہر حال لاہوریوں نے قادیانیوں کو یزیدی قرار دے کر اپنے اسلام سے خارج کیا تھا تو قادیانیوں نے ان کو خارجی اور باغی بنا کر بدلہ لے لیا۔ عوض معاوضہ گلہ نہ دارد۔ ناظرین یہ ہے نئی روشنی اور باہمی تکفیر و تلعین۔ کیا اب بھی آپ شکایت کریں گے کہ دقیانوسی مسلمان جھٹ کافر بنا دیتے ہیں؟

(۱۹) رجل یسعی احمد رسول نبی

چیچاوطنی ضلع منٹگمری (محمد ثانی عبیداللہ مسیح موعود)

اس کی ادبی لیاقت بالکل محدود ہے۔ مرزائیوں میں جس قدر جہالت کمال پر پہنچتی ہے۔ اسی قدر نبوت کے دروازے ان پر کھل جاتے ہیں۔ آنجناب اپنی کتاب ''ھدایۃ للعلمین'' میں فرماتے ہیں کہ شناخت مسیح کے متعلق درمنام وحی کا مفہوم یہ تھا کہ ساتھ منادی عیسیٰ کے اپنا رسول ہونا بھی ظاہر کر۔ **الرسول یدعوکم** اور **اطیعوا الرسول** میں میری طرف اشارہ ہے۔ ایک خواب میں میں نے اپنی والدۂ مرحومہ سے کہا کہ میرا جامہ مسیح کا، وہ حیران رہ گئی کہ کل تو یہ کہتا تھا کہ مسیح آئے گا اور آج خود بن بیٹھا ہے، بیدار ہوا تو مجھے معلوم ہوا کہ روحِ بدنے مجھ سے مسیح ہونے کا دعویٰ کرایا تھا اور اسی طرح یہی

روح خبیث مرزا غلام احمد قادیانی پر ڈالی گئی تھی اور خود مسیح بن گیا تھا' حالانکہ خود لکھ چکا تھا کہ مسیح آسمان سے نازل ہوگا۔ (حقیقۃ الوحی ص ۱۴۵) **براہین میں میں نے مسیح کا آسمان سے آنا لکھا ہے۔** (حقیقۃ الوحی ص ۳۲۸)، میرا نام خدا کے نزدیک مدت تک مریم رہا تو اس نے مجھ میں سچائی کی روح پھونک دی اور میں حاملہ ہوا **فنفخنا فیھا من روحنا** میں میرا ہی ذکر ہے، پھر میرا ہی نام مسیح بن مریم رکھا۔ (حقیقۃ الوحی ص ۱۴۵)، مجھے الہام ہوا کہ مرزا ابن مریم کیسے بن سکتا ہے اس کی آمد کا کوئی حکم نہیں جیسا فرضی مریم بنا ویسا ہی ابن مریم بنا۔ جو ماں ہے وہ بیٹا نہیں بن سکتی اور جو بیٹا ہے وہ ماں نہیں بن سکتی۔ یہ کیسے ابن مریم بن سکتا ہے، حالانکہ نہ یہ اللہ کا بندہ بنا، نہ اس کے پاس کتاب ہے نہ **الصلوۃ الوسطیٰ** قائم کی، نہ **صلوۃ دلوک الشمس**، نہ **صلوۃ زلفا من اللیل**، نہ زکوۃ دی، نہ بغیر باپ کے پیدا ہوا، نہ کلام فی المہد کیا، نہ اس کو کتاب وحکمت سکھائی گئی، نہ تورات وانجیل، نہ بنی اسرائیل کی طرف مبعوث ہیں، نہ پرندے پیدا کئے، نہ کھانے پینے کی خبر دی، نہ تورات کی تصدیق کی، نہ کچھ حرام کیا، نہ حلال کیا، نہ حواری (یعنی صوفیائے کرام) اس پر ایمان لائے وحی سے، نہ تائید روح القدس پائی، نہ بند کئے اسرائیل اس سے، نہ مائدہ اترا اور نہ پاک ہوا، نہ وجیہ اور نہ بلند، نہ اس کے تابعداروں کو مخالفین پر فوقیت حاصل ہوئی، نہ کل اہل کتاب اس پر ایمان لائے، نہ اس نے احمد رسول کی تصدیق کی، نہ سولی کی، نہ قتل کی۔

حق الیقین کے ص ۱۳۸ پر لکھتا ہے کہ غلام احمد معنوی طور پر ابن احمد ہے اور اپنے باپ احمد کی طفیل وصفی طور پر بلکہ اسم علم نہ ہونے کے طور پر بھی احمد ہے۔ وہ خود کہتا ہے کہ ؎

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو اس سے بہتر غلام احمد ہے

اور محمود لکھتا ہے کہ احمد رسول یہ خود ہی ہے۔ عیسائیوں کو ستانے کے لئے خدا نے ان کو

استعارہ کے طور پر اپنا بیٹا کہا۔ اس دعویٰ کرنے میں محمد سے بھی بڑھ گیا، یہ بھی دعویٰ کیا کہ میں خدا کی صفت توحید اور صفت تفرید ہوں۔ ''حقیقۃ الوحی''، ص ۹۵ میں ہے کہ یہ تمام برکت محمد سے حاصل ہے۔ **انه جمع فی نفسی کل شان النبیین انه خاتم الانبیاء وانا خاتم الاولیاء لاولی بعدی الا الذی هو منی وعلی عهدی. سیقول العدو لست مرسلا انک لمن المرسلین** (حقیقۃ الوحی، ص۹۹) جائداد کا دسواں حصہ دے کر اس کا مرید بہشت حاصل کرتا ہے۔ جنت چندہ اور دفن مقبرہ بہشتی میں نہیں ملتی جس کے متعلق اس کا شیطانی الہام ہے کہ **انزل فیها کل رحمة**. مجھے الہام ہوا ہے کہ کل بہشتی مقبرہ حرام اور عیسیٰ ملنے پر منہدم کیا جائے گا تمام۔ اس نے اپنے خدا کو دیکھا پاس شکل محمد کی بھی تھی تو کاغذات پیش کر کے فیصلہ کرالیا کہ اے احمد تیرا نام آج رنگ دیا ہے۔ قلم کا چھینٹا عبداللہ سنوری کے کرتہ پر بھی پڑا مگر خدا سامنے کلام نہیں کرتا، جس پر آیت **ما کان لبشر الایه** گواہ ہے اور **ولا هم منا یصحبون** قلم دوات کی ضرورت نہیں۔ **کن فیکون** کا طریق جاری ہے نہ کوئی اس کے حکم میں شریک ہے۔ الہام ہوا کہ غلام احمد مخالف مسیح انجیل کا اس میں روح اورنگزیب کی طرح ہے۔ ابن مریم کا نزول ہوگا منارہ قادیان پر۔ ابن اللہ ہونے پر اس کو نہ مانوں گا اگرچہ کل صفات الٰہیہ کا مصداق بن جائے مگر قادیانی مسیح کو مار چکا ہے اور **توفیتنی** کا سوال قیامت کو ہوگا اور وہ کہتا ہے کہ ہو چکا ہے۔ **توفی** کا معنی پورا ہونا ہے، خواہ کسی طرح ہو۔ موت میں ہو یا منام میں اور خواہ **احسن تقویم** میں۔ تفصیل کیلئے دیکھو ''ہدایت للعلمین''۔ اس میں ثابت کیا ہے کہ عیسیٰ کی **توفی فی المنام** تھی اور خدا نے اس کو اپنی طرف اٹھالیا تھا پس حیات مسیح کے تین دلائل ہیں کہ وہ ادھیڑ عمر میں نازل ہوگا۔ کل اہل کتاب اس کے مرنے سے پہلے اس پر ایمان لائیں گے اور

قیامت کے روز سب پر گواہی دے گا اس لئے میرا دعویٰ مسیح کا نہیں ہے۔ ''حقیقۃ الوحی'' میں لکھا ہے کہ ہر ایک اہل کتاب اپنے مرنے سے پہلے محمد پر ایمان لے آتا ہے اور یہ غلط ہے کیونکہ قرآن میں اس قسم کے ایمان سے فرعون کو مومن نہیں کہا اور نزع کے وقت کا ایمان معتبر نہیں ہوتا۔ الہام ہوا کہ کل اہل کتاب بطور تناسخ کے وفات عیسیٰ سے پہلے موجود ہوں گے۔

۳۰...... مسیح قادیانی کی وفات کے بعد جو زلزلے آئے ہیں ان کے متعلق آنجناب کے الہام یوں ہیں۔ بھونچال، زلزلہ دیکھائی دیا کہ ظالم ہلاک ہوں۔ زلزلہ دس دن ایک گھنٹہ رہے گا۔ زلزلہ تین دن سات راتیں آتا رہے گا۔ لوگوں نے کہا آفت آئی میں نے کہا یہ وہی زلزلہ ہے۔ زلزلہ عظیم دیکھا۔ قیامت برپا تھی آسمان صاف تھا۔ **ترجف الارض** وہ دعویٰ کردیں۔ زلزلہ نمونہ قیامت ہوگا۔ پہاڑ اڑتے ہیں۔

۱۹۲۶ء میں مرزائیوں کا اشتہار دکھائی دیا کہ مرزا کی صداقت کے لئے فلاں جگہ طغیانی آئی۔ میں نے کہا کہ یہ میری صداقت ہے اس کو تو مرے ہوئے اٹھارہ سال گذر چکے ہیں۔ چند شکلوں نے کہا کہ تیری کوئی بات پوری نہیں ہوئی۔ ہر چند کی شکل نے کہا جاپان، یورپ اور بمبئی میں عذاب آیا ہے میں نے کہا کہ جب یہ سرکش مانتے ہیں تو خواجہ حسن نظامی کیوں نہ مانتا ہوگا۔ اچھا اس سے پوچھیں گے، **رعد وبرق**۔ دنیا کا کل نقشہ دکھایا گیا۔ موضع شاہ حسین جھیل تھی۔ بیڑی چلتی تھی۔ جنوبی ہندگول۔ برہمار اس کماری نہ تھی۔ صاعقۃ دوبار۔ **مثل صاعقة عادوثمود**۔ جن علماء نے اس الہام سے انکار کیا ان کی شکلیں شیطان کی تھیں۔ اکبر پور ضلع نکودر کو عذاب سے ڈرایا گیا۔ خواب میں اس کی تصدیق ہوگئی۔ دو پٹواریوں نے کہا کہ ایسا نہ ہوگا۔ میں نے کہا آٹھ دن عاد پر بارش ہوئی اب بھی ہوگی۔ ایک

ہندو نے کہا کہ ایسا عذاب کسی کتاب میں درج نہیں۔ میں نے کہا کہ خدا نے کہا ہے کہ تو اس عذاب سے ڈرا اس قوم کو کہ جس کے ہاں نذیر نہیں آئے یعنی اہل ہند کو ڈرا۔ رام کرشن اور گوتم کے عہد میں کوئی عذاب نہیں آیا (اس لئے وہ نذیر نہ ٹھہرے) ایک ہندو نے کہا کہ بابو صاحب کو بچالینا۔ میں نے کہا کہ میرا اختیار نہیں۔ تینوں منظور کیتا۔ جھڑی بدلیوں والی آئے گی۔ میری ہمشیرہ مردہ نے مجھ سے ایک کارڈ پڑھایا جس پر میرا ہی دعویٰ لکھا تھا۔ خواب میں دیکھا کہ قوم لوط جیسی باد صرصر اٹھی ہے۔ عذاب صیحہ سے کیوں نہیں ڈرتے؟ میری لبستی کے باشندے **رجل یسعی** کے ہیں۔ وہ **خامدون** کے ہیں۔ **قریۃ الظالم اھلھا** سے مراد نکودر ہے۔ انطاکیہ کے ہیں۔ **المغضوب** بھی نکودر ہی ہے۔ محمود احمد قادیانی نکودر ہے۔ دو رسولوں کا پہلا ایک ہے۔ انطاکیہ تا حال ہلاک نہیں ہوا بلکہ وہ تا بعثت امام مہدی آخر الزمان ۱۹۶۱ء تک باقی رہے گا۔ بعد موسیٰ کے قرون اولیٰ ہلاک نہیں ہوئے اب میرے وقت ہلاک ہو رہے ہیں۔ عقوبتیں، مماثل، محکمہ حال کے ملازم تبدیل ہوئے تو میں نے کہا **کالرمیم** اول ملوہا اتارنا ہے۔ پھر تجھ کو ٹکسال کا مالک بنانا ہے۔ پچاس ہزار برس جنت ہے۔ اس میں سے دس ہزار برس زمین کا جنت ہے اور چالیس ہزار برس آسمان پر اور اسی قدر عذاب ہے۔ نہ لائیں گے ایمان جب تک نہ دیکھ لیں عذاب۔ **اللّٰہ محیط بالکفرین** میں اشارہ ہے قادیانی فرقہ کی طرف اور ان کی طرف جو مجھے دیوانہ اور جھوٹا کہتے ہیں۔ اٹھا لیا ہم نے تم کو کشتی میں۔ ہم نہیں بھیجتے بلا جب تک کہ نہیں بھیجتے رسول کو۔ جڑ کافروں کی کاٹی جائے گی۔ بمبئی میں بارش شدید دکھائی دی۔ گھوڑے پر سوار ہوں۔ عذاب کیوں نہ آئے گا۔ سلطنت روم مٹ گئی۔ خلافت **علی منہاج النبوۃ**۔ وعدہ عذاب کا اٹل ہے۔ ٹلنا اس کا ناممکنات سے ہے، وہ عذاب ماہ جون میں آئے گا۔ بخدا تم پر ضرور عذاب

آئے گا۔ میں **مامور من اللہ** ہوں۔ جنہوں نے نکالا ہم ہلاک کریں گے انکو شہامد، ذلّہ اور محمود مع اولاد کے ہلاک ہوں گے۔ دہارو لعل ابو جہل ہے۔ ارے کہاں تک پہنچ گیا وہ ملازم اول تبدیل ہوگا پھر ہلاک۔ عطیہ دار کوئی نہیں بچے گا۔ ۱۱۰ چک ہلاک ہوگا۔ بروئے تناسخ علمائے امت اب یہود ونصاریٰ ہیں اور زہریلے سانپ ہیں انکا مارڈالنا ضرور ہے۔ ہم تھوڑا سا عذاب دیں گے جس میں پھوڑے پھنسی اور دردسر وغیرہ بھی شامل ہے۔ جو رات کو عبادت نہیں کرتا وہ ایماندار نہیں۔ سکھو! دیکھلو اپنی کتاب میں میرا آنا ضرور ہے۔ ممالک یورپ میں عذاب آئے گا۔ **انذر الناس لتنذر ام القری ومن حولها. اتی امر اللّٰہ فلا تستعجلوہ** ڈوگر مامور ہوگیا۔ بنایا ہم نے تم کو رسول۔

۳۱.....قبروں کے متعلق یوں دیکھا کہ ایک قبر پر بیٹھنے والے کو خوب مار رہا ہوں۔ چیچا وطنی میں ایک قبر سپید پتھر کی تھی دیکھا تو اس میں کچھ بھی نہ تھا۔ بانی نے کہا کہ اس پر میرا تین سو روپیہ خرچ ہوا ہے میں نے کہا بے سود۔ مسجد میں ایک قبر تھی زبان سے نکلا کہ صرف پتھر ہی ہیں۔ بوسیدہ قبر دیکھی جو کسی وقت بتکدہ تھی۔ محبوب الٰہی کی قبر دیکھی بیچ میں کچھ نہیں۔ پیر مہر علی شاہ گولڑوی اور خواجہ حسن نظامی چلہ کشی کرتے تھے میں نے کہا کہ فضول ہے۔ علی ہجویری کے مزار پر آیا دیکھا تو اس میں کچھ بھی نہیں کیونکہ داتا صاحب ماگھی نمبردار چیچا وطنی میں روپ لے چکے تھے۔ ملتان کے قبرستان میں نماز کے لئے جگہ تلاش نہ کی کیونکہ اس جگہ نماز حرام ہے۔ رب سے مراد انصاب ہیں **فاجتنبوہ. رجس من عمل الشیطان.** دیوان چاولی محمد خان چودہری میں آیا ہے۔ مزار میں کچھ نہیں رہا، بیعت حرام ہے۔ پاکپتن گیا پیاس لگی مگر مزار کے پاس کے پانی سے سور کے برابر نفرت تھی۔ کل بہشتی مقبرہ حرام۔ عیسیٰ ملنے پر جا کر اس کو گراؤنگا۔ یہ الہام قادیان کے بہشتی مقبرہ کی طرف تھا۔ جو دریا کو مانے یا کتاب یا

مرشد یا مزار کو سجدہ کرے من الضالین ہے۔ شہیدوں پر چراغ جلاتے ہیں یہ مزار پرستی ہے۔ مڑہی کے پاس ہندو مرد وزن دیکھے میں نے کہا کہ نہ مڑہی میں طاقت ہے کہ مرادیں دے سکے اور نہ مجھ میں۔ اس وقت میرا جامہ ہندو کا تھا سامنے شکل کرشن کی تھی۔ عمر ۵۵ سال داڑھی منڈی ہوئی سفید۔ برائے تناسخ میں کرشن ہو گیا اور ان کو کہنے لگا کہ میں نے تو نہیں کہا کہ میری مورتی پوجو اور میری مڑہی بنا کر پوجو، انہوں نے خود ہی یہ کام شروع کر رکھا ہے۔ اس زمانہ کے بت پنجتن بغدادی اور اجمیری اور انبیاء ورسول ہیں۔ پیر مہر علی شاہ گولڑوی جس جس جگہ بیٹھے اس جگہ کو پرستش ہوتی ہے یہ بھی گمراہی ہے۔ پیر مہر علی شاہ کے ہاتھ سے کاغذات گر پڑے۔ ہزاروں اٹھانے کے لئے آئے، میں نے کہا کہ یہ بت ہے۔ خواجہ حسن نظامی سے میں نے پوچھا کہ کیا میرے رسالے پہنچے ہیں، کہا ہاں۔ پھر میں نے کہا کہ خواجہ محبوب الٰہی بت ہے، خواجہ ناراض ہو کر چلا گیا۔ خواجہ کی شکل کبھی نورانی نظر آئی اور کبھی سیاہ۔ بال کترے ہوئے داڑھی نصف بالشت۔ میں نے کہا شیطان ہے۔ میں نے رؤیا میں یہ وعظ کی **و اتخذوا من دون الله آلهة الايه**. یا علی کہنا مردود ہے۔ جن کو تم پکارتے ہو **عباد امثالکم**، مثلاً محمد رسول پیدا ہو کر زین العابدین کہلایا، موسیٰ پاک شہید، شاہ شمس تبریز اور سرمد یا حسن پھلواری کہلایا۔ شیعہ یا علی پکارتا تھا، میں نے کہا نہ عبادت کر اس کی جو نہ سنتا ہے اور نہ دیکھتا ہے۔ تابوت دیکھا جیسا کہ دسہرہ ہے، میں نے کہا جب تناسخ مانا جائے گا یہ نہ رہے گا۔ مراسی اندر دیوتا کا بھجن گا تا تھا۔ تو میں نے کہا کہ اسی طرح مسلمان نعت خوانی کرتے ہیں 'مردہ رسول یا استاد یا مرشد سے فیض حاصل کرتے ہیں' مگر وہ آگاہ نہیں۔ ہندو کو سورج پوجتے دیکھا تو کہا کہ وہ بھی آگاہ نہیں۔ رسولوں کو ہمیشہ رہنے والا اور ایسا جسم جانتے ہیں جو کھاتا پیتا ہے اور نذر و نیاز دیتے ہیں۔ کریم بخش نمبردار نے کہا کہ پاکپتن کب جاؤ گے؟ تو

میں نے کہا میلوں پر جانا حرام ہے، اوران کے نام کا کھانا بھی سور کے برابر ہے۔ مردہ کی دعوت دیکھی ہے، میں نے کہا فضول رسم ہے، مردہ کوثواب نہیں پہنچتا۔ تو میں نے نہ کھانا کھایا اور نہ کلام بخشی۔ یہ تو مردہ کے بھائیوال ہیں کفن سے صافہ لیتے ہیں۔ ساتویں دن کپڑے، جمعرات کو روٹی، چالیسواں، دسواں، ششماہی اور سالانہ وغیرہ۔ قبر پر تین روز قرآن پڑھتے ہیں اور اسقاط کراتے ہیں، گیارھویں اور دودھ۔ ایک نے کہا کہ تین ماہ ہوئے میرا لڑکا مرگیا ہے دعائے مغفرت کرو، میں نے کہا کیا فائدہ؟ وہ تو دوسرے جسم میں آ بھی گیا ہوگا۔

۳۲......شفاعت کے متعلق یہ خواب آیا کہ یہ پیرومرشد ہر ایک کے کہنے سے دعا کیلئے ہاتھ اٹھالیتے ہیں حالانکہ اس کی کوئی سند نہیں **من ذا الذی یشفع عندہ الایہ**، اور تناسخ کے ثبوت میں کئی آیات پیش کی ہیں اور خواب دیکھا ہے کہ خدا نے میری زبان سے یہ کہلایا کہ میرا دعوئی ہے مڑ کے پیدا ہونا۔ خدا کی قسم یہ قرآن کا بھاری معجزہ ہے شمس الدین پٹواری نے پیر مہر علی شاہ سے کہا کہ اس نے نرالا دعوئی کیا ہے کہ انسان بار بار پیدا ہوتا ہے۔ پیر نے کہا کہ فلاں بزرگ نے بھی لکھا ہے' میں کہا کہ خدا نے بھی یوں ہی لکھا ہے **من نفس واحدۃ. خلقا بعد خلق. فی ھذہ الدنیا حسنۃ. عذاب شدید فی الدنیا والآخرۃ.** وہ گن گن کر کے جواب دینے لگا۔ پیر نے کہا کوئی پختہ دلیل دو۔ میں نے کہا میں دلیل دیتا ہوں کہ اندھا، کانا، گونگا، بدصورت وغیرہ بچہ پیدا ہوتا ہے تو اگر اس جہاں میں بدلہ نہیں ملتا تو سارے بچے یکساں پیدا ہوتے۔ مجھے بتایا گیا تم ہابیل ہو۔ میں نے سمجھا کہ میں ہی پہلے نوح۔ لوط۔ اسحٰق۔ ہارون۔ الیاس۔ لقمان۔ سلیمان۔ عمران۔ یحیٰ محمد۔ ابن عربی وغیرہ تھا۔ جارج پنجم اور فرعون بھی رہا ہوں قادیانی اندھیرے میں سو رہا ہے۔ میں نوح جاگتا

ہوں پوچھا گیا موسیٰ کون ہے، نوح کون ہے؟ جواب آیا کہ یہ نذیر (یعنی میں)، خیال آیا کہ دیکھو قادیانی کی دعوت قبول کرتے ہیں اور میری سچی دعوت قبول نہیں کرتے۔ **کفی باللّٰہ شھیدا** میں حزا قیل اور یونس ہوں۔ اے اسرائیل میں آیا تمہارے پاس جیسے آیا تھا پہلے (یعنی سیسے ہوں) تیری جورو آگ میں جلی تو لوط تھا، شعیب کا نام دیکھ کر میں نے کہا یہ محمد رسول اللہ تھا۔ بلقیس آئی تو میں سلیمان تھا اور بلقیس میری بیوی جھنڈو بی بی تھی وہ ام المومنین ہے۔ میری روح صالح نبی میں تھی۔ کسی نے کہا محمد عبید اللہ نے "اصحاب الرس" سے خوب کی۔ ایلیا نبی کی روح مجھ میں ہے۔ روح عمران یحیی میں۔ میرے پاس دو آدمی آئے تیسرا ڈر گیا نہ آیا، دو بھی جانے لگے کہ مرزائی نہ دیکھ لیں میں نے کہا نہ ڈرو میں یحییٰ زندہ ہو کر بیٹھا ہوں، وحی میں خدا نے کہا اے یحییٰ تیری روح ہر سہ امام میں یعنی امام مہدی، امام زین العابدین، اور امام غائب میں ہے۔ **ان الیک یسعی والیک المصیر. انتم الخلفاء** یعنی تو ہی ہارون الرشید تھا، امام بخاری اور ابن عربی اور تو ہی امام آخر الزمان ہوگا۔ ملتان گیا تو کسی نے کہا کہ موسیٰ پاک شہید رسول اللہ ہیں۔ شاہ شمس تبریز میں ہوں، نعمت ولی بھی میں ہی ہوں، خدا نے کہا کہ حافظ شیرازی تو ہے میں کہا کہ روح میری سرمد میں ہے۔ میں میاں میر ہوں۔ لوگوں نے مجھے فرد الاولیاء حسن پھلواری کہا اخیر میں ہی **رجل یسعی** ہوا۔ میں بہادر شاہ تھا کسی نے مجھے کہا تم نے **محمد سمرنا ب۸** ص/۸ بنتا ہے، کسی ہندو نے کرشن کے جامے (روپ) دریافت کئے۔ جامہ محمد پر خاموش رہا اور جامہ گوبند سنگھ پر تصدیق کی۔ میں نے کہا کہ اب وہ کرشن کی روح مجھ میں ہے کشن سنگھ دیکھ کر میں نے کہا کہ اگر میں اسے کہوں کہ میں ہی گوبند سنگھ اور کرشن ہوں تو برا منائے گا نہ کہنا ہی مناسب ہے۔ گورو گوبند سنگھ محمد ہے دسویں گرنتھ میں دیکھو۔ کہا تو سا کی منی ہے اور تو

بُدہ ہے۔ محمد رسول اللہ کی نورانی شکل دکھائی گئی اخیر پر ظاہر ہوا کہ وہ میں ہی تھا۔ زبان سے جاری ہوا میں ہی محمد ہوں۔ میں نے ایک مجمع میں بار بار پیدا ہونے کا ثبوت دیا۔ ایک نے میری طرف اشارہ کر کے کہا کہ تصدیق ہو چکا کہ یہی محمد ہے۔ ثبوت تناسخ میں آیات بتائی گئیں **الانسان من سلالة، من طین لازب، یمیتکم ویحییکم، من ماء مھین** ہدایت دیئے بغیر کوئی مجرم نہیں بن سکتا تو بتاؤ ہند میں کون نذیر آیا امریکہ یورپ اور چین میں کون تھا۔ لمبی عمریں دے کر ادھر کی روحیں ادھر ادل بدل کر ایشیاء کے نبی سب کیلئے نذیر بنے۔ بار بار ایشیاء اور یورپ کی تبدیل خلق ہی تطاول عمر ہے اور اسی پر گرفت ہوگی۔ اب پہلے قرن پیدا کئے گئے **خلقکم ثم یتوفاکم** احسن تقویم میں تم کو مکمل کرتا ہے۔ ارذل العمر سے مراد دوسری ادنیٰ مخلوق ہے کہ جس میں انسان جا کر پہلے کام بھول جاتا ہے۔ اس سے مراد شیخوخت نہیں ہو سکتی کیونکہ کبرسنی میں ابرہیم اور یعقوب، زکریا وغیرہ ہوئے ان کے حواس تو ٹھکانہ تھے تو لکی **لایعلم بعد علم شینا** کیسے صحیح ہوا؟ **لبثت فیکم عمرا** یہاں عُمُر جمع ہے عمر کی۔ **تقلبک فی الساجدین** میں بار بار پیدائش مراد ہے اسی طرح **لرادک الی معاد**. ہابیل کی موت پر کہا **من اجل ذلک. ھذا نذیر من النذر الاولی** سورہ نوح میں الم تر سے تناسخ ثابت ہے۔ **سخرلکم مافی السموات ومافی الارض** تسخیر سماوی بغیر تناسخ کے مشکل ہے۔ **عبد انعمنا علیه انه علم للساعة** سے مراد قادیانی اور میں ہوں **اھلکناھم بذنوبھم ثم انشأنا بعدھم قرنا اخرین** سے دنیاوی بدلہ مراد ہے **الم یروا کم اھلکنا من قبلھم من قرن**. ہلاکت قرون کے وقت اہل مکہ مشاہدہ کر رہے تھے۔ **ارایت** میں بھی یہی اشارہ ہے۔ **ان اللہ قادر ان یخلق مثلھم. انکم مبعوثون. یوم الدین** میرا عہد ہے۔ **منکم من یتوفی**

من قبل. کیا اب بھی تناسخ میں شک ہے۔کما بدأنا اول خلق نعیده. انکم مخرجون. یحییکم ثم یمیتکم ثم یجمعکم. کنتم امواتا فاحیاکم ثم یمیتکم ثم یحییکم الیه ترجعون. یعنی حیاتی کی طرف لوٹائے جاتے ہو۔یبدا الخلق ثم یعیده وهو اهون علیه.کما بدأکم تعودون. یات بخلق جدید.بدلنا امثالهم تبدیلا. اولیس الذی خلق السموات والارض بقادر علی ان یخلق مثلهم بلی. اذا شاء انشره. لم یکن شیئا مذکورا. فی ای صورة ما شاء رکبک. جون سابق کی طرف اشارہ ہے انسان کی پیدائش مٹی، ہڈی، علقہ، نباتات، کیچڑ، جونک وغیرہ سے بتا کر جونیں ثابت کی ہیں۔ینقلب الی اهله مسرورا.انه کان فی اهله مسرورا. بڑوتا مڑ کے پیدا ہوتا ہے کل نفس بما کسبت رهین. فجعله نسبا وصهرا مختلف جونوں میں نسب وصہر ہوسکتا ہے۔ما اصابکم من مصیبة فبما کسبت ایدیکم. یوبقهن بما کسبوا بچوں پر اعمال بد سے مصائب آتے ہیں۔من کان یرید الحیوٰة الدنیا وزینتها نوف الیهم اعمالهم فیها. مراغما کثیرة بار بار کی پیدائش مراد ہے۔لترکبن طبقا عن طبق. بعثرما فی القبور،۸ نومبر ۱۹۰۸ء میں میرا والد فوت ہوا۔۱۸؍جولائی ۱۹۱۷ء میں والدہ فوت ہوئی۔میری تاریخ پیدائش مارچ ۱۸۹۹ء ہے۔رؤیا میں والدہ آئی تو اس کو بخشوایا گیا۔میرا والد سری سقطی کے ساتھ رہتا تھا۔دہلی سے کئی مردے اٹھے،مجھ میں روح محمد کی ہے اور علاؤالدین میرٹھی میں روح عثمان کی،نور صدیق عبداللہ چکڑالوی ہے،میرا بیٹا نور صدیق صدیق اکبر ہے اور علی ذوالفقار حضرت علی ہے۔یابنی لا تشرک باللّٰه میں لقمان تھا۔میرا نام اسمٰعیل بھی ہے۔یعقوب ہی ایوب ہے۔سموئیل پیغمبر علی۔بنت محمد مریم

ہے۔ نیکیوں کے نصف برابر بدیاں ہوں تو کانا پیدا ہوتا ہے، برابر ہوں تو اندھا، اندھے سادھو کو سکھ پر سوار دیکھا معلوم ہوا کہ سکھ ظالم تھا۔ ظالم بلا بھی بنتا ہے۔ میرے دونوں بھائی ظالم ہیں۔ فقیر اور ماچھی ظالم ہیں، چوہڑے بیچ ظالم ہیں، ایک ننگی عورت دیکھی وہ ظالم تھی۔ چیڑ اسی ظالم ہیں، نور صدیق نے کہا ابا جی جو حد سے گذرے وہ ظالم ہے، ساتوں جنت آسمان پر نہیں کچھ زمین پر بھی ہیں۔ **لا تفتح لهم ابواب السماء** سے معلوم ہوا ہے کہ ایک جنت آسمان پر بھی ہے۔

۳۳..... آریہ جزوی تناسخ مانتے ہیں۔ درختوں میں روح نہیں مانتے مگر بدعملی سے روح درخت بھی بن جاتی ہے کیونکہ وہ بھی نر و مادہ ہوتے ہیں۔ وحی سے معلوم ہوا کہ مرزائی فرقہ بھی درختوں میں روح نہیں مانتا تو پھر وہ تسبیح کیسے کرتے ہیں؟ اور انسان نباتات سے کیسے نکلا۔ آریہ قوم ثمود ہیں **یا جبال اوبی معه** سے ثابت ہے کہ پتھروں میں بھی جان ہے۔ علمائے زماں سانپ ہیں۔ دہارو لعل کو مگر مچھ دیکھا۔ نذیر احمد کو دیکھا کہ وہ چوہڑا منڈا موں کا ہے۔ فقیر سائل گھوڑے پر سوار تھا۔ معلوم ہوا کہ وہ شیطان ہے سابقہ جنم اس نے کچھ اچھے عمل کئے تھے۔ اس لئے اسے سواری ملی ہے۔ ایک ہندو عورت مریدوں میں بیٹھی تھی آواز آئی کہ وہ سورنی ہوگئی۔ مراسن چوہیا بنتی ہے، ایک بلونگڑہ نے میرے ہاتھ سے ٹکڑہ جھپٹ لیا۔ وحی آئی کہ یہ مولا سنگھ ہے، چوہدری عبدالرحیم راجپوت میں نانک کی روح بولی پھر وہ بلال کا درجہ بھی حاصل کرے گا۔ غلام محمد امام مسجد چیچا وطنی کو دیکھ کر معلوم ہوا کہ وہ دیا نند تھا اور اس کا بیٹا شرد ہانند ہے۔ (انتھی اقوال رجل یسعی)

تنقید: (۳۴) محمد ثانی کا مصداق ہر ایک مدعی نبوت بن رہا ہے۔ غالباً یہ مسئلہ انہوں نے آریوں سے حاصل کیا ہے کہ چار رشی چار وید کی تعلیم ایک دفعہ دے چکے ہیں اور جب

زمانہ کی رفتار بدل جاتی ہے تو وہی کسی ایک میں روپ دھار کر پھر ان ویدوں کی تجدید کردیتے ہیں۔ چنانچہ دیانندان کا ہی بروز تھا جس نے ویدوں کی اصلی تعلیم کو بگاڑ کر ایک نئے مذہب کی بنیاد ڈالی تھی اور ہندوؤں میں تفرقہ ڈال دیا تھا۔ مرزا صاحب اور انکے تابعدار و غیر تابعدار نبیوں نے بھی وہی چال چلی ہے اور حضور ﷺ کا بروز بن کر محمد ثانی کا دعویٰ کیا ہے اور قرآن مجید کی تعلیم کو از سر نو قائم کیا ہے۔ مگر بدقسمتی سے یہ بہروپی نبی جس قدر بھی ہیں خود اپنے مرشد مسیح قادیانی کو باطل ٹھہراتے ہیں اور اگر اس کی تعلیم کو منسوخ قرار نہ دیں تو آپس میں ایک دوسرے کی تکفیر و تلعین کرتے دکھائی دیتے ہیں اور یہ سلسلہ آج نہیں، شروع سے چلا آرہا ہے۔ ایرانی مدعیان نبوت نے آپس میں بگاڑ کر صبح ازل کو کافر ٹھہرایا تھا اس کے بعد جب معاملہ سلجھا تو ہزار سال تک اعلان کردیا کہ اب محمد ثانی بننے کی کوئی ضرورت نہیں رہی اور فتویٰ لگا دیا تھا کہ جو مدعی نبوت اس ہزار سال کے عرصہ میں پیدا ہوگا وہ دجال اور کافر و ملعون ہوگا۔ لیکن مرزا صاحب نے جرأت کرلی اور محمد ثانی بن کر ان ایرانی گیارہ نبیوں کو خارج از اسلام قرار دیا اور کہہ دیا کہ اب نبوت میرے خاندان سے مخصوص ہوچکی ہے۔ لیکن آپ کی وفات کے بعد آپ کے مریدوں نے روحانی ذریت بن کر محمد ثانی بننا شروع کردیا اور جو داؤ پیچ آپ نے پیدا کئے تھے انہی کے ذریعہ یہ بھی نبی بن بیٹھے۔ غالباً ان پنجابی نبیوں کی تعداد بھی گیارہ تک پہنچ چکی ہے اور ایک دوسرے کو کافر کہنے میں اور قرآن شریف کا نیا نیا مفہوم تراشنے میں استاد ثابت ہوئے ہیں، جس کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ جو شخص ایسے تمام مدعیان نبوت کی تعلیم پر ایک سرسری نظر بھی دوڑاتا ہے وہ یوں کہنے پر مجبور ہوجاتا ہے کہ

(الف) انہوں نے تناسخ اور رجعت کا مسئلہ جو آج تک اسلامی تعلیم میں مردود تصور کیا

جاتا ہے اپنا بنیادی اصول قرار دیکر وحدتِ ادیان کا اعلان کیا ہے، جس کا مطلب یا تو یوں لیا جاتا ہے کہ اصول مذہبی تمام مذاہب میں ایک ہی تھے، مگر بعد میں لوگوں نے مخصوص الوقت امتیازات سے تفرقہ ڈال رکھا ہے اس لئے قرآن، وید، گیتا اور گرنتھ وغیرہ کو ایسے مفہوم پر لا کر کھڑا کر دینا چاہئے کہ ان کی تعلیم ایک ہی نظر آئے اور یا یہ مطلب لیا جاتا ہے کہ ان تمام کتابوں کو منسوخ قرار دے کر ایک نئی آسمانی کتاب پیش کرنے کی ضرورت ہے کہ جس میں ہر ایک مذہب وملت کے تابعدار داخل ہو سکیں۔ بہر حال دونوں خیالات کا واحد مقصد اخیر میں یہ نکلتا ہے کہ دنیا مذہب کو لعنت سمجھ کر چھوڑ دے اور ایک نئی شریعت قائم کرے جو تمدن یورپ سے حاصل ہو رہی ہے۔

(ب) یہ اصلاحی نبی اگر آپس میں متفق ہو کر ایک تعلیم پیش کرتے تو بہت ممکن تھا کہ ان کو آریوں کی طرح کامیابی حاصل ہو جاتی۔ اور لوگ اسلام کو خیر باد کہہ کر نئی شریعت کو قبول کر لیتے، مگر بدقسمتی سے ایسی آواز ایک نہیں، دو نہیں اکٹھی بیس چالیس چاروں طرف سے سمع خراشی کا باعث ہو رہی ہیں اور وحدت ادیان پیش کرتے ہوئے اپنی اڑھائی اینٹ کی مسجد کی الگ الگ دعوت دے رہی ہیں' تو اس کا نتیجہ اور کیا ہو سکتا ہے کہ یہ وحدت پھر کثرت اور اختلاف کا باعث بن جائے۔ اور جس اسلامی اختلاف مذہبی سے بچ کر یہ چال چلے تھے وہی پھر آپس میں پیش آ گیا۔ اس لئے یہ ضروری ہے کہ ایک عام مجلس میں حکومت برطانیہ کے زیر صدارت تمام موجودہ انبیاء کی تعلیم پیش کی جائے اور مدبران تمدن یورپ کچھ عرصہ کمال خوض وفکر کے بعد فیصلہ کریں کہ اسلام چھوڑنے کے بعد کسی نبی کی تعلیم تمدن یورپ کے لئے از بس مفید ہو سکتی ہے۔ اس کے بعد انتخاب بائبل کی طرح ان کی تعلیم سے ایک نیا کورس تیار کرایا جائے جو سلطان معظم جارج خامس کے شاہی دربار میں نظر ثانی کر کے شاہی

حکم سے واجب التعمیل قرار دیا جائے تا کہ رعایا آرام کی نیند سوئے اور تکفیری مشینیں توڑ کر یورپ کے عجائب خانہ میں رکھی جائیں۔

(ج) قدیم اسلام میں صرف دو سیاسی فرقے چلے آتے تھے سنی اور شیعہ مگر ان میں سے کسی قسم کا سنی یا شیعہ کوئی بھی ایسا نہیں پایا گیا تھا کہ سرے سے قرآن کو ہی دوبارہ نازل کرنے کی ضرورت محسوس کرتا ہو اور عہد حاضر میں تجدید اسلام کے بانیوں نے آپس میں اصول تجدید کی بناء پر ایسا اختلاف اور ایسی دھڑا بندی پیدا کر دی ہے کہ ہر ایک کا طریق اسلام الگ ہی نظر آتا ہے اور اصولی اختلاف کی وجہ سے ایک دوسرے کو کافر اور خارج از اسلام یقین کرتے ہیں۔ ہر ایک دوسرے کا جانی دشمن نظر آتا ہے اس لئے لوگ اگر چہ کہنے کو تو کہہ دیتے ہیں کہ آج سے پہلے مسلمانوں کو مذہبی اختلافات نے قعر مذلت میں گرا دیا ہے لیکن اگر غور کریں تو ان کو یقین ہو جائے گا کہ قدیمی اختلافات صرف فروعی تھے جو صرف تھوڑی دور تک چل کر رہ جاتے تھے اور باوجود اختلاف کے تمام فروعی مذاہب عام طور پر اخوت اسلامی پر قائم تھے لیکن دور حاضر کے نبوتی اختلاف ایسے پیدا ہو رہے ہیں کہ ان کے ہوتے ہوئے ممکن نہیں کہ مسلمان آپس میں بحیثیت مسلمان ہونے کے ایک پلیٹ فارم پر کھڑے ہو سکیں۔

(د) حالات حاضرہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے دل سے یہ آواز بے بس ہو کر نکلتی ہے کہ مسلم ان تمام مذاہب جدیدہ کو اور ان تمام جدید اسلامیات کو دور سے سلام کرے۔ اگر مسلمان رہنا ہے تو اپنے اسلام قدیم پر ہی قدم جمائے جائیں اور جس قدر نئے نئے شکوک اور نئی نئی تحقیقات پیش کی جائیں ان سب کو ایک ہی لاحول پڑھ کر دور ہٹایا جائے، کیونکہ ان میں سے گو ہر ایک محمد ثانی کا دعویدار ہے لیکن صرف لفظ ہی لفظ ہیں ورنہ سب بے معنی دعاوی ہیں کیونکہ ان

میں سے ایک بھی اس قابل نہیں ہے کہ کم از کم ادبی لیاقت میں حضور ﷺ تو کجا آپ کے کسی ادنی غلام کا پاسنگ بھی ثابت ہو۔ آؤ ان سب کے تالیف شدہ قرآن اور الہام ناظرین کے پیش خدمت ہیں قرآن وحدیث سے مقابلہ کر کے دیکھ لیں ایک لفظ بھی نہ قول رسول سے لگا کھاتا ہے نہ قرآن سے۔ بھلا جس بانئ اسلام کے مقابلہ میں مسیلمہ کذاب جیسے فرقان بنانے میں ناکام رہے اور ابوالعلاء معری جیسے مقابلہ کر کے تھکے۔ اور لبید جیسے شاعروں نے شاعری چھوڑ دی اس کا مقابلہ ایرانی اور پنجابی کریں جن کو فعل فاعل پہچاننے کی بھی تمیز نہیں اور عربی فارسی ترکیب میں امتیاز نہیں' لکھنے بیٹھتے ہیں تو فصاحت و بلاغت کا نام نہیں' شعر بولتے ہیں تو عروض ہی ندارد۔ کیا پدی کیا پدی کا شوربا۔ مفت میں انہوں نے محمد اول کو بھی بدنام کر رکھا ہے۔ کیا مخالفین اسلام ان کو دیکھ کر یوں نہ کہتے ہوں گے کہ جب مسلمانوں کے محمد ثانی غلط گو، غلط نویس، اصول کے کچے، بات بات پر بدلنے والے، بدگو، بدنویس اور بد اخلاق ہیں تو ان کا محمد اول بھی شاید ایسا ہی ہوگا۔

(ہ) ابتداء میں مسلمانوں کو اگرچہ بہت تکلیف کرنے کے بعد مرزائیوں کا مقابلہ کرنا پڑتا تھا مگر اب خدا کا فضل ہوگیا ہے کہ یہ لوگ خود ہی ایک دوسرے کو کاٹ کاٹ کر کھا رہے ہیں اور ایسا مطلع صاف ہوگیا ہے کہ ان میں اگر ایک کی صداقت پیش کی جائے تو دوسرے کی صداقت اس کا قلع قمع کر دیتی ہے۔ گو ان اسلام کے دشمنوں نے اسلام منسوخ کر ڈالا ہے اور ہمارے سینے پر مونگ دلے ہیں لیکن

ع خدا شرے برانگیزد کہ در وے خیر ما باشد

اس نبوت بازی میں اب ہمیں ہاتھ ہلانے کی ضرورت نہیں رہی ان کی پتنگیں خود بخود ہی آپس میں پیچا لگا کر کٹ رہی ہیں۔ بہت ممکن ہے کہ یہ تمام مذاہب جدیدہ کٹ کٹ کر کسی

وقت ایک افسانہ رہ جائیں جس طرح کہ ازمنۂ متوسطہ میں قرامطہ اور ملاحدہ کی بروزی نبوتیں اور خدائی دعویٰ آج صرف کتابوں میں ملتے ہیں ورنہ ان کا نام لیوا آج ایک بھی نظر نہیں آتا۔

(و) (**رجل یسعی**) نے اپنی صداقت سورہ یٰسین سے پیش کی ہے، مرزا صاحب نے سورہ فاتحہ سے پیش کی تھی [1] بہرحال قرآن سے ہی ہر ایک ناسخ شریعت قرآن کے مٹ جانے کا ثبوت دیتا ہے مگر تعجب یہ ہے کہ اپنے آپ کو مسلمان کیوں کہلاتے ہیں تاکہ وحی جدید کی عالمگیری ثابت ہو۔ شاید ان کی ضمیر ہی خود ملامت کرتی ہوگی کہ پلے ہاتھ تو کچھ بھی نہیں۔ صرف چند ابلہ مغرور نا تعلیم یافتوں کو پھنسانے کی کوشش کی ہے ورنہ من آنم کہ من دانم اس لئے شرم آتی ہوگی کہ اسلام کا عنوان چھوڑیں تو کس منہ سے، اور کس بل بوتے پر۔ ان گھر کے بھیدی دشمنوں نے اندر ہی اندر اسلام کو کھالیا ہے اور گھن بن کر اسے کھوکھلا کر دیا ہے۔ ''ہر کمالے را زوالے'' شاید یہی تفرقہ خود ان کی نبوت فروشی کی دکان کو پھیکا کر دے۔ **توقع زوالا اذا قیل تم۔**

(ز) (**رجل یسعی**) کے دعاوی مرزا صاحب کی نسبت وزنی اور شمار میں زیادہ ہیں اس نے کوئی دعویٰ ایسا نہیں کیا کہ جسکا بار ثبوت اس کے ذمہ پڑے اور اس سے عہدہ برآ نہ ہو سکے۔ تمثیلی طور پر بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے صرف یہ کہہ کر جان چھڑالی ہے کہ خواب میں مجھے نانک بنایا گیا، مگر مرزا صاحب نے اپنی صداقت ایک تحریری ثبوت میں پیش کی ہے کہ ایک جنم ساکھی میں یوں مذکور ہے کہ مردانہ نے گورونانک سے پوچھا تھا کہ بھگت کبیر کے بعد بھی ویسا کوئی ہوگا تو نانک نے کہا تھا کہ وہاں سو سال بعد بٹالہ کے پاس ایک جٹیا پیدا

---

[1] باب ایرانی نے اپنی صداقت سورہ زمر سے پیش کی تھی۔ ۱۲

ہوگا مرزا صاحب نے دعویٰ کیا کہ یہ جٹیا میں ہوں ناواقفوں نے تو جھٹ تسلیم کرلیا۔ مگر جب تاریخی واقعات کی دیکھ بھال ہوئی تو نانک کا عہد بابر کے عہد حکومت میں پایا گیا اور مرزا صاحب کا عہد نبوت حکومت برطانیہ میں۔ حساب لگایا گیا تو صرف چار سو برس کا فرق نکلا اب لگے حاشیہ آرائی کرنے مگر کیا پیش جاسکتی ہے غرض کہ ان کے باقی نظریات بھی کچھ ایسے ہی ہیں کہ اگر تاریخی معیار سے جانچے جائیں تو نظریہ قبر کشمیر اور ہند میں سفر مسیح ناصری کی طرح تاریخی جہالت کا پورا ثبوت دے سکتے ہیں۔ لو اب ہم ایک اور نبی کا ذکر کرتے ہیں جو غالباً انبیائے ایران کا بروز ہے۔

(۳۵) سید محبوب عالم شاہ، بنی اسرائیل، مناد خداوندی، اہل اللہ: پنجاب ، گوجرانوالہ، موضع باغبانپورہ برلب سڑک حافظ آباد رہتے ہیں۔ انہوں نے ایک الہامی کتاب مسمّی بہ ''امام حقیقی'' لکھی ہے جس کے چار حصہ ہیں پہلے حصہ ''عقدہ کشا'' میں لکھتے ہیں کہ پنجاب میں پنجابی نبی ہی آسکتا ہے جو اردو یا پنجابی میں تبلیغ کرے نبوت کو کس نے بند کیا؟ آدم کو کہا کہ شجر یعنی جھگڑے کے نزدیک نہ جاور نہ ظالم ہوجائے گا۔ **کُلُوْا** جھگڑے والوں کی باتیں اس کے دل میں سما گئیں۔ **ورق الجنۃ** نجاتی ورق یعنی دعا کی طرف متوجہ ہوا۔ شیطان جھگڑالو آدمیوں نے اسے بہکایا تھا۔ اور حکم دیا ہم نے کہ اس سرسبز زمین سے نکل جا اور محنتی زمین میں جا کر رہ۔ جھگڑے سے تباہی آتی ہے اس لئے نماز روزہ حج زکوۃ سے جتنا ہو سکے کرو اور آپس میں نہ جھگڑو۔ ناری شریعت والے رسول سے ہم نے کہا کہ تم سے دنیا تنگ آگئی ہے اس لئے ہم خاکی خلیفہ پیدا کریں گے۔ اس نے کہا کہ یہ بھی تو شرارت کریگا ہم نے کہا کہ نہیں یہ اور کام بھی کرے گا پھر اس کو ناری اور خاکی شریعت دی اور ناری سے کہا کہ آدم کی شریعت پڑھ کر سنا تو وہ نہ سنا سکا اس لئے ہم نے کہا کہ اسے سجدہ کرو

اور جھگڑا چھوڑو تو ناری رسول نے انکار کیا اور تباہ ہوا۔ پس خدا نے فرشتوں سے مشورہ نہیں لیا تھا بلکہ ناری رسول کو بتایا تھا کہ دنیا تجھ سے تنگ آ گئی ہے، مگر آدم نے بھی جھگڑا کیا اس لئے جنت جیسی زمین سے نکالا گیا۔ اور اسے کہا کہ تیری نسل پر شریعت آتی رہے گی اور نوح کے زمانہ میں بھی لوگ جھگڑا کرنے لگے تو تباہ ہو گئے۔ پھر ابراہیم کا اپنے باپ سے جھگڑا ہوا تو اس نے دعا مانگی خواہ کچھ ہو یا اللہ تو ان میں رسول بھیجتا رہیو۔ پس موسیٰ، عیسیٰ اور محمد اس کی نسل سے آ گئے اور آئندہ بھی آتے رہیں گے۔ **واتقوا یوما** میں میم کی تنوین جمع کی ہے یعنی اے بنی اسرائیل تم ایسے دنوں سے ڈرو کہ جب مصر میں نہ تمہاری کوئی ضمانت دیتا تھا اور نہ تمہارا جرمانہ منظور ہوتا تھا، پھر ہم نے تمہارے لئے دریا کا پانی چھوٹا کر دیا تو تم پار اتر گئے۔ موسیٰ طور پر گیا تو تم فوٹو گراف کے صندوق کو پوجنے لگ گئے۔ خدا کا دیدار مانگا تو تباہ ہونے لگے اور اس موت سے بجلی کے ساتھ ہم نے پھر زندہ کیا **من وسلوی** یعنی مہربانی سے ہم نے نرم گوشت کھلایا۔ شہر میں نماز پڑھ کر داخل نہ ہوئے تو ہم نے رجز یعنی بھوک پیاس بھیج دی، پھر ہم نے بانٹ دیا بارہ عقلمند سرداروں کو۔ **(عینا)** پس موسیٰ نے شکار کھیلنے کا گھاٹ ہر ایک کو بنا دیا تا کہ وہیں پانی بھی پئیں، اب مچھلیاں کھاتے کھاتے تنگ آ گئے اور ساگ پات کے متلاشی ہوئے تو ہم نے ان کو پھر مصر میں بھیج دیا اور پھر ذلیل ہو گئے۔ **رفعنا فوقکم الطور** پہاڑی لوگوں نے کہنا مانا تو فائق ہو گئے۔ اے محمد جب تک یہ جھگڑا کریں گے تم کو نہیں مانیں گے۔ مریم کی ماں نے دعا مانگی تو ہم نے کہا کہ تیری لڑکی کی مانند اب کوئی مرد نہیں ہے۔ ہم نے اس کا نام رکھا مریم، (آزاد) شرارتوں سے ہم نے اسے پناہ دی۔ **ان یطھرکم** پس اے نبی بغاوت سے بچ اور اہل بیت کو بچا۔ اہل بیت نسل رسول اور اس کے آباؤ اجداد ہیں جن کو خدا نے فضیلت دی ہے۔ ابراہیم نے اپنے بیٹے کو خواب سنایا تو اس

نے کہا اے بابا خواب کیا ہے خدا کا کہنا مان۔ مگر ابراہیم نے بیٹے کا کہنا نہ مانا۔ (**لما اسلما**) اور زمین پر اسے گرا دیا تو خدا نے کہا تو نے خواب کو سچ ہی مان لیا تھا۔ **لما** حرف نفی ہے جیسے **لما یعلم اللہ** میں ہے۔ خدا کا کلام تین طرح سے ہوتا ہے، آواز سے یا قاصد سے یا الہام قلبی سے۔ پس خواب ان تینوں میں نہیں پس نیند کی شریعت سے نجات اخروی نہیں ملتی۔ قربانی ابراہیم سے شروع نہیں بلکہ آدم کے بیٹوں نے پہلے قربانی دی تھی اور بیت اللہ کی قربانی کا حکم ابراہیم کو ہوا تھا۔ **الھدی** سے مراد قیمت بھی ہے اور یہ حکم نہیں کہ قربانی کی بڑیاں سکھا کر کھاتے رہو۔ **بالغ الکعبہ** قربانی کعبہ میں ہی ہوتی ہے گھر کی قربانی کچھ نہیں **لاتحلوا شعائر اللہ** میں حکم ہے کہ راستہ میں کعبہ کی قربانیوں کی بے عزتی مت کرو۔ پس اگر گھر ہی میں کعبہ کی طرف منہ کر کے قربانی ہو سکتی ہے تو گھر بیٹھے حج بھی کر لیا کرو۔ **لاتحلقوا رؤسکم** جب تک قربانی اپنی جگہ پر نہ پہنچ جائے تم اپنے سر پیچھے کو نہ موڑو۔ اذئی مقدمہ وغیرہ سر پر بن جائے تو قربانی بھیجو تو پھر جب امن ہو جائے تو عمرہ سے حج کا فائدہ حاصل کرو پاس کچھ نہ رہ جائے تو روزے رکھو تین کعبہ میں اور سات گھر واپس آ کر اور یہ قربانی ہوگئی۔ اور یہ روزے مسافروں کے لئے ہیں کیونکہ وہ جانور نہیں لے جا سکتے پس گھر قربانیاں نہ کرو۔ نوح کا کوئی بیٹا کنعان نافرمان نہ تھا جیسا کہ بائبل سے ثابت ہوتا ہے۔ **من سبق** جو کشتی چلنے سے پہلے آئیں ان کو بھی سوار کر لے۔ اس نے اپنے بیٹے کو بلایا یعنی اپنے قوم کو مگر اس نے نہ مانا غرق ہوتی دیکھ کر پھر دعا مانگی تو خدا نے کہا۔ **لیس من اھلک** کہ یہ قوم تیری تابعدار نہیں ہے۔ ابن آدم سے مراد بنی نوع انسان ہیں۔ اسی طرح ابن نوح اور ابن لقمان سے مراد ان کی قوم ہے، کیونکہ جزو سے کل مراد ہو سکتی ہے اور کل سے جزو۔ جیسے **لاالہ اللہ** میں نفی کل کی ہے اور مراد ثبوت ایک کا ہے

عامین یعنی ماں نے بچہ کو پیٹ اور گود میں اٹھایا۔ کیا صرف لقمان کے بیٹے کو ہی اٹھایا تھا؟ **نماز: اعظکم بواحدۃ** وحدانیت کی عبادت کو کہتا ہوں۔ **ان تقوموا مثنی وفرادی** ایک دو دفعہ تو ضرور حاضر ہوا کرو اور سوچو کہ ان جنوں سے ہمارا کوئی مددگار نہیں۔ اہل علم **یخرون** وہ سجدہ کرتے تھے۔ **یزیدھم** وہ زیادہ عاجزی کرتے تھے۔ پس سجدہ ایک ہو یا دو ہوں یا دو سے بھی زیادہ مگر انکار نہ کرو۔ **یا ایھا المزمل** اے تکلیف اٹھانے والے رات کو کھڑا ہو خواہ آدھی رات کو یا نصف رات کو یا (ز د) چوتھے پہر میں دن کے کام سے فارغ ہو کر۔ تیرا رب مشرق و مغرب دونوں میں ہے ہر طرف سجدہ کر لیا کرو۔ **ان ربک یعلم** تیرا رب جانتا ہے کہ نصف رات کے بعد کھڑا ہوتا ہے تو اخیر رات تک کسی وقت عبادت کر لیا کرو۔ اسی طرح دن کے نصف اخیر میں شام ہونے تک کسی وقت نماز پڑھا کرو کیونکہ تکلیف دینا نہیں چاہتا۔ **عَلِمَ** تم جانتے ہو کہ تم لیل و نہار کو نہیں روک سکتے، اس لئے تم ہر روز نماز پڑھو۔ **عَلِمَ** تم یہ بھی جانتے ہو کہ تم کو سفر کرنا اور روزی کمانا بھی ہے۔ پس جتنا ہو سکے تم ان تینوں وقتوں میں نماز پڑھ لیا کرو پس **تحصوہ** کا معنی ہے بند کرنا اور **حصو** سے نکلا ہے۔ **تاب** بار بار آنا۔ **فاذا فرغت** جب کام سے فارغ ہو جاؤ تو پھر عبادت کرو خواہ دن میں ہو یا رات میں۔ **یسر** یعنی کام حاصل کرنے کے بعد جتنا میسر ہو۔ **ادبار النجوم** یعنی سورج ڈھلنے کے وقت یا پچھلی رات جب کہ ستارے ڈوب جائیں. **نجوم** سے مراد یہاں سورج ہوا کیونکہ سارے ستارے اسی سے روشنی لیتے ہیں۔ **دلوک** سورج ڈھلنے سے دن کی نماز کے تین وقت مراد ہیں۔ **خیط ابیض** سورج ہے کیونکہ **والشمس وضحھا** میں بتایا کہ سورج وہ ہے جو روشن کرتا ہے۔ قمر پیچھے جاتا ہے۔ اسی طرح نفس وہ ہے جو کسی شکل میں ہوتا ہے۔ الہام وہ ہے کہ جس کو نیکی بدی کی شناخت ہوتی ہے۔ **قبل طلوع الشمس**

سے مراد **مطلع الفجر** ہے، جس میں نبی پر فرشتے اترتے تھے اور وحی یعنی کتاب لاتے تھے۔ چونکہ انسان، بندہ اور آدمی ایک ہے اس لئے فجر اور سورج بھی ایک ہی ہیں۔ **وان جو** بھی نبی گذرا ہے اس کو مخالف دور لے جا کر چھوڑنا چاہتے تھے۔ **سنة** یہی طریق چلا آتا ہے مگر ہم حفاظت کرتے ہیں اس لئے حکم ہوا کہ نماز پڑھو۔ **مشهود** یعنی فجر تک۔ اور **به** یعنی اس سے تم کو انعام ملے گا۔ فجر لفظ جر سے نکلا ہے جس کا معنی ہے ایک رنگ سے دوسرا رنگ ظاہر ہونا یا اس سے مراد رات کا ہٹنا اور دن آنا ہے یا اس کا معنی چیرنا جیسے **فجرنا العیون** سے ظاہر ہے۔ پس دن کو بھی تین وقت ہیں اور رات کو بھی تین وقت ہیں (اور رات دن کے پہلے نصف میں چھٹی ہے) تو چھ وقتوں میں کسی وقت نماز پڑھ لیا کرو۔ اے نبی بشیر تو پیدا ئشی اور نسلی رسول ہے۔ مجھ کو بلا اعمال رسالت ملی ہے، نجات بھی بلا اعمال ہوگی' مگر تم عمل کرو اور شریعتی رسول کا کہنا مانو۔ ورنہ یوں نہ کہنا کہ ہمارے پاس ہماری زبان کے رسول نہیں آئے تھے۔ روزے تین سے دس تک رکھو، کیونکہ ایام حج میں یہی دس روزے مذکور ہیں۔

روزہ: مگر روزہ دار کو عاکف رہنا ضرور ہوگا' یعنی تیرا دل دماغ ہماری طرف ہونا چاہئے۔ احکام حج میں **یومین** ہے اور یہاں **اُخر** ہے تو دونوں ملا کر تین ہوئے۔ **والفجر ولیال عشر** دس فجریں اور دس راتیں روزہ کی ہیں۔ شفع وتر دو دو رکھو یا ایک ایک۔ **یسر** تم کو آسانی دی ہے، سارے سال میں رکھو یا اکٹھے رکھو۔ وتر سے مراد ایک روزہ ہی ہے اس لئے اے مخاطب دس رکھ یا ایک۔ **ال** سے فجر کی تعداد دس مراد ہے۔ **بعَاد** کیا تم کو معلوم نہیں کہ ہمارے رحم کے حکم سے پھرنے والی قوم سے ہم نے کیا کیا تھا۔ فجر برزخ ہے رات دن کے درمیان اور اعتکاف گھر میں ہی کر سکتے ہو۔

نکاح وطلاق: عورت ایک کرو، وہ اجازت دے تو اس کے کنبہ سے دوسری بھی کر سکتے ہو مگر وہ اس کی غلام ہوگی۔ آقا اپنے غلام کی خلوت نہ روکے ورنہ ایک ماہ دس روز تک وہ غلام بن جائے گی اور یہ آقا ہوگی مگر صلح ہو جائے تو معاف ہوگا۔ خدا کی نظر میں نر اور ناری برابر ہیں۔ اس لئے تم ناری کی عزت کرو، ورنہ عذاب ہوگا۔ ناری بھی اپنے نر کی خدمت کرے ورنہ اس کو عذاب ہوگا۔ اب یہ احکام منسوخ ہیں: تین یا چار عورتیں کرنا۔ نماز کی قضا دینا، جہاد کرنا، زانی کو سزا دینا اور عارضی گناہ کے بدلے قدرتی اعضا کاٹنا، حوا آدم سے پیدا نہیں ہوئی (بلکہ یہ دونوں اپنے والد سے پیدا ہوئے تھے)۔ محمد کے زمانہ میں جہاد تھا اور یتیم لڑکیاں او ربیوہ عورتیں آتی تھیں تو اس وقت یہ حکم ہوا کہ ان پر جبر نہ کرو۔ بلکہ دو سے چار تک نکاح کرو اور ان سے انصاف کرو۔ ورنہ ایک ہی کافی ہے، مگر اب نہ جہاد ہے، نہ غنیمت۔ تو یہ حکم کیسے جاری رہا؟ خدا کا وجود قدیم ہے تو اس کے اوصاف بھی قدیم ہیں۔ اس لئے خلق کی صفت بھی قدیم ہوئی۔ اور آدم سے حوا پیدا نہ ہوئی۔ **کنتم امواتا** سے مراد کفر و اسلام نہیں ورنہ **ثم یمیتکم** کا یہ معنی ہوگا کہ خدا تم کو کافر بنا دے گا۔ بلکہ اس سے مراد وہ اٹھارہ تبدیلیاں ہیں جو پیدا ہونے سے پہلے والدین کی پیٹھ اور پیٹ میں یا اس سے پہلے ہوتی ہیں اور اسی طرف اشارہ ہے کہ **لم یکن شیئا مذکورا** اور یہی انسان کی لطیف صورت ہے۔ **ما دامت السموات** میں بتایا ہے کہ نیک و بد لطیف صورت میں کئی دفعہ اتنی مدت رہا کہ جتنے میں زمین و آسمان کو فنا کیا جا سکتا ہے اور اس کے بعد کثیف صورت میں آیا، یعنی کئی دفعہ دنیا تباہ ہوئی اور کئی دفعہ تباہ ہوگی۔ لڑکی کا وارث اپنے کنبہ کے معتبروں کے سامنے کہے کہ میں نے اپنی لڑکی اس لڑکے کو دینی و دنیاوی خدمت کے لئے بخشدی' پھر لڑکی سامنے آکر کہے کہ مجھے منظور ہے، لڑکا بھی ہے کہ مجھے منظور ہے۔ مہر اور دیگر اشیاء سب اسٹام پر لکھ کر لڑکی کی

جائداد بنائی جائیں اور اسی وقت دی جائیں مہر کی کمی بیشی میں کوئی حد مقرر نہیں۔ موسیٰ نے بھی پہلے مہر دیا تھا اور لڑکی کے والد نے وہ وصول کر لیا تھا۔ محمد نے لے پالک زید کی بیوی سے نکاح کر لیا جبکہ اس نے طلاق دے دی مخالفوں نے کہا کہ یہ اخلاقی جرم ہے۔ مگر لے پالک تکلیف دیتے تھے کہ چند روز بیٹا بن کر مال کا حصہ لیتے اور اصلی والدین سے جا ملتے۔ اس لئے حکم ہوا کہ ہمارا پرانا حکم جاری کرو کہ یہ اصلی بیٹے بن کر وارث نہیں بنتے۔ نبیین سے مراد پرانے احکام رسالت ہیں جو لوگوں نے چھوڑ دیئے تھے اس لئے آپ کو "خاتم النبیین" کہا گیا کہ انہوں نے پرانی رسالت کو کامل طور پر جاری کر دیا تھا اور جمع کا صیغہ کئی مقام پر واحد کے لئے خدا نے اپنے واسطے استعمال کیا۔ اس لئے یہاں پر بھی ایک رسالت کو جمع بنایا گیا تا کہ عظمت معلوم ہو ورنہ یہ مطلب نہیں کہ رسول آنے بند ہو گئے تھے کیونکہ آپ وسط زمانہ میں آئے ہیں اور آپ کی امت (وسط) درمیانی امت کہلاتی ہے۔ اس لئے ضروری ہوا کہ جتنے نبی آپ سے پہلے آئے تھے اتنے ہی آپ کے بعد بھی آئیں اور امتیں بھی اتنی ہی ہوں جتنی کہ پہلے تھیں۔ یوسف مر گئے تو لوگوں نے کہا کہ اب کوئی نبی نہیں آئے گا اسی طرح موسیٰ وعیسیٰ کے بعد بھی ہوا اور محمدیوں نے بھی وہیں سے سیکھ لیا اور گالیاں بھی ان سے ہی سیکھی ہیں کہ نبیوں کو دیوانہ جانتے تھے مجھے بھی کہتے ہیں کہ تو دیوانہ ہے مگر تم مجھ سے ملجاؤ تا کہ تم سے یہ سوال نہ ہو کہ کیا تمہارے پاس رسول نہیں آئے تھے؟ تو تم سے کوئی جواب بن نہ پڑے گا اور عذاب میں پڑو گے۔ طلاق اور نکالنا جائز نہیں' آپ نکل جائے تو اس کا مہر باطل ہو جائے گا' واپس آئے تو مہر کی حقدار نہ ہوگی کیونکہ ایسے احکام سے عداوت پھیلتی ہے۔ اگر بدچلن ہو تو تم کو کیا وہ خود اپنی سزا بھگتے گی اور جب تک مذہبی عداوت سے نہ بچو گے تو سات سو سال تک تباہ ہوتے جاؤ گے۔

عام احکام: قبروں اور قبوں کا گرانا حرام ہے۔ نبی رشی، مناد حقیقی، خدا کا کلمہ، روح اور حکم ہوتے ہیں اور تم میں ہر وقت ان میں سے کوئی نہ کوئی موجود رہتا ہے ورنہ گواہ نہیں رہ سکتے۔ اور سب کا مادہ ایک ہی ہے۔ اسی پودے سے محمد، موسیٰ، عیسیٰ، رام چندر اور نانک پیدا ہوئے ہیں اس لئے ان کو زندہ ماننا فرض ہے۔ ہاں جسمانی موت سے سب مر چکے ہیں۔ عیسیٰ بھی مر چکے ہیں البتہ ان کا نام زندہ اور باقی ہے، کیونکہ ان کو خلد نہیں حاصل ہوا۔ **کل نفس ذائقة الموت** کا معنی ہے کہ ہر ایک نبی مر چکا ہے کیونکہ اگر کل شی مراد ہو تو معنی صحیح نہیں رہتا۔ تعلیم شریعت پر تنخواہ لینا حرام ہے کیونکہ کسی نبی نے معاوضہ نہیں لیا۔ اور زکوۃ نہ دینا بھی حرام ہے۔ اس لئے اہل اللہ کو نذر و نیاز دینا ضروری ہوا۔ اور قربانی کا خمس بھی ضروری دیا جائے اور جو بچ رہے وہ بیت المال میں جمع رہے۔ مالدار اتنی شراب پئیں کہ ان کی روٹی ہضم ہو سکے اور ہوش میں فرق نہ آئے۔ غریب آدمیوں پر دودھ اور گوشت حرام ہے اور شراب بھی حرام ہے، جب تک کہ روزانہ تین سے پانچ روپیہ تک نہ کمائیں۔ اور اپنا مکان نہ بنالیں اور قرضہ نہ اتاریں۔ سکر یعنی شراب کو خدا نے اپنا انعام بتایا ہے تو پھر کیسے حرام ہوا؟ ہاں ہمارے حکم کے خلاف حرام ہے۔ اپنی ضروریات سے زائد مال سے صدقہ خیرات کرو اور یہی نیکی ہے خواہ چکا آتا ہو اور یہی نیکی ہے کیونکہ اس سے دوسروں کو فائدہ ہے۔ ورنہ تمہاری نماز اور روزہ سے دوسروں کو کیا حاصل ہوتا ہے۔ قرآن میں ہے کہ ربا یعنی روپیہ کے کرایہ سے خدا کے ہاں مال نہیں بڑھتا اگرچہ دنیا میں بڑھ جاتا ہے اور زکوۃ سے بڑھ جاتا ہے اس لئے سود خوار گیارہ ماہ سود کھائے اور بارھویں ماہ کا زکوۃ میں دے۔ اپنے رشتہ داروں کو اور شریعت بتانے والے کو اڑہائی روپے فی سینکڑے کا حساب منسوخ ہو گیا ہے۔ کمائی کرنے والا فی روپیہ پیسہ دیا کرے اور محنتی فی روپیہ ایک ادھیلہ۔ زمین اور چار

پاؤں کی زکوۃ بھی فی روپیہ ایک پیسہ کے حساب سے ہے۔ تکبیر سے حرام جانور حلال نہیں ہوسکتا' بلکہ صاف کرنے سے حلال ہوتا ہے۔ پس جو مردہ جانور صاف کیا جائے وہ اگر اپنی حیاتی میں حلال تھا تو اب بھی حلال ہے، ورنہ حرام ہے۔ ہاں کھانے کے وقت سب پر خدا کا نام لیا کرو۔ کتا روٹی لے جائے تو دانت کی جگہ پھینک دو باقی صاف کر کے کھاؤ۔ نذر و نیاز خواہ کافر اور مشرک کی ہو اللہ اکبر کہہ کر کھا جاؤ کیونکہ وہ اصل میں حلال ہے۔ مگر غیر اللہ کے نام کی نذر و نیاز دینا حرام ہے۔ اللہ اکبر کہہ کر یہ بھی کھاؤ جس کا گلا گھونٹا ہوا ہو، جسکے لاٹھی لگی ہو، گر کر مرا ہو، سینگ سے مرا ہو یا درندہ پھاڑ گیا ہو قبر یا بت وغیرہ کی نیاز ہو یا تیر وغیرہ سے مر گیا ہو یا باز، کتے اور بندوق سے مر گیا ہو۔ تم شکاری کتا یا باز وغیرہ چھوڑو تو حق تیری ذات کہہ کر چھوڑو۔ اہل توحید کا رستہ لو، اہل تثلیث کا نہ لو۔ بغیر سود کے روپیہ قرض نہ دو۔ بیوپار کی سند سرکاری ہو۔ لنگر جاری کر کہ بڑا ہو جائے۔ ذی روح کو تکلیف نہ دے۔ جھوٹ نہ بول۔ معافی لے اور دے۔ غریب کی پرورش کر۔ میرے نام کا تصور کرتا کہ تو گورو بن جائے اور عالم محبوب کی حیاتی میں مل۔ مفت روپیہ نہ دو، محنت کرو امیر بن جاؤ گے۔ چھوٹے سے بحث نہ کر کیونکہ وہ کچا پھل ہے۔ برابر یا بڑے سے دین کی بات کر۔ بدبودار اور بری چیز کو مکروہ کہتے ہیں۔ نیک و بد کی تمیز الہام، قرآن، وید، نبوت اور رسالت سے ہے۔ یہی الہام چرند و پرند میں بھی ہے۔ حالات بدلنے سے خدا کا علم بھی بدلتا ہے، پس اختلاف کی وجہ سے امام حقیقی کو نہ چھوڑو۔ دکھ سکھ خدائی ہے اور نیک و بد تمہاری ایجاد ہے اور اس پر جزا و سزا شریعت ہے۔ الہام بوقت ضرورت ہوتا ہے۔

۳۶.....امام حقیقی مسمی بہ ''مظہر الاسرار'' میں لکھتے ہیں کہ خدا اپنی ذات اور سات صفات میں قدیم ہے اور ہم اپنی ذات، سات صفات، عناصر اربعہ، روح، خلاء اور تغیر میں حادث ہیں۔

مصنوع اپنے صانع کونہیں پاسکتا۔ خدا کی چار صفات (قدیم، نا قابل تغیر ہونا، بلا اسباب پیدا کرنا اور قائم بالذات ہونا) ذاتی ہیں اور ہماری سات صفات خدا کی صفاتی صفات ہیں اوران گیارہ صفات میں وہ لا ثانی ہے باقی اوصاف عارضی اور جدید ہیں۔ اور نبی صفات صفاتیہ کی صفت عرضی ہوتا ہے اور زمانہ جدید میں ہوکر جدید ہی چلا جاتا ہے۔ سات صفاتی صفات میں انسان عارضی طور پر شریک ہیں۔ اور چار ذاتی صفات میں ہرگز شریک نہیں ہوسکتے انسان کی صفات لاشریک ہیں اور وہ بھی اپنی ذات میں لاشریک ہے تو خدا کیوں لاشریک نہ ہوا؟ خدا خالق حقیقی ہے اور سات عناصر خالق عارضی ہیں اور خالق ذاتی کی مخلوق ہیں اور اپنے خالق کی طرح نہیں ہوسکتے جس طرح تمہارا فعل تم میں داخل نہیں ہوسکتے، اسی طرح خدا کی مخلوق اس میں داخل نہیں ہوسکتی۔ جس شریعت میں نفع کم اور نقصان بہت ہو وہ قابل تنسیخ ہوگی تو پھر تم کیوں قدرت کا اضافہ (کہ ایک دانہ سے سات سودانہ بنتا ہے) کھاتے ہو اور روپے کا اضافہ (سود) نہیں کھاتے؟ کمہار برتن بناتا ہے تو جس طرح چاہے ان کو پکاتا یا توڑتا ہے نہ وہ برتن کمہار میں داخل ہوسکتے ہیں اور نہ کمہار برتنوں میں داخل ہوتا ہے۔ پس خدا اور مخلوق آپس میں ایک نہیں ہوسکتے۔ جو لوگ پتے کی سبزی سے صفت موصوف ایک بناتے ہیں وہ دیکھ لیں کہ سبزی اڑ جاتی ہے اور پتا قائم رہتا ہے تو پھر کس طرح وہ ایک دوسرے میں داخل ہوئے اور خدا جب تم میں داخل ہوگا تو تم ہی خدا بن جاؤ گے تو بڑا کون ہوگا؟ خدا نے سات صفات کو بغیر مادہ کے پیدا کیا اور ان کو خلق بالاسباب کا وسیلہ بنایا، چنانچہ پہلے خلا یعنی آسمان پیدا کیا، اس کی حرکت سے ہوا پیدا ہوئی پھر ان دونوں سے آگ پھر ان تینوں سے پانی، پھر ان چار سے مٹی اور ان پانچ سے حیوان، پھر ان کے بدلنے سے تغیر اور اس سے ہمارا نام خالق ہوا۔ پس یہ خالق عارضی

ہوئے۔

نتائج: اوران سے مخلوق ہدایت، وحی، پرورش وغیرہ چلی، پس ہر چیز جہاں سے پیدا ہوتی ہے وہیں ملیامیٹ ہوجاتی ہے اسی طرح تم بھی ملیامیٹ ہوجاؤ گے، اگر اس بات کو سمجھنا چاہتے ہو کہ دنیا کہاں سے آئی ہے اور کہاں جائے گی تو گوروسے ملو۔ مخلوقات جتنی قسم کی ہے اتنی قسم ہی اس کے عناصر ہیں۔ کڑوے کے کڑوے اور شیریں کے شیریں گو بعض صفات میں مل جاتے ہیں مگر مادہ میں نہیں ملتے اور ہر ایک کا تخم اسی مادہ میں رکھا ہے اس لئے ایک جنس سے دوسری پیدا نہیں ہوتی اور ان میں اتحاد نہیں، بلکہ عداوت چلی آتی ہے۔ جو عنصر جس میں زیادہ ہے وہی مخلوق اس کی ہے۔ تم میں مٹی زیادہ ہے اس لئے تم مٹی ہوجاؤ گے اور مچھلی میں پانی زیادہ ہے تو مر کر پانی ہوجاتی ہے۔ ایک روحانی مخلوقات بھی ہے جو نرومادہ کے سوا پیدا ہوتی ہے جیسے کھیتی وغیرہ کے کیڑے اور پتنگ اور ہر وقت کمی بیشی ہوتی ہے اس لئے تم ہر وقت مرتے بھی ہو اور جیتے بھی۔ عناصر کی بیرونی سطح نیچے اور درمیان میں ان کی اپنی اپنی پیدائش چھوٹی بڑی موجود رہتی ہے اور ہر ایک عنصر اپنے ان تین حصوں میں ختم ہوجاتا ہے اور ہر ایک عنصر کی اپنی پیدائش دوسرے عنصر میں اتنا ہی زندہ رہ سکتی ہے کہ جتنا حصہ اس عنصر کا اس میں موجود ہوتا ہے پھر فنا ہوجاتا ہے۔ اسی طرح اپنے حصہ کے مطابق دوسرے عنصر کی پیدائش کو سنوارتا یا بگاڑتا بھی ہے۔ تم نے سنا ہوگا کہ جنس کو جنس کاتی ہے اور لوہے کو لوہا۔ اس سے ثابت ہوا کہ انسانی اصلاح انسان سے ہی ہوسکتی ہے غیر سے نہیں ہوتی اور تمہارے عناصر کو بھی تمہاری طرح بھوک پیاس، دکھ سکھ، خوارک کی موافقت اور مخالفت ہوتی ہے اور تمہارے تخم (روح و مادہ) کے ذرات کا بھی یہی حال ہے کہ وہ بھی آپس میں دوست دشمن نیک و بد ہوتے ہیں اور تمہاری طرح ان کی بھی عبادت ہے اور ان کو بھی موت وحیات آتی

ہے۔ اور یہی سات عناصر سات روز پیدائش کے ہیں۔ پس یہی نظام عالم، قانون قدرت ہوا۔ ان میں اتفاق وافتراق ہوتا ہے جیسا کہ پہلے تھا اور پھر ہوگا اور یہی اتفاق کر کے کئی شکلیں بدلتے رہتے ہیں جیسے الف ایک ہے مگر بدل بدل کری تک تیس حرف بن گیا ہے۔ یہ سات عناصر سات دنیا ہیں تم ان میں حرکت کرتے آئے ہو اور پہلے جہاں سے فنا ہو کر دوسرے میں پیدا ہوتے رہے ہو۔ جتنے جنم تم بھوگ آئے ہو ان کی خبر سوائے نبی کے کسی کو نہیں ہوتی۔ تم رحم سے نکل کر ۴۵ یوم ماں کے جسم میں پھیل جاتے ہو پھر تین ماشہ کی بوٹی بن کر ۴۵ یوم میں انسان بن جاتے ہو، پس یہی تمہارے ۴۵ یوم پہلے ۴۵ سال ہیں جس میں تم عقل کامل تک پہنچتے ہو، پھر ۴۵ سال تک ختم ہو جاتے ہو۔ جتنے سانس تم نے ماں کے پیٹ میں لیئے ہیں اتنی صدیاں تریتے اور کل جگ کی عمر ہے اور جتنے سانس والد کی پشت میں لئے ہیں اتنے سال کلجگ اور دواپرا کی عمر ہے اور جتنے سانس تم نے خوارک، خلا اور ماں کے جسم میں مل کر لئے ہیں اتنی صدی روز شب کی آبادی ہے۔ جتنے مسام تیرے جسم پر ہیں اتنی قسم کے انسان ہیں اور اتنے ہی تیرے معدے میں کانٹے ہیں۔ دو پہر تک ست جگ کی عمر کا اندازہ ہے اور تیسرے پہر سے کلجگ کا اندازہ لگاتے ہیں۔ جب تم نوے دن رحم میں رہتے ہو تو والدین کو چاہیے خوارک اچھی کھائیں ورنہ تیری حقیقی عمر ۹۰ سال دس سال کم ہو جائے گی۔ اس وقت بوٹی میں سب طاقتیں موجود ہیں مگر ابھی روح مادہ نہیں آیا اس لئے ان کا اظہار ناممکن ہے۔ والد کی پشت میں بھی تم بیمار ہو سکتے ہو اور رحم میں بھی۔ اور اس میں ماہوار ساڑھے تین چھٹانک تم بڑھتے ہو۔ جس کو خون کی بیماری ہو اس کا بچہ دس روز بعد پیدا ہوتا ہے اور ۴۰ سال تک بچہ بیمار رہ کر مر جاتا ہے۔ والدین پیدا ہوتے ہیں تو تم بھی ان کے ساتھ پیدا ہوتے ہو اور ۱۵ سال تک منی بن جاتے ہو۔ جتنے بیمار سانس تم نے پشت اور پیٹ

میں لئے ہیں اتنے ہی دنیا میں لوگے کیونکہ تم اس جہاں کا فوٹو ہو، جس طرح تم کو دوائی کی ضرورت یہاں ہے وہاں بھی ہے۔ اس لئے جس کا بچہ پیدا نہ ہو یا مر جائے تو سات سال دوسرے ملک میں رہے اور خوراک بدل کر کھائے۔ جو یہاں عبادت کرتا ہے موت کے بعد بھی وہ اس میں مصروف رہتا ہے۔ غرض جو کچھ تم اس دنیا میں ہو وہی تم اگلے جہاں میں بنو گے۔ اگر یہاں ہم سے ملو گے تو وہاں بھی ہمارے ہی طالب رہو گے۔ جتنے روز وشب یہاں ہیں اتنے ہی جنت اور جہنم کی عمر ہے اور پھر وہ دونوں برباد ہو جائیں گے اور دوبارہ زمانہ از سر نو شروع ہوگا کیونکہ تم محدود ہو تمہاری جز او سزا بھی محدود ہوگی۔ سات حالت عناصر کی لطیف زندگی ہے پھر پانچ حالتیں (خوارک۔ منی۔ رحم موجود اور قبر) کثیف زندگی کی ہیں۔ کل بارہ حالتیں اور جونیں ہیں اگر تم ہم میں سرتی لگا کر محو اور حلول ہونے کی عادت پکاؤ تب تم کو نجات حاصل ہوگی ورنہ تم کو پھر یہی بارہ جونیں بھگتنی پڑیں گی اور جتنا چکر تمہارے آنے جانے کا ہے اتنا ہی چکر تمام حیوانات کا ہے۔ وضو میں تین تین دفعہ پانی لینے کی ضرورت نہیں صرف صفائی کی ضرورت ہے خواہ مٹی سے ہو یا پانی سے۔ کہنی اور ٹخنہ کی بھی ضرورت نہیں۔ خون، ہوا اور پاخانہ پیشاب سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ جنابت سے غسل فرض نہیں صرف قدرتی اصول ہے کہ انسان صاف رہے۔ پرندے بھی اس وقت پر جھاڑ لیتے ہیں۔ قصر وقضا کا حکم منسوخ ہے۔ محدود اشیا نصف عمر تک بڑھتی ہیں پھر گھٹتی گھٹتی فنا ہو جاتی ہیں مگر غیر محدود کی نہ کوئی ابتدا ہے اور نہ انتہا۔ اس لئے یہ کہنا غلط ہے کہ امت وسط تک دنیا کمال تک پہنچ چکی تھی تو اب نبوت بند ہو چکی ہے، کیونکہ دنیا انادی اور غیر محدود ہے اس کا قیاس محدود پورے وغیرہ نہیں کرنا چاہئے، پس امت محمد یہ وسط اور درمیان ہے جتنے نبی اس سے پہلے آئے تھے اتنے ہی بعد میں آئیں گے اور جب کبھی ضرورت پڑتی ہے تو خدا تعالیٰ اپنا

آلہ قدرت کھڑ کا دیتا ہے، یعنی نبی بھیج دیتا ہے تا کہ لوگوں کواز سرنو خبردار کرے ۔

احکام: اور خواب کی شریعت معتبر نہیں (جیسا کہ مرزائی تعلیم میں ہے) کیونکہ ابراہیم کی خواب کو خدا نے باطل ٹھہرایا تھا اور یوسف علیہ السلام کو بتایا کہ تم افضل ہو اور جنگ بدر میں تھوڑے دکھائے گئے تا کہ جو کام کرنا تھا ہو جائے ، ورنہ اس کی اصلیت کچھ نہیں صرف دیکھنے والے تک ہی محدود رہتی ہے اور۔ بس قدرتی حلال وہ ہے جو دکھ نہ دے اور نہ اس کے کھانے سے تکلیف ہو اور نہ اس کے لباس سے کراہت ہو ورنہ پلید اور حرام ہوگی۔ روٹی بدبو دار ہو کر مکروہ ہو جاتی ہے۔ تم بھی گناہ سے پلید ہو جاتے ہو، تم کو پاک کرنے کی ضرورت ہے۔ پانی اور ہمارے نام سے کوئی حرام حلال نہیں ہوتا۔ گناہ سے تمہاری روح بد بودار ہو جاتی ہے تو ہم کو پکارا اور جنم کو سدھار۔ نیک و بد کے لئے تمہارا ضمیر ہی تمہارا امام ہے۔ دکھ میں صبر کرو۔ اور خدا کی یاد میں جو سانس گذارو گے اس میں عذاب نہ ہوگا ، ورنہ غیر جنس میں جنم لینا ہوگا۔ جو یہاں پر ہی نجات کا طالب ہے وہ زندہ گورو درباری کو ملے۔ جس کی شناخت یہ ہے کہ ہر مذہب سے آزاد ہوتا ہے اور پیدائشی عالم ہوتا ہے کسی سے کچھ نہیں پڑھتا، مصلح ہو کر شرارت دور کرتا ہے۔ شریعت کا مادہ ہوتا ہے وہ سب کو ایک ہونا اور محبت سکھلاتا ہے اور کوئی بھی اس کے کلام کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اس کے اصحاب بننے سے یا اس کا تصور جمانے سے نجات حاصل ہوتی ہے اس کے مرنے کے بعد اس کے کلام کا تصور جمانا بھی موجب نجات ہے۔

جن کو درسن ات ہے ان کو ہوگا اُت   جن کو ات نہ ہووی ان کو ہوگ نہ اُت

یعنی حقیقی گورو کے دیکھنے والے وہاں بھی اسے دیکھیں گے اور عارضی گورو (یعنی مولوی وغیرہ) کا ملنے والا اسی کے ساتھ ہوں گے اور ان کی مکتی اتنے بھگتنے کے بعد ہوگی کہ

جتنے سانس اس نے اپنی ماں کے پیٹ میں لئے ہیں۔ الہام قدیم اور جدید ایک ہی ہیں مگر ضرورت کے مطابق تبدیل ہوجاتے ہیں۔ پس قربانی مکہ میں جائے۔ سود جائز ہوا۔ جتنے وقت چاہو عبادت کرو، روزہ ایک رکھو یا دس جب چاہو حج کرو۔ جہاں نبی ہے وہی جگہ خدا کا مکان ہے، اسی مکان کی زیارت ہی حج ہے۔ حقیقی مناد کی علامت یہ ہے کہ ایک اکیلا ہو کر سب پر غالب آتا ہے اور لوگوں کی غلطیاں ٹھیک کرتا ہے' کہ کسی کو کافر مت کہو ورنہ تم کافر ہوجاؤ گے۔ کافر وہ ہے جو خدا کو نہیں مانتا۔ جس کو خدا خود پکڑے گا فتویٰ حکم آسمانی ہوتا ہے۔ خدا نے اب تمام فتوؤں کو عالم محبوب کی زبانی توڑ دیا ہے۔ جو اپنی بیوی کو ماں کہے یا جو اپنے خاوند کو باپ کہے وہ حسب طاقت جرمانہ بھریں۔ مفلس ہوں تو رشتہ دار پانچ پانچ جوتے ان کے سر پر ماریں یہ معاف بھی کرسکتے ہیں مگر ان کو بری عادت پڑ جائے گی۔ ہر فیصلہ مالی یا بدنی امام وقت یا سلطان وقت کرے اور یا قوم کا سردار۔ برا کہنے والے کو ملامت کرو، چوری یاری، ڈاکہ، خون، لوٹ مار اور جبر کا فیصلہ سرکار کرے گی۔ ورنہ یوں فیصلہ ہوگا کہ وہ نقصان پورا کرے جرمانہ اور قید بھی ہو۔ زانی اور زانیہ کو جرمانہ اور قید۔ چور سے مال لے کر جرمانہ اور قید۔ خون کا جرمانہ مقتول کے وارث کو ملے۔ باقی جرمانہ حاکم کو۔ جو بدکاری کا بن دیکھے الزام لگائے اس کے منہ پر تھوکنا اور ملامت۔ درود سے مراد نبی کی عزت وآبرو ہے نہ کہ منہ کی آواز۔ ایمان بالغیب ضروری ہے دیکھ کر نہیں جو ایک کا بھی انکاری ہے وہ سب کا انکاری ہے جیسے ایک آیت کا انکار سب آیات کا انکار ہے۔ وسیلہ بغیر نجات نہیں اس لئے تم میرے پاس آؤ میں تمہارے بوجھ اتاروں گا اور راستہ صاف کروں گا کیونکہ تم نے اختلاف مذہبی کیا ہے۔ غریب چوہڑے چمار کے ہاتھ کا کھانا نہیں کھاتے اور ان سے عورت نہیں لیتے۔ ہر ایک نبی بنایا نہیں جاتا۔ جن چیزوں سے انسان یا اور مخلوق پیدا ہوتی ہے وہی پاک اور معصوم

ہیں۔ایک جز وہوا کا نبی اور بادشاہ ہوتا ہے ایک پانی کا،ایک مٹی کا اور ایک آگ کا،اسی طرح خلا وغیرہ میں بھی خیال کر واور انہیں اجزاء سے حقیقی منادکی پیدائش ہوتی ہے اوراس کا ماننا ہی حقیقی کلمہ اوراسلام ہے اور نہ ماننا کفر ہے۔اور عارضی کلمہ اسلام نہیں نبی کے حکم کا پابند ولی،شیدائی،مصدق اور گواہ ہے اور یہ نبی کے زمانہ میں ہوتے ہیں۔خواب نشہ ہے اور نشہ والے کا کلام معتبر نہیں،اس لئے نیند کی شریعت معتبر نہیں۔ نبی پیدائشی پاک ہوتا ہے۔ گیارھویں پارہ تیسری سطر میں نبی کو استغفار کا حکم نہیں ہوا بلکہ یہودیوں کو" سورہ فتح"میں بتایا کہ مال خرچ کر کے جوتم نے لڑنا تھا لڑ چکے آئندہ لڑائی کا بوجھ تم سے اتار لیا ہے اب محبت سے اسلام چلے گا۔ذنبک بمعنی تکلیف جنگ ہے۔پس محمد نے کوئی گناہ نہیں کیا۔ناپاک کا کلام ناپاک ہوتا ہے تو اس سے نجات کیسی؟ نماز میں جس طرح چاہو ہاتھ باندھو۔بچہ روکر کہتا ہے ماں موت لینی ہے،اسی طرح تم اختلافی موت روکر خدا سے لیتے ہو اور برباد ہو رہے ہو۔میری بیعت میں داخلہ ضروری ہے جس طرح کہ محمد کی بیعت میں داخلہ ضروری تھا۔بربط،ستار باجہ اور راگ سے بھی خدا کی عبادت کر سکتے ہو،مگر اس میں غیر کا نام نہ ہو۔ عبادت میں بھجن اور نظم ونثر راگ سے ہوسکتی ہے،کیونکہ راگ ایک آواز ہے جس کا انکار نہیں ہوسکتا۔بھجن کا نمونہ یہ ہے ۔

یامولا تو واحد ہے خالق ہر جز وکل	ہر اک برکت ذات وچ لیا کجھ نہ مل
پیدا جنسوں کریں تو دیویں روزی آپ	نہ تیری کوئی نسل کل ناں مائی ماں باپ
رحم محبت پرورش وصف تیری وچ ذات	بنا تساڈی ذات دے ساری ذات کذات
جو در تیرا چھوڑ کے تکے پرائی آس	جنم جنم اس گھاٹرا ہرگز ودھے نہ راس
تو مالک ملکیتاں کریں حفاظت آپ	اوہ بھی وچ نگاہ دے جو وچ پشت باپ

تے ہور خوراکاں اندر جیہڑے رحمیں آئے — تے اوہ بھی پرورش تیری اندر جو مائی نہیں جائے
یا مولا ہر حالت اندر توں مالک ہیں کل — جو شئی پرورش واسطے کدیں نہ تیجیں مل
یا مولا صلوٰۃ تمامی تیری خاطر ہے — تو قائم بالذات ہے دائم تیری جے

داڑھی منڈاؤ یا رکھو یہ نجاتی فعل نہیں ہے ہاں نبی ضرور رکھے اور لب کے بال بھی نہ کاٹے۔ وہ بال کاٹیں جو تکلیف نہ دیں۔ ختنہ بھی اختیاری ہے، یہ رسم ابراہیم سے پہلے کی ہے۔ حنیف کا معنی مختون نہیں بلکہ وحدانیت والا ہے۔ غسل میت صرف صفائی کیلئے ہے ورنہ نجاتی نہیں۔ بیوی میاں کو اور میاں بیوی کو غسل دے۔ اسی طرح ماں باپ وغیرہ کا ساتواں، چالیسواں کوئی چیز نہیں، سامنے رکھ کر مردہ کیلئے دعا نہ مانگو۔ بعد دفن مانگو۔ کوئی تعزیت کے لئے نہ آئے کیونکہ اس میں مالی نقصان ہے۔ فراغت پاکر عام قبروں میں جاؤ تا کہ تم کو موت یاد آجائے۔ مصیبت کا نام معجزہ ہے۔ ۱۹۱۰ء میں میں نے کہا تھا کہ رنگ بدلنے والا ہے۔ لوگوں نے مجھے جرمنی جاسوس سمجھ کر تین روز گرفتار کرایا۔ مگر حاکم نے کہا کہ تو راست باز پادری ہے باغی نہیں اور بعد میں خود شکایتی باغی ہو گئے۔ ہر طرف پاؤں دراز کر سکتے ہو۔ آواز آئی کہ نبی کی بجینس ہی رسالت ہے اندر رہ کر سناؤ باہر جانے کی ضرورت نہیں۔ جو مذہبی لڑائی کرتے ہیں وہ کتے ہیں اور یہ مثال بری نہیں، کیونکہ پہلی تعلیم میں اس سے بھی بڑھ کر مخالفوں کو کہا گیا تھا۔ موسیٰ نے جب کتاب (عصا) سنائی تو فرعون کو (**حیۃ**) سانپ ڈس گیا اور ید بیضا یعنی سپید آنکھیں نکالیں اور ناراض ہوئے۔ "**عصا**" سے مراد کتاب ہے، غنم سے مراد قوم اور بتوں سے سائل ہیں۔ مسیح نے مردہ دل زندہ کئے تھے نہ کہ حقیقی مردے زندہ کئے ورنہ ان کی نسل دکھاؤ۔ اور وہ پرندے بھی دکھاؤ جو آپ نے بنائے تھے **کیف تحیی الموتی** ابراہیم نے کہا کہ میری قوم مردہ کیسے زندہ ہو سکتی ہے تو خدا نے

پرندوں کی مثال سے سمجھایا کہ ان کی پرورش کرو پھر بلاؤ آ جائیں گے۔ میرا مددگار نبی ابھی پوشیدہ ہے جب اس کا نام مجھے بتایا جائے گا تو میں اعلان کروں گا' پانچ گواہ تو ہو چکے ہیں جو میری طرف سے تبلیغ کرتے ہیں **انشق القمر** انسان کا وجود پھٹ گیا اور جسم فنا ہوگیا۔ **سراجا منیرا** نبی کی حیاتی ہے۔ خدا کی طرف دھیان کرو ہم میں محو ہو جاؤ اور **یاوھاب** کی آواز ہو' مگر نبی سے یا کسی نسل نبی سے اجازت حاصل کرو تو دیدار الٰہی ہو جائے گا۔

صابرہ: جو حساب سے عبادت کرتے ہیں وہ اپنی جان کا دام ادا کریں پھر خوارک پھر پرورش کا ورنہ غریبی کا اظہار کریں میری بیوی صابرہ بیس سال سے میری محبت میں رہی اور خدا کا اسم اعظم اپنے دل پر لکھا اور خیال میں ہی خدا کو پکارتی رہی کہ یا اللہ کرامت کیا چیز ہے' تو خدا نے کہا کہ کرامت تو تیرا ہی وجود ہے۔ پھر کہا تو کہاں رہتا ہے؟ تیرا جسم کیسا ہے تو خدا آگ پانی وغیرہ سے مرکب ہو کر محدود شکل دھار کر چار پائی پر نظر آیا اور نقشہ قدرت اس کو دکھایا ایسا دیدار سات دفعہ ہوا اور نبی کی نظر میں محدود ہو کر آتے ہیں اور وہ غیر محدود بن کر ہمارے وجود میں نہیں آ سکتا، کیونکہ ہم ہر ایک چیز پر قادر ہیں اور شاہ رگ سے بھی نزدیک ہیں۔ ایک دفعہ ہم صابرہ کو یوں نظر آئے کہ ہم آسمان پر اس کو چار چاند لگا کر شاہی شکل میں نظر آئے اور بال بال سنہری تار تھا تا کہ اس کو معلوم ہو کہ خدا ہی تمام روشنی کا منبع ہے جب اسے شک ہوا کہ خدا آسمان پر ہے تو خدا نے اسے زمین کی پتال بھی دکھائی اور زمین و آسمان کے دفتر بھی دکھائے اور ایک تار لطیف روحی بھی دکھائی تا کہ گواہ رہے کہ نر ناری کا یہاں فرق نہیں۔ یہ مرتبہ میری وجہ سے اس کو حاصل ہوا اور گو میں نبوت کا طالب ہوں مگر وہ خدا کی طالب ہے میری طرح وہ فطرتی اور بلا اعمال پاک ہے اس نے پوچھا کہ یا اللہ تو کہاں رہتا ہے اور کیا کرتا ہے؟ تو خدا ایک کمہار کی شکل میں بت بناتا ہوا دکھائی دیا' کہا کہ یا اللہ بت کی

پرستش منع ہے، کہا کہ میں بناتا ہوں پرستش نہیں کرتا۔ پس بت بنانا جائز ہوا اور پوجنا حرام۔

۳۷..... کتاب امام حقیقی ع ۳ مسمی ''بمعراج روحانی'' میں لکھتے ہیں کہ مجھے روحانی معراج جنوری ۱۹۰۷ء میں یوں ہوا تھا کہ دوپہر کے بعد خدا کی ہستی میں غور کرتے ہوئے باغ کے درمیان بیٹھا ہوا تھا کہ پانچ آدمی آ کر کہنے لگے چلو تم کو ام الکتاب کا حقیقی راز دکھلائیں۔ جب میں تھوڑی دور چلا تو ایک طاق تہ زمین کی طرف دیکھا جس میں اتر کر میں نے ایک دوسری دنیا دیکھی جس میں نظام شمسی قائم تھا۔ تو تین آگے چلنے لگے اور دو پیچھے اور یہ دنیا مجھے بھول گئی کیونکہ وہ دنیا صاف ستھری شور و غل سے پاک تھی۔ آگے بڑھا تو ایک وسیع میدان میں اسٹیج پر ایک کرسی خوشنما نظر آئی جس پر محمد (ﷺ) جلوہ افروز تھے اور پیر دستگیر چوری کر رہے تھے اور دائیں طرف رام چندر اور کرشن کھڑے درخواست کر رہے تھے اور بائیں طرف نانک اور دیانند اپنی درخواست پیش کر رہے تھے اور میرے تابعدار اس بہشت میں جمع ہو رہے تھے۔ میں نے کہا یہی اصل اسلام ہے کہ تمام مذہب جمع ہیں۔ آگے بڑھا تو عورتوں کی مجلس پر نظر پڑی جس میں حضرت مریم اور موسیٰ کی والدہ (یوحانذ) کرسی نشین تھیں اور حضرت فاطمہ اور سیتا سامنے درخوست گذار تھیں۔ پھر آگے بڑھا تو ایک پردہ نظر آیا اس کے اندر گیا تو ایک بڑا میدان آیا جس کے درخت ہاتھ سے محسوس نہیں ہوتے تھے کیونکہ میں ابھی کثیف حالت میں تھا۔ پھر ایک اور مجلس دیکھی جس میں راون تخت نشین تھا اور پیچھے آدم پرہما اور روشن کھڑے تھے دائیں طرف ابراہیم، موسیٰ، عیسیٰ کھڑے تھے اور بائیں طرف رنجیت سنگھ اور اورنگزیب۔ یہ گو دنیا میں لڑتے رہے مگر وہ بالا اعمال تھے، کیونکہ اصلاح عالم کے لئے لڑتے تھے۔ آگے بڑھا تو لوگوں نے کہا آؤ خاص دربار میں حاضری بھرو آگے چلا تو لوگ کچھ پڑھتے نظر آئے، معلوم ہوا کہ وہ اسم ذت اوم یا وہاب پڑھ رہے تھے اور آج

تیسرا اسم حق تیری ذات ان کو پڑھایا گیا تھا' یہ تینوں اسم میری شریعت میں داخل ہیں اور یہی تینوں اسم ہر ایک نبی اور رشی کا تکیہ کلام ہوتے ہیں۔ آگے بڑھا تو شیشے کے رنگا رنگ مکان نظر آئے جن کے وسط میں اک بڑا سا ئبان دیکھا جس میں ایک کرسی پر انسان کی شکل نظر آئی جس کے اردگرد تمام ستارے اور چاند گھوم رہے تھے اور وہ حرکت کرتا تھا تو ان لوگوں نے سجدہ کرتے ہوئے کہا حق تیری ذات، پاک تیری ذات۔ پھر آواز آئی کہ سید سردار عالم تریتے میں حقیقی امام ہوا اور شریعت اتفاقی اس کو عطا ہوئی۔ پھر محمد نے نانک کے ہاتھ کپڑے منگوائے تو دستار حسن نے رکھی، چولہ حسین نے پہنایا، چادر محمد نے اور شلوار میں نے خود ہی پہن لی۔ پھر محمد نے کہا رے نانک تیرے بعد میرا بیٹا خلیفہ کیا گیا ہے۔ یزید نے میرا گھر ویران کر دیا تھا اب پھر آباد ہو گیا ہے۔ پھر نانک نے مچھلی اور نان کھلائے۔ پھر راگ شروع ہوا جس میں یہ شعر پڑھتے تھے شعر

تو پورب تو پچھم سائیاں تیریاں سب نے جایاں ‏ تیرا حمد تے حامد تیرے تیریاں سب وڈیایاں

تیرا علم علیم بھی تیرے تیرا کھیل کھلایاں ‏ تو دانو کا دانا سایاں تیریاں سب دانایاں

تو حاکم محکوم اسی ہاں تیری سب بھلایاں ‏ اول آخر ظاہر باطن تیریاں نے سب شاہیاں

تو اوچے تو نیچے سایاں ہر ہر جا سمایا ‏ سورج چند ستارے سارے نظر تیری وچ آیا

رنگو رنگ عجائب خانے قدرت رنگ دکھایا ‏ ہر اک بوٹے ڈالی پتر راگ تیرے تھیں پایا

تو وحدت تے وحدت تیری ہر ہر وچ سمائی ‏ نبی رشی سب اتھے اوتھے تیری دین گواہی

محمد نے کہا راگ جائز ہے اور یہاں صرف نبی اور رشی ہے یا وہ ہیں کہ جن کو اتفاقی شریعت ملی ہے باقی لوگ بہشت کے ساتویں پردہ میں رہتے ہیں۔ جن کو اختلاتی شریعت ملی تھی تم اتحادی شریعت سکھاؤ۔ آپ کے دائیں طرف ایک مکان میں پنجتن پاک اور خدیجۃ الکبریٰ

دیکھیں۔ پھر محمد نے کہا کہ میں نے حکم دیا تھا کہ شریعت بنی اسرائیل کا حق ہے۔ مرتے وقت پھر حکم ہوا تو میں نے قلم دوات منگائی کہ خلافت حضرت علی اور اس کی اولاد کا حق لکھوں مگر عارضی عالموں نے جھگڑا کیا اور کہا کہ یہ بیہوشی کا کلام ہے حالانکہ نبی کبھی بیہوش نہیں ہوتا۔ قرآن میں بھی ہم نے یہی لکھا تھا' مگر عارضی عالموں نے سب حکم توڑ دیئے اس لئے تم کو نبی بنایا کہ لوگوں کو دھوکہ سے بچائے۔ پھر مشرق ومغرب کی طرف دروازے کھلے جس میں انسانی پیدائش نظر آئی، ایک ہوائی تھا دوسرا ناری، مگران دونوں میں بھی تخت خداوندی نظر آیا۔ پھر اور پردہ کھلا جس میں تمام جانوروں کی پیدائش نظر آئی، انڈے سے پرند نکلتا ہوا معلوم ہوا اور پرندے سے انڈا دکھائی دیا۔ پھر شاہی مسجد لاہور کے گنبدوں کے برابر ساتھ انڈے نظر آئے مگر وہ بھی مکان ہی تھے۔ پھر ایک اور پردہ کھلا جس میں تمام قسم کے ہتھیار جنگی موجود تھے۔ پھر دوزخ کا پردہ کھلا جس میں نہ روشنی تھی اور نہ گرد، تالاب خون اور پیپ سے پر تھے، ریچھ اور بندروں کی آواز سنائی دیتی تھی۔ پھر ایک اور پردہ کھلا جس میں سورا لٹے ٹانگے ہوئے تھے کہ جن کے زمانہ میں کوئی نبی نہ آیا تھا۔ پھر ایک دروازہ سے باہر نکلا تو ساتھ والوں نے کہا کہ پورے دس سال آپکو معراج ہوا ہے۔ صابرہ نے کہا کہ تم کو گئے ہوئے تو ایک ہی منٹ گذرا ہے۔ محمد نے بھی ایسا ہی معراج کیا تھا۔ ابراہیم کو ایک آدمی راستہ میں ملا جو قبرستان سے عبور کرتا تھا۔ کہا کہ یہ قبرستان کیسے زندہ ہوسکتا ہے؟ تو اس کو نیند آ گئی جس میں سو سال تک سویا رہا۔ جاگا تو ابراہیم نے پوچھا کتنی مدت سوئے ہو؟ کہا کہ ابھی ایک دن بھی نہیں گذرا۔ ابراہیم نے کہا کہ تم تو سو سال مرے رہے، یعنی سوئے رہے ہو۔ مگر اس نے نہ مانا اور کہا کہ میری خوارک اور میری سواری سلامت ہے لیکن اے ابراہیم تیرا کہنا مانتا ہوں کیونکہ تو نبی ہے اور خدا ہر شی پر قادر ہے۔ میرا معراج بھی دس سال کا اسی طرح گذرا ہے،

ماننے والے مان لیں گے۔ میں بھی چار سال کا تھا میرا باپ مکھن شاہ نماز پڑھ رہا تھا تو جب سجدہ میں پڑا تو میں اس کے سر پر بیٹھ گیا اور زور سے دیر تک دبا تا رہا آخر وہ ہنس کر مجھے اتا رنے لگا تو میری دادی نے کہا کہ اس بچہ نے تیری نماز معاف کرادی ہے، ایک ہی سجدہ منظور ہے، معلوم ہوتا ہے کہ یہ ولی اللہ ہوگا کیونکہ جب دیکھتی ہوں قرآن پھاڑ تا ہے اور کاغذ دھوتا ہے اور اسکے جانور بناتا ہے۔ تو ابتداء سے ہی تبدیلی مجھ میں موجود تھی جس نے جو کام کرنے ہیں بچپن میں ہی اس کو ان کا خیال ہوتا ہے۔ مثلاً عالم و عاقل بچپن میں ہی بعد پیدائش پچاس دن کے آواز کو غور سے سنے گا اور جب وہ پشت اور رحم میں ہوگا تو اس کے والدین عقل کی باتیں سنیں گے۔ حاکم بچپن میں کسی کا کلام نہ سنے گا اور متحمل مزاج ہوگا۔ کنجوس عورت کا حمل سخی ہو تو وہ بھی سخاوت کرنے لگ جاتی ہے۔ صدقہ بیماری کی شفا کے لئے کیا جاتا ہے۔ سوالی کو دینا خیرات ہے اور آمدنی سے کچھ دینا زکوٰۃ ہے مگر صدقہ عقیقہ ولیمہ۔

احکام: ساتواں، چالیسواں وغیرہ سب حرام ہیں کیونکہ ان میں انسان کا نام آجاتا ہے۔ خدا کا نام لے کر نذر نیاز ہو تو جائز ہے۔ سال میں تین دفعہ ہمارے ہاں حاضری بھرو۔ اول میں جیٹھ کو جب کہ میں پیدا ہوا۔ دوم یکم جنوری کو جب کہ مجھے معراج ہوا۔ سوم میری موت کے دن جبکہ شریعت پوری ہو جائے گی۔ میرے بعد خلیفہ وہ ہوگا جو میری ہدایت پر چلے۔ اپنا بیوپار یا کام کر کے پیٹ پالے ورنہ بیت المال سے اس کو کچھ تعلق نہ ہوا۔ اور نہ ہی ہماری جائداد مکسوبہ فروخت کر سکے گا۔ ایک ماہ میں ایک دفعہ جمع کیا کرو اور آپس اپنی جماعت کے لئے بہتری کے کام سوچو اور خلیفہ سے منظوری حاصل کرو اور جاتے ہوئے ہر طرف ایک ایک سجدہ کرو اور خلیفہ بھی مغرب کی طرف پاؤں پھیلائے، ورنہ وہ طرف پرست ہوگا۔ جمعہ

پر آنے والے کم از کم ہمارے لئے فی روپیہ ایک پیسہ لائیں تاکہ یتیموں کی تعلیم پر خرچ ہو۔ نذر و نیاز، قربانی، زکوۃ، خشک یا تر مال، سب یہاں پر حاضر کرنا ہوگا تم کو بڈی کی تجارت بھی روا ہے۔ تعلیم دینے والا بیت المال سے کھائے اور تنخواہ لینا اس کو حرام ہے۔ لڑکی کی شادی پر ایک روپیہ اور پیدائش پر آٹھ آنے بیت المال میں جمع کرواؤ اور لڑکے کی پیدائش پر ایک روپیہ ادا کرو اور شادی پر دو روپے۔ ہر ایک دنیاوی کام پر بھی ہماری فیس دینی ہوگی۔ مبلغین اور ان کی اولاد بیت المال سے کھائیں۔ کسی اہل اللہ کو ضرورت ہو تو بیت المال سے قرضہ سود پر لے سکتا ہے بشرطیکہ خلیفہ نگرانی کرے۔ متعہ ناجائز ہے اور نکاح وقتی جائز ہے اور مدت گزرنے پر خود بخود طلاق ہو جائے گی ورنہ طلاق منسوخ ہو چکی ہے۔ لاوارث عورت تن بخشی کرے تو گواہوں کے سامنے کرے ورنہ وہ دونوں زانی ہوں گے اور ان کو دس آدمیوں کے درمیان شرمایا جائے۔ ہماری عبادت گاہ کے دروازے ہر طرف ہوں گنبد چنداں ضروری نہیں۔ عبادت کے وقت راگ میں میرا نام بھی خدا کے ساتھ ملا کر جپو ورنہ تم مشرک بن جاؤ گے۔ نبی اور اللہ کو دو حاکم ماننا شرک ہے اس لئے تمام مولوی مشرک ہیں، ان کو عذاب ہوگا۔ چھپ کر یار رکھنے والی عورت چار تک مردوں سے نکاح کر سکتی ہے مگر ایسی خونخوار عورت سے بچو۔ زانی کا نکاح زانیہ سے کرائیں تاکہ جنس کو جنس مل جائے۔ غیروں سے پردہ کرو۔ امیر پر غریب کی پرورش فرض ہے۔ خاوند چھ ماہ تک غائب رہے تو اس کے بھائیوں سے خرچ بھی اور دنیاوی خواہش بھی پوری کرائے۔ اور لوگوں کو شادے وہ نہ مانیں تو کسی سردار ہم خیال سے اپنی خواہش پوری کرے۔ پھر اس کے گھر رہے یا وہ سردار اسے کسی کے سپرد کرے، اس کا بھی اظہار کر دے ورنہ چوری مدد دینے والا زانی ہوگا اور چھ صدی آگ میں عذاب پائے گا۔ مالک واپس آجائے تو عارضی مالک انکار نہ کریں ورنہ سردار

سرداری سے توڑا جائے اور مالک کا بھائی غدار ثابت ہوگا اس اثناء میں جو اولاد ہو اس کی وارث صرف ماں ہے جسے چاہے دے دے سات رشتہ والدین کے اور سات رشتہ اپنے چھوڑ کر باہر شادی کرو ورنہ تم کافر بن جاؤ گے۔ آدم کے پہلے ساتھ آدم تھے تو اس کی اولاد نے ان کی اولاد سے نکاح کیا اور جب ناری تنگ کرتے ہیں تو خاکی کو پیدا کیا جاتا ہے اسی طرح کئی دفعہ ہوا اور ہوتا رہے گا اور جب نبی نہیں آتا تو اس وقت گناہ کوئی چیز نہیں ہوتی اس لئے نبی بعد نبی کے اور کتاب بعد کتاب کے بھیجنا ضرور ہوا، ورنہ پیراؤ مولوی دین تباہ کر دیتے ہیں جیسا کہ محمد کے بعد انہوں نے حجر اسود اور منازل شیطان (جمرات) کو پوجنا شروع کر دیا ہے تم اس سے بچو خواجہ خضر پانی پرستوں نے پانی کا نام رکھا ہوا ہے اور زمزم کی بھی عبادت کرتے ہیں ورنہ قرآن کا حکم نہیں حلال چیز حرام کے ملنے سے حرام نہیں ہوتی اس لئے چوری کے مال سے زکوۃ جائز ہے شیر دار کو ایذا نہ دو ورنہ بارش کم ہو جائے گی بادشاہ اور نبی کے بچاؤ کے لئے قربانی دیا کرو میزان نظام شمسی کا نام ہے۔ وزن اعمال کا نام نہیں کیونکہ معراج میں دکھایا گیا ہے کہ قیامت سے پہلے ہی جزا و سزا شروع ہے کم نہ تولو اور پردہ دری نہ کرو۔ نبی اور بادشاہ پر زکوۃ واجب نہیں کو ابلبل کے بچے پکڑے رہا تھا کہ میں نے ان کو چھوڑا یا تو بلبل کہنے لگی کہ اب حفاظت میں میرے بچے آگئے ہیں۔ یہ ابھی آزاد کر دے گا کبھی کبھی ہر ایک کے عبادت خانہ میں جا کر ان کی طرح عبادت کرو۔ عناصر پاک ہیں مگر جب تجھ سے ملتے ہیں تو ناپاک ہو جاتے ہیں۔ میں کرشن ہوں، محمد، موسیٰ، مسیح اور راجپندر کا عملی نمونہ ہوں گا۔ گاندھی نہ رشی ہے نہ اوتار ہے، کیونکہ وہ ایک مذہب کا پابند ہے اور چوہڑے چمار، سکھ، عیسائی اور ہندو مسلمان سب کو ملاتا ہوں خدا کا حکم ہے کہ

میری خشکی بحر سمندر میرے گرجے مسجد مندر　　میرے ازل ابد دے بندر میں مالک مختار یدا

میں ہر اک بچے دیوچ آواں اپنی وچ تحریر لکھاواں نحن اقرب حکم سناواں کم کراں دلدار یدا

میں خود نبی رشی ہو آواں اپنا حکم میں آپ بتاواں پیر عالم تھیں ہر اسداواں دیواں سبق غفار یدا

ہر ایک نبی کو غریبوں اور مسکینوں نے مانا ہے اس لئے صدقہ خیرات حق انکا ہے۔ محمدی لوگ نماز میں ہی شرک کرنے لگ جاتے ہیں پہلے کہتے ہیں کہ یا اللہ ہم تیری عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں پھر نبی کا درود پڑھتے ہیں۔ اس کی عبادت شروع کر دیتے ہیں۔ میں سولہ سال کا تھا کہ خدا شیر کی صورت میں آیا اور اس نے پکڑ کر مجھے چاروں طرف گھمایا تو میں نے کہا حق تیری ذات سچ تیری ذات۔ شریعت رو رہی تھی کہ میرا پرسان حال کوئی نہیں ہے خدا نے کہا کہ تیرے مخالفوں کو آگ میں ڈالوں گا۔ اے راستی تیرے بیٹوں میں سے سب سے بڑا بیٹا سید محبوب عالم بنی اسرائیل اب تیری حفاظت کے لئے نبی بنایا ہے۔ آل رسول کے دشمن یزیدی اور فرعونی ہیں۔ انہوں نے ہی کہا تھا حسین کو جلد قتل کرو نماز قضا نہ ہونے پائے۔ شریعت کے بعد جو مصدق شریعت آتی ہے وہ تبدیل ہو کر پہلی ہی شریعت ہوتی ہے اور پہلا ہی نبی رشی مناد ہوتا ہے (یعنی میں محمد ثانی ہوں)۔ مگر لوگ نہیں سمجھتے۔ نبی کے بعد خلیفوں نے نماز کو یعنی شریعت کو بگاڑ دیا۔ اسلئے تم ان سے بچو۔ خدا بے مثل ہے تو میں بھی بے مثل ہوں اور میرا کلام بھی بے مثل ہے۔ **علیون، سجیون** بہشت کے دو علاقے ہیں، جن میں میرے لوگ رہیں گے۔ **فلا اقتحم** میں **تحم** سے مراد سستی ہے اور **عقبہ** سے مراد غلام ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ تم اپنے ہم خیال کو تکلیف میں دیکھ کر سستی نہ کرو اور نہ فقیر کی خدمت سے باز آ۔ **سموات** دو لفظوں سے مرکب ہے **سما** یعنی آسمان اور **روات** یعنی پیدائش یا یوں کہو کہ اصل میں تھا **سما معہ سات**، یعنی آسمان اور سات عناصر جن کا ذکر پہلے کر چکا ہوں۔ قیام سے لے کر سجدہ تک جو تم کرتے ہو

وہ نماز اور صلوٰۃ ہے جو ایک دفعہ کرو یا دس دفعہ، تین یا پانچ کی شرط نہیں۔ قرآن کی ماہیت خدا جانتا ہے یا راسخون جانتے ہیں میں راسخون ہوں اور قرآنی معمہ میں ہی حل کروں گا۔ عارضی بادشاہ ایک قوم کو عزت دیتا ہے اور دوسری کو ذلیل کرتا ہے اور حقیقی بادشاہت کو عزت دیتا ہے۔ پس نبی ہی حقیقی بادشاہ ہوا۔ ابراہیم نے جب تین جھوٹ بولے تھے تو اس وقت وہ نبی نہ تھا، ورنہ وہ جھوٹ نہ بولتا۔ اس کا نام برکت ہے اور ہر ایک نبی کا نام بھی برکت ہوتا ہے۔ مشہور ہے کہ خدا پنڈلی دوزخ میں ڈالے گا تو وہ سرد ہو جائے گا۔ اس سے مراد یہ ہے کہ مردے کی پنڈلی کھولی جائے گی اور قیامت میں کھڑا کیا جائے گا۔ مسیح اور محمد کے حواری بھی اسرائیل ہی ہیں۔ سردار ولی، غلام علی۔ سردار صابرہ اسی نسل سے ہیں جنہوں نے تیری گواہی دی۔ بدلہ کا معنی برابر کرنا ہے سو آج تیرے سبب اس کرخت شریعت کو منسوخ کیا اور رحم فرمایا تا کہ اتفاق پیدا ہو۔ پس جو قاتل ہو وہی مارا جائے یہ نہیں کہ جس کے گلے میں پھانسی پوری ہو اس کو قتل کیا جائے۔ شکم پرور حرامیوں نے شریعت بگاڑ دی ہے۔ اخیر کا نشان یہ ہے کہ بھلائی گم ہو جائے گی اور برائی تیزی پر ہوگی۔ یہ نشان تیسری پتی کل جگ کے جانے پر ہوں گے۔ دوسری تبدیلی تب ہوگی کہ زمین و آسمان بدلیں گے اور اس تبدیلی کو سات سو سال گذر جائیں گے، پھر سب چیز پانی ہو جائے گی اور سو سال تک پانی چڑھتا رہے گا اور اصلی اخیر تب ہوگی کہ گھڑا ٹوٹا بھی فنا ہو جائے گا اور صرف خدا ہی رہ جائے گا۔ شیریں اور تلخ کو زیادہ نہ کھاؤ۔ اندر بیٹھ، آرام کر، برتن کی تاثیر خوراک میں ہوتی ہے اس لئے تو مٹی ہے اور مٹی کے برتنوں میں ہی کھا۔ امیر کو خیرات لینی زہر ہے۔ جانور سے اس کی طاقت کے موافق کام لو مخالفت کو توڑنا خارق ہے۔ انتہی نمبر ۳۔

۳۹...... امام حقیقی نمبر ۴ مسمی بہ ''گیان گنج'' میں لکھا ہے کہ اگر تم آنے والے عذاب سے بچنا

چاہتے ہو تو میری تابعداری کرو ورنہ پچھتاؤ گے اور چار صدی نو ماہ نو دن کے بعد بار بار پیدا ہوتے رہو گے' اور اگر تابعداری کرو گے تو حشر تک آرام سے سوتے رہو گے۔ جب بہشت، دوزخ برباد ہو کر دوسری دفعہ دنیا آباد ہو گی تو اسکا ابتدائی زمانہ ست جگ ہوگا' جیسا کہ صبح سے سات بجے تک کوئی شرارت نہیں ہوتی' ست جگ میں نہ نکاح منڈو ہوتا ہے نہ چوری یاری۔ اور نہ شریعت صرف جنگل کی گذران ہوتی ہے' جب جنگلی تمدن چھوڑ کر انسان اپنا تمدن اختیار کرے گا اور شریعت آئے گی، یہ زمانہ دواپر کا ہوتا ہے جو سات بجے سے ایک بجے تک کی مثال ہے۔ اور اس میں کام کاج ہوتے ہیں اور تریتے میں یعنی تین بجے سے پانچ تک بھوک پیاس ڈگریاں وغیرہ ہوتی ہیں اور اسی حصہ میں ظلم ہوتا ہے' اور نبی آ کر کہتا ہے کہ کسی کو نہ ستاؤ۔ عصر کے بعد کا وقت آخری زمانہ کل جگ ہے جس میں ہر کوئی آرام کی طرف مائل ہوتا ہے اور مطلب کی عبادت کرتا ہے' مگر اہل اللہ راستی کی آواز سناتے ہیں قیامت اسی زمین پر قائم ہو گی اور یہیں نیک بندے اپنے اعمال کی جزا پائیں گے۔ یاجوج ماجوج یعنی انکاری لوگ جب قبروں سے نکل کر ادھر ادھر بیہوشی میں پھریں گے تو ہماری اطاعت نہ کرنے پر افسوس کریں گے۔ نبی رشی اور سات ہستی حقیقی فرشتے ہیں' ہر ایک بھلا کرنے والا بھی فرشتہ ہے اور برا کرنے والا شیطان۔ اس کی شناخت یہی ہے کہ انسان کو چھیڑتا رہتا ہے۔ زمانہ کے دوسرے حصہ میں آٹھ مذہب ہیں، ایک اہل اللہ، باقی سات مٹی، آگ، ہوا، خول، پانی، روح اور تغیر کو ہی مانتے ہیں مگر وہ فساد نہیں کرتے' اس لئے ان کو عذاب نہ ہوگا۔ ''**ان تذ بحوا بقرة**'' بنی اسرئیل کو حکم ہوا تھا کہ جس سانڈھ کی تم عزت کرتے ہو اس سے کام لو اور اسے خدا کا اوتار نہ سمجھو۔ اور **فاقتلوا انفسکم** تم اپنے آپ کو گناہ کی وجہ سے ذلیل سمجھو' اس مقام پر نذر و نیاز کا جانور یا قتل نفس مراد نہیں' اس لئے خدا کی

راہ نہ کچھ جلایا جائے اور نہ جانور مارا جائے' اور اپنے نبی کی مورتی کے سوا کسی اور مورتی کی پر ستش نہ کرو ورنہ تمہیں جنم کی سزا ملے گی اور نبی کی مورتی کی تعظیم سال بسال کی جائے، ورنہ تم برباد ہوجاؤ گے۔ جتنی عمر تم زندہ رہتے ہواگر تم انکاری ہوگے تو اس سے تمہیں گناہ زیادہ سزا پاؤ گے (مثلاً جو ۳۰ سال کا ہے اس کو ۶۰۰ سال زیادہ ہوگی)۔ انسان، چرند و پرند وغیرہ میں جنم نہیں لیتا بلکہ چوراسی اجزا میں اس کی خوراک موجود ہوتی ہے۔ ۴۵ برس میں وہ اپنے چوراسی جنم کھالیتا ہے اور نوے سال تک گھٹتا جاتا ہے' نیک ہوگا تو جنت میں جائے گا ورنہ پھر ان چوراسی اجزا میں واپس آئے گا اور پھر پیدا ہوگا پس یہی چوراسی جنم ہیں۔ جو اپنی حیاتی میں کھا کر مرتا ہے چالیس سال کے بعد جو نر ناری شادی کریں اور بے عیب ہوں تو ان کی اولاد ایک سو چالیس سال تک زندہ رہے گی۔ تیس سال میں شادی کریں تو ایک سو بیس سال۔ بیس سال میں شادی کریں تو اسی ، نوے تک انکی اولاد زندہ رہے گی۔ زمین و آسمان ایک برتن ہے' جس میں چرند، پرند اور سارے انسان، چوہڑے چمار، بادشاہ اور کمین سانس لیتے ہیں اور اپنے اندر سے خوارک نکالتے ہیں۔ اور وہی مشترکہ اجزءلطیف ہوکر اور ہماری کثیف غذا بن کر ہمارے جسم میں آتے ہیں' تو پھر اونچ نیچ کا خیال کرنا غلط ہوگا، اس لئے گورو سے ملو۔ تا کہ تمہارا یہ بھرم گنوادے ورنہ ایک لاکھ چوراسی جنم لینا ہوگا۔ سوچو کہ غیب اور لطیف حالت میں تم سب ایک ہی ہو۔ جیسا کہ ثابت ہوا مگر اب کثیف حالت میں تم الگ الگ کیوں ہوگئے اس لئے میں مذہبی اختلافات کو مٹانے آیا ہوں اور خدا بھی مٹانا چاہتا ہے۔

پڑھ عالم تم چڑیاں سارے مذہب بازبن آیا   ایک ایک کر کھائے سبھناں اپنا جشن منایا

ہے شیطان فسادی ظالم جو رل بہن تھیں موڑے   ست چت آنند سروپوں سانوں توڑ وچھوڑے

اکو ازل، ابد بھی اکو اکو ماپیاں جائے ۔ تے ہندو مسلم چوہڑے گگڑے کیونکر نام سدائے

جاپئے ملاں پنڈت دیدی ملن تساں نہ دیندے ۔ اک کلمہ نوں پڑے جے دوجا اسنوں کافر کہندے

لا الہ دے آکھن کارن دسو کی برپائی ۔ تے رام رام دے آکھن کارن کیوں نہ ملے رہائی

جب تک تم مذہب کی گرفت میں ہو تم ترقی نہیں کر سکتے' اسے چھوڑ دو ورنہ تمہارے لئے بیڑیاں، ہتھکڑیاں اور پھانسی تیار ہے۔ تو جب اس عذاب میں پھنسو گے تو کہو گے ہائے مذہب تیرا ستیاناس۔ ہر ایک عنصری پیدائش اسی میں پرورش پاتی ہے اور اسی کا رنگ اختیار کرتی ہے اور ہر ایک پیدائش کی جنسیں حقیقت میں ایک ہی ہیں، تمام انسان ایک ہیں، صرف اوقات اور موسم سے مختلف ہیں' ورنہ منی میں انسان ہوتا ہے اور انسان میں منی۔ اپنے گھر آپ ہی پیدا ہوتا ہے اور اپنا ہی بیٹا کہلاتا ہے۔ اسی طرح رشی نبی کا مادہ قرآن، وید، پران اور گرنتھ ہیں۔ یہی مٹی ان میں خرچ ہوتی ہے' اس لئے ان کی بھی تعظیم واجب ہے۔ صفا اور مروہ پہاڑیاں ہیں ان کی تعظیم بھی جاری ہے' مگر یہ تعظیم خدا کے جلوہ سے ہے ورنہ لکڑی، پتھر وغیرہ کی پرستش ناجائز ہے۔

احکام: اسی طرح گورو کو پرماتما ہی مانو جو انسانی صورت میں نمودار ہوا ہے، ورنہ بت پرستی ہوگی اور نوے سال میلا اور پیپ کھانا پڑے گا۔ پس نبی صورت تبدیل کر کے انسان بنا ہوا ہے، ورنہ وہ پرماتما ہی ہے۔ **انہ لقول رسول کریم** قرآن رسول کا ہی کلام ہے اور وہی کلام خدا کا بھی ہے۔ پس ثابت ہوا کہ خدا، رسول اور قرآن رسالت سب ایک مادہ ہیں جو شخص الگ الگ خیال کرے وہ کافر ہوگا اور ایک سو سال تک کوہڑی رہے گا اور جو لوگ نبی کو نبی جان کر، مٹی کو مٹی جان کر اور پتھر وغیرہ کو پتھر وغیرہ جان کر پوجتے ہیں، وہ بت پرست ہیں۔ سانس لطیف خوارک ہے۔ تم جب نطفہ تھے اس وقت بھی تمہاری خوارک لطیف تھی تو

بہشت میں بھی تمہاری خوراک لطیف ہوگی۔ نبی اپنے فائدہ کی دعا نہ مانگے۔ اٹھوورانہ تلاش کرو۔ سورج آگ ہے اور چاند پانی اور چاند سورج کے اوپر ہے اور اس سے بڑا ہے تاکہ سرد رہے، ایک سیر پانی تول کے رکھو تو جتنا وہ ہر روز کم ہوتا ہے اتنا ہی تم روزانہ مرجاتے ہو اور تین گنا زندہ ہوتے ہو۔ نصف عمر کے بعد دوگنا موت اور ایک گنا خوارک ہوگی۔ نیک بروں کی صحبت میں نہ بیٹھے اس لئے گورو سے ملو تاکہ تمہارے دل کا زنگار صاف ہو۔ مذہب کا تفرقہ اصلاح کے لئے ہوا ہے، مگر تم نے عداوت کا ذریعہ بنالیا ہے، اس سے بچو۔ بچہ پیدا ہو تو اسکے منہ میں پہلے پہل گیانی کو تھوک ڈالو اور اس کے مکان میں روزانہ سات دفعہ رام رام کرو اور سات دفعہ اللہ اللہ، تاکہ مذہب سے دور رہے اور بچے کو لوری اس طرح دیا کرو۔

اے بچہ تیرے رب تدہ عدموں کیا موجود	باجھوں اس اکال روپ کریں نہ کتے تجود
اندر ہر ہر حال دے ہے تیرا نگہبان	ست چت آنند تند تے رکھیں دلوں ایمان
پرورش کرداتدہ دی باجھوں دام دعا	منگے عوض نہ ایسدا کرداہے دیا
تیرے وانگر اوس تے بچہ ہردی آس	جو منگے سو پائے گا نہ کوئی رہے نراس

حاملہ عورت سے نہ ملو ورنہ وہ بھی بیمار ہوگی اور تم کو بھی سستی وغیرہ ہوجائے گی اور حمل گرتا رہتا ہے اور سات جنم میں اوتر (بے اولاد) رہتا ہے۔ نبی کا فیض بعد از موت بھی ہے ورنہ وہ نبی ہی کیسا ہے۔ مگر واقفیت ضروری ہے اس لئے ''بدیشی نبی'' سے تم کو نجات نہیں ملتی، کیونکہ وہ تمہارا واقف ہی نہیں۔ پس میں ہی موجودہ زمانہ کے لئے آیا ہوں مجھ سے ملو اور جو میرے بعد میرا خلیفہ ہوگا وہ بھی کسی مذہب کا طرف دار نہ ہوگا۔ میں حقیقی انسان مثل پرماتما کے ہوں تمام تفرقے مٹانے آیا ہوں۔ کیا خدا انسان کا جامہ نہیں پہنتا تو پھر قرآن، گرنتھ وغیرہ خدا کا

کلام کیسے ہوئے؟ حالانکہ یہ نبی کا کلام ہے، خدا نے تو ان کو جلد بنوا کر نہیں دی۔ پس رسول، رسالت اور خدا ایک ہیں۔

پڑھ نظم مندر ہم مسجد گرجے ہم ہی ٹھاکر دوارے ہیں — ہم ہی رام محمد نانک ہم ہی کرشن پیارے ہیں
ہم ہی داتا گر انگی ہم عالم درباری ہیں — ہم ہی موسیٰ عیسیٰ برہما وشن مہیش سہارے ہیں
ہم ہی گنگا جمنا لگاتے ہند سندھ پیارے ہیں — ہم ہی یروشلم تے مکے اکے دے بلہارے ہیں
کہو عالم جو کل ہے میرا باغ تمام — پھل پھول اسدے جان تو نوع نبی انسان

جب دنیا پھر پیدا ہوگی تو جو عورتیں اس وقت حاملہ ہو کر مری ہیں وہ اس وقت بغیر مرد کے بچے جنیں گی اور آدم، حوا پیدا ہوں گے۔ اگرچہ وہ اس وقت مٹی ہو گئے ہیں مگر ان میں انسان کا بیج موجود رہے گا۔ جیسا درخت میں بیج ہے اور بیج میں درخت۔ آدم کا باپ بھی اسی طرح اس سے پہلے مخلوق سے تھا اور عیسیٰ کا باپ ایک رسول تھا کہ جس نے کہا تھا کہ "**لاھب لک غلاماز کیا**" میں تجھے لڑکا دیتا ہوں۔ بہشت کی خوراک لطیف ہوگی اور کھانے والے بھی لطیف ہوں گے اور ان لطیف جوڑوں سے حور و غلمان پیدا ہوں گے۔ خلیل کا بت خانہ خدا کا مکان تھا۔ ویسے محمد، موسیٰ، عیسیٰ، کرشن اور نانک کا آستان بھی خدا کا ہی آستان ہے۔ ویسے ہی عارضی مسجد، مندر، گرجا اور گوردوارہ بھی اسی کا آستان ہے۔ اسی طرح میرا مکان بھی درہ نجات ہوا ایک دن میں نے جنگل میں کچھ کورے برتن دیکھے جو پانی سے خالی تھے اور کچھ پرانے جن میں پانی تھا، مجھے پیاس تھی میں نے پیاس بجھائی تو خدا نے مجھے کہا کہ رسمی مولوی اور پنڈت کورے برتن ہیں۔ ان میں نجات کا پانی نہیں اور جنکو لوگ نفرت سے دیکھتے ہیں ان میں نجات کا پانی موجود ہے۔ انسان مچھلی مار کر کھاتا ہے یہ اس کا اپنا عمل ہے جو ظاہر ہوا تم کسی کو کچھ نہ کہو برے اپنی برائی خود پالیں گے۔ تین ماہ میں جس کا بچہ گرتا ہے اس کے

پاس تین ماہ کی حاملہ نہ جائے ورنہ اس کا بھی حمل گر جائے گا۔ جس کے بچے مرتے ہوں تو زچہ کے پاس نہ جائے بلکہ پچاس روز تک زچہ کے پاس خوبصورت نیک خصلت جائیں۔ بری مورتی پاس نہ ہو وہاں لڑائی نہ ہو بلکہ راگ لطیف ہو اور محبت کی باتیں ہوں اور وہ پچاس روز تک باہر نہ نکلے ورنہ بیمار ہو جائے گی۔ روح کا حلیہ نہیں تو خدا کا حلیہ بھی نہیں۔ بھائی اور والدین سے خوارک کا مول نہ لے کیونکہ بعد موت کے تم وراث ہو۔ بھائی کی بیوہ تم سے اولاد حاصل کرے بشرطیکہ وہ کہہ دے کہ میں اب دیور سے اولاد لےلوں گی۔ اگر دیور نہیں تو سسر سے اولاد پیدا کرے بشرطیکہ غیر کنبہ کی ہو۔ لے پالک لڑکی بھی تم پر جائز ہے بشرطیکہ غیر کنبہ کی ہو۔ دودھ شریک بہن بھائی کا نکاح جائز ہے بشرطیکہ غیر کنبہ کے ہوں۔ جبرائیل، عزرائیل، میکائیل، اسرافیل چار فرشتے یعنی چار رشی تھے، پھر لطیف ہوئے تو دید، شنید، و چار اور ذائقہ کے چار اصول بن گئے۔ اسی طرح نبی، رشی، رسول، اوتار اور کتاب ایک ہی ہیں۔ جاہل اعتراض کرتے ہیں موسیٰ بحری آدمی کی بیعت ہو تو اس نے کہا کہ میرا کہنا مان۔ میرے کام پر اعتراض نہ کرنا اس لئے میرے شیدائی سردار ولی، ولی غلام اور بھاگ تولہ اور صابرہ ایسے ہوئے کہ موسیٰ بھی ایسا نہ ہوا۔ اور نہ مسیح و محمد کے حواری ایسے ہوئے کیونکہ وہ سب منافق تھے۔ ''**یعتذرون**'' عذر کرتے تھے مگر نبی کو خدا نے ان کا حال بتادیا تھا اس لئے ان میں مل کر گذارہ کرتا رہا۔ اصلی تابعدار تو حسین کے ساتھ شہید ہو گئے تھے باقی سب یزیدیے تھے۔ اب بھی جو لوگ ہم سے عداوت رکھتے ہیں وہ سب یزیدیے ہیں اور چار آدمی میرے ساتھ اصلی تابعدار ہیں۔ ہاروت ماروت رشی تھے جو سلیمان سے مل کر کام کرتے تھے بلقیس کا تخت بھی وہی لائے تھے۔ میرے ساتھی بھی ہاروت ماروت جیسے ہیں۔ تنخواہی مولویوں نے باتیں بنائی ہیں کہ وہ فرشتے تھے اور انہوں نے اپنی طرف سے

ایک کتاب بنا کر محمد ﷺ کی پیش کی کہ یہ سلیمان کی تعلیم تھی۔ مگر خدا نے کہا کہ سلیمان کافر نہ تھا اور اس میں کفر ہے تو وہ جھوٹے ہوئے۔ وہ دونوں رشی بابل میں تھے، ان پر شریعت اتری جس میں تفرقہ کی بات کوئی نہ تھی۔ جب محمد نے یہ سنایا تو نبذ فریق ایک گروہ نے نہ مانا اور وہ پیر و مولوی تھے۔ وراء ظھورھم بعد کی کتاب کو بھی نہیں مانتے حالانکہ اس میں قرآن کی ہی عقدہ کشائی ہے۔ یاکلون بالباطل پیر مولوی حرام کھاتے ہیں۔ مہدی سے مراد ہدایت اور شریعت جدید ہے ورنہ اس سے مراد کوئی آدمی نہیں۔ مردہ پرست چاہتے ہیں کہ نیا مہدی پیدا ہو مگر کہاں سے؟ پس حقیقی مہدی وہ ہے کہ جس کو شریعت جدید ملتی ہے۔ رشی کا وجود کلام الٰہی کا صندوق ہے۔

جیوں جیوں چین ضرورتاں تیوں تیوں ہون اوپا ‏ ‏ اہل ہمارے ہون جودیون ترت سنا

تن میت وچ من مصلے سرت امام پچھان ‏ ‏ اواز صلوٰۃ خواہش تسبیحاں ہوئی ہار ایمان

وضو حق تے بانگ محبت پرورش پڑہن پڑہان ‏ ‏ بھرم تمامی دور کر ہوویں مسلمان

تین قسم کے صوفی ہیں۔ اول لباس بھورا پوش۔ دوم سفید پوش اور ہاتھ منہ صاف رکھنے والے۔ سوم جو ہمارے نام سے صفائی حاصل کرتے ہیں اور کسی مذہب کے پابند نہیں۔ حج کے دنوں میں سردار مال جمع کیا ہوا بانٹتے تھے اور ان میں صلح ہوتی تھی تین دن بعد میں جلسہ کرتے تھے اور اپنی اپنی ترقی کے وسائل سوچتے تھے۔ محمد نے کہا تم یوں تباہ ہو جاؤ گے۔ صرف ایک کا حصہ ضروری ہے یعنی جو بت نہیں پوجتا اور جمعہ بھی ماہ بماہ قائم کرتے تھے جس میں مشورہ کرتے تھے ورنہ اس قسم کا حج بیکار ہے کہ جا کر پیسہ خرچ کر آئے اور خالی ہاتھ گھر آ بیٹھے۔ اس لئے اسراف سے بچو پس وہ مال اہل اللہ کو دو اور اختلاف مٹانے پر خرچ کرو۔ نر کا ورثہ یکساں برابر ہے۔ نر نہ ہو تو ناری کا حصہ یکساں برابر ہے۔ نر کے ہوتے

ہوئے ناری کا وہی حصہ ہے جو اس نے شادی پر حاصل کرلیا ہے یا کرے گی۔ کیونکہ اب وہ خاوند کی وارث ہوگی۔ لاولد آدمی کا وارث اس کا رحم شریک ہے۔ لاولد عورت کا وارث بھی رحم شریک ہے جو صرف اس کے مہر سے حصہ حاصل کرے گا۔ اگر کل مال مہر سے کم ہو تو بعد ادائے قرضہ تین حصہ آدمی کے وارث لیں اور ایک حصہ عورت کے وارث۔ جس کا قرضہ اور اولاد ہو وصیت نہ کرے اور جیتے جی جتنا ہو سکے اہل اللہ کو دے کیونکہ ان سے ہی راجہ اور گور وجنم ملتا ہے۔ ہم سے تصور لگاؤ تو موت کے بعد تم ہم میں حلول ہو جاؤ گے اور آرام کا بہشت پاؤ گے ورنہ جس کی محبت میں مرو گے اسی میں جاؤ گے اور عذاب ہوگا۔ لڑکیوں سے جبراً زنا نہ کرو، خرچی دے کر جائز ہے۔ یا زان کے پیٹ سے جو اولاد ہو وہ صاحب نطفہ کی ہوگی۔ اے انسان تو نور ہے مگر دشمن کے کہنے سے نار ہو گیا ہے۔ اب نجات کی خواہش ہے تو عالم محبوب کا دامن پکڑ، کیونکہ نبی رشی کی دید، شنید اور کلام خود خدا ہوتا ہے اور دونوں کا جسم ایک ہے، پس ہمارے جسم میں عالم محبوب ہے، معافی مانگ ورنہ اندھیرا جنم لے گا۔ (انتہی نمبر ۴)

(۳۹) تنقید: مدعیان نبوت قادیانیہ وایرانیہ وچیچاوطنی وگوجرانوالیہ نے یہ ثابت کردیا ہے کہ ہمارے خیال میں تمام نبی اور ذات باری ایک ہی تھے تب ہی تو اس کا کلام ان کا کلام ہوا۔ اور یہ بھی ثابت کردیا ہے کہ جو پہلے زمانہ میں رجعت اور بروز کا لفظ استعمال کیا جاتا تھا اور اس کی تشریح کرنے میں تناسخ کا مفہوم الگ کیا تھا اور پھر بھی کسی زبردست دلیل سے یہ امتیاز حاصل نہ ہوا تھا وہ آج وحی کے ذریعہ معلوم ہو چکا ہے کہ یہ سب لفظ ایک ہی معنی رکھتے ہیں اور جنم بھوگنا یا جون بدلنا ان کا آسان ترجمہ ہے، مگر حیرت یہ ہے کہ اسلام تناسخ کا قائل نہیں البتہ جو لوگ کرشن یا نانک کے اوتار بنے ہیں ان کا یہ اصولی مسئلہ ٹھہرتا ہے ورنہ وحدت ادیان کا ادعا پیش نہیں کرسکتے۔

۴۰...... جب تعلیمات پیش کردہ سے ثابت ہوتا ہے کہ چودھویں صدی کے رشیوں نے تناسخ پر ہی اپنی نبوت کی بنیاد رکھی ہے تو اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ

(الف) اگر معصوم بچہ بیمار ہوتا ہے اور گذشتہ جنم کی سزا میں بیمار ہوتا ہے تو اس کی تشخیص گزشتہ حالات سے کیوں نہیں کی جاتی اور کیوں خواہ مخواہ ڈاکٹری اور یونانی اصول حکمیہ کے استحصال میں پسینہ اور خون ایک کیا جا رہا ہے؟ ان لوگوں کا فرض تھا کہ ایک مکمل فہرست پیش کرتے کہ ان بداعمالیوں سے دوسرے جنم میں یہ بیماریاں پیش آتی ہیں تاکہ اسی قسم کا اوپا کیا جاتا ہے اگر وہ غلطی ناقابل تلافی ہے تو ڈاکٹر اور حکیم کو کیوں خواہ مخواہ مجرم بنا دیا جا رہا ہے کہ خدا تو اس کو یہ سزا دے کر اسے صاف کرنا چاہتا ہے تاکہ وہ کسی بہترین جنم میں اوتار بنے۔ مگر معالج خواہ مخواہ اس فعل خداوندی میں رکاوٹ پیش کرتا ہے اور والدین بھی چاہتے ہیں کہ اس کی یہ سزا دور ہو جائے۔ تو پھر کیا معالج یا وارث اس طرح رکاوٹ ڈالنے سے مجرم نہ ٹھہریں گے؟ اور کیا اس بیمار کے حق میں یہ خیر خواہی کمال عدوات نہ ہوگی کہ اس کو پوری سزا نہیں بھگتنے دیتے۔

(ب) ''قصص الانبیاء'' (بائیبل) کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جس قدر اصلی نبی یا تابع نبی ہوئے ہیں وہ ایک دوسرے کے مصدق تھے اور ایک دوسرے کی مخالفت میں اپنی زبان کو کبھی حرکت نہ دی تھی۔ مگر ان چودہویں صدی کے مدعیان نبوت کے حالات پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک دوسرے کو کھا جانے پر تلے ہوئے ہیں ایرانی مسیح اپنے بعد کے مدعیوں کو کافر و دجال کہتے ہیں، اور قادیانی مسیح ان کو کفر تو کجا اس سے بھی اوپر لے جاتا ہے۔ اس کے بعد جب قادیانی نبوت نے قدرت ثانیہ کا بیج بویا تو جنگلی دہتوروں نے پیدا ہوتے ہی ایک دوسرے کی آنکھ پھوڑنی شروع کر دی اور اعلان کر دیا کہ ہم چو ما دیگرے نیست۔

آج میری بیعت ہی باعث نجات ہے اور جو مجھے نہیں مانتا وہ ناری اور صحیح طور پر کافر دین الٰہی ہے۔ ان لوگوں کو شکایت تھی کہ اہلسنت آپس میں ہمیشہ تکفیری الفاظ میں مستغرق رہتے ہیں مگر ان چالیس نبیوں کی باری آئی تو آپس میں تکفیری مشینیں اس طرح چلائیں کہ اتحاد کرتے کرتے انشقاق وافتراق کا پختہ اور غیر متزلزل ستون بن گئے اور اس بات کو نہ سمجھے کہ اتفاق صرف اسی صورت میں ہوسکتا ہے کہ جب کہ دعوت اتحاد دنیا میں صرف ایک ہو مگر ایسی دعوتیں ۳۵ یا ۴۰ تک پہنچ جائیں تو یہ تمام اتحادات ان افتراقات سے بھی برا نتیجہ پیدا کرتے ہیں۔ جو ان سے پہلے تھے اور جن کے متعلق دنیا شاکی تھی کہ انہوں نے شیرازۂ اسلام بکھیر دیا ہوا ہے۔ بہر حال جب عہد حاضر کے مسیح آپس میں ہی ایک دوسرے کے مصدق نہیں تو ہم سے کیا امید رکھ سکتے ہیں کہ ہم ان کی ہاں میں ہاں ملاتے چلے جائیں۔

(ج) خدا ایک ہے اور اس کے افعال اور اقوال اپنی اپنی جگہ پر قائم ہیں اور سب گواہ ہیں کہ اس کا کوئی فعل کسی قسم کے عیب سے ملوث نہیں مگر جب عہد حاضر کے کرشنوں کے حالات پیش نظر آتے ہیں تو تمام حالات پڑھنے کے بعد خدا کے متعلق بھی ایک بدظنی پیدا ہو جاتی ہے کہ ہر ایک کو وہ بیٹا ہی دیتا ہے کسی کو بیٹی نہیں دیتا یعنی وہ بھی زمانہ ساز ہے جو سامنے آیا اسی کو امام الزمان وغیرہ بنا دیا اور غیر حاضر نبی کی امامت سلب کر کے اس کو دیدی تو گویا خدا تعالیٰ بھی (عیاذاً باللہ) ان چالیس کرشنوں کے بھیجنے میں صادق القول نہیں رہ سکا اور دھوکا دے کر سب کو نبوت عطا کرتا رہا ہے۔ اور ساتھ ہی تکفیر کی تعلیم بھی کرتا رہا ہے، کہ جو تمہیں نہیں مانتا وہ کافر ہے۔ ادھر کچھ ادھر کچھ، ایک کو امام الزمان بنایا پھر اسی کو دوسرے کی زبان سے شیطان یا دجال بتایا۔ کیا یہ ایسا فعل شنیع نہیں ہے کہ جس سے انسانی اخلاق بھی تنفر کرتے ہیں؟ تو بھلا خدائی صفات اس سے کیوں تنفر نہ کریں گے؟ رنجیت سنگھ صبح دربار

میں بیٹھا ہوا تھا تو میراثی سائلانہ طریق پر دعا دینے لگا تو رنجیت سنگھ نے اپنے نوکر سے کہا میرے والد نے آج مجھے خواب میں حکم دیا ہے کہ جب یہ مراثی صبح آئے تو اس کے سر پر سو جوتے لگانا۔ مراثی نے عرض کیا کہ جناب آپ کا والد بڑا ہی دوغلا ہے کہ مجھے تو خواب میں یوں کہہ گیا تھا کہ گنپت سنگھ سے صبح سنہری کنگن کی جوڑی وصول کرو۔ دیکھو وہ بڑا ہی شاطر ہے کہ مجھے کچھ کہہ گیا اور بیٹے کو کچھ۔ تو ایسے والد کی اولاد کیسی ہوگی؟

(د) وحدت ادیان کا ولولہ ایسے تمام تعلیم یافتہ اشخاص کی ذہنیت پر قابض ہو کر دکھائی دے رہا ہے کہ جن کے نزدیک تجدید یورپ کے سامنے قدامت مذہب نے ہتھیار ڈال دیئے ہیں تو اب جب تک مذہب کو موڑ توڑ کر اس کے موافق نہ کر لیا جائے مذہب قائم نہیں رہ سکتا۔ ورنہ مجبوراً مذہب کو خیر باد کہنا پڑیگا۔ اسلئے ان خیر خواہان مذاہب نے دو طرح پر اصلاح شروع کردی ہے جن میں سے ایک وہ گروہ ہے جو صاف تمدن یورپ میں جذب ہو کر اسلام کو مختص الوقت مذہب قرار دیتا ہے اور صاف کہتا ہے کہ اگر بانیٔ اسلام اس وقت ہوتے تو آج وہی تمدن اور معاشرت اختیار کرتے جو محققین یورپ نے عملاً اور تحقیقاً پیش کی ہے اور اپنے عقائد بھی وہی ٹھان لئے ہوتے جو موجودہ فلسفہ سے پیدا ہو چکے ہیں۔ دوسرا گروہ ایک وہ پیدا ہوا جنہوں نے مسیح کرشن اور دنیا کے قریب تر بانیٔ مذہب نانک وغیر بن کر اپنا اپنا نصاب تعلیم پیش کیا اور اپنی اپنی یونیورسٹی کے اخراجات کیلئے ایک بیت المال قائم کرنے کی دعوت دی۔ جواز سود و ترک صلوات اور قطع ارکان حج اور روزہ اور دیگر مروجہ عبادات کے بعد اپنے فروعی اختلافات میں ایک دوسرے کو کاذب، دجال اور کافر بتانے لگا اور اسلام قدیم کو موجب لعنت قرار دے کر ایک نیا اسلام دنیا کے سامنے پیش کیا جس میں تمدن یورپ کی جھلک موجود ہے۔ اور ہندو، مسلم اور عیسائی اور یہودی تعلیم کو سامنے رکھ کر

ایک نیا مذہب تجویز کیا جو اس وقت مسلم ہستی کے لئے موجب نجات تصور کیا جا رہا ہے۔ مگر مشکل یہ ہے کہ ہر ایک کا نصاب نبوت اور کورس شریعت آپس میں ٹکرا رہا ہے اس لئے یہ ضروری ہے کہ تمام مذاہب جدیدہ اور نبوات حاضرہ کے تابعدار ایک کانفرنس قائم کر کے اس امر کا فیصلہ کریں کہ دنیائے اسلام کے لئے کونسا کورس جاری کیا جائے۔ پھر جاری کرنے میں ان کو دو طریق پر چلنا ہوگا۔ **ایک** یہ کہ ایک ایک یا دو سال کے لئے پہلے مرزائی تعلیم یا ایرانی تعلیم پاس کی جائے کیونکہ یہ پہلے کورس ہیں۔ ان کے بعد دوسرے کرشنوں کی تعلیم کو بھی ترویج کا موقع دیا جائے۔ **دوم** یہ کہ محققین یورپ ان چالیس کرشنوں کی تعلیمات کو یکجائی طور پر غور وفکر کے بعد ایک مشترکہ تعلیم پیش کریں جس میں تمام کو فیصدی کے حساب سے حقوق دیئے جائیں اور حصہ رسدی ہر ایک کے بیت المال کو پہنچتا رہے۔

۴۱......موجودہ صورت میں تارکین اسلام قدیم کیلئے یہی بہتر ہوگا کہ براہ راست تمدن یورپ اور معاشرت مغربی کو اختیار کر کے ان کرشنوں کو یک قلم چھوڑ کر دور سے ہی سلام کریں کیونکہ یہی ان کا آخری مقصد ہے۔ جہاں تک پہنچنے کیلئے خواہ مخواہ کرشن بننے کی زحمت گوارا کر رہے ہیں۔ علاوہ بریں بیت المال کی فیس اور بہشتی مقبرہ کا جزیہ وغیرہ بھی ادا کرنے سے رہائی ہوگی مگر جو لوگ اصلی اسلام پر قائم رہنا چاہتا ہیں وہ یہ سمجھ لیں کہ سچ ایک ہوتا ہے اور جھوٹ متعدد ہوتے ہیں۔ پس اگر اسلام کو تجدید اور تنسیخ کی ضرورت پیش آئی تھی تو خدا تعالیٰ ضرور ایک قسم کی ہی تجدید پنجاب اور ایران میں پیش کرتا اور نبوت کے لئے وہ اشخاص منتخب کرتا جو خود غرضی کبر ونخوت اور جہالت مرکبہ سے خالی ہو کر صرف خدائی تعلیم کا جلوہ پیش کرتے اور محمد ثانی بن کر اسلام کی پیشانی پر کلنک کا ٹیکہ نہ بنتے۔

۴۲......عیسائیوں نے مدت سے یہ ظاہر کیا ہوا ہے کہ قرون اولیٰ میں اسلام کچھ اور تھا اور بعد

میں تفسیر، حدیث اور فقہ و تصوف سے اس کی اصلی تعلیم کو ستر ہزار پردوں کے نیچے دبا دیا گیا ہے اور اس اظہار سے ان کا یہ مطلب تھا کہ عیسائیت سے یہ اعتراض رفع ہو جائے کہ اصلی انجیل تو دنیا سے معدوم ہو چکی ہے تو اب عیسائیت کس حقانیت پر قائم ہے؟ اور جواب یوں دیا کہ اگر اصل عیسائیت دنیا میں نہیں رہی تو اسلام بھی اپنی اصلیت پر قائم نہیں رہا۔ اب اس اشکال کو جو لوگ پائدار سمجھ کر محو حیرت ہوئے تو انہوں نے عیسائیت کے ہم نوا ہو کر مان لیا کہ واقعی اسلام ایک معمہ بن چکا ہے جس کو آج تک کسی نے حل نہیں کیا۔ آؤ ہم اپنی فہم و فراست سے یا اپنے الہامات جدیدہ سے حل کرتے ہیں؛ لیکن بدقسمتی سے جو جو حل ان لوگوں نے پیش کئے ہیں وہ آپس میں ایک مرکز پر قائم نہیں۔ باوجودیکہ ہر ایک کا یہی دعویٰ ہے کہ قرآن شریف کی اصلی ماہیت میں ہی جانتا ہوں اور آج تک اس کو کسی نے حل نہیں کیا اس لئے ایک غیر جانبدار ان تمام کرشنوں کو پیش نظر رکھ کر اس نتیجہ تک پہنچ جاتا ہے کہ اسلام میں اتحاد کی بجائے اور اختلافات قدیمہ سے بڑھ کر اختلافات جدیدہ نے مسلمانوں کو ایسی مشکلات میں ڈال دیا ہے کہ ان کی عقل کوئی فیصلہ نہیں کر سکتی کہ کس کرشن کو قبول کیا جائے اور کس کو مسترد کر کے جھوٹ کا پتلا سمجھیں۔

ع شد پریشاں خواب من از کثرت تعبیرہا

اس لئے آخری فیصلہ یہی بہتر معلوم ہوتا ہے کہ عیسائیت کی اس چال کو ایک چقمہ سمجھ کر اعلان کر دیں کہ اسلام کی اصل کتاب قرآن مجید اور اسلام کی اصل تشریحات حدیث و تفسیر جب ہمارے پاس صاف صاف اپنی اصلیت سے موجود ہیں تو مسلم بجائے اس کے کہ تعلیمات جدیدہ کے مخمصوں میں پڑے ان کو پائے استحقار سے ٹھکرا کر سلف صالحین کی اصلی تعلیم کو حاصل کرے اور قرآن و حدیث کی عربیت اور علوم توابع کی باقاعدہ سند حاصل کرنے کی

کوشش کرے تا کہ نیم ملاؤں کے تنازعات اس کے راستہ سے رفع ہوکر کافور ہو جائیں۔

۴۳...... اسلام کو جو شخص کما حقہ باقاعدہ تعلیم پا کر حاصل کرتا ہے اس کے سامنے آج کل کی تحقیق اور آج کل کی نبوت صرف بچوں کا کھیل نظر آتا ہے کیونکہ عموماً آج کل کے محققین کو اسلام کی اسلامی تعلیم باقاعدہ نہیں ہے اور مدعیان نبوت نے تو اور بھی کمال کر دیا ہے کہ اپنی جاہلانہ لیاقت کو دبانے کیلئے اپنی جہالت علمی کا نشان صداقت ٹھہرالیا ہے اور اعلان کر دیا ہے کہ ہم کو خدائی تعلیم حاصل ہے لیکن مشکل یہ ہے کہ یہ تعلیم ادبی لحاظ سے انسانی تعلیم سے بھی گری ہوئی ہے۔ اغلاط سے پر ہے، محاورات سے خالی ہے، فصاحت و بلاغت کا نام تک نہیں، اصول محاورات کا پاس نہیں رکھا گیا۔ پھر دعویٰ ہے کہ ہم محمد ثانی ہیں اور محمد اول سے افضل ہیں تو کیا شمس نبوت نے جو کچھ الہامی عبارات میں پہلے ادبی کمال دکھایا تھا آج وہ سب کچھ بھول گیا؟ اور یا یہ لوگ تمام اہل اسلام کو اپنے مریدوں کی طرح ہی علوم اسلامیہ سے کورے سمجھے ہوئے ہیں نہیں ہرگز نہیں ابھی اسلام میں اہل حق موجود ہیں جو دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کر دکھانے کو تیار ہیں اور جو تحریرات کرشنیہ اس کتاب میں جمع کی ہیں ان سے بخوبی ثابت کرنے کو تیار ہیں کہ یہ مدعی خود ہی ادبیت اسلامیہ سے خالی ہیں دوسرے کو کب راہ راست پر لانے کے حقدار ہو سکتے ہیں

ع آنکس کہ گمراہ ست کرا رہبری کند؟

۴۴...... عہد حاضر کے مدعیان نبوت کو دو بیماریاں لگی ہوئی ہیں اول تقدس کی بیماری کہ جو کچھ ہم کہیں خواہ صحیح ہو یا غلط وہی وحی الٰہی ہے۔ اور جو کچھ دنیا میں انقلاب آ رہے ہیں وہ ان کی تصدیق و تکذیب کا ہی نتیجہ ہیں۔ دوم وحدت وجود کی بیماری۔ جس کی تعلیم اٹھا کر دیکھیں سب میں اپنے آپ کو موعود الکل ہونے کا دعویٰ ہے اور گن گن کر جتنے بروز ایک کرشن نے

سنبھالے ہیں اتنے ہی یا اس تعداد سے بڑھ کر دوسرے نے بھی پیش کئے ہیں' حالانکہ یہ دونوں بیماریاں انسان کا ایمان بھی ضائع کردیتی ہیں اتنا بڑا دعویٰ کہ ایک نہیں دو نہیں تمام انبیاء کا مظہر بنیں پھر اس پر بھی صبر نہیں، خدا کا مظہر اور خدا کی صفات کا مظہر بننے کا شوق بھی دامنگیر ہو مگر ذاتی قابلیت کا امتحان کیا جائے تو پانچ فیصدی نمبر بھی حاصل نہ کرسکیں۔

۴۵......اب ہم لگے ہاتھ جناب کمترین کا مذہب پیش کرتے ہیں کہ جس نے خود پیدا کردہ لیاقت علمی سے قرآن مجید کا ایک نیا مفہوم قائم کیا ہے جو ان مدعیان نبوت سے بھی نرالا ہے اور اس کا دعویٰ ہے کہ امت محمدیہ نے اس کی اصلی تعلیم کو مدت سے چھوڑ کر پیروں اور مولویوں کی تعلیمات کو اسلام سمجھ رکھا ہے اور آج تک قرآن کی اصلی تعلیم پر ان کی بدولت ستر ہزار پردے پڑ چکے ہیں' مگر خدا کے فضل وکرم نے مجھے قرآن فہمی کا ایسا کامل مادہ عطا فرمایا ہے کہ جس سے تمام تفاسیر واحادیث کا امتحان ہوسکتا ہے۔ اور چونکہ یہ نعمت الٰہی بلا عمل حاصل ہوئی اس لیے اس کا اظہار ضروری ہے۔ جو اس وقت متعدد تصانیف اور رسالہ ''البلاغ'' امرتسر کی اشاعتوں میں ناظرین کی خدمت میں پیش ہورہا ہے اور ایک تفسیر **بیان للناس** اردو میں شائع کی جارہی ہے جس میں تمام مخالفین (آریہ، ہندو، سکھ عیسائی، اہل سنت اور شیعہ) کی کمزوریوں پر بحث کی جاتی ہے اور ثابت کیا جاتا ہے کہ جو قرآنی مفہوم چودہویں صدی میں قرار پایا ہے وہی دستور العمل بننے کا حقدار ہے۔ پچھلے دنوں میں ان کے رسالہ ''البلاغ'' کے مضامین پر اہل اسلام نے تنقید کرتے ہوئے ثابت کیا تھا کہ یہ فرقہ ضروریات اسلام کا منکر ہے اور اہل قرآن کی پارٹیوں میں سے یہاں تک غلو کرچکا ہے کہ قرآن وحدیث کی تردید قرآن سے ہی کرتا ہے اور عبادات اسلامیہ سے روکش ہونے کا درس دیتا ہے اس لئے اس پارٹی نے ان دنوں ایک آٹھ ورقہ ٹریکٹ شائع کیا ہے جس میں

وہ اپنی پوزیشن الزامات مذکورۃ الصدر سے صاف کرنے کی کوشش کرتے ہیں مگر جو چال اس میں چلی گئی ہے وہ بہت گہری ہے۔ جو نہ امام حقیقی کو سوجھی ہے اور نہ مہدیان پنجاب وایران کے فلک کو سمجھ میں آئی ہے چنانچہ جناب لکھتے ہیں کہ

اول: ہمارے عقائد میں اس قدر کشش ہے کہ تمام نو تعلیم یافتہ خود بخود ان کی طرف کھچے آرہے ہیں قوم کو گمراہ کرنے والے مولوی چاہتے تھے کہ کوئی مسلمان ان کی اجازت کے سوا قرآن پر حاوی نہ ہو، مگر اس امت مسلمہ نے یہ بت توڑ کر ذہنی آزادی کا علم کھڑا کردیا ہے۔ ایسی جماعت کا شخصی نام امت مسلمہ ہے اور افراد امت ہذا کا نام مسلم قرار پایا ہے، کیونکہ یہ نام جناب ابراہیم نے اپنی ذریت کو دیا تھا جس کو نبی اکرم نے اپنے لئے اور اپنے تابعداروں کیلئے قبول کیا ہے اور ہم بھی قبول کرتے ہیں یہ "امت" ہر ایک مسئلہ میں قرآن کو ہی کافی سمجھتی ہے اور ان مولویوں کا ذریعہ شکم پروری بند کرتی ہے جو اس وقت **اربابا من دون اللّٰہ** بنے ہوئے ہیں اور ہم کو بدنام کر رہے ہیں۔

جواب: جو عقائد کرشن قادیانی اور مسیح ایرانی نے پیش کیے ہیں ان پر بھی نو تعلیم یافتہ لٹو ہوجاتے ہیں تو پھر یہ صداقت کا نشان کیسے ٹھہرا؟ رب کی تعریف آج کل یہ ہے کہ وہ ایک شخص ہے کہ اپنے ہم عقائد بہم پہنچائے تو اس تعریف میں "مکترین" کا نمبر کسی سے کم نہیں۔ بلکہ سب کے اول ہے کیونکہ غیر کے ذریعہ معاش پر بھی چھاپہ مارنے کی ٹھان لی ہے کیا یہ وہ حرکت نہیں جو اہل مکہ نے آغاز اسلام میں مسلمانوں کے خلاف کی تھی؟

دوم: خدا ہی حقیقۃً واجب الاطاعۃ اور مستحق عبادت ہے اسی کے احکام جاری ہوں جس کے سب محتاج ہیں۔

جواب: یہ اصول اگرچہ بڑا زبردست معلوم ہوتا ہے مگر عملی حالت میں آپ اس کے خلاف

ایک معمولی چوہدری محلّہ کے احکام بھی مانتے ہیں اور اگر یہ مطلب ہے کہ خدا نے ہی ان کے احکام ماننے کو کہا ہے تو اطاعت رسول بھی کسی جان ہل کی اطاعت سے کم نہ ہوگی۔

سوم: یہ ماننا شرک ہے کہ خدا نے اپنے احکام میں کسی کو شریک کار بنا رکھا ہے۔ **لایشرک فی حکمه احدا.**

جواب: لفظ حکم اور حکومت انتظامی معاملات پر حاوی ہے عبادتی اوامر و نواہی سے مخصوص نہیں اس لئے آیت پیش کردہ کا صحیح مفہوم یوں ہوگا کہ خدا تعالیٰ اپنی تدبیر وقضاوقدر میں کسی کو شریک نہیں سمجھتا مگر پھر منکرین کا مطلب حاصل نہ ہوگا۔

چہارم: رسول کی ذاتی شخصیت کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس کی اطاعت اطاعت الٰہی سمجھنا کفر ہے اور رسول کا اسوۂ حسنہ مصدقہ بالقرآن واجب الاطاعۃ ہے اور اس کی عقلی وانتظامی اطاعت عندالضرورۃ واجب ہوتی ہے۔

جواب: اس عقیدہ نے **لایشرک فی حکمه احدا** کے مستثنیات کی فہرست پیش کردی ہے اور رسول کو بلحاظ انتظام اور اسوہ کے شریک فے الحکم بنادیا ہے۔

پنجم: قرآن مجید اپنے اندر ایک ایسا دستور العمل رکھتا ہے کہ جس سے سرفرازی حاصل ہوسکتی ہے اور وہ دنیا وآخرت میں مالامال کردیتا ہے اور وہ اپنی تفسیر آپ ہے۔

جواب: دستور العمل کی تشریح نہیں کی کہ آیا وہ ان فروعات پر بھی حاوی ہے جو موجب ہدایت ہیں یا اس میں وہ تخیلات بھی جمائے جاسکتے ہیں کہ جن سے عہد حاضر کے کرشنوں نے اپنی نبوت ثابت کی ہے اور قصہ طرازی میں یہاں تک جوہر دکھائے ہیں کہ کفر واسلام کو ایک پلیٹ فارم پر کھڑا کردیا ہے اور تناسخ کا اعتراف کرتے ہوئے امور آخرت کا صفایا کردیا ہے۔ یہ کس کا قول ہے کہ قرآن اپنی تفسیر آپ کرتا ہے؟ اگر کسی انسان کا قول ہے تو اسے

کیوں تسلیم کیا جاتا ہے؟ ہمارے نزدیک یہ قول اگرچہ بعض جگہ قابل عمل ہوتا ہے، مگر قرآن فہمی کیلئے اس کے علاوہ زباندانی اور محاورات شناسی کی بھی ضرورت ہے ورنہ یہ اصول انسان کو ایسی تحقیقات کی طرف لے جائے گا کہ فجر، جر سے نکلا ہوا ہے اور زنجبیل، زنا اور جبل سے مرکب ہے۔

ششم: فرقہ بندی اور مذہبی نام فتنہ عظیم ہے **ھو سماکم المسلمین** کا ارشاد ہے اس لئے ہم مسلمان کا عنوان اپنے لئے پسند کرتے ہیں۔

جواب: کیا تمام اہل اسلام کو اس سے انکار ہے آپ نے آنکھ بند کر کے یہ کیسے خصوصیت پیدا کر لی ہے کیا یہ مطلب ہے کہ اس امت کے سوا تمام غیر مسلم ہیں؟ تو پھر کرشن ایرانی وقادیانی پر کیا افسوس ہے کہ وہ دونوں اور ان کے تابعدار غیر بہائی وقادیانی کو مسلم نہیں جانتے۔ جناب ایسی خودغرضیوں نے ہی مدعیان تقدس کو تباہی کا شکار کیا ہوا ہے کوئی اہل اللہ بنتا ہے کوئی آخرین میں داخل ہوسکتا ہے اور **باب رحمۃ** میں داخل ہوتا ہے، مگر ان نام نہاد عنوانوں سے کچھ نہیں بنتا اور نہ ہی ایسے نام اپنے اندر کچھ اصلیت رکھتے ہیں اور ہمارے خیال میں امت مسلمہ کا امتیازی نام ''امۃ کمترینہ'' زیادہ موزوں ہے تاکہ پبلک کو معلوم ہو جائے کہ یہ ''امت'' صرف ان تفہیمات کی پیرو ہے جو ''بیان للناس'' میں کمترین نے شائع کئے ہیں اور حنفی شافعی وغیرہ کا بھی یہی مطلب ہے کہ ایک جماعت ان خیالات کو صحیح تر سمجھتی ہے جو امام اعظم یا امام شافعی نے ہم پہنچائے ہیں اس لئے یہ کہنا غلط ہوگا کہ یہ مذہبی نام فتنہ عظیم ہے اور امت مسلمہ کا خطاب مخصوص طور پر امتیازی نام بنانا فتنہ عظیم نہیں بلکہ واقعات شاہد ہیں کہ اس نام کے تحت میں کئی دفعہ فتنہ برپا ہوا اور برپا ہوگا۔

ہفتم: صرف **احسن** اور **اھدی** حدیث قابل تسلیم ہے اور وہ حدیث مردود ہے جو عقل کے

خلاف ہویا جس سے قرآن، رسول اور خدا پر کوئی الزام قائم ہوتا ہو۔

جواب: اگر اس نمبر میں ایک اور اضافہ ایزاد کر دیتے کہ عقل سے مراد کتر یئی فرقہ کی عقل ہے اور قرآن سے مراد وہ مفہوم ہے جو ''بیان للناس'' میں پیش کیا گیا ہے اور الزام سے مراد بھی وہ نکتہ چینی ہے کہ جس کو یہ فرقہ عیب قرار دیتا ہے تو اہل اسلام پر بڑا احسان ہوتا اور لوگ گندم نمائی کے جال میں پھنس کر جو فروشی کے خسارہ سے بچ جاتے' کیونکہ یہ فرقہ باقی تمام مسلمانوں کو حدیث فہمی میں بیوقوف اور دشمن اسلام سمجھتا ہے جیسا کہ ظاہر ہے۔

ہشتم: حدیث قرآن پر حاکم اور قاضی نہیں کیونکہ عہد رسالت میں قرآن جمع کرنے کا حکم تو تھا مگر احادیث جمع کرنا تو کجا بلکہ ممانعت کی جاتی تھی اس کی بنیاد دوسری صدی میں پڑی ہے تو اگر اسے وحی غیر متلو کا درجہ حاصل ہوتا تو عہد خلافت راشدہ تک بھی اسے کتابی صورت میں کیوں جمع نہ کیا گیا تھا۔

جواب: یہ وہم دلانا غلط ہے کہ حدیث ناسخ قرآن ہے اور یہ کوئی مسلم بھی ماننے کو تیار نہیں کہ نبی اللہ کے حکم کے برخلاف حکم دیتا ہے۔ یہ آپ لوگوں کی خوش فہمی ہے کہ اہل سنت کے عمل بالحدیث سے حدیث کی حکومت قرآن پر مان لی گئی ہے اور خواہ مخواہ افترا پردازی سے کام لیا گیا ہے کیونکہ عمل بالحدیث اور نسخ بالحدیث الگ الگ دو مفہوم ہیں اور تاریخ شاہد ہے کہ ابتدائے اسلام میں تدوین علوم کا سلسلہ نہ تھا خود ان کے اشعار بھی مدون نہ ہوئے تھے زیادہ سے زیادہ قراطیس استعمال کرتے تھے قرآن کریم بھی عہد خلافت میں ہی کتابی صورت میں جمع کیا گیا تھا اور یہ بھی بڑی مشکل سے سرانجام پایا تھا اسی طرح عہد رسالت کے فیصلہ جات اخبار بالغیب اور حکم ومصالح یا تزکیہ نفس کے متعلق حضور ﷺ کے ارشادات اور تعلیمات عبادات چونکہ عملی نمونہ قائم رکھنے اور زبانی تعلیم دینے سے رات دن کا طرز عمل وعلم

بن چکے تھے اور اس لئے کتابی صورت میں لانے کی طرف توجہ معطوف نہ کی گئی مگر جب خیر القرون کا پہلا حصہ دنیا سے رخصت ہوا اور عہد رسالت کے چشمدید واقعات دیکھنے والے نہ رہے تو روایات کا سلسلہ شروع ہوگیا اور اختلاف رونما ہونے سے ائمہ ہدیٰ کو خیال پیدا ہوا کہ اپنی اپنی سعی و کوشش سے اسلام کے اس حصہ کو بھی قلم بند کریں تب قراطیس اور زبانی روایات کو جمع کیا گیا اور علم حدیث ایک مستقل معرکۃ آراء علم بن گیا۔ غرض کہ مصلحت وقت نے تدوین قرآن وحدیث پر ان کو مجبور کیا تھا ورنہ وہ تو یہ سمجھے ہوئے تھے کہ یہ سلسلہ یوں ہی زبانی قائم رہے گا جس طرح کہ ان کے علوم وفنون اور اشعار جاہلیت کا ذخیرہ سینوں میں جمع تھا۔ لیکن چونکہ اسلام کا تعلق تمام دنیا سے تھا اس لئے عجم کا داخلہ بھی تدوین اصول کلام اور تدوین حدیث کا سبب بنا۔ اور زیادہ عجمیوں نے ہی اپنی سہولیت کے لئے اس امر میں قدم بڑھایا۔ عہد رسالت کی مثال یوں سمجھو کہ جو لوگ نماز کے پابند ہیں اور اولاد کی تربیت بھی اپنی طرح کرنا چاہتے ہیں ان کے بچے بچپن میں ہی نماز، روزہ، والدہ کی گود میں سیکھ جاتے ہیں اور قرآن شریف پر ان کی لب کشائی ہوتی ہے مگر جن میں صرف شنیدنی اسلام ہے ان کا بچہ اگر نماز، روزہ سیکھنا چاہے تو اس کو ایک مستقل علم سیکھنے کا سامنا پڑتا ہے۔ اسی طرح اسلام صرف جزیرہ عرب میں رہتا تو ان کو نہ تدوین قرآن کی ضرورت تھی اور نہ تدوین حدیث کی مگر جب عاقبت اندیش مومنین نے یہ سوچا کہ یہ مذہب عجم کے لئے بھی ہے تو ان کی تعلیم وتربیت کیلئے تدوین حدیث وعلوم توابع کی ضرورت محسوس ہوئی اس لئے آج یوں کہنا کہ قرآنی تعلیم کیلئے زباندانی کی بھی ضرورت نہیں اس بات کا ثبوت ہے کہ ایسے آدمی کو اسلام کی ضرورت نہیں آپ کے سامنے متعدد کرشنوں کے حالات موجود ہیں آپ خود اندازہ لگا سکتے ہیں کہ تعلیمی کمزوری کیوجہ سے انہوں نے کس کس طرح قرآن میں تحریف کی ہے اور

کیسے کیسے خیالات کھڑے ہیں کہ خود لفظ قرآنی بھی ان کے متحمل نہیں ہوسکتے۔ باقی رہا احادیث کو وحی غیر متلو کا درجہ دینا سو اس کے متعلق یوں گذارش ہے کہ جب جناب کے تفسیری مضامین کو تفہیمات الہیہ کا درجہ دیا جاتا ہے جو تقریباً الہام کے مساوی ہے تو اگر مسلمانوں نے مقالات نبویہ کو **ما ینطق عن الھوی** کے ماتحت الہام یا وحی کہہ دیا تو آپ کو کیوں ناگوار گذرتا ہے۔

نہم: بیس آیات میں نماز کا حکم ہے کہ دو دو پڑھا کرو۔ کسی جگہ تیسری نماز کا بھی بطور نفل حکم دیا گیا ہے۔ شاہ عبدالقادر دہلوی بھی **فھی تملی علیه** کے حاشیہ پر دو ہی نمازیں صبح و شام کے وقت لکھتے ہیں اور چند احادیث سے بھی دو نمازوں کا حکم ثابت ہوتا ہے، ایک حدیث نے صرف ایک نماز بھی بتائی ہے اس لئے ہم کہتے ہیں کہ پانچ نماز کا پابند بہت مبارک ہے۔ سات والا اس سے بھی زیادہ مبارک ہے مگر یہ ضروری ہے کہ کم از کم دو نمازیں تو پڑھی جائیں۔

جواب: احادیث کی روشنی میں اگر قرآن کی تشریح کرتے تو پانچ نمازوں کی فرضیت ظاہر ہو جاتی اور خواہ مخواہ عبادات سے روگردانی کا سبق دینے پر مجبور نہ ہوتے۔ مانا کہ آغاز اسلام میں پانچ نمازیں نہ ہوں مگر اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ تکمیل اسلام کے وقت بھی پانچ کی فرضیت قائم نہ ہوئی تھی۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے ہاں نماز بھی صرف زبانی دو چار دعائیہ لفظ پڑھنے کا نام ہے جیسا کہ بعض روایت سے ثابت ہوا ہے کہ اس امت کا ایک بہترین فرد حقہ پیتے ہوئے کرسی پر بیٹھ کر نماز پڑھ رہا تھا۔ اگر یہ واقعہ آج صحیح نہیں تو بہت جلد اس امت کے مصروف العمل افراد عملی نمونہ قائم کر دیں گے' کیونکہ یہ تعلیم ہی ایسی ہے کہ جس سے ایک طرف سکھ جپ جی پڑھتا ہوا نظر آئے اور دوسری طرف ایک کمتر بن دو چار تعریفی لفظوں

میں نماز ادا کرلے گا۔ بابی مذہب نے بھی نمازوں کے متعلق کچھ ایسا ہی حکم دیا ہے جس کا ثبوت اقتباس ''ایقان'' میں ملتا ہے۔ بہر حال ہمارے خیال میں آج کل نبی کی ڈیوٹی یہ تسلیم کی گئی ہے کہ مسلمانوں کو احکام جدید کی دعوت دے کر قدیم اسلام کی پابندیوں سے آزاد کرے اور یہ صفت ''کمترین'' میں پائی جاتی ہے اس لئے امت کا فرض ہے کہ اپنے مرشد کو نبی خفی کا خطاب دیکر ان کرشنوں کی صف میں کھڑا کردے جن کی تفصیل اوپر ہو چکی ہے، تا کہ چالیس دجالوں کی فہرست مکمل ہو جائے۔ اور احادیث نبویہ سے دو نمازوں کا ثبوت دینے میں جناب نے اسی ایک بیوقوف کا طریق اختیار کیا ہے کہ جس نے آٹھ کی نماز پڑھنے کا حکم دیا تھا کہ ایک جمعہ کی نماز دوسرے جمعہ تک کفارہ ہوتی ہے۔ کاٹھ کی نماز پڑھنے والے نے کہا نماز جنازہ پڑھی جائے تو دوزخ سے نجات ہو جاتی ہے ۔آخر میں ۳۶۰ کی نماز کا پابند کہنے لگا کہ صرف عیدین کی نماز موجب نجات ہے جیسا کہ روایات سے ثابت ہے۔ ایک حضرت بالکل ہی ملنگ تھے انہوں نے ارشاد فرمایا کہ **من اسلم وجهه لله دخل الجنة** جو خدا کی واحدانیت کا اقرار کرے وہ داخل جنت ہوگا، اس لئے سرے سے اقرار بالرسالت کی ہی ضرورت نہیں تو نماز اور دیگر عبادات کی کیا ضرورت ہے۔ دیکھا اہل قرآن نے اخیر میں کیسا عمدہ فیصلہ کیا ہے امید ہے کہ امت کمترینہ بھی اس کی اشاعت میں مونچھوں پر تاؤ دے کر دو ہاتھ دکھائے گی۔ جناب قرآن فہمی چیزے دیگر ست اور نکتہ آرائی امرے دیگر است۔ اس لئے آپ کا وجود اشد فتنہ عظیم ہے اور آپ جو عوام کو اس راستہ پر لے جانا چاہتے ہیں جس میں قرآن یوں پڑھایا جاتا ہے کہ **کلو ا واشربوا** کھاؤ پئو **ولا تسرفوا** اور صرفہ نہ کرو۔

ع کہ ایں راہ کہ تو میروی بتر کستان است

دہم: اصل مطاع اور واجب الاطاعۃ صرف خدا ہی ہے جس کی اطاعت خود نبی پر بھی عائد ہے۔

جواب: اگر اس سے جناب کا یہ مطلب ہے کہ اہل سنت اپنے نبی کو خدا سمجھتے ہیں تو یہ بالکل افترا ہے اور اگر یہ مطلب ہے کہ رسول خدا کا حکم حسب تفہیم الٰہی واجب الاطاعۃ نہیں تو جناب کا خیال غلط ہے کیونکہ ماتحت ملازم کیلئے اپنے افسر کا حکم واجب الاطاعۃ اور غیر مسئول عنہ ہوتا ہے۔ کیونکہ جب آپ کی امت کو جناب پر سوال کرنے کا حق نہیں ہے ورنہ چتون بدل جاتے ہیں تو امت محمدیہ کی کیا شامت آئی ہے کہ رسول کا حکم زیر بحث لا کر اپنی تحقیقات کے درپے ہو آج تک قرون ثلثہ سے لے کر کوئی ایک موقع بھی نہیں ہے جس میں کسی مسلم نے حضور کے سامنے تنقیح وتنقید شروع کی ہو۔ ہاں منافق بحث وتمحیص میں پڑ جاتے تھے مگر وہ مسلمان نہ تھے۔ ہاں حاکم ماتحت اور حاکم بالا کا باہمی معاملہ اور ہے۔ حاکم بالا خواہ اپنے ماتحت حاکم پر سوال کرے یا نہ کرے ہمیں اس میں دخل دینا خلاف ادب ہے۔

یازدہم: قبلہ مقصود حقیقی نہیں **اینما تولوا فثم وجہ اللّٰہ لیس البر ان تولوا وجوھکم قبل المشرق والمغرب۔**

جواب: بہتر تھا کہ سرے سے یوں ہی کہہ دیتے کہ **لیس البر** سے ثابت ہوتا ہے کہ قبلہ رو کھڑے ہو کر نماز پڑھنا جائز ہی نہیں کیونکہ جو امر بر نہیں وہ ضرور شر میں داخل ہوگا تا کہ جو نتائج اس جماعت کو دوسرے سٹیج میں پیدا ہونے والے ہیں ابھی ان کا ایک نمونہ پیش کیا جاتا۔ ذرا اور ترقی کر کے امام حقیقی کے زیر ہدایت نماز میں ہر طرف جھکنے کا حکم دینا مناسب تھا، مگر معلوم نہیں کہ جناب کو انتظار کس کا ہے ورنہ جب تحویل قبلہ کا واقعہ ثابت ہوا اور آج تک غیر کعبہ کی طرف ادنیٰ فریضہ صلوٰۃ میں رخ بھی نہ کیا ہو اور قرآن شریف میں بھی **شطر**

المسجد الحرام کی طرف رخ کرنے کا حکم ہو تو جناب کا یوں کہنا کہ روبقبلہ ہونا نمازی کے لئے ضروری نہیں تو اس کا مطلب یوں ہوا کہ انسان گھر بیٹھے حقہ بدہن اور چوبے بدست روبصحت خانہ دو چار کلمات کہہ دے تو ادائے فریضہ سے سبکدوش ہو سکتا ہے۔

دوازدہم: ہم سورج کو قبلہ معین نہیں کرتے۔

جواب: ہاں ہمیں معلوم ہے کہ تعیین قبلہ آپ کے ہاں خلاف قرآن ہے تو سورج کو قبلہ کیسے بنایا جا سکتا ہے؟ مگر جن کو یہ وہم پیدا ہوا ہے کہ امت کمترین سورج پرست ہے کیا ان کو اس امر سے تو مغالطہ نہیں لگا کہ آپ کے رسالہ بلاغ میں یہ مسئلہ شائع ہو چکا ہے کیونکہ جس طرح تفسیر میں شائع کرنا مذہبی رنگ ظاہر کرتا ہے اسی طرح رسالہ میں بھی کہا جا سکتا ہے کہ "مخفی نبی" کا بھی یہی حکم ہے۔

سیزدہم: جو دین مولویوں نے بنایا ہم اس کے دشمن ہیں اس لئے بقول شخصے ہم دہریہ مشہور ہو گئے ہیں مگر یہ فیصلہ خدا کے سپرد ہے۔

جواب: اگر دہریہ کا مفہوم یہ ہو کہ خدا کی ہستی سے انکار کیا جائے تو آپ بے شک دہریہ نہیں ہیں اور اگر یہ مفہوم لیا جائے کہ دہریہ صفت ہو کر آج نیا مذہب دنیا کے سامنے پیش کر رہے ہیں۔ تو جناب کو اس سے انکار نہیں کرنا چاہیے' کیونکہ آپ نے فلسفہ جدید اور خیالات مغربیہ کی روشنی میں جو دہریت کا ماوی وملجا ہے تفسیر لکھی ہے اور جو اسلامی لٹریچر واقعات اسلامیہ احادیث نبویہ اور اقوال سلف یا تحقیقات کی روشنی میں ہم تک پہنچا ہے۔ اسے مولویوں کا بنا ہوا دین قرار دیا ہے اور دبی زبان سے کرشن قادیانی کی طرح یہ ظاہر کر دیا ہے کہ عہد رسالت کے ختم ہوتے ہی علمائے امت نے یہ اسلام گھڑنا شروع کر دیا تھا اور اس پر پردے ڈالنے شروع کر دیئے اور یہودیوں کی طرح وحی الٰہی کو ستر ہزار پردوں میں ڈھانپ

دیا ہے اور اس لئے نہ وہ صرف کافر ہی ہیں بلکہ اشد ترین دشمنان اسلام ہیں۔ خداوند تعالیٰ کو ایک ہزار تین سو برس بعد رحم آیا تو مخفی نبی امرتسر میں بھیج کر وہ ستر ہزار پردے اڑا دیئے اور تفہیمات الہامیہ کے ذریعے اسلام کی نئی بنیاد پڑی جس کے ماننے والے ابھی چند آدمی آٹے میں نمک پیدا ہوئے ہیں۔ خدا کی ساری دنیا تباہ ہو جائے **لاتذر علی الارض من الکفرین دیارا** اور ہم دنیا میں یوں زندگی بسر کریں کہ

(الف) نہ تو کسی مسجد کا نشان نظر آئے کیونکہ اس میں سمت پرستی کا وہم پڑتا ہے بلکہ اس کی بجائے ایک بارہ دری یا کھلا میدان ہو جس میں انسان ہر طرف سجدہ کر سکے۔ امام حقیقی کی ہدایت پر عمل کرنا ہو تو ہر طرف ایک ایک سجدہ ہونا چاہیے۔

(ب) نہ تعداد صلوٰۃ مقرر ہو کر مصیبت بنے بلکہ ایک رکعت جس میں رکوع و سجود ہو ادا کی جائے یا کم از کم دو اور وہ بھی ضروری نہیں کہ روزانہ ادائیگی سے وبال جان بنے بلکہ **فا ذا فرغت فانصب** فراغت کے بعد جب کبھی بھی فرصت ہو نماز ادا کی جائے اور اس میں کوئی خاص دعا مقرر نہیں۔ تسبیح و تہلیل کی آیات کو دہرا کر فرشتہ صفت نماز پیدا کی جائے اور یہ بھی ضروری نہیں کہ یہ فریضہ نماز شخصی ہو کہ ہر ایک کو ادا کرنا پڑے کیونکہ ممکن ہے کہ حج اور جہاد کی طرح فرض کفایہ اور قومی ڈیوٹی ہو جو برگزیدہ اشخاص کی ادائیگی سے ساری امت کیلئے کفایت کرے اور یہ بھی ضروری نہیں کہ نماز میں عربی لفظ ہوں بلکہ رام رام اور اللہ اللہ کہنا ہی کافی ہوگا۔

ع   پھوٹی ہوئی بوتل ہو ٹوٹا ہوا پیمانہ

(ج) جمعہ کا قیام بھی صرف ایک ماہ میں ایک دفعہ ہو کیونکہ پرانی تحریروں سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ یہ رسم ایک بار ہی منائی جاتی تھی، بلکہ اگر پارہ ذرا اور اوپر ہو جائے تو یوں حکم دیا جائے

کہ بوقت ندا لوگ دوڑ کر ذکر اللہ کی طرف آئیں اور نماز پڑھیں بلکہ نماز کا وقت نکل کر نماز قضا ہوجائے (**قضیت الصلوۃ**) تو وہاں سے چلے جائیں، زیادہ تشریح یوں کی جائے کہ یہ ماہوائی جلسہ ہوگا جس میں امت کثیر یہ اپنی بہبودی کے وسائل سوچ سکے گی کیونکہ اسلام قدیم میں حج کا اجتماع اور باجماعت پانچ وقت نماز کا اجتماع صرف باہمی تبادلہ خیالات اور تعارف اسلامی کے لئے تھا جس کو آج اصلی طور پر ادانہیں کیا جاتا۔ اس لئے آج اس کی ضرورت نہیں مگر جب کوئی صحیح خیال سے ایسا کرے تو اسے اجازت بھی ہے۔

(د) نماز کے لئے وضو کی بھی ضرورت نہیں صرف صفائی مراد ہے اور چونکہ پہلے زمانہ میں خصوصاً عرب روزانہ غسل نہ کرتے تھے اس لئے نماز باجماعت کیلئے ان کے ہاتھ پاؤں صاف کرنے کو کہا گیا تھا ورنہ اگر یہ زمانہ ہوتا تو صبح کا غسل ہی کافی تھا۔

(ہ) قربانی ضروری نہیں ختنہ بھی پرانی رسم ہے ورنہ قرآن حکم نہیں دیتا۔ غرض کہ امام حقیقی نے یا بہاء اللہ نے جو احکام جاری کئے ہیں ان کی روشنی میں یوں کہا جاسکتا ہے کہ اسلام عبادات سے وابستہ نہیں سیاست، تمدن اور باہمی الفت واتحاد کا نام اسلام ہے۔

(و) غالباً ہم نے آپ کے دلی خیالات کا صحیح فوٹو کھینچ دیا ہے اور اگر کچھ غلطی معلوم ہو ترمیم کیلئے ہدایت نامہ بھیج دیں۔ مگر ہمارا مشورہ یہ ہے کہ **حتی یاتیک الیقین** کو ملحوظ رکھ کر تمام عبادات کا خاتمہ کر دینا چاہئے۔ کیونکہ اس وقت بڑے بڑے فلاسفر بھی خدا کی ہستی کے قائل ہو چکے ہیں۔

(ز) پانچ وقتی نمازیوں سے کہہ دیا جائے کہ قرآن میں صرف پانچ نمازوں کے اشارے موجود ہیں جن سے تم نے روزانہ حاضری سمجھ رکھی ہے مگر قرآن میں یہ کہیں نہیں لکھا کہ تم ہر روز بھی نماز پڑھاؤ اور ہر ایک پڑھے، بلکہ یہ دوامر مولویوں نے اپنی شکم پروری کے لئے

گھڑ لئے ہیں۔ بالفرض اگر مان بھی لیا جائے کہ روزانہ حاضری ہر ایک کی ضروری ہے تو پھر یہ نہیں بتایا گا کہ اس روزانہ سے مراد ہفتہ میں سے کس دن حاضری ہوگی۔ صرف یوم جمعہ کی حاضری لکھی ہے مگر ادائیگی نماز کا وہاں بھی حکم نہیں بلکہ یوں کہا گیا ہے کہ نماز قضا ہو جائے تو نکل جاؤ، دو نمازیوں سے بھی گذارش کی جائے طلوع و غروب شمس گو مذکور ہے مگر یہ مذکور نہیں کہ ہر روز یا فلاں روز نماز کی حاضری ہوگی کیونکہ یوں آیت نہیں اتری کہ **کلما طلعت و کلما غربت الشمس** ایچ پیچ چھوڑ کر ہماری ''تفہیمات الٰہیہ'' پر ایمان لاؤ۔ یہ حصہ صرف کمترین کو دیا گیا ہے **ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء** مگر دیکھنا چاہئے کہ یہودی اور عیسائی کس طرح عبادت کرتے ہیں اور ہندو کس طرح بھجن گاتے ہیں۔ پس اسی ٹھاٹھ باٹھ کے ساتھ باجے گاجے کے ساتھ خدا کے بھجن گائے جائیں، کیونکہ حکم ہوا ہے کہ **فبھدھم اقتدہ** انبیائے سابقین کی پیروی کرو اور اگر تجدید دین میں کمی رہ گئی ہو تو امام حقیقی اور مسیح ایران کی تعلیم پیش نظر رکھ کر مکمل کی جائے۔

خلاصہ یہ ہے کہ اس عقیدہ کے ضمن میں مرزا صاحب کا راگ الاپا ہے کہ عہد رسالت وخلافت کے بعد تین سو سال سے ہزار سال تک فیج اعوج اور گمراہی رہی ہے اور چودھویں صدی میں محمد ثانی مسیح قادیانی نے اپنے کرشنی ظہور سے اسلام کی دعوت شروع کر دی ہے۔ پس اتنی مدت میں یا تو اس کے تابعدار مسلمان ہیں اور یا ہزار سال سے پہلے تین سو سال میں۔ باقی ہزار سال میں سب کفر ہی کفر تھا اور اب بھی جو ہمارے منکر ہیں وہ بھی کافر ہیں۔ مرزائیوں نے تو اسی کی تصریح کر دی ہے امت کمتریہ بھی اس کی تصریح کر دے تا کہ آئندہ کیلئے میدان صاف ہو جائے اور مسلمان یوں کہہ سکیں کہ اگر ہمارا اسلام مولویوں کی ساخت ہے تو امت کمتریہ کا اسلام بھی کمترین کا ساختہ پرداختہ ہے کیونکہ اسلام کی مسلسل تعلیم اس

کی تائید سے خاموش ہے اور اس طرح مذہب طرازی کی متعدد دکانیں نکل چکی ہیں جن میں قرآن ہی کو تحریف کر کے کئی لوگ نبی بن چکے ہیں، کئی امام اور کئی کرشن۔ نبی خفی نے بھی اگر دماغ سوزی سے اسلام کا ایک نیا ڈھانچہ کھڑا کر دیا ہے تو کوئی بات نہیں' کیونکہ ان سے بڑھ کر استاد کار پیدا ہو چکے ہیں۔ اور غالباً اسی امت کمتریئیہ کا کوئی اور دور جدید ایسا بھی پیدا ہوگا کہ جو مخفی نبی کی شریعت کو ترمیم کر دے گا۔ کیونکہ تاریخ واقعات کو دہراتی ہے، عبداللہ چکڑالوی نے اس مذہب کی بنیاد ڈالی تھی اور اہل قرآن کہلایا تھا اور تفسیر لکھ کر نیا اسلام پیش کیا تھا مگر اس کے ہم خیالوں نے نہ اس کی تعلیم کو بحال رکھا اور نہ ہی اس کے عنوان ''مذہبی'' کو قائم رہنے دیا' بلکہ کوئی امام حقیقی بنا، کوئی اہل اللہ اور کوئی امت مسلمہ جس سے فرقہ شمسی الگ ہو گیا ہے اور آئندہ اس کی بھی خیر نہیں لوگ اس سے بڑھ کر مذہب تراش لیں گے۔

چہاردہم: کوئی تہذیب ان مسائل کے کہنے سے اور سننے سے انکار نہیں کرتی کہ نمازیں دو ہیں۔ سورج قبلہ ہے' حدیث کے ہم منکر ہیں' مگر اہل سنت کی کتابوں میں ایسی حیا سوز باتیں موجود ہیں کہ پیشانی پر بل ڈالے سوا کوئی شخص نہیں سن سکتا' جو ہمیں برا جانتے ہیں وہ ذرا یہ حوالجات بھی مطالعہ کریں۔ بخاری تفسیر **نساؤکم حرث لکم** باب الحیض باب الغسل وغیرہ، ہدایہ، ص ۲۹۳، شرح وقایہ ص ۲۳۷، قاضی خان، ص ۱۱۰۔ کنز، ص ۲۵۰۔ درمختار، ص ۲۸۴ ردالمختار، ص ۱۹۰۔

جواب: اس نمبر میں معلوم ہو گیا کہ شمسی فرقہ بھی آپ کے نزدیک صراط مستقیم پر ہے اور جو کچھ پہلے لکھا جا چکا وہ خالی رعب ہی تھا مگر اہل سنت آپ کے خیال میں دین ساز مردود ہیں کہ انہوں نے نہ صرف اسلام کو ہی چھپایا ہے بلکہ حیا سوز باتیں بھی اس میں درج کر دی ہیں جو دشمنوں کا کام ہے۔ اور جو حوالہ جات آپ نے پیش کئے ہیں ان کے جوابات بارہا شائع

ہو چکے ہیں، اس لئے ان پر یہاں بحث کرنا بے محل ہوگا مگر تاہم اتنا ضرور کہہ دیتے ہیں کہ شیعوں نے ہفوات المسلمین لکھ کر پیش کیا تھا کہ زیر بحث مسائل کتب حدیث سے نکال دیئے جائیں اور اہل حدیث نے کئی ایک رسالوں میں فقہی مسائل پیش کر کے ہدایت کی تھی کہ یہ قابل اعتراض ہیں اور شیعہ صاحبان نے بھی اس کی تائید کی تھی لیکن بہارستان رفض نے شیعوں کے گھناؤنے مسائل پیش کر کے کہا تھا کہ یہ مسائل مذہب سے نکالے جائیں۔ ایک دفعہ دہرم پال نے بھی ترک اسلام لکھ کر پیش کیا تھا کہ قرآن مجید نے خلاف توحید اور برعکس تحقیقات جدیدہ تعلیم دی ہے اس لئے اس میں بھی ترمیم ہونی چاہئے اور اہل قرآن نے بھی آج مختصر فہرست پیش کی ہے کہ مسائل پیش کردہ حیا سوز ہیں اور اس سے پیشتر اہل سنت نے **البلاغ** اور **بیان للناس** سے متعدد مسائل پیش کئے تھے اور ظاہر کیا تھا کہ یہ حیا سوز ہیں۔ بہر حال یہ کوئی نئی بات نہیں ہے ہر ایک مذہب دوسرے پر نکتہ چینی کر رہا ہے اور کہتا ہے کہ اگر یہ مسائل نہ ہوتے تو مخالفین اسلام کے اعتراضات پیدا نہ ہوتے۔ مگر اہل سنت والجماعت نے ایسے اعتراضات کے جواب میں یہ ثابت کیا ہے کہ یہ اعتراضات لاعلمی اور جہالت اسلامیہ کی وجہ سے پیدا ہوئے۔ ورنہ معاملہ صاف تھا مگر جدت پسند طبائع نے ان اعتراضات کو قبول کر لیا اور معترض کے مشورہ سے ان مسائل سے انکار کر کے ایک جدید مذہبی نصاب شریعت تیار کر لیا ہے جو غور کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ ان کی یہ حرکت ان مسائل سے زیادہ حیا سوز واقع ہوئی ہے جو مذکورہ صدر مسائل سے پیش کرتے ہیں۔ کیونکہ مسلمانوں کو آج اتحاد کی سخت ضرورت ہے، مگر الٹی کھوپڑی والے وہ اتحاد اسی میں سمجھتے ہیں کہ آئے دن ایک نیا فرقہ اور نیا مذہب نکالا جائے حالانکہ جس فرقہ بندی سے نفرت کرتے ہیں اسی کو پیدا کر رہے ہیں۔ غالباً یہ سلسلہ یونہی جاری رہے گا اور ہر ایک نو پیدا مذہب پہلے

کی خبر لیتا رہیگا۔ اس لئے امت کمتر یئیہ کو غرہ نہ ہونا چاہئے کہ ان کی تعلیم نکتہ چینی سے خالی رہے گی یا اس امر کی تردید کرنے والے پیدا نہ ہوں گے۔ تمثیلاً بیان کیا جاتا ہے کہ آج کل کے مذہب طرازاور اہل سنت میں سے قدامت پسند فٹ بال کی دو ٹیمیں ہیں اور مذہب فٹ بال ہے۔ اہلسنت کی ٹیم اصحاب الیمین ہے کیونکہ انہوں نے اسلام سیکھنے میں وہ تعلیم پائی ہے جو دائیں ہاتھ سے دائنی طرف سے لکھی جاتی ہے۔ دوسری ٹیم اصحاب الشمال ہیں کیونکہ انہوں نے پہلے وہ تعلیم حاصل کی ہے جو بائیں طرف سے لکھی جاتی ہے پھر تصانیف محققین یورپ کو پیش نظر رکھ کر اسلام کا مطالعہ کیا ہے اس لئے وہ چاہتے ہیں کہ اسلام کو ان تمام مسائل سے پاک کر دینا چاہے جن سے آج کل کا تمدن متنفر ہے۔ یا جن کو آج کل کا فلسفہ تسلیم نہیں کرتا۔ بہر حال مذہبی فٹ بال اصحاب الشمال میں، رگیدا جارہا ہے، اصحاب الیمین اسے اصحاب الشمال کی زد سے بچانا چاہتے ہیں، مگر وہ زور پکڑ گئے ہیں، اور اسے گول کے قریب لے جارہے ہیں ہر ایک کھلاڑی ایسی کک لگاتا ہے کہ باوجود اصحاب الیمین کے روکنے کے وہ گیند گول کے قریب ہوا جاتا ہے اور اصحاب الشمال اپنی اپنی ذاتی قابلیت کے جوہر دکھا کر ایک دوسرے سے بڑھ کر نمبر لے رہے ہیں، مگر ابھی تک ایک گول کرنے میں بھی کامیاب نہیں ہوئے۔ میچ بڑا زبردست ہے۔ امت محمدیہ اور کرشنوں کا مقابلہ ہے، دیکھئے نتیجہ کیا نکلتا ہے کہ آیا اصحاب الشمال خود آپس میں لڑلڑ کے فنا ہوجاتے ہیں یا آپس میں اتحاد پیدا کر کے اصحاب الیمین کے سر گول کرنے میں کامیاب ہوتے ہیں لیکن واقعات بتا رہے ہیں کہ یہ میچ نصف صدی سے جاری ہے۔ ایران کی ٹیم نے شروع کیا تھا قادیانی ٹیم نے اس کا ہاتھ بٹایا تھا مگر پھر بھی کامیاب نہ ہو سکے آخر الامر مظاہر قدرت ثانیہ اور مجددین اہل قرآن نے بھی اپنی ساری طاقت خرچ کر ڈالی لیکن ابھی تک کامیابی نہیں ہوئی۔ بہر حال

اصحاب الیمین کو اپنی کامیابی پر کامل وثوق ہے کیونکہ ایسے برساتی مذہب ہزاروں دفعہ نکلے اور چار دن کے بعد خود بخود مٹ گئے۔ ابھی کل کی بات ہے کہ چیت رامی فرقہ نکلا تھا اور آج اس کے پیرو نظر نہیں آتے۔ عبداللہ چکڑالوی نے ایک جماعت پیدا کی تھی جو اس سے وابستہ تھی، خود اس مسلک کے اتحادیوں نے اس کی تعلیم کو غلط قرار دیا۔ قادیانی تعلیم میں بھی افتراق نمودار ہو چکا ہے اور اپنے پیر کی تحریرات کو بعض دفعہ صاف لفظوں میں کہہ دیتے ہیں کہ غلط ہیں۔ چیچاوطنی نبی مر چکا ہے اور اپنا مذہب ساتھ لے گیا ہے۔ ازمنۂ متوسطہ میں حسن بن صباح کے مذہب نے بڑا زور پکڑا تھا، مگر اڑہائی سو سال بعد اس کا نام ونشان نہ رہا۔ قادیانی مذہب کے متعلق خود کرشن کی پیشینگوئی ہے کہ خدا کہتا ہے کہ میرا نام ختم نہیں ہوگا اور تیرا نام ختم ہو جائے گا۔ اسلئے انکا خاتمہ بھی ضروری ہے، ورنہ کرشن قادیانی اپنے دعاوی اور الہامات میں سچا ثابت نہ ہوگا اور امت کمتر یئیہ بھی یہ سمجھ رکھے **العلوم تتزاید یوما فیوما** اس لئے ممکن ہے کہ جن تحقیقات کی بناء پر **"بیان للناس"** لکھی جاری ہے چند سال بعد غلط ثابت ہوں اور یہ مذہب بھی مٹ جائے۔

پانزدہم: ماأوتیتم من العلم الا قلیلا اور **رب زدنی علما** سے ثابت ہے کہ رسول کا علم قابل اضافہ ہے اور وہ علم الٰہی نہیں کہ جس میں اضافہ نہ ہوسکے اور قرآن کے عجائب غیر محدود ہیں تو اگر آپ نے سارے عجائب بیان کر دیئے تھے تو ان کا پیش کرنا ضروری ہے، ورنہ یہ ماننا پڑے گا کہ آپ نے اپنے زمانہ کے متعلق جو کچھ بتایا تھا وہ کافی تھا۔ مگر مستقبل زمانہ میں جن تشریحات کی ضرورت محسوس ہوئی ہے ان کے متعلق آپ کا علم کافی نہ تھا، یہی وجہ ہے کہ خود اہل سنت نے بھی اپنی تفاسیر میں نئے علوم بھر دیئے ہیں۔

جواب: آپ بیشک دقائق و معارف بیان کیجئے مگر آپ کو یہ حق ہرگز حاصل نہیں کہ جو پہلے

حقائق منکشف ہو چکے ہیں ان کو پاؤں سے ٹھکرا کر رکھ دیں پہلے معارف بیان کنندوں نے عمارت پر عمارت کھڑی کی۔ پہلی عمارت گرا کر از سرِ نو قائم کرنا آج کل کے مجددین اسلام کا شیوہ ہو رہا ہے اور جدت پسندی ایسی زور پکڑ گئی ہے کہ اپنے ہمعصر مجدد کی بنیاد بھی آنکھوں کا شہتیر بن جاتی ہے۔ علم نبی میں اضافہ خدا کی طرف تو ممکن ہے مگر یہ اضافہ ناممکن ہے جو آپ جیسے کر رہے ہیں۔ جس میں مفہومات قرآنیہ قدیم کو باطل قرار دے کر نئے مفہوم قائم کئے جائیں یہ تو وہی شان ہے جو بہاء اللہ نے دکھائی ہے یا امام حقیقی دکھا رہا ہے اور کچھ کچھ مرزائے قادیانی نے بھی دکھائی تھی مگر آپ کا ڈھنگ کچھ نرالا ہے، آپ تو مارِ آستین ہو کر ڈنگ چلاتے آتے ہیں، حدیث مانتے بھی ہیں اس کی تردید پر کمر بستہ بھی ہیں، حضور کی فضیلت کا اقرار بھی ہے لیکن گھٹاتے گھٹاتے علمی استعداد میں اپنے آپ سے بھی کم ظاہر کر دیا ہے۔ دنیا شاہد ہے کہ آپ سے تیس روزے اور پانچ نمازیں بلا کم و کاست دستور العمل بن کر منقول ہیں مگر جناب ہیں کہ اپنی رائے سے ارکان اسلام کو اتنی وقعت بھی نہیں دیتے کہ جتنی سکول میں پاجامہ کو ہے یا کالج میں ہیٹ کو۔ اسی طرح ہمارے نبی کی ثابت شدہ تعلیمات کو ہر جگہ رگید کر اپنی رائے الگ قائم کر لی ہے پھر نزاکت یہ ہے کہ احکام شرعیہ کو وجوب سے اباحت تک یا اباحت سے حرمت تک پہنچا کر اور شریعت جدید قائم کر کے بھی کمترین کا خطاب نہیں چھوڑا

ع برعکس نہند نام زنگی کافور

ہم نے تو آپ کو انبیاء کی صف میں کھڑا کر دیا ہے کیونکہ ایسے حالات کا مالک رسول ہی ہوتا ہے یا زندیق؟ غالباً آپ زندیق بننا تو پسند نہ کریں گے اس لئے آپ اپنی نبوت کا اعلان کر دیں۔ مرزا نے بھی کہا تھا کہ میری استعداد علمی حضور ﷺ سے بڑھ گئی ہے۔ اس

لئے اب میں نبی ہوں آپ بھی کہدیں کہ میں بظاہر کمترین مولوی ہوں مگر اندر سے نبی ہوں کیونکہ خدا نے مجھے وہ باتیں سمجھائی ہیں جو احکام شرعیہ کی تفصیل میں معاذ اللہ محمد عربی کو بھی نہیں سوجھی تھیں لیکن مشکل یہ ہے کہ آپ کی شریعت امام حقیقی اور کرشن قادیانی اور مسیح ایرانی کی شریعت سے ذرا مختلف ہے۔ بہتر ہوتا کہ آپ ان کی شریعت کو مطالعہ فرما کر ان سے اتفاق رائے کر لیتے۔ مگر چونکہ آپ کی ذہنیت سب سے برتر تھی اس لئے آپ کی غیرت نے یہ گوارا نہ کیا کہ ان کا تتبع کریں بہرحال کمترین بن کر جس طریق سے آپ نے علمی ذہنیت کا حملہ کیا ہے وہ ہم برداشت نہیں کر سکتے ہم اس کے معاوضہ میں جس قدر بھی آپ کو برا کہیں حق بجانب ہوں گے

ع دل آزردہ را سخت باشد سخن

آپ کا سوال ہے کہ تشریحات نبویہ کہاں ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ احکام قرآنی کا علمی نمونہ اور اس کی مکمل تشریح کتب احادیث میں موجود ہے جن کو اگر کوئی وقعت شرعی نہ بھی دی جائے تو کم از کم بائیبل کی حیثیت میں تاریخی طور پر تو معتبر ہو سکتی ہے باقی رہے کہ سوالات جدیدہ کے جوابات اور تحقیقات فلسفیہ پر تنقید سو یہ سب کچھ بعد کی چیزیں ہیں جن کے سمجھنے میں بھی انوار نبوت کی روشنی میں ہی ہم سب کچھ کر سکتے ہیں شاید آپ کو خیال ہوگا کہ مخالفین کی تردید میں آپ کو ید طولےٰ حاصل ہے مگر آپ جہل مرکب سے نکل کر ذرا دنیا کی ہوا لیں، اسلام میں اب بھی ایسی زبردست ہستیاں موجود ہیں جو آپ کے طرز تعلیم کو بازیچۂ طفلاں سمجھ کر صدائے بیاباں سمجھ رہی ہیں۔ ہائے تقدس تیرا ستیاناس! تو نے کمترین کو بھی نہ چھوڑا وہ بھی چند حاشیہ نشینوں کے خوشامدی فقروں کا شکار ہو گیا۔ ارے نخوت تیرا خانہ تباہ تو نے اس کے چھوٹے سے دماغ پر تسلط جمالیا اور اس پر آمادہ کر دیا کہ تعلیمات نبویہ کو قرآن

کے خلاف ثابت کر کے اپنی تعلیمات کو اس کے موافق کرنے میں ہماری نبی سے بڑھ جائے مردے خوب بود چہ شد کہ بخوائے **من یضلله فلا هادی له**، مصداق **علی ابصارهم غشاوة** پیدا شد و بحکم **لایسمع الصم الدعاء** گوش بر **والرسول ید عوکم لما یحییکم** ندارد۔

تفو بر تو اے چرخ گردوں تفو　　چنیں کس نفہمد انگوہش برو

شاخسانہ دوم: صحیح بخاری نہ وحی متلو ہے نہ غیر متلو، ورنہ کئی اور احادیث کو اس میں کیوں درج نہ کیا۔ مسلم نے دیباچہ میں لکھا ہے کہ جو شخص قرآن کے سوا کسی اور وحی کا قائل ہے وہ بد مذہب ہے اور تنقید کرتے ہوئے لکھا کہ امام بخاری منتحل الحدیث، مخطی خلاف مذہب علماء، ساقط الاعتبار اور فاسد القول تھے۔ تیسری صدی میں تصنیف ہوئی اور اس پر تنقیدیں ہوتی رہیں۔ آخر چھٹی صدی کے اخیر ''ابن صلاح'' نے کہہ دیا کہ **اصح الکتاب بعد کتاب الله صحیح البخاری**، حالانکہ یہ فقرہ دوسری کتب احادیث کے متعلق بھی کہا گیا ہے۔ درحقیقت محدثین نے اقوال منسوبہ بطرف نبی کو تسلیم کیا مگر ان کو یہ معلوم نہ ہوسکا کہ فلاں قول واقعی رسول کی طرف منسوب ہونے کا حق رکھتا ہے یا نہیں؟ صدیوں کی کہی ہوئی باتیں کیسے پرکھ سکتے تھے؟ اگر امت مسلمہ کی قسمت یاور ہوتی تو ان اقوال کو قرآن پر پیش کرتے اور عقل سے جانچتے، مطابق کو لے لیتے اور مخالف کو چھوڑ دیتے۔

جواب: یہ مانا کہ قسمت نے ''کمترین'' کے وجود سے یہ سعادت عظمیٰ حاصل کی ہے مگر سوال یہ ہے کہ آیا تیسری یا چھٹی صدی میں آپ جیسی ہستی کا پایا جانا ممکن تھا؟ جبکہ نہ تمدن یورپ کی بنیاد پڑی تھی اور نہ علوم وفنون جدیدہ نے اپنے عالمگیر اثرات سے دنیا کو مذہب سے روکش کیا تھا۔ اس لئے مجبوراً یہ کہنا پڑتا ہے کہ یہ آپ ہی کا حصہ تھا اور آپ کی ہی ہستی

سے اسلام کی یہ سعادت وابستہ تھی۔ جناب بخاری سے پہلے ارا کین اسلام اور بنائے اسلام کی ادائیگی ویسی تھی جیسی کہ بعد میں چلی آئی ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ چھ سو سال تک اسلام بغیر بخاری کے جاری تھا۔ اس لئے اس کے وجود سے اسلام میں کوئی کمی بیشی نہیں ہوئی تھی۔ مگر چونکہ اس کتاب میں حضور ﷺ اور عہد رسالت کے اقوال اور حالات بیان ہوئے تھے جو اسوقت کے علمائے اسلام کے نزدیک خلاف قرآن نہ تھے، کیونکہ ابھی بقول آنجناب قرآن شریف ستر ہزار پردوں میں پوشیدہ تھا، اس لئے قرآن وحدیث کا تطابق اظہر من الشمس تھا، تو صحیح بخاری کو وہ وقعت پیدا ہوئی جو دوسری کتابوں کو حاصل نہ ہو سکی۔ کیونکہ اس میں علاوہ احکام کے اخبار بالغیب اور سیرت نبوی بھی درج تھی اور امام موصوف نے حتی المقدور وہ روایات درج کی تھیں جو بلا شبہ قابل قبول تھیں اور جو تنقیدات بعد میں کی گئی تھیں وہ جزوی طور پر تھیں جنہوں نے اس کی عام مقبولیت کو نقصان نہیں پہنچایا تھا اور اغلاط کا ہونا ناممکن نہ تھا، وہ خدانخواستہ تفسیر "بیان للناس" تھوڑی تھی کہ اس کا ایک ایک حرف تفہیم الٰہی سے ناقابل تنقید ہوتا اور امام بخاری کو وہ درجہ حاصل نہ ہوا تھا جو آپ کو عنایت ہوا ہے۔ **ذلک فضل اللّٰہ یوتیہ من یشاء۔**

لیکن آنجناب اگر بنی نوع انسان کے فرد ہیں اور آپ سے بھی غلطی کا امکان ہوسکتا ہے تو یہ بخوبی ذہن نشین کرلیں کہ دو چیزیں آپس میں اسی وقت ملتی ہیں کہ ایک ہی خط مستقیم پر واقع ہوں، ورنہ ان میں تطابق محال ہوگا۔ عہد تجدید یعنی چودہویں صدی کے مجددین اور انبیاء سے پہلے قرآن وحدیث کو لوگ ایک ہی خط مستقیم پر (کہ وہ دونوں مافوق البشریت ہیں) سمجھتے رہے اور جن اقوال کو انہوں نے موضوع پایا ان کی کانٹ چھانٹ کر کے الگ کردیا تھا، جو کتب موضوعات میں اب تک درج ہیں اور آج تک ان کے باہمی

تطابق پر کسی کو شبہ تک بھی پیدا نہیں ہوا، مگر بدقسمتی سے اصحاب الشمال تعلیم یافتہ اصحاب نے تصانیف غیر مسلم کو زیر مطالعہ کر کے اور ان کے اثرات اولیہ کو اپنے سادہ اور صاف دماغ پر جگہ دے کر بعد میں جب اسلامی لٹریچر کا از خود مطالعہ کیا تو انہوں نے پہلے قرآن کو مذکور الصدر خط مستقیم سے نیچے اتار کر سطح کروی کے ایک نقطہ پر رکھ دیا جو چاروں طرف جھکنے لگا، شمال کو جھکا تو ایرانی مجددوں نے اس کی کھال کا بال بال نوچ ڈالا، مشرق کو مائل ہوا تو قادیانی مغل نے لوٹ کر اپنے اندر ڈال لیا، مغرب کو متوجہ ہوا تو محققین یورپ نے اس کی ہستی کو مٹا دیا کہ یہ قول بشر ہے اور صحف متقدمہ کا منتخب کورس ہے۔ سیدھا پنجاب کو رخ کیا تو مظاہر قدرت ثانیہ اور امام حقیقی اور دیگر امام الزمانوں نے اس کی خوب خاطر کی۔ امت مسلمہ کے ہاتھ پڑا تو اس نے اس کا سارا مفہوم ہی بدل ڈالا اور صاف کہہ دیا کہ آج تک جتنے مذاہب ہیں سب قرآن تصحیف شدہ کے خلاف ہیں اور شان رسالت کو ایک معمولی چھٹی رساں کی حیثیت میں لا کر کھڑا کر دیا۔ کبھی رسول کو کاٹھ کی پتلی بنایا کبھی خطا کار اور کبھی غلط گو۔ الغرض یہاں تک غلو کیا کہ جو کچھ نبی نے سمجھ کر قرآن شریف سے دستور العمل قائم کیا تھا اس پر صاف ہاتھ پھیر دیا کہ نمازیں پانچ نہیں دو ہیں۔ روزے تیس نہیں دس ہیں اور نماز ارکان مخصوصہ کا نام نہیں، صرف خدا کی طرف رجوع ہونے سے، رام رام کرنے سے بھی ادا ہو سکتی ہے۔ قبلہ ضروری نہیں، وضو فرض نہیں، ہاتھ پاؤں صاف ہوں تو کرسی پر بیٹھ کر منہ میں حقہ کا دودہ کش لئے ہوئے بھی صبح وشام کی تسبیح ادا ہو سکتی ہے غرض کہ ساری ہی شریعت بدل ڈالی اور جب قرآن کو نیچے قدموں پر گرا لیا تو احادیث کو اس کے پاس لا کر رکھنے کی کوشش کی مگر ان میں تحریف اور تبدیل معانی کا حربہ نہ چل سکا اسلئے جو نا قابل تحریف ثابت ہوئیں ان کو نکالنا شروع کر دیا اور جو تحریف شدہ مفاہیم قرآنیہ سے مناسب معلوم ہوئیں ان کو قرآن

کے ساتھ کھڑا کر دیا۔ مگر آپ جانتے ہیں کہ ایک نکتہ پر دو جسم قائم نہیں ہو سکتے اس لئے قرآن ہی قرآن رہ گیا اور احادیث نبویہ کی ضرورت باقی نہ رہی۔ یہ اسلامی خیر خواہی پہلے فرقہ ہائے اہل قرآن کے پہلے مجدد عبد اللہ چکڑالوی نے ظاہر کی تھی کہ جب کہ وہ لاہور مسجد چینیاں میں پیش امام اور مدرس تھا۔ مدت تک صحاح ستہ کا درس دیتے ہوئے آخر اس نتیجہ پر پہنچا کہ صحیحین (مسلم و بخاری) ہی صحیح ہیں کچھ عرصہ بعد صرف صحیح بخاری کو صحیح بنا کر قرآن مجید کے ترجمہ خود ساختہ کے ساتھ مطابق کرنے لگا۔ آخر کہہ دیا کہ یہ ترجمہ اور صحیح بخاری ایک ہیں تو صرف قرآن ہی قابل عمل ہے، بہر حال اس کا ترجمہ اور تشریح قرآنی کچھ نہ کچھ احادیث کے مطابق تھی۔ لیکن بعد جو اس کے ناخلف پیدا ہوئے انہوں نے اپنے مرشد کو بھی غلط گو اور خطا کار ٹھہرایا اور آج وہ دن ہے کہ اس کے مذہب اہل قرآن کو بھی بدعت سمجھا جاتا ہے۔ ممکن ہے کہ امت مسلمہ کے ناخلف کچھ عرصہ بعد اس کو بھی امت مسیلمہ ہی کہنے لگ جائیں۔

ہفدہم: ہمارے مخالف قرآن کو نہیں سمجھتے اور نہ ہی صاحب قرآن کی حقیقت کو جانتے ہیں تو پھر ہمارے عقائد پر کیسے حاوی ہو سکتے ہیں؟

جواب: قرآن مجید کا جو پہلو آپ نے نکالا ہے واقعی ابھی تک مشتبہ ہے، جب تک آپ کی ساری تفسیر شائع ہو کر عام نہ ہو جائے کسی کو کیا معلوم کہ آپ صاحب قرآن ہیں یا کوئی اور؟ مگر یہ تقدس کی خود آرائی نرالی شان رکھتی ہے کہ ہمارے سوا کسی نے قرآن نہ سمجھا اور نہ سمجھتا ہے۔ مرزا بھی یہی کہتا تھا اس لئے ہم آپ کو اس کے ساتھ ہی کھڑا کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس وقت تجدید قرآن میں منہمک ہیں۔

(۴۶) خواجہ احمد الدین ناظم امت مسلمہ امرتسر

چند رسائل لکھ چکے ہیں اور ایک تفسیر ''بیان للناس'' شائع کر رہے ہیں۔ ماہواری رسالہ ''البلاغ'' آپ کی ہی زیر ارادت شائع ہوتا ہے جس میں جدت طرازی کے خاص خاص نمونے شائع کئے جاتے ہیں۔ بارہا مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری سے مناظرہ ہوا کہ رسول کی حیثیت کیا ہے اور وحی کس کا نام ہے اور احادیث قابل عمل ہیں یا نہیں؟ جس میں آپ نے کہہ دیا کہ اصل مطاع غیر مسئول خدا کے سوا کوئی نہیں اور نبی ہماری طرح کے غلط کار اور غلط گو ہوتے ہیں اور جو شخص حدیث کو وحی غیر متلو کہتا ہے یا جو رسول کو مطاع غیر مسئول سمجھتے ہیں وہ مرتکب شرک **فی الالوھیة** ہیں۔ آپ انڈر گریجویٹ عمر رسید مولوی مشہور ہیں۔ ابتدائی تعلیم امرتسر کے مایا ناز مولوی غلام علی صاحب سے پائی تھی پھر خود دینیات کا مطالعہ شروع کر دیا اور کئی کروٹ بدل بدل کر اس نتیجہ پر آپہنچے ہیں کہ قرآن مجید آج تک کسی نے نہیں سمجھا قرآن مفصل کتاب ہے اور جو تفصیلات مسلمانوں نے قرآن کے لئے مقرر کی ہیں وہ مولویوں کی خود ساختہ ہیں اس لئے قرآن کی تفصیل وہی معتبر ہوگی جو خود قرآن میں موجود ہے اس لئے ضرورت پیش آئی کہ قرآن اور قرآن کی تفصیل میں ایک تفسیر لکھی جائے جس کا حجم کم از کم ڈیڑھ ہزار صفحہ ہو۔ یہ ارادہ دیر سے کر رہے تھے مگر چونکہ پہلے پہل انجمن اسلامیہ امرتسر کے ملازم تھے اور اسکول میں مختلف مضامین پڑھاتے رہے تھے اور لوگ آپ کے متعلق نیک ظن رکھتے تھے اس لئے یہ بھی دبے رہے اور جب ریٹائر ہو کر امام مسجد بن گئے تو آزادی سے اپنے خیالات کا اظہار شروع کر دیا۔ آخر الامر یہاں تک اپنی جماعت تیار کرنے میں کامیاب ہو گئے کہ عقائد لکھ کر اپنا مذہب قائم کر لیا۔ جس کی تفصیل پچھلے نمبروں میں آچکی ہے۔ یہ حضرت اگرچہ ''کمترین'' کا خطاب اپنے لئے تجویز

کرتے ہیں مگر اس تجدید اسلام کوملحوظ رکھتے ہوئے جوانہوں نے اپنے عقائد نامہ میں ظاہر کئے ہیں ہم ان کو نبی مخفی کا خطاب پیش کرتے ہیں، امید ہے کہ منظور فرما کر چودہویں صدی کے انبیاء میں شامل ہوجائیں گے۔ اگر یہ خطاب منظور نہیں تو کم از کم مجدد وقت اور امام الزمان کا خطاب تو ضرور لینا پڑے گا، ورنہ امت مسلمہ بغیر نبی کے کس طرح معنون ہوسکتی ہے۔ شاید یہ خیال ہوگا کہ آپ بروز ابراہیمی ہیں کیونکہ آنحضرت نے ہی کہا تھا کہ یا اللہ میری ذریت سے امت مسلمہ ہو گویا امت ابراہیمی خاندان سے تعلق نہیں رکھتی مگر روحانی تعلق کی وجہ سے اس میں داخل ہوسکتی ہے۔

(۴۷) یحییٰ بہاری

''کاویہ، حصہ اول'' میں یحییٰ بہاری کا نام چودہویں صدی کے نبیوں میں درج ہوچکا ہے اب ہم اس کی کتاب ''فرمان'' سے ایک نظم درج کرتے ہیں جس میں اس نے اپنے تمام دعاوی درج کئے ہیں۔ نظم کی بندش دیکھ کر اندازہ لگ سکتا ہے کہ آدمی بڑا معقول ہے۔ مسیح قادیانی کی نظم اس کے سامنے پانی بھرتی ہے۔ اور اس کے مظاہر قدرت تو سرے سے اس کی گاڑی کے بیل ہی نہیں، بلکہ ان کا ذکر ہی فضول ہے۔ البتہ مسیح ایرانی فارسی نثر لکھنے میں اس سے بڑھا ہوا ہے کیونکہ فارسی اس کی مادری زبان تھی اور اردو یحییٰ کی مادری زبان تھی۔ لیکن قادیانی مسیح کی مادری زبان نہ فارسی تھی نہ اردو۔ اسلئے پنجابی نما نظم ونثر لکھنے پر قادر تھا اور چونکہ ان مدعیان مسیحیت ومہدویت میں سے کوئی بھی عربی الاصل نہ تھا اس لئے عربی نظم ونثر لکھنے میں ان تینوں میں کوئی بھی ایسا نہ نکلا کہ اس مردہ زبان کو زندہ کرے یا اس کے اندھے لولے الفاظ کو درست کر کے صحیح طور پر شفا بخشی سے کام لے۔ اور مخفی نبی نے بھی کوئی خاص ادبی لیاقت آج تک اپنی خاص نظم یا نثر میں پیش نہیں کی۔ صرف آپ کو ناز

ہے تو اس تقدس یا اس لیاقت پر جوان کو شا گو شا گردوں اور اصحاب الشمال تابعداروں کی واہ واہ سے حاصل ہو چکی ہے۔ بہر حال یحییٰ کی نظم ذیل میں درج ہے:

نظم

راما ہم ہیں مریم ہم ہیں رستم ہم ہیں ہم ہی جم — گویا کہ بس ہم ہی ہم ہیں ہم ہی ہیں ہم ہی ہم

یاد رہے تم سب کو اتنا جب تک ہے اس دم میں دم — بولیں گے ہم بیشک حق حق لاکھ کرو تم ذم پر ذم

یا امی یا امی امی امی امی امیم — مہدی مہدی مہدی مہدی مہدی مہدی ام

ہم ہی صبی مہدی ہیں گہوارہ میں جو بولے تھے — احمد ہم ہیں موسیٰ ہم ہیں عیسیٰ ہم ہیں یحییٰ ہم

پہلے جو کچھ لائے تھے ہم دیدا کے تم سب کو گئے — تم نے اس کو ایک نہ مانا سید ہے۔ جن کے ہو گئے خم

اب ہم جو کچھ لائے ہیں سو لیلو بھلے منسائی سے — چھوڑ و اپنا دھوم دھڑ کا چھوڑ و اپنا سارا بم

دیکھو کیا ہے شان ہماری سارے احمد حامد ہیں — قال رسول اللہ تعالی ﷺ العم

ایلی ایلی ایلی ایلی ولما سبقتنی — ان اللہ معا پھر کیا ہے ہم کو اس کا غم

سبحنک لاعلم لنا الا ما علمتنا — نک انت العلیم میں ہوں تیرا خالی فم

قدرت تیری رنگ برنگی تو قدرت کا مالی ہے — میں ہی تیرا فوٹو ہوں بس مجھ سے ہے عام الم

اَبْجَد ھَوَّز حُطِّی کَلَمَن سَعْفَص قَرِشَت ثَخَذ ضَظَغ — سارے علم اسی میں بھرے ہیں ظاء ظہور العالم کم

دیکھو بھاگو بچتے جاؤ چلتی ہے تلوار میری — چھم چھم چھم چھم چھم چھم چھم چھم چھم چھم چھم چھم چھم چھم چھم

خون بہے گا دنیا میں پڑ جائیں گے کہرام بڑے — سوکھی ساکھی دہرتی سب ہو جائے گی اکدم سے یم

نیچی تل کے ماس کی ہے دیکھو دو تو نینا نم — لاتبدیل لخلق اللہ سمع اللہ لمن حمدہ

سبحان اللہ تعالی من یخش اللہ یتقہ — جعل لکل شی سیا وو وو وو وو وو وو وو ہم

ھوالمہدی ھو الہادی لیس الہادی الاھو — نازل ہوگا کس جا پر؟ امریکہ میں جو ہے اک تھم

خشعا ابصارھم یخرجون من الاجداث ۔ لیس لھم من دون اللہ کاشفۃ من ھم الغم

ہادی ، مہدی ، نرزائن دولہا دولہن ایک ہیں ۔ سب کے سب کنگالی ہیں اور اتم جو کھم خالی ہم

خود بقا اور خود فنا ہوں میں ۔ خود نبی اور خود نباً ہوں میں

واہ کیا خوب دلربا ہوں میں ۔ اپنے ہی آپ پر فدا ہوں میں

اختر و مہر و ماہ برج و فلک ۔ جنت و دوزخ و خلا ہوں میں

ابر و باد و سحاب و قوس و قزح ۔ بارش و برق و طور و طاء ہوں میں

بحر و بر سبزہ و مکین و مکاں ۔ روح و ارواح و بار بوریا ہوں میں

الغرض جملہ کائن و ماکان ۔ میں ہی میں ہوں بتاؤ کیا ہوں میں

اور ناممکن القیاس جو ہو ۔ وہ بھی میں ہوں بس اب خدا ہوں میں

خود سے چھپتا ہوں شرم کے مارے ۔ حی یحیا و باحیا ہوں میں

پس خدا ہی کا نام یحییٰ ہے ۔ میں نہ کچھ یا و حا و یا ہوں میں

احکام: دل نہ دکھاؤ، اپنی صفات کو قدسیہ بناؤ، میرا چال چلن اختیار کرو، ورنہ افلاس اموات وامراض اور تناسخ ومصائب میں گرفتار ہو کر عذاب پاؤ گے۔ زانی کو کتے سے کٹوا کر مار ڈالو۔ کوئی پیشہ امتحان پاس کرنے کے بغیر نہ کرو، محبت عامہ کو مقدم رکھو، بغیر پسند کے شادی نہ کرو، جو مزاحم ہو اس پر کھولتا ہوا پانی ڈالو، طلاق نہ دو، کوئی کسی کا منہ چڑائے تو ہونٹ کاٹ ڈالو، ابرو سے اشارہ کرے تو موچنہ سے بال نوچ دو، بہتان باندھنے والے کو چونہ کی بھٹی میں بٹھا کر پانی ڈال دو، رہن اجارہ نہ کرو، قرض نہ لو، قاتل کو کرسی پر بٹھا کر بجلی سے قتل کرو، زیادہ گوشت نہ کھاؤ، جس سے تکلیف ہو وہ نہ کھاؤ، کسی کو دجال اور حرامی نہ کہو، صحت درست رکھو، جو باغ میں پیشاب کرے اس کے منہ میں پیشاب کرو، نطفہ ضائع کرنے والے کا آلہ

تناسل کاٹ ڈالو اور جو عورت گاجر وغیرہ سے فرزجہ کرے نمک، نوشادر اور مرچ سے اس کو فرزجہ کرو، جانور سے مجامعت کرے تو عضو تناسل کاٹ دو، جو زنا بالجبر کرے اس کی جورو یا بیٹی سے بازار عام میں زنا کراؤ، کتے سے اس کی سفرہ کوبی کرائی جائے، پھر تہ خانہ میں برف کے نیچے دباؤ، زانیہ حاملہ ہو تو اسے محاصرہ میں رکھو کہ حمل نہ گرائے ورنہ قتل عمد کی سزا پائے، فاعل کو الٹا لٹکا دو کہ سوکھ کر مر جائے یا درندے نوچیں اور مفعول کو سولی دو، جو عقیم ہونے کی دوا دے یا مخنث بنائے اسے لاکھ کی دیوار میں چپکا دو، آگ لگانے والے کو توپ سے اڑاؤ۔ باغی کو بچھو کی خندق میں ڈالو۔ زبان کاٹ ڈالو اس کی جو غلط خواب یا خبر پھیلائے یا برا افسانہ لکھے یا غیبت اور غمازی کرے یا جھوٹی گواہی یا جھوٹی جاسوسی کرے۔ جو کسی کو بنظر تحقیر دیکھے اس کی آنکھ میں چونہ بھر دو۔ انگلی سے بکر نہ توڑو۔ زفاف کا خون نہ دکھاؤ۔ عقیقہ اور تسمیہ وغیرہ پر خرچ کرنے والے کو حبس دوام کرو، زخم پہنچانے والے کو قتل کرو، مفلسی دور کرو کیونکہ وہ تم کو گرجا میں بھی یکسوئی پیدا نہیں کرنے دیتی۔ سب کے ساتھ مل کر **موحد الکل** بنو۔ یہی اصل عبادت ہے جو سب کو **موحد الکل** بنائے۔ اس کو عبادت کی ضرورت نہیں کیونکہ اس نے صبر کیا، خوش کیا، برائی نہیں کی، نیکی کو راہ دی، بروں کو نکالدیا، اس لئے وہ عقل وحسن وصورت، حکمت، حکم، حکومت، عزت واقبال اور نبوت ورسالت کا مستحق ہے۔ ید اللہ اور خلیفۃ اللہ بنا ہے اور عرش بریں پر بیٹھنے کے قابل ہے اور **خلیفۃ الشیطان فی نار جھنم**. سب اردو بولو، اسی میں تعلیم ہو۔ ایک فرمانروائے کل کو قبول کرو جس کے ماتحت فرمانروائے جزو ہوں جو اس سے مل کر کام کریں اور خمس ۱/۵ جمع کر کے بیت المال میں جمع کرائیں۔ جو فرمانروائے کل کے زیر تصرف ہو اور جب تک ساری دنیا غنی نہ ہو جائے بیت المال سے خرچ نہ کرو۔ سکہ، اسٹامپ بیرق، ٹکٹ، خطبہ، کلمہ سب فرمانروائے کل کے نام پر

ہو۔ جو اتحاد کے مزاحم ہو اسے تیزاب میں ڈالو، کھال اتر کر صحت ہو تو پھر تیزاب میں ڈالتے رہو۔ ان کے ہاتھ کاٹو: راشی مرتشی، چور، بغاوت کا اشتہار شائع کرنے والا، خط کھولنے والا، برہنہ فوٹو بنانے والا، ربڑ کا آدمی یا عورت بنانے والا۔ بے جا طور پر مال کھانے والے پر وہی مال پگھلا کر ڈالو۔ کفر وسرکشی کی سزا چار میخہ ہے جس پر اس کی کھال کھینچی جائے۔ جھوٹ ڈالنے والے کو سنگسار کرو۔ فرمان کے خلاف چلنے والے کو بھی سنگسار کرو۔ ملاح، گاڑیبان اور سواری والا تازہ سامان رکھے ورنہ جرمانہ اور تازیانہ لگاؤ۔ اور نقصان بھر لو۔ جس عضو سے جو برائی ہو وہی کاٹ ڈالو۔ جو جرم کسی جرم کے مشابہ ہوا اسے اس کی مشابہ سزا دو، عورتوں کو پردہ میں حبس نہ کرو۔ پردہ داری عندالامن حرام ہے، اور پردہ دری عند الخوف حرام ہے۔ قابل اطمینان حالت پیدا کرو پھر حرام کو بند کرو۔ توحید فی العمل کی ضرورت ہے۔ ایسا نہ کروگے تو جبراً کرایا جائے گا۔ یہ فرمان سب کے لئے ہے۔ ایک ابد الآباد وحمد کردہ شدہ زندہ سردار سید محمد یحییٰ تمہاری سرکوبی کیلئے کافی ہے۔ زمانہ کے ساتھ تم بھی رنگ بدلو۔ آبحیات کی حفاظت کرو۔ اور اس کو اپنے جوڑے سے اعتدال کے ساتھ خرچ کرو، یحییٰ مسیح کا یہی لیکچر ہے جو گرجاؤں میں دہرایا جائے اور یہی کافی عبارت ہے نیچے کی نظم میں سب برائیاں درج ہیں ان سے پرہیز کرو۔

نظم

بخلی وطمع وبزدلی وکاہلی	سرقہ میخواری وکبر وجاہلی
قہر وبے صبری وبہتان ونفاق	کفر وشرک وبغض اسراف وطلاق
کید و غمازی ودجل واحتکار	غیبت وقتل وقمار و افتخار
فتنہ وجملہ فسادات وشرور	مسکرات عجب واغواؤ غرور

بے وفائی و ریاؤ حقد و جنگ　　جلق واغلام وزنا وکسر ننگ

چاپلوسی ودل آزاری و زور　　غبن وبد خلقی و گمراہی وجور

ہر بغاوت ہرخیانت ہر حسد　　ہر بدی ملعون گشتہ تا ابد

ہر چہ فرمودہ ست یحیٰ گوش کن　　زشت راگذار حالا ہوش کن

نیز ترک مذہب اقوام غرب　　گفت آسی بد تریں عصیاں رب

گرجا کو صاف رکھو۔ اتوار کو منبر کے پاس بخور جلاؤ۔ دائیں بائیں مسیح ثانی (میری) دو تصویریں ہوں۔ اس طرف لوگ سینہ پر ہاتھ رکھ کر سر جھکائیں۔ بیچ کے سامنے لمبا ٹیبل ہو۔ حکام کیلئے اوپر برآمدہ ہو۔ منبر کے پاس سٹیج پر خوش آواز باجا ہو۔ جب فرمان پڑھتے پڑھتے کوئی مقام سرورافزا آجائے تو باجے کے ساتھ خوش گلو گائیں۔ اور بہت خوشی سے گرجا گھر میں فرمان پڑھ پڑھ کے خدا سے دعائیں مانگیں سب ہمنوا ہو کر قسطنطنیہ کو اپنا دارالخلافہ بناؤ اور وہاں کے خنزیروں کو مارڈالو ورنہ **حلقہ سموات** کے پارے ڈائنومٹ رکھ کر دنیا اڑادی جائے گی۔ بیت المقدس کو سیدالمعابد بناؤ، ممکن ہو تو امّی کو وہاں جا کر اس طرز جدید پر نماز ادا کرو۔ فرمان کی تلاوت ڈیڑھ گھنٹہ سے زیادہ نہ ہو۔ بیچ میں ٹفن کی چھٹی بھی ہو۔ دلچسپی نہ بھی ہو تو پھر بھی ایک گھنٹہ عبادۃً ضرور پڑھو۔ جلسہ برخواست ہونے کے وقت خطیب ہاتھ اٹھا کر دعا مانگے۔ دعا ختم کرنے کے بعد **لاالہ الا اللّٰہ یحییٰ عین اللّٰہ** کہہ کر سینہ پر ہاتھ رکھ کر سر جھکائے۔ اور لوگ ٹیبل پر ہاتھ رکھ کر سر جھکائیں۔ پھر نزدیک والے دروازہ سے نکل جائیں۔ ٹیکہ لگواؤ۔ مردہ کے غم میں ماتمی نشان چالیس روز تک بازو پر رکھو۔ مردہ کو گاڑی پر لے جا کر مشین کے ذریعہ آگ میں پھونک دو اور راکھ کسی خندق میں ڈال دو یا گڑھے میں غرق کردو۔ بے اجازت گاڑی کے پیچھے بیٹھنے والے کو خوب مارو، اگرچہ

مر جائے۔ ہسپتال، پل، سڑکیں اور کنوئیں بناؤ۔ حاجت روائی کرو تا کہ کوئی مفلس نہ رہے۔ مگر مساوی الدرجہ جائداد تقسیم نہ کرو۔ مجلس قائم کر کے ضلع کے ماتحت رپورٹ دیا کرو۔ وہاں سے وائسرائے کے پاس جائے اور وہ فرمانروائے کل کے پاس بھیجے۔ اصلاح عالم جہاد ہے اس میں درم خرچ کرنا، زکوۃ اور قدم بڑھانا خدمت ہے۔ قلم کی حاضری ملازمت ہے اور کلم کی حاضری وکالت۔ عندالضرورۃ اخبار نکال سکتے ہو اور سفارش بھی کر سکتے ہو۔ مشہور خادم خلق اللہ کا سٹیچو اونچے مینار پر کسی بڑے شہر میں رکھو۔ ریلوے اور چنگی کے سوا اتوار کو چھٹی کرو۔ لڑکی اپنی تصویریں بھیج کر لڑکوں کی تصویریں منگوا کر کسی ایک کو قرعہ ڈال کر منتخب کرے۔ خواہ کیسا ہی ہو۔ فیس داخلہ فوٹو دو روپے ہوگی جو لڑکی کا مہر معجّل ہوگا۔ پھر دونوں گرجا میں جا کر شکریہ ادا کریں اگر خاوند میں نقص نکلے تو فوراً خلع کرائے اور دوسری جگہ شادی نہ کرے تو اچھا ہے۔ بچوں کو تصویروں سے بہلاؤ۔ آتشی مواد کی دکان باہر ہو، ٹیلیفون اور تار کے ستونوں پر چلیپا مع چن تارہ کی شکل ہو۔ جان داروں پر رحم کرو۔ تعلیم لازمی ہے۔ صبح غسل کر کے جمناسٹک یا کبڈی وغیرہ کھیلو۔ بچہ کو قیمتی کپڑا نہ پہناؤ۔ جو قصداً خود کو فاقہ کشی اور روزہ میں مبتلا کرے وہ حرامزادہ کفران نعمت کرتا ہے اور ایسے حرامزادوں پر پھٹکار ہے جو فرمانروا کی پیروی نہیں کرتے۔

صداقت یحییٰ

اے نمک حرام سؤر کے بچو! تمہیں اب بھی یقین نہ ہوگا، حالانکہ تمہارے لئے مالک نے انسانی لباس اختیار کیا ہے۔ کنواری لڑکی سے خود کو پیدا کر دکھلایا، مردہ زندہ کیا، تیہ میں پھرا، امی بن کر اہل فصاحت کو متحلیج کرایا۔ قبل از وقت پیدا ہو کر ۴۵ روز بغیر دودھ کے رہا۔ بچپن میں نکتہ چینی کی۔ چنے اور چائے پر گذارا کیا اور مہینوں لگاتار فاقہ کشی کی۔ مسمرائز

نام دہرایا۔ عبدالمجید نے میرے حجرے میں دیکھا تو اس کی آنکھ کو صدمہ پہنچا۔ چنو کو حیدرآباد میں خاک کر دیا۔ اشارہ کیا تو چھ ستارے ٹوٹے۔ خواب میں خدائی لباس میں بہتیروں کو دیدار دیا۔ دشمن کو حکم دیا کہ جوانی موت میں مرے یا مریض ہو یا کوڑھی یا بے اولاد۔ پیشینگوئیاں پوری ہوئیں۔ غیب سے آ کر کسی نے کہا کہ یہ خدا کا فوٹو ہے۔ فوٹو گرافر نے ہمارے فوٹو لینے میں ایک درجن شیشے استعمال کئے مگر فوٹو نہ آیا۔ غیب سے میری تصدیق کے لئے آواز آئی کہ درست ہے، فضائے آسمانی سے یہ آواز آئی کہ **حضرت مولانا سید محمد یحییٰ ! التحیات علیکم وخیر لک من الاولی،** تکیہ سے **ان اللّٰہ مع الصابرین** کی آواز آئی۔ ۲۸ روز بڑودہ میں فاقہ کش ہو کر لیکچر دیا۔ لوگ مارنے آئے تو ہم نے تلوار دکھائی اور سب لوگ بھاگ گئے۔ مکہ میں لیکچر دیا، مدینہ پہنچا تو روضہ اقدس کانپا اور **یا ھو** کی آواز آئی۔ اژدہا بچھونے میں سما گیا، دیکھا تو آئینہ ٹوٹ گیا۔ زنجبار اور بمبئی میں انتقال کیا اور چار گھنٹہ بعد پھر جی اٹھا۔ تم نے کئی بار سنکھیا دیا مگر کچھ نہ ہوا۔ بمقام لنڈن انڈیا آفس میں خوبصورت تصویر نے جھک کر سلام کیا۔ ایک ہی وقت کئی جگہ تم کو نظر آیا۔ اصل کو پکڑ لو اور اہل اللہ یا حقانی کہلاؤ۔ کوئی نن، مرلی، جوگی اور سنیاسی نہ بنے۔ شادی کا حکم قطعی ہے۔ کوئی عورت برقعہ نہ ڈالے، پاجامہ نہ پہنے، بلکہ گاؤن اور بوٹ اور ساڑھی پہنے۔ ہاتھ اور چہرہ کے سوا بدن ننگا نہ ہو۔ جھوٹا خواب نہ بتاؤ۔ مہندی نہ لگاؤ۔ سلام کرتے میں ٹوپی اتارو اور سینے پر ہاتھ رکھو۔ فرمانروا کے سامنے جھکو، السلام علیک ہرگز نہ کہو۔ بلکہ کہو کورنش یا کہو التحیات علیکم۔ پیغمبر السلام نے السلام علیکم کہہ کر یہ بتایا تھا کہ بابا تم کو سلام ہے گویا یہ **لعنۃ اللّٰہ علیکم** کا ہم معنی ہے۔ تم کو کوئی کافر کہے تو تم خوش ہو جاؤ کیونکہ تم مردودوں کو کافور کرنے والے ہو یا حق کی کھیتی کرنے والے اور باطل کو چھپانے والے ولی۔ صلوات

اور اسلام اور مسلم کا لفظ بھی آج نجس معنی میں استعمال ہو رہا ہے۔ جسے ہم محمود کہیں وہ محمود ہے اور جسے مردود کہیں وہ مردود ہوگا، کیونکہ تمام الفاظ پر ہمارا قبضہ ہے۔ عورت ڈاکٹری کی طرف زیادہ مائل ہوتی ہے اسے وہی سکھاؤ۔ شریعت قدیم ختم ہوگئی۔ اب شرع جدید پر عمل کرو، اس کے خلاف کرنا جرم ہے ورنہ تم واجب التعزیر ہو۔ مال ومتاع چھین لیا جائے گا۔ جورو بیٹی خواص بنائی جائے گی۔ پھر تہ تیغ کیا جائے گا۔ رومی، ایرانی، حیدرآبادی اور انگریزی ٹوپی پہنو۔ پگڑی، شملہ ابلیس کا لباس ہے۔ عورتیں ٹیڑھی مانگ نہ نکالیں۔ چلیپا نما موباف ہو، نقاب جالیدار۔ حجامت نہ حزیرہ نما، نہ مہراب نما، نہ نالی نما، نہ تالاب نما (بلکہ بیعہ نما ہو) یا منڈواؤ یا مسیحائی وضع کی رکھو۔ مونچھ سے خوبصورتی ہوتی ہے۔ کان میں عطر کا پھاہانہ رکھو۔ سرمہ نہ لگاؤ۔ ناک میں بال نہ ہونے دو۔ گندہ دہن فوقانی دہن کو تحتانی بناتا ہے۔ منہ کالعاب نہ پیو۔ بہ ہجو ملیح کسی کو نہ بناؤ۔ اردو بغیر کوئی زبان استعمال نہ کرو۔ ابن الوقت بنو۔ محض کمینہ اور حرام زادہ نہیں ملتا تو تم اس پر درشتی کرو۔ اگر وہ پاجی سرہی ہوجائے تو اس کی پوری خبر لو ورنہ تم سا کرئی والدالحرام نہیں۔ تمبا کو و دیگر مسکرات اشیاء حرام سمجھو۔ فرستادہ خدا کے سامنے دلائل پیش نہ کرو۔ متکبر سے تکبر کرو۔ دجال کے سامنے دجال بنو اور بدمعاش کے سامنے بدمعاش اور مسیحا میں مسیحا بن کر جذب ہوجاؤ۔ شعر گوئی میں وقت ضائع نہ کرو۔ وہ قوم حرامزادی بڑی مردود ہے جس نے کتابوں کا حرف حرف نقطہ نقطہ اعراب وغیرہ شمار کیا ہے۔ موسیقی بہترین چیز ہے مگر سور کے بچے حرامزادے ہیں جو ساری نعمت الٰہی کا کفران کرتے ہیں۔ بچہ کو محلاب سے دودھ پلاؤ، جانگیہ پہناؤ، ٹھیل گاڑی میں باہر لے جاؤ، ختنہ نہ کرو، زیور نہ پہناؤ، **ھوالحق** کہہ کر بھلاؤ، لوری یوں دو: **ھو الھادی ھو المھدی لیس الھادی الا ھو، ھوالحق ھو اللّٰہ ھو یحییٰ، قل یاھو**۔ بچہ کے بائیں کان

میں کہو ان **اللّٰہ علی العظیم** پھر دائیں کان میں یہی فقرہ کہو۔ حاملہ بیہودہ قیام وقعود اور حرکت بے جا کو عبادت نہ سمجھے۔ مثلاً بار بار زمین پر ناک رگڑ نا یا دو پہاڑ کے درمیان دوڑ دھوپ کرنا۔ جھوم جھیل کھیل کے روسیاہ پتھر کو چومنا۔ سارے شیاطین کا ایک مجمع تصور کر کے اینٹ پھینکنا۔ وہ حرامزادے ہیں جو عورتوں کو جس بیجا کرتے ہیں اور **ظنوا المومنین خیرا** کا دم بھرتے ہیں۔ بہت سے مردود لوگ تصویر رکھنا حرام سمجھتے ہیں، وہ حرام کے بچے یہ نہیں سمجھتے کہ کوئی چیز تصویر سے خالی نہیں۔ لہذا ایسی مادر بخطا مردود حرامزادی قوم مجوس کی باتیں نہ سنو۔ جوٹھا پانی نہ پیو۔ گلاس بائیں ہاتھ سے پکڑو۔ انگلی اور برتن نہ چاٹو۔ اوپر کی چھت پر چلیپا نما انجم وہلال ہو۔ مکان کشادہ ہو دو دو کیلئے سات سات گز کا کمرہ ہو، گل وریحان ہوں وغیرہ وغیرہ۔

۴۸۔ **تنقید**: فرمان یحییٰ بہاری کا قرآن ایک ضخیم کتاب ہے جس کے صفحات ۸۲۴ تک ہیں۔ شروع میں اپنا نام یوں لکھا ہے۔ اعلیٰ حضرت، احدیت ماب فرمانروا سید محمد یحییٰ خان دوران۔ **نائب اللّٰہ علی العالمین**۔ دی لینڈ لارڈ آف موضع یحییٰ پرگنہ اروِلی ضلع گیا صوبہ بہار۔ اور سنہ تالیف وطباعت مذکور نہیں۔ مگر صفحہ ۸۰۷ پر ۱۹۰۳ء لکھا ہوا ہے جس میں ان کو تین صحیفے ملے ہیں۔ جن کی بناء پر اپنا دعویٰ کھڑا کیا ہے، اردو نثر خوب زوردار لکھی ہے، فارسی اور اردو اشعار میں بھی خوب زور دکھایا ہے مگر عربی میں مرزائے قادیانی کے بھائی ہیں۔ لکھنے سے نہیں چوکتے۔ مگر سب بے ہنگم۔ غلط سلط جو منہ میں آیا لکھ مارا۔ اخیر میں کہہ دیا کہ تمام الفاظ پر ہمارا قبضہ ہے۔ اس مقام پر ان کے احکام کا خلاصہ لکھ دیا گیا ہے ورنہ ان کے صحف آسمانی کی تشریح عقائد اور مسئلہ تناسخ کا ثبوت اور علم کلام دوسرے مسائل اتنے ہیں کہ یہاں ان کی گنجائش نہیں مگر جو اسلام کے خلاف حکم تھے وہ یہاں ضرور پیش کئے گئے ہیں،

جن کا خلاصہ یہ ہے کہ اسلام چھوڑ دو اور جو کچھ تمدن یورپ پیش کرتا ہے اسی کو اپنا مذہب بنا کر اہل اللہ کہلاؤ تو خلاصہ یہ ہے کہ:

(الف) علی محمد باب سے لے کر مرزائے قادیانی کے اخیر زمانہ تک جو کچھ بھی تعلیمات بہائیہ اور مرزائیہ میں تھا یحییٰ نے اس کا صحیح مطلب بتا دیا ہے کہ گویہ لوگ کچھ نہ کچھ اسلام کا نام لیتے ہیں مگر مطلب سعدی ہمین ست کہ ما گفتیم۔

(ب) جس تحریک کو بہائی اور مرزائی تجدید نے شروع کیا تھا اس کو پایۂ تکمیل تک پہنچا کر اس نے عریاں ہو کر کہہ دیا کہ عیسائی ہو جاؤ، اور اسلام کے دست کش ہو کر دنیاوی ترقی حاصل کرو۔

(ج) یہ جس قدر مامور بن کر آتے ہیں معلوم ہوتا کہ یہ ایسے ہیں کہ **مامور من اللہ** نہیں ہوتے بلکہ **مامور من النصاریٰ** ہوتے ہیں۔ جو عیسیٰ اور مہدی بن کر اس طرز پر اسلام سے بہکاتے ہیں تا کہ ان کا مرید آسانی کے ساتھ عیسائی ہو سکے۔ یا کم از کم اس سے برسر پیکار نہ رہے۔

(د) اگر یہ خدا کی طرف سے ہوتے تو ان کی تعلیم ایک دوسرے کی تائید میں لبریز ہوتی اور ایک دوسرے کو کافر کہنے کی بجائے مصدق ہوتے جیسا کہ انبیائے سابقین کا دستور تھا۔ مگر ان کا یہ طرز عمل ظاہر کرتا ہے کہ یہ کار خاص پر مامور ہوتے ہیں اور ایک دوسرے کو بھی کاٹ کاٹ کھاتے ہیں تا کہ اپنے بہروپ میں فرق نہ آنے پائے۔

(ہ) بالفرض اگر یہ لوگ **مامور من النصاریٰ** نہیں تو غالب خیال یہ ہے کہ یہ لوگ بائیبل کے انبیاء کی طرح کاہن بن کر تعویذات، جفر، رمل اور نجوم یا مسمریزم کے کمالات سے کچھ کرامات اور پیشینگویاں جمع کر لیتے ہیں اور چونکہ بدارواح سے ان کو تعلیم حاصل ہوتی ہے

اس لئے اسلام سے بہکانا ان کا فرض اولین ہو جاتا ہے اور جو کچھ اپنی وحی کے ذریعہ سے پیش کرتے ہیں وہ خبیث ارواح کی تعلیم ہوتی ہے۔ بائیبل کا مقالہ تاریخ نمبر اول، باب ۲۲ مطالعہ کریں جس میں آپ کو صاف نظر آئے گا کہ اخی اب بادشاہ نے اپنے وقت کے چار سو نبیوں کو جمع کر کے پوچھا تھا کہ بتاؤ کیا مجھے جلعاد کی لڑائی میں فتح ہوگی؟ سب نے کہا کہ ہاں ضرور فتح ہوگی۔ یہوسفط نے کہا کہ میکایاہ نبی کو بھی بلاؤ اسے حاضر کیا گیا تو اس نے صاف کہہ دیا کہ خدا کے دربار میں پاک روحیں حاضر تھیں تو ایک خبیث روح آ کر کہنے لگی کہ مجھے اجازت ہو کہ اخی اب کو جلعاد کی لڑائی میں بہکاؤں تا کہ وہ وہاں جا کر مر جائے تو اسے اجازت دی گئی اور اس نے چار سو نبیوں کو (جو اصل میں فال گیر اور رمال (راول) یا کاہن تھے) سکھا دیا کہ اپنی غیبی آواز کی شنوائی کی بنیاد پر جا کر کہہ دیں کہ اخی اب فتحیاب ہوگا۔ صدقیا نے یہ بات سن کر میکایاہ کے گال پر تھپڑ رسید کیا مگر اس نے کہا کہ وہ وقت بہت جلد آنے والا ہے کہ تم اندر کی کوٹھری میں جا چھپو گے۔ اخی اب مارا جائے گا اور بنی اسرائیل بغیر راعی کے آوارہ بھیڑیں ہوں گی چنانچہ چار سو نبی جھوٹے نکلے اور ایک سچا ثابت ہوا۔

(و) غالباً وہ خواب سچا ہوگا جو ایک حق پرست بزرگ نے ۱۹۱۴ء میں دیکھا تھا کہ میں ایک سرسبز جنگل میں پھر رہا تھا کہ ظہر کا وقت ہو گیا۔ چھوٹی سی سجدہ گاہ نظر آئی وہاں وضو کر کے نماز میں مصروف ہو گیا۔ جب آخری نفل بیٹھ کر پڑھ رہا تھا تو کسی نے پیچھے سے آ کر سر پر ہاتھ پھیرنا شروع کر دیا۔ جلدی سے فارغ ہو کر دیکھا تو مرزائے قادیانی نظر آئے کہ برقعہ پہنے ہوئے ہاتھ پھیر پھیر کر کچھ پڑھتے ہیں اور دم بھی کرتے جاتے ہیں، میں نے پوچھا کہ جناب یہ کیا؟ فرمایا کہ تم کو اپنا مطیع کر رہا ہوں۔ میں نے کہا آپ سارا زور خرچ کر ڈالیں پتھر کو گیدڑ نہیں چاٹ سکتے۔ تو وہ اپنے کام میں مصروف رہے اور میں خاموش رہا۔ چند منٹ

کے بعد میں نے نیچے دیکھا تو اپنے مرزا صاحب کے بائیں ہاتھ میں ایک ڈرائنگ کاپی نظر پڑی جس کو میں نے چپکے سے چھین لیا تو فوراً آپ نے اپنا عمل بند کر دیا اور کاپی واپس دینے کو کہا مگر میں نے کہا کہ تم اپنا کام کرتے جاؤ میں اپنا کام کروں گا۔ اسی کشمکش میں کاپی الٹ کر جو دیکھی تو تین تصویریں نظر آئی۔ پوچھا تو کہا کہ پہلی تصویر میرے ہمزاد کی ہے' دوسری شیطان کی اور تیسری ملک الموت کی۔ پھر پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ مجھے تینوں کا عمل یاد ہے، ہمزاد کے اثر سے پاس آنے والے کو مطیع کر لیتا ہوں۔ دور والے شیطان اور ارواح خبیثہ کے زیر اثر ہو کر چلے آتے ہیں اور جو دشمنی کرے اس کو عزرائیل کے سپرد کر کے ہاتھ چلاتا ہوں تو وہ تباہ یا ہلاک ہو جاتا ہے۔ میں نے کہا کہ بس آپ کی ساری نبوت معلوم ہو چکی ہے جائیے میں یہ کاپی نہیں دوں گا۔ میرا قبضہ آپ کی نبوت پر ہو چکا ہے' آپ منتیں بھی کرتے رہے مگر میں نے کاپی نہ دی اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔

(ز) حق اور سچی بات ایک ہوتی ہے، جھوٹ اور باطل متعدد ہوتے ہیں۔ اور ایک دوسرے کے خلاف ہوتے ہیں آپ اس معیار سے جانچ سکتے ہیں کہ چودھویں صدی کے مدعیان نبوت اور دعویداران تجدید کہاں تک اپنے اندر صداقت رکھتے ہیں؟ ان سب کی تعلیمات کو مطالعہ کرو تو ضرور اس نتیجہ تک آسانی کے ساتھ پہنچ جاؤ گے کہ ان میں کچھ مامور من النصرانیت ہیں، کچھ پاگل ہیں اور کچھ کاہن اور فال گیر اسلام کے دشمن۔ دنیا کو عیسائی بنا رہے ہیں اور اسلام کو اسلام کے ہاتھوں ہی تباہ کرنے کی ٹھان چکے ہیں۔

جہاں تک ہماری رائے کا تعلق ہے ہم بانگ دہل بلا خوف لومۃ لائم عیسائی مشنریوں کی اس گہری چال کا بھانڈا پھوڑنے میں حق بجانب ہوں گے جو انہوں نے چند سال سے عیسائیت کی علی الاعلان تبلیغ کو قطعاً بند کر کے ایک نیا راستہ تجویز کیا ہے یعنی مذہب

وسیاست کے علمبردار گروہ اور اپنے حریف ازلی سے تلوار کی شکست کھانے کے بعد آج پھر سر اٹھانے کی جرأت کی اور چند خود غرض اور مست و سرشار اسلام سے روکش کا خطاب لینے والوں پر دولت کے ڈورے ڈال کر ایک زبردست سیاسی جنگ کا آغاز کردیا۔ جس کے نتیجہ کے طور پر مرزائے آنجہانی اور یحییٰ بہاری کی تعلیم ہمارے سامنے موجود ہے۔ مثلاً جیسا کہ اسی کتاب کے صفحہ ۱۰۹ پر کتاب ''فرمان'' یعنی یحییٰ بہاری کے قرآن کے ص ۶۰/۴۶۰ کا اقتباس درج کیا گیا ہے کہ ''گرجا کو صاف رکھو، اتوار کو منبر کے پاس بخور جلاؤ، دائیں بائیں مسیح ثانی (یحییٰ) کی دو تصویریں ہوں، اس طرف لوگ سینہ پر ہاتھ رکھ کر سر جھکائیں'' وغیرہ وغیرہ۔ یہ اس مسیح کی شرکیہ تعلیم ہے جو مسلمانوں کیلئے باعث نجات بنائے پھرتا ہے حقیقت میں نجات نہیں بلکہ ''نجاست'' ہے جو شیرازۂ اسلام میں بدبو پھیلا رہا ہے۔

عیسائیوں کو ان نبیوں کی تعلیم سے کیا فائدہ ہوا؟ ہم اس نبی کے ایک فقرہ سے بوضاحت بیان کرتے ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ سب عیسائی مبلغ ہیں:

۱...... ''ہر بہاری مسجد کی بجائے گرجا کو صاف ستھرا رکھے اور

۲...... جمعہ کی بجائے اتوار کو اپنا اجتماع قرار دے۔

۳...... ایک خدا کو ماننے کی بجائے یحییٰ مسیح کے سامنے جھک جائے۔''

ہر کلمہ گو مسلمان جس کے پہلو میں دل اور دل میں اسلام کا درد ایک ذرہ بھر بھی موجود ہے اور جو شخص اپنے آپ کو محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ کا سرفدائی و شیدائی بتاتا ہے کیا ان مندرجہ بالا باتوں پر بحضور قلب ایمان لاسکتا ہے؟ کیا شہنشاہ دو جہاں کی غلامی پر عیسائی مبلغ کی غلامی کو ترجیح دے سکتا ہے؟ ہرگز نہیں کیونکہ وہ جانتا ہے کہ بہاری تعلیم اور اسلامی تعلیم دو متضاد باتیں ہیں، بالآخر دوبارہ میں پھر قوم سے پرزور اپیل کروں گا کہ وہ زمانہ کی نزاکت کا خیال

کرتے ہوئے ایسے دھوکا باز، جھوٹے اور دجل وفریب کے پتلوں سے ہمیشہ اپنے دین ایمان کو محفوظ رکھیں اور ان کی روباہ بازیوں سے بچ کر اپنا مال ودولت مفت میں ضائع نہ کریں۔ اگرچہ ہمیں امید کامل ہے کہ جس طرح ازمنۂ متوسطہ میں ملاحدہ وزنادقہ کے ہاتھ سے اسلام تنگ آچکا تھا اور اخیر میں وہ خود بخود تباہ ہو چکے تھے اسی طرح یہ لوگ بہت جلد تباہ ہو جائیں گے، اسلام پھر اپنی جگہ سرسبز شاداب نظر آئے گا۔ **واللّٰہ المستعان** شعر

حق پہ رہ ثابت قدم باطل کا شیدائی نہ ہو گر تجھے اسلام پیارا ہے تو ہر جائی نہ ہو

(۴۹)۔**علامہ عنایت اللہ مشرقی امرتسر:** ان کا مولد امرتسر ہے، ابتدائی تعلیم پنجاب میں پائی ہے اور انتہائی تعلیم یورپ میں پاکر پی، ایچ ہوئے ہیں۔ سررشتہ تعلیم میں وزارت کا عہدہ سنبھالا، طبیعت تند تھی، ڈگریٹ ہو کر پرنسپل بنے پھر ہیڈ ماسٹر ہوئے مگر تنخواہ وہی بارہ سوملتی رہی۔ دس سال ہو رہے ہیں کہ انہوں نے ایک کتاب (تذکرہ مطبوعہ وکیل پریس امرتسر ۱۹۲۴ء) لکھی تھی۔ جس کے متعلق یہ اعلان تھا کہ دس جلدوں میں ختم ہوگی۔ مگر ان کی بدقسمتی سے ایک جلد میں ختم ہو کر رہ گئی، جس میں اسلام کی طرف سے قرآن کی آیات لیکر مسلمانوں کو منحرف کرنے کی ٹھان لی تھی اور اسلام حقیقی کی مخالف کرتے ہوئے اسلام جدید کی بنیاد ڈال کر مسلمان کو پریشان کیا تھا۔ سات سال کے بعد جب آپ کو مایوسی ہوئی تو یحییٰ بہاری کی طرح انہوں نے بھی ایک محرک غیبی مقرر کیا۔ جس کی زبانی یہ اطمینان دلایا کہ ''تذکرہ'' اندر ہی اندر تاثیر کر رہا ہے اور وہ وقت قریب ہے کہ اس کی قدر افزائی ہو۔ تو آپ نے اس مضمون کو دوسری تصنیف ''اشارات'' میں قلم بند کیا اور ایک دستور العمل پیش کیا کہ جس پر عمل پیرا ہونے سے مسلمان ترقی پاسکتے ہیں۔ ان کی تعلیم کا خلاصہ ذیل میں درج ہے کہ پانچ بنائے اسلام (کلمہ، صوم، صلوۃ، حج اور زکوۃ) اس وقت فروعات میں داخل

ہیں آج اصل اسلام کے یہ دس اصول مقرر کئے جاتے ہیں۔ملکر کام کرنا، اتحاد بین الاقوام، حکومت کی تابعداری، مخالفین سے جہاد بالمال، جہاد بالنفس، جہاد بالسیف، غیر ممالک کو سفر کرنا، سعی وعمل کی رکاوٹیں دور کرنا۔استقلال مکارم اخلاق تعلیم اور ایمان بالآخرۃ۔

خدا نے بھی کہا تھا مگر علمائے امت نے لوگوں کو بہکا کر نماز روزہ میں لگا دیا۔پس جو شخص ان اصول کا پابند ہوگا وہی مسلمان ہے ورنہ کافر ہے۔یا اللہ تو نے مجھے خبر دی ہے کہ مسلمان بہت جلد تباہ ہو جائیں گے اس لئے میں نے ان کو تنبیہ کردی ہے۔تمہاری موضوع احادیث میں مہدی کا ذکر ہے۔مگر قرآن میں نہیں ہے اس لئے تمہارے لئے آج وہی شخص مہدی ہوسکتا ہے جو تمہیں صحیح راستہ کی تعلیم دے۔قرآن الفاظ کا نام نہیں جو تم رٹتے رہتے ہو، بلکہ اصول عشرہ پر عمل پیرا ہونے کا نام ہے اور اس قانون الٰہی کا نام ہے، جو ہر ایک کتاب سماوی میں مذکور ہے اور فطرت انسانی کا نام ہے جس کی خبر ہر ایک نبی نے دی ہے۔ اسلام یہ ہے کہ تم خدا کے سامنے جھک جاؤ، اس میں یہودی، عیسائی اور محمدی ہونے کی ضرورت نہیں کیونکہ یہ صرف امتیازی علامات ہیں۔میں نہ نبی ہوں، نہ عالم، نہ فقیر لیکن خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ ''تم مسلمان پانچ سال کے اندر تباہ ہو جاؤ گے۔اگر بچنا ہے تو صراط مستقیم یعنی اصول عشرہ کی پیروی کرو''۔تو میں نے قرآن مجید سے دس اصول قائم کر کے تمہارے سامنے پیش کردیے ہیں۔عبادات اسلامیہ فطرت نہیں ہیں اور نہ ہی اسلام کی بنیاد ہیں بلکہ کسی وقت وہ امتیازی نشان تھے، جب کہ یہود ونصاریٰ سے ممتاز ہونے کی ضرورت تھی۔

۵۰۔تنقید: جناب نے کمال ناز اور نخرہ کیساتھ مہدی وقت ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور پیشینگوئیوں کی بناء پر اپنی تعلیم کو مدار نجات سمجھا ہے، اس کے علاوہ مسلمانوں کو منہ بھر کر

گالیاں دی ہیں علمائے اسلام کو بدتر سے بدتر ثابت کیا ہے۔ احادیث وفقہ پر وہ گالیاں کسی ہیں کہ غیر مسلم بھی نہیں جرأت کر سکتا۔ مشائخ اور پیروں کو بھی بری طرح گالیاں دی ہیں۔ بہر حال جتنے اس کے ہم خیال پہلے گذر چکے ہیں ان سب کی طرف سے گالیوں اور بکواس کی ڈیوٹی اس نے پوری کر دی ہے اور اپنی کتاب ''اشارات'' میں اپنی اس کتاب کی تعریف کی ہے اور اپنے تابعداروں کی تعریف میں پل باندھ دیئے ہیں اور اخیر فصلوں میں بیت المال قائم کرنے کیلئے ایک اسکیم پیش کی ہے کہ لاہور نئی آبادی میں ایک ہوسٹل ہے، اس میں نوجوان بھرتی ہو کر کچھ عرصہ کے لئے داخل ہوں۔ ان کا خرچ ان کے اپنے ذمہ ہوگا۔ صبح غسل کے بعد بیلچہ سے ڈرل ہوگی۔ پھر چار گھنٹہ کیلئے ان کو بیلچہ لے کر باہر جانا ہوگا کہ اس کے ذریعہ عمارتی کاموں میں مزدوری کریں۔ جس میں سے کچھ بیت المال میں بطور کرایہ ہوسٹل جمع ہوگا اور باقی ان کی ملکیت ہوگی، اور پچھلے پہر ایک مانیٹر کے ماتحت شہر کے گلی کوچوں میں چکر لگا کر غریب اور یتیموں کا مفت میں کام کرنا ہوگا۔ پانڈی مزدور کی اور نوکری مزدور کی اعانت کرنی ہوگی۔ انگریزوں کی کوٹھیوں میں فوجی سلام کر کے لید اٹھانا ہوگا اور صاحب بہادر کے گھوڑوں کیلئے گھاس لانا ہوگا، اور جب ہمارے دار الخلافہ سے سند حاصل ہو جائے تو اپنے اپنے علاقہ میں اسی طرح فوج تیار کرنا ہوگا تاکہ تمام مسلمان خدمت خلق اللہ میں مستغرق ہو جائیں۔ علامہ نے یہ تعلیم پھیلائی۔ لاہور امرتسر اور پشاور میں اپنی فوج تیار کر لی اور ہزاروں کی تعداد میں بیلچہ بردار ڈرل کرتے ہوئے نظر آنے لگے اور افسروں کو اپنے ذاتی تیار کردہ نوٹوں سے تنخواہ دی جانے لگی اور کہا گیا کہ جب ہمارا بیت المال قائم ہوگا تو یہ نوٹ نقدی سے تبدیل کئے جائیں گے، مگر لوگوں نے جب غور کیا کہ ''تذکرہ'' کی تعلیم میں کچھ اور بتایا تھا اور اشارات میں کچھ اور رنگ بدلا ہے، جس میں وہ مسلمانوں کو صرف

گھسیارے بنانا چاہتا ہے تا کہ ذلیل ہو کر ہمیشہ کیلئے صاحب بہادر کے خانساماں بنے رہیں یا گوبرا اٹھانے کی ڈیوٹی سنبھالیں، نہ ان کو کسی صنعت وحرفت میں دخل ہو نہ علم وفضل کی راہ چلیں اور نہ تجارت اور سیاست سے آگاہ ہوں۔ اس لئے غیرتمند مسلمان تاڑ گئے کہ یہاں ضرور دال میں کچھ کالا کالا ہے، وہ یہ ہے کہ وہ غالباً مامور من النصاریٰ ہو کر سیاسی رَو کو دبانا چاہتا ہے اور مسلمانوں کے بلند ارادوں کو پست کر کے ہمیشہ کیلئے دست نگر غیر کر دیگا۔ اس لئے بیلچہ پارٹیاں ٹوٹ گئیں، سوائے ان چند پارٹیوں کے جن کو دست غیب سے تنخواہ ملتی ہے اور انجام کو نہیں سوچتے کہ علامہ صاحب اس وقت کیوں مستعفی ہو گئے ہیں اور کیوں گورنمنٹ سے جنگ زرگری شروع کر دی ہے، حالانکہ یہی پہلے تذکرہ پر نوبل پرائز صرف اس لئے حاصل کر چکے تھے کہ انہوں نے تبدیل خیالات میں بڑی کامیابی حاصل کی تھی اور مسلمانوں کو اسلام چھڑانے میں بڑی کوشش کی تھی اور انگریزی لباس میں جلوہ گر ہو کر نظر آتے تھے مگر اب دیسی صورت اور دیسی سیرت میں مستغرق ہیں۔ معلوم نہیں اس کے تحت میں کیا راز مضمر ہے بہر حال مسلمانوں کو ایسے چھپے رستموں سے پرہیز کرنا چاہئے کہ کہیں عیسائی نہ بناڈالیں۔

۵۱......آج کل کے مجددشاکی ہیں کہ اسلام کو یہود ونصاریٰ نے مسلمان بن کر بہت بگاڑ دیا ہے اور احادیث کا طومار بنا کر اصل تعلیم سے غافل کر دیا ہے، اس لئے احادیث اور فقہ قابل عمل نہیں ہیں، بلکہ یہ ستر ہزار پردے ہیں جو اسلام کے منہ پر پڑے ہوئے ہیں اس لئے یہ تمام پردے اٹھا کر اصل اسلام ٹٹولنا چاہئے کہ کہاں گیا۔ رات اندھیری تھی۔ سب مجدد ٹٹولنے لگے کسی کو عیسائی تعلیم ہاتھ لگی، کہا بس یہی اسلام ہے۔ کسی کو مغربی تمدن نے لٹو کر دیا، فرمانے لگے ہاں یہی اسلام ہے اور بعض کارخاص پر تھے انہوں نے توہین الاسلام والمسلمین

کو ہی اسلام سمجھ لیا۔ بہر حال اپنے اپنے مطلب کا اسلام انہوں نے گھڑ لیا اور پھر وہی پہلی دقت پیش آئی کہ اسلام کس کے حصہ میں ہے یا کہ سارے خالی ہیں اس لئے اگر اسلام قدیم کے علمائے اسلام پر یہ حرف آتا ہے کہ ان کو یہود ونصاریٰ نے احادیث سازی میں دھوکا دیا تھا تو آج کون گارنٹی دے سکتا ہے کہ یہ مجددین عیسائیوں کا آلۂ کار بن کر اسلام کو برباد نہیں کرتے؟

۵۲...... عام طور پر کہا جاتا ہے کہ ہم صرف مسلم ہیں مگر سنی، شیعہ، اہلحدیث، مرزائی، بہائی اور کمتر ینی مذہب سے بیزار ہیں کیونکہ یہ بدعات ہیں اس لئے ہم کو ان سے الگ رہنا ضروری ہے۔ مگر یہ جب پوچھا جاتا ہے کہ تم ملکی حیثیت سے کون ہو؟ تو آپ صرف یہ کہہ کر جواب نہیں دیتے کہ ہم ایشیائی ہیں بلکہ ملکی تقسیم کرتے ہوئے کسی شہر سے تعلق پیدا کرتے ہیں۔ پھر اس میں بھی کسی محلہ اور بازار یا گلی کوچہ کی تخصیص کرنی پڑتی ہے اس کے بعد خاص سکونتی مکان بتایا جاتا ہے اور باوجود ان تمام بے انداز خصوصیتوں کے پھر آپ کے ایشیائی یا ہندوستانی ہونے میں فرق نہیں آتا اور نہ ہی تمہارے صرف ہندوستانی ہونے سے یہ سمجھ آتا ہے کہ تمہاری سکونت ملک کے کسی خاص حصہ، شہر، محلہ اور مکان میں نہیں ہے۔ علیٰ ہذا القیاس اگر کوئی شخص چشتی صابری ہو تو اس کا مطلب یہ نہ ہوگا کہ وہ مسلم نہیں ہیں بلکہ یہ مطلب ہوگا کہ اسلام کی وسعت میں اس نے اپنے خاص مسلک کو الگ کر لیا ہے اور خصوصیات مشربی پیدا کرتے کرتے صابری چشتی بن گیا ہے، اس لئے جو شخص ملکی خصوصیات کو بدعتوں میں شمار کرنے کی بجائے ان کو از حد ضروری سمجھتا ہے وہ یہ بھی یقین کرے کہ مذہبی خصوصیات بھی انقلاب زمانہ سے ایسی ضروری سمجھی جاتی ہیں کہ اپنی مذہبی خاص سکونت کو اظہار کرنے میں مسلم کو دقت نہ رہے اور جس طرح قدرت نے ایشیا کے صوبے، قسمتیں، اضلاع، تحصیلیں

شہر،کوچہ،گلی اور محلّہ پیدا کیے ہیں اسی طرح اسلامی مذہب میں قدرت ربی مذہبی تقسیم پیدا کر کے سنی،شیعہ پھر تقسیم در تقسیم کرتی ہوئی مسلم ہستی کو صابری چشتی تک پہنچا کر امتیاز کلی بخشتی ہے۔ پس اگر ہندوستانی کہنے کا یہ مطلب ہے کہ اس کو کسی خاص آبادی یا ملک اور شہر وغیرہ سے کوئی تعلق نہیں بلکہ وحشی،خانہ بدوش،آزاد منش ہے تو مسلم کہنے کا بھی یہی مطلب ہوسکتا ہے کہ وہ مذہبی دنیا میں ایک جنگلی جانور ہے جس کو اسلام کے کسی خاص قدرتی حصہ سے بھی کچھ تعلق نہیں رہا یا یوں کہو کہ وہ اسلام سے ہی بیزار ہے۔اس لئے بار بار مجددین عہد حاضر کا یہ کہنا بالکل غلط ہوگا کہ ہم صرف مسلم ہیں ورنہ وہ صرف ہندوستانی بن کر دکھائیں اور موجودہ تعلقات کو خیر باد کہہ کر جنگلی اور افریقہ کے بن مانس بن کر وحشیانہ زندگی بسر کریں۔

(۵۳)۔میڈیم محمد یوحنا رام: ایک امرتسری عورت کا نام ہے جس نے ہندوازم، نصرانیت اور اسلام تینوں کے اجزاء کو کوٹ کر ایک مذہب جدید کی معجون مقوی تہذیب مغربی تیار کی ہے۔اس نے اپنی شریعت کا نام کتابی صورت میں لوح کتاب پر یوں لکھا ہے: کلجگ کا جنازہ۔کرشنا کرائسٹ مصطفائے مذہب (ایک اوبرہم دیتا ناستی۔ایک انکار کرتار پر کیہ نر بھونر ویر مسجدیں گوردوارے اور گرجے سفید پوش بدمعاشوں کے اڈے بنے ہوئے ہیں) اس کے بعد کتاب شروع ہوتی ہے جس کو ہم بہ ترتیب ابواب مختصر الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔

ا......من وسلویٰ بہشت کا کھانا تھا،لوگوں نے دوزخیوں کے کھانے پسند کیے جو پختہ نہ تھے؛ اب وہی کھاؤ جنتی بن جاؤ گے۔مردہ جلانے سے تین زہریلی گیسیں (کاربن ڈائی اوکسائڈ کاربن مونو اوکسائڈ اور کورین گیس) تیار ہوتی ہیں جو ہوا میں مل کر انسان کو ترقی نہیں کرنے دیتیں۔اسی سے ہندوستان میں انگریزوں کے دماغ بھی نکلے ہوگئے ہیں۔مردہ جلانا بند

کرو تا کہ سوراج کی پہلی قسط مل جائے۔

۲...... ''قرآن''، ''پران'' اور ''وید'' بھارتیں ہیں۔ چنانچہ روح القدس باپ بیٹا ہیں اور برہما، بشن، مہیش، روح نفسانی حیوانی اور طبعی ہیں۔ آلہ تناسل پر دھار مار کر بورک ایسڈ کے بخارات بجھاؤ۔ فوتوں میں انگلی ڈال کر صاف کرو تو ہاتھی کی مانند عقل آ جائے گی۔

۳...... بائیں ہاتھ کی تین انگلیاں قولہوں میں داخل کرو پاربتی کا مندر صاف ہو جائے گا اور گنیش شو بھگوان کا ترسول مارا جائے گا اور تم چوہے کی مانند چست و چالاک ہو جاؤ گے۔ شیر گاؤ شراب طہور (کام دہن) ہے۔ گائے ہماری ماتا نہیں۔ شو آسن اور بیر آسن التحیات ہے۔ ہر کشن بھگوان کی تصویر داڑھی مونچھ کے بغیر بناتے ہیں۔

۴...... بچوں کو انگریزی لباس پہنا کر تعلیم کی دیوی کی پوجا کراؤ۔ مہتر بادشاہ ہے، موسیٰ بھی مہتر ہی تھے۔ بھنگی سرحد کی ایک بہادر قوم ہے۔ خدا دجالوں کا خاتمہ کرے تا کہ ہم امن سے بیٹھیں۔ منشیات خون کا دورہ بند کر دیتی ہیں۔ لوگ نمک کھاتے ہیں تو سانپ سے مر جاتے ہیں، کیونکہ نمک سے وٹ امین تباہ ہو جاتی ہے۔ منو نے کرشن سمرتی کی بجائے منو سمرتی جاری کر کے بیٹی کو محروم الارث بنایا ہے۔ ورن آشرم شاردا ایکٹ کا مخالف ہے۔ حضرت علی نے ایک بھیک مانگنے والے کو مارا تھا۔

۵...... مہاراج جسم میں ہیں۔ مہیش، برہما، وشن جسم کے حصے ہیں، صراط مستقیم جسمانی راحت ہے، ناک میں پانی ڈالنا (استنشاق) جلی کریا کرم ہے۔ گدا چکر وضو ہے جو مواد فاسد نکالتا ہے۔ بچے کی پیدائش پیدا ہونے سے پہلے بیس سال ہوتی ہے۔ سرمایہ دار خدا کی بادشاہت میں داخل نہیں ہو سکتے۔ دیویاں ست جگ پیدا کر دیں گی۔ شادی سوئمبر کی رسم ہوگی۔ گن، کرم اور سبھا کے دیوتاؤں کی عبادت کرو۔ وٹ امین تین قسم کے اوجھ (سلوبل فیٹ،

سلوبل واٹراور سلوبل شوگر) ہیں۔ پانچ نمازیں پانچ بانیاں ہیں اور جپ صاحب تہجد ہے۔ کچی زمین پر نماز پڑھنے سے جسم میں زمین کی بجلی دوڑتی ہے اور گدا، لنگ اور ناک سے مواد فاسد خارج ہوتے ہیں۔

۶......چشمہ کا پانی عیسائیوں کے پاس نہیں رہا، سکھوں کے پاس ہے۔ مگر وہ صرف سکھ بنا سکتا ہے۔ آنحضرت نے معجزہ دکھلانے سے انکار کیا کیونکہ وہ مداری کا کھیل تھا۔ حدیث (گوروبلاس) بہت عمدہ چیز ہے۔ خلق عالم سات دنوں میں ہوئی ہے۔ عورت اکاس بیل ہے اس کے بال اس کی جڑ ہیں۔ راہب ٹھگ تھے جن کو عرب کے سانوریا نے ختم کردیا۔ بغل کے بال شوجتا ہیں اور مقوی روح طبعی ہیں۔ زن و مرد بال نہ کٹائیں اور زیور نہ پہنیں۔ پیغمبروں کا خاندان عرب لارڈ کملی والے گردہاری کے ساتھ ختم ہوگیا ہے۔ روٹی توے پر نہ پکاؤ۔ ماش کی دال میں زیری ڈالو اور مونگ کی دال میں تیز پات۔ مہابیر کی غذا دلیہ ہے۔ رفع حاجت گرڑ کی سواری ہے۔ ہشت، انگ، ڈنڈوٹ نماز جمعہ ہے۔ امریکہ میں خشک زمین پر تیرتے ہیں۔

۷......مسیح نے کہا کہ ایک گال پر تھپڑ پڑے تو دوسری آگے کردو۔ پس یہی ہو رہا ہے کہ لیڈر قید کو فخر جانتے ہیں۔ لارڈ کملی والے نے کہا کہ ماتم صرف تین دن ہے، کرائسٹ نے کہا تھا کہ میں بھی صرف تین دن قبر میں رہوں گا۔ ہندوؤں نے نفس ناطقہ کو آسمان پر جانے نہیں دیا۔ زمین بھوکی ہے۔ معلوم نہیں آنے والے عذاب کے لئے قدرت کو کیا کچھ کرنا پڑے گا۔ کرتی کسان موجودہ نظام کو بدل دیں۔ ہمارا مذہب ست جگ لے آئے گا، کرائسٹ تبت میں لامہ گوروؤں کے پاس رہ کر ٹینس کا کھیل لے گیا تھا جو گوری قوم میں بلا تبدیلی ہے۔ نرویر سکھوں کو حکم تھا مگر انہوں نے جھٹکا شروع کردیا۔ لارڈ کملی والے نے کہا تھا کہ مسجد حرام

کے پاس شکار حرام ہے۔خدا جب ہر جگہ ہے تو مسجد حرام بھی ہر جگہ ہوئی مگر مسلمانوں نے عرب کی مسجد کو حرام (عزت والا) بنایا اور باقی مسجدوں کو بوچڑ خانہ۔سرتاج رشی نے فرمایا تھا کہ اے محمد خدا کی عبادت اور اپنے نفس کی قربانی کر کیونکہ یہی بے نسل دشمن ہے۔تو لارڈ کملی والا جانوروں سے اتنا پیار کرتا تھا کہ حسنین کے پاس ایک ہرنی اپنے بچے کھیلنے کو چھوڑ جاتی تھی۔مولا بارا چکر میں صحت ہے۔شواور پاربتی عزرائیل اور جبرائیل ہیں جن کی پوجا سے صحت حاصل ہوتی ہے۔گنیش راون کے دس سر ظاہر کرتا ہے۔گدھے کا سر ظاہر کرتا ہے کہ جب دماغ روشن نہ ہو تو انسان گدھا ہے۔گردش کواکب سے مراد ٹانگوں کے تین چکر اور جسم کے چار چکر ہیں۔ان کے رنگ بھی سات ہی ہیں اور یہی چودہ طبق ہیں پہلی سروس روح حیوانی کی ہے پانچ اندر یا پانچ چکر ہیں۔ٹخنہ، گھٹنہ اور موضع انگشت پا بوقت التحیات۔ دوسری سروس روح طبعی کی ہے اور تیسری روح نفسانی کی۔

۸......امریکہ میں عورتیں چولہ پہنتی ہیں۔لارڈ کملی والے نے بھی کہا ہے کہ مونڈھوں سے گھٹنوں تک پہنو اور یہی برقعہ ہے۔جو پھل پک کر خود نہ گرے وہ من سلویٰ نہیں۔تم بھی پھول ہو مگر تم کو پکنا نہیں آتا۔تم بہار حسن میں خزاں نہ آنے دو۔دو ہم جنس پول ایک دوسرے کو پھینک دیتے ہیں اور متضاد پول کھینچتے ہیں۔زن و مرد بھی متضاد پول ہیں ایک پول میں شراب طہور اور کوثر کی کرنٹ ہے دوسرے میں گاؤ کا دودھ اور سرتی کا پھوارہ ہے۔کرشن، کرائسٹ اور محمد ایک ہیں۔جیسے واٹر میلن، تربوز اور ہندوانہ ایک ہیں۔شو بھگوان بائیں کا مالک ہے۔بھارت کے ممبر و معابد کو مال گودام کا کمرہ بناؤ۔مساوات اور حریت کی حوریں آئیں گی تو ست جگ آجائے گا۔رامائن اور مہابھارت صرف دو ناول ہیں، سکندر نامہ اور شاہنامہ بھی ناول ہی ہیں۔یہ جھوٹ ہے کہ راون کے ایک لاکھ پوت تھے اور سوا لاکھ ناری۔

دروپدی ساتھ بھائیوں کی ناری تھی۔

۹..... امریکہ میں شراب بند ہے۔ ہماری ایک بہن عرب میں نماز پڑھتی تھی پھر اس کا کپڑا لے کر اس کا باپ نماز پڑھتا تھا۔ آنحضرت ﷺ کے پاس ایک دن وہ دیر سے آیا تو آپ نے کچھ تحفے اور ایک اونٹ کھجور سے لاد کر بھیج دیا مگر ہماری بہن نے واپس کر دیا کہ ہمیں اس کی ضرورت نہیں۔ ایسی دیویوں نے اسلام یورپ تک پہنچایا تھا۔ وقت کی پابندی آنحضرت کا فرمان ہے۔ پرانک فلاسفی میں نصف چکر کی بجلی ہے جو زمین سے لی جاتی ہے۔ عمر نے اسی کو استعمال کر کے تیس سو میل تک پہنچایا تھا کہ پہاڑ کی آڑ لو۔ محبت کا دیوتا خدا ہے، شملہ میں مساوات ہے کہ ریت کی رقم (حق مہر) لے کر محبت کی دیوی شادی کراتی ہے، چاہتی ہے تو نامل ورتن (طلاق) دیگر دوسرے سے ملتی ہے۔ شملہ میں سر پر رومال باندھتی ہیں اور یورپ میں ٹوپی۔ چوغہ دونوں کا ایک ہے۔ تم کھدر کی ہیٹ مصطفائی استعمال کرو۔ پاؤں گرم رکھو محبت کا دیوتا چوتھے آسمان پر ہے۔ جس پر لہو کی لالی ہے، آنکھ متوالی، ناگن لٹک رہے ہیں، کمر پتلی، صراحی دار گردن، لکڑی کی کنگھی، مقوی شعر ہے۔ انگیا پستان محفوظ رکھتا ہے۔

۱۰..... عورتیں میدان میں نکلیں تو فتح ہو۔ جوان چارج رشی بنارس کالج میں سائنس کا پروفیسر تھا وہ بنارس کو چھوڑ کر عربستان میں جا بسا۔ اس کے بیٹے کا پوتا محمد ایک بڑا بھاری جوگی ہوا ہے۔ خدا نے اس کو پیغمبر آخر الزمان کا خطاب دیا۔ اس نے عربی میں قرآن لکھ کر کرشن سرتی کو ترمیم کر کے محمد سرتی بنائی۔ چاند کا نشان چندر بنسیوں کا ہے اور ہم نے محمد سرتی کو ترمیم کر کے مساوات، حریت اور انسانیت پر قائم کیا ہے۔ چونکہ سکتلا کو انگوٹھی کھونے پر تکلیف ہوئی تھی۔ اس لئے ہم نے حق المہر قائم کر دیا ہے۔ دو گواہ ضروری ہیں تا کہ اگر

شادی کی انگوٹھی گم ہوجائے تو وہ گواہی دے سکیں۔ (سین) آنحضرت بیٹھے ہوئے ہیں یوگی اور پیغمبر پاس ہیں جن میں کرائسٹ اور نانک بھی ہیں۔ حور وغلماں سریلی آواز سے اس دنیا کے چلنے کی پرارتھنا کررہے ہیں۔ گنیش جی (بلی دیوتا) سرستی دیوی (حوروں کی سرتاج) مع اپنی بہن لکشمی کے ست جگ کے پاس دائیں طرف ہیں۔ مگرست جگ جی مہاراج دونوں بہنوں سے پوچھ رہے ہیں کہ تم نے کل جگ کو کیوں آنے دیا۔ وہ کہتی ہیں کہ ہم شرافت کی چال چل کر پھنس گئی ہیں۔ لوگوں نے حوروں کو زندہ جلایا اور برقعہ اور ستر کی آگ میں راکھ کردیا۔ کلجگ کی سنتوں نے سنت محمدی کی خبر تک نہیں لینے دی۔ چین میں پاؤں چھوٹے کر ادیئے۔ منو نے عورتوں کے حق تلف کیے جب تک گاؤ پرستی، بہمن پرستی اور مردہ جلانے کی رسم ہے کن کرم اور سبھا کے فرشتے ہندوستان میں نہیں آسکتے۔ صنعت وحرفت کا عروج غربا کیلئے چیزیں مہنگی کرتا ہے اس لئے جھونپڑی میں رہو اور جھونپڑی ہی میں دستکاری کرو۔

۱۱...... آنے والی جنگ سے پہلے ہمارے مذہب میں داخل ہوکر امن پاؤ۔ جانور وقت مقررہ پر جوڑہ سے ملتا ہے اپنی خوارک کے سوا دوسری نہیں کھاتا۔ مگر تم کیوں بہت نکاح کرتے ہو۔ جانور تین قسم ہیں دوپائے، چارپائے اور بے پائے۔ کرائسٹ نے صرف مچھلی سے معجزے دکھائے۔ عیسائیوں نے سارے جانور کھائے، سکھوں نے جھٹکا کرلیا، مسلمان حلال کا لفظ لے کر جانور کھانے لگے۔ ہمارے نزدیک صرف پانی کا شکار جائز ہے۔ کیونکہ مقوی دماغ ہے یہ جل توری ہے خشکی کے جانوروں کا گوشت اندرونی دیتاؤں کو خشک کردیتا ہے اور وحشی بنادیتا ہے۔ نشہ سے نباتات بھی بیہوش ہوجاتی ہے۔ آنحضرت صراط مستقیم بتانے آئے تھے مگر ابراہیمی مولویوں نے خبر نہ لی' آخر گوردواروں کے خاندان کو بتانا پڑا۔ جنہوں نے کہ بادہ سبز رنگ کی تعریف کی تھی کہ مارا بوقت جنگ بکار آید۔ سکھوں نے اسے بھنگ سمجھا۔ نشہ

والے کی شفاعت نہ ہوگی۔ ہپ باتھ سے کنیش کریا آسان ہے۔ جس میں انگلیاں ڈالکر پاخانہ نکال لیا جاتا ہے۔ انیما بھی کچھ نہیں۔ ستر باتھ سے ڈرائی ستر باتھ اور ڈرائی کلینگ اچھے ہیں کہ ایک چھٹا نک کی وٹوانی لے کر قولوں میں داخل کر کے قولن صاف کرو۔ کرشن بھگوان کے وقت اس کو ایک چھٹا نک کی ہڑ ہڑ کہتے تھے۔ اس سے دل ودماغ صاف ہوتے ہیں لوئی کہنی کا علاج مسلمان نہیں کر سکتے۔ کیونکہ مختون ہیں اس لئے سنت محمد ہی بہتر ہے۔ قرآن میں ہے کہ سور اور مردہ جانور اور جو جانور پیر کے نام پر ذبح ہو حرام ہیں۔ گورو کے خاندان نے پیر پرستی کو معدوم کر دیا ہے۔ مچھلی کے سوا کوئی جانور نہ کھاؤ۔ پانی کی مردہ مچھلی بھی نہ کھاؤ۔

۱۲..... قوت رجولیت دماغ میں ہے خدا میں بھی یہی طاقت ہے تب ہی تو وہ تھکتا نہیں۔ دماغ اکال پرکھ کا ہیڈ آفس ہے۔ دجالوں نے لارڈ کملی والے کو قلم دوات نہ دی تو اس نے کہا چلے جاؤ۔ اکال پرکھ کے پیغام سنانے والا وحی کے حکم سے کہتا ہے یہی وشنو بھگوان کی مہما ہے اور یہی جبرائیل ہے۔ اے میری چٹی کالی بہنو! جو کچھ مجھے ملا ہے آپ کی خدمت میں پیش کر دیا ہے۔ جو کعبہ پرستی سے پیٹ پالتے ہیں ان سے کہہ دو کہ اب محنت سے پیٹ پالنا ہوگا۔ چودہ سو سال تک تمہارا بڑا لحاظ کیا ہے اب ہم کو **اینما تولوا فثم وجہ اللہ** کی فلاسفی سمجھ آ گئی ہے۔ بدھ اچھا تھا مگر بعد میں بدمعاشوں نے بت پرستی شروع کرادی۔ یورپ کا بچہ بچہ محبت کرتا ہے اور یہاں لڑتے ہیں۔ مگر یہ والدین کا قصور ہے کہ سوئمبر کی عمر میں شادی نہیں کرتے۔ ایسی شادی ہوگی تو خود بخود محبت ہو جائے گی۔ شو جٹا جسم کا اعلیٰ جزو ہے کیونکہ لکھشمی اور سورتی دیوی شو کے ہمراہ رہتی تھیں۔ جب شو جٹانہ ہو تو حوریں بھی دنیا میں نہیں مل سکتیں۔

۱۳......شوجنا کی تصویر سکول میں لٹکاتے تھے کہ عبادت کرنے سے غم کی گنگا پاس نہ آئے گی۔ یورپ میں نرناری ایسا ہی کرتے ہیں۔ روس کے نجات دہندہ لینن کا دماغ برلن میں دیکھا گیا تو ۲۴ ہزار حصے نظر آئے۔ اگر وہ رگ پنڈ کی باتیں سیکھنا چاہیں تو ہمارے مذہب میں داخل ہوں۔ گنیش کی پوجا اس لئے زبردست ہے کہ جس سمندر میں گنیش سونڈ نکالے گا وہیں سورتی بھی کنول کے نیچے دکھائی دے گی اس کا مطلب یہ ہے کہ گنیش کریا کرم سے کولن صاف ہو جاتی ہے اور عقل قائم ہوتی ہے۔ کرشن کو دکھاتے ہیں کہ عورت کے کپڑے لیکر درخت پر چڑھ گیا تھا۔ ہم حیران ہیں اس وقت تو گن کر اور سجاؤ کی پوجا تھی انسان پرستی کہاں سے آ گئی۔ اب عورتوں نے یہ سارے راز کھول دیئے ہیں۔ بیضہ رحم کو دائیں طرف لگایا جائے تو بچہ پیدا ہوگا۔ بائیں ہو تو بچی۔ انجکشن سے بدن کی طاقت ماری جاتی ہے۔ لمبے بال اوجھ بڑھاتے ہیں۔

۱۴......کوئی شکار نہ مارو، کیونکہ قرآن میں اس کا تاوان لکھا ہے۔ آنحضرت نے وعظ کیلئے حج جاری کیا تھا مگر اب ریل آ گئی ہے اس لئے حج نہ کرو۔ روزہ سے خدا خوش نہیں ہوتا۔ زکوۃ ٹیکس میں ادا ہو جاتی ہے۔ مولویوں نے نواب بنائے ہیں، شیطان بھی بناتا ہے مگر اس میں طاقت ہی کیا ہے جو حکومت برطانیہ کو ہماری اصلاح کیلئے خدا نے بھیجا ہے۔ اس لئے اس کا فرض ہے کہ ہمیں حکومت خود اختیاری دے دے۔ اول سلمان آئے تو پوجاریوں کو مسلمان بنا کر گوشت کھلانا شروع کر دیا۔ مگر ان کو قرآن نظر نہ آیا کہ بوقت ضرورت گوشت جائز ہوتا ہے جبکہ اس کے سوا جان نہ بچے۔ سرمد اور منصور کی روح پوچھتی ہے کہ تم کب مولویوں، پنڈتوں اور پادریوں کا خاتمہ کرو گے۔ جب تک یہ دجال ہیں صراط مستقیم نظر نہیں آئے گا۔ ہمارے مذہب کا پیرو ہی سچا مسلمان اور کالی کملی والے کا تابعدار ہے۔ استری ہٹ کے

سامنے کوئی چیز نہیں ٹھہر سکتی۔ جب سوئمبر کی رسم جاری ہوگی تو انقلاب زندہ باد کا نعرہ لگے گا۔

۱۵...... یہاں کی کنواریوں کو کھیلنے نہیں دیتے تو مکمل کیسے ہوں۔ دولت مند بنتا ہے تو اپنے اخراجات کم کردو۔ مسٹر گلیڈسٹون درجہ سوم میں سفر کرتا تھا۔ ہون میں خوشبو اور گھی جلایا جاتا ہے جس سے پلاسم کے جرمز طاقت پکڑتے ہیں۔ مگر مردہ جلانے سے مردہ دلی پھیلتی ہے جس کا تدارک ہون نہیں کرسکتا اور نباتی گھی نے ہون کو اور بھی کمزور کردیا ہے۔ ہندوستانی انگریزی حروف لیں تا کہ اتحاد ہو۔ اگر مردہ کی ہڈیوں کی کھاد بنتی تو معلوم نہیں کس کس قسم کی نباتات پیدا ہوتی مگر وہ تو سب گنگا کے سپرد ہوتی ہیں۔ غسل اور وضو سے گندے مواد نکل جاتے ہیں۔ پانی کی نسوار بھی مفید ہے۔ گردن کا مسح بھی مفید ہے۔ اب حوروں کے پیچھے لگو تب نجات ہوگی۔ اور یہی راستہ صاف کردیں گی۔ چنانچہ مصطفیٰ کمال پاشا نے نجات پائی اور امان اللہ بھی نجات پاتا اگر مولوی نہ ہوتے۔ **انتهى ما قالته نبية** امرتسر۔

۵۴۔تنقید: اس عورت نے تمام وہ مقاصد بیان کردیئے ہیں کہ جن کی طرف آج کل مجددین وقت قدم بڑھاتے ہوئے اسلام کا انکار کرتے رہتے ہیں کیونکہ اس نے تحریف کلام الٰہی میں وہ کام کیا ہے جو اس سے پہلے کسی محرف کو نہیں سوجھا اور اسلام چھوڑنے میں وہ جرات دکھائی ہے جو نہ امام حقیقی دکھا سکا ہے نہ کوئی کمترین اور نہ بہائی کا کوئی گورو یا ان کا مرید مرزائی، مگر اس تعلیم کے دو مقام زیر بحث ہیں **اول** یہ کہ تعداد ازواج اس کے ہاں جائز نہیں اور نہ امام حقیقی اور کمترین جائز سمجھتا ہے۔ مگر انہوں نے یہ خیال نہیں کیا کہ اسلام ان کے لئے بھی ہے کہ جن میں رجولیت کی طاقت مافوق الاحتمال ہوتی ہے۔ عرب میں جایئے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ بیوی کے سوا ان کا گذارہ مشکل ہوتا ہے۔ طبی نکتہ نگاہ سے بھی تعداد ازواج ضروری معلوم ہوتا ہے کیونکہ جب جوان آدمی ایک دفعہ فراغت پالے تو مدت حمل

تک وہ مل نہیں سکتا' پھر بچہ پیدا ہوا تو والدہ کا دودھ چونکہ از بس ضروری ہے اس لئے ڈیڑھ دو سال تک اور بھی اسے جواب مل گیا۔ ورنہ خلاف ورزی کی صورت میں نہ بیوی تندرست رہ سکتی ہے اور نہ بچہ صحت سے اپنی عمر حاصل کر سکتا ہے۔ انہی غلطیوں کی وجہ سے پیدا ہوتے ہی بچے بیمار ہو جاتے ہیں اور یہ بہانہ بن جاتا ہے۔ کہ لو جی پچھلے جنم میں اس نے گناہ کمائے تھے یہ معلوم نہیں کہ اس کے والدین اس سے دشمنی کرتے رہے ہیں۔ اب بتاؤ اس اصول کے مطابق جوان آدمی تین سال تک کیا کرے۔ جلد بالعمیر ہ کرے تو جان جاتی ہے۔ رنڈی بازی کرے تو تباہی کا سامنا ہے، بندر ہے تو دماغ خراب ہو جاتا ہے اور جسم میں امتلا کی وجہ سے بیمار ہو جاتا ہے۔ اس لئے حسب مقدور اس کو اجازت ہے کہ دوسری بیوی حاصل کرے اس پر بھی اگر گذارہ نہیں ہو سکتا تو تیسری اور چوتھی بھی کرے مگر زیادہ نہیں، کیونکہ چار انتہا ہے اس سے زیادہ انسان نہیں بڑھ سکتا۔ اب جو لوگ صرف ایک ہی نکاح کے خواہاں ہیں وہ یا تو خود ہی کمزور واقع ہوئے ہیں کہ ایک دفعہ کے بعد ان کو ضرورت ہی نہیں پڑتی۔ یا ان کے ہاں استحصال خلاف وضع فطرت انسانی اور رنڈی بازی یا اغلام وغیرہ حرام نہیں یا انہوں نے طبی خیال سے اس پر غور نہیں کیا اور یا وہ تمام دنیا کو اپنے جیسا ہی کمزور خیال کرتے ہیں۔ دوم ''مردہ جلانا'' کمترین اور امام حقیقی کی رائے ہے کہ مردہ جلایا جائے لیکن اس عورت نے خوب عقلی طور پر مقابلہ کر دکھایا ہے اس لئے جلانے کی حمایت والے سمجھ لیں کہ اس عورت نے ان کو چاروں شانے چت گرا دیا ہے۔ کیونکہ اگر یہ خیال ہے کہ مردوں سے قبرستان پھیل کر زمین تنگ کر دیں گے تو یہ خیالی بات واقع کے خلاف ہے۔ دنیا دیکھتی ہے کہ پرانے قبرستان پھر استعمال کئے جا رہے ہیں اور کوئی دقت پیش نہیں آتی اگر اخراجات کا خیال ہے تو لکڑی تیل پر بھی بہت خرچ ہوتا ہے اس لئے بہتر ہے کہ یہ لوگ دو پیسے کا دہی مل

کرمردہ کو کتوں کے سپرد کر دیا کریں یا جنگل میں چھوڑ کر چلے آیا کریں تا کہ جنگلی درند پرند کھا کر ان کو دعائیں دیں یا خود قیمہ بنا کر کھالیا کریں تا کہ آباواجداد کا اثر جسم میں باقی رہے۔ بہر حال یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ گنگا کی مچھلیوں کو مردہ سے کیوں نوازا جاتا ہے کہ وہ تو کچا گوشت کھائیں۔ یا ہڈیوں کا رس چوسیں اور مردوں کے بال بچے محروم رہیں۔

۵۵۔امام الدین: ہم ذیل میں استاذ امام الدین مرزائی کی نظم لکھتے ہیں جس نے علامہ اقبال کے مقابلہ میں اپنے دیوان کا نام "بانگ دہل بمقابلہ بانگ درا" رکھا ہے آپ گجرات شہر پنجاب میں میونسپلٹی کے ملازم ہیں ہم پیشہ اصحاب کا کھلونا بنے ہوئے ہیں انہوں نے ہی انکو اپنے ایک اجلاس کامل میں یہ ڈگریاں دے رکھی ہیں۔ بی اے (بانی اور موجد ادب) ایل ایل ڈی (لا یعنی اور لاثانی ڈگری یافتہ) ایم اے (موجد علم ادب)۔ مطلب یہ ہے کہ وہ ملکی علم ادب سے ناواقف ہیں اور قادیانی علوم ادبیہ میں بڑے مشاق ثابت ہوئے ہیں اور جس طرح ان کا پیر و مرشد مسیح قادیانی پنجابی نما غلط سلط اردو لکھتا تھا اسی کا بروز آپ بھی ہیں۔ بقول شخصے معمولی کارگذار میونسپلٹی گجرات پنجاب ہیں، مگر ظریف کانگریس نے ان کو ایسا آسمان پر چڑھایا ہے کہ کبھی کسی کو گالیاں دینے لگ جاتے ہیں، کبھی کسی شاعر کا مقابلہ کرتے ہیں اور کبھی اپنی شیخیاں بگھارتے ہیں۔ غرض کہ ان کا دیوان "بانگ درا" سے حجم میں کم نہیں مگر جس طرح بانگ درا سے لطف آتا ہے اسی قدر اس بانگ دہل کے مطالعہ سے تفریح طبع کا سامان پیدا ہوتا ہے۔ ناظرین کی تفریح طبع کے لئے ہم یہاں پر ان کی وہ نظم درج کرتے ہیں جس میں وہ اپنے مشرب کے مطابق کسی وقت (رسول) رہ چکے ہیں۔ مگر وہ دوسری جون میں کلارک کا جنم لئے ہوئے ہیں۔ اس لے جو شخص ان کو نبی یا رسول نہیں مانتا اسے ڈانٹ دکھلاتے ہیں اور پھر ہمہ اوست کا دورہ پڑتا ہے تو صدیق دیندار اور امام حقیقی کی

طرح اپنا وجود ہر ایک چیز میں دکھاتے ہیں۔ نظم پڑھتے ہی بے ساختہ ہنسی آجاتی ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے چارلی چیپلن اور ہیرولڈ لائڈ و بسٹرکیٹن ظریفوں کے نبی ہیں ورنہ کوئی سلیم الطبع انسان ان کو صحیح الدماغ بھی تسلیم نہیں کرسکتا۔

عالم نہیں رہا کہ میں فاضل نہیں رہا — دانا نہیں رہا کہ میں عاقل نہیں رہا

آتھر نہیں رہا کہ میں شاکل نہیں رہا — جدا نہیں رہا کہ میں واصل نہیں رہا

تونگر نہیں رہا کہ میں سائل نہیں رہا — حقیقی نہیں رہا کہ میں ناقل نہیں رہا

مجنوں نہیں رہا کہ میں لیلیٰ نہیں رہا — ناقہ نہیں رہا کہ میں محمل نہیں رہا

ہرقل نہیں رہا کہ میں ہیکل نہیں رہا — ہے شکر کی جگہ کہ میں بزدل نہیں رہا

کاغذ نہیں رہا کہ میں پنسل نہیں رہا — حاکم نہیں رہا کہ میں شامل نہیں رہا

بیرسٹر نہیں رہا کہ میں موکل نہیں رہا — منصف نہیں رہا کہ میں عادل نہیں رہا

ڈپٹی نہیں رہا کہ میں جنرل نہیں رہا — عہدہ وہ کونسا ہے جو حاصل نہیں رہا

بی اے نہیں رہا کہ میں ایل ایل نہیں رہا — ممبر نہیں رہا کہ میں کونسل نہیں رہا

جرنل نہیں رہا کہ میں کرنل نہیں رہا — تمغا نہیں رہا کہ میں ماڈل نہیں رہا

مقتل نہیں رہا کہ میں قاتل نہیں رہا — زخمی نہیں رہا کہ میں بسمل نہیں رہا

تنزل نہیں رہا کہ معطل نہیں رہا — عرصہ ملازمت میں مسلسل نہیں رہا

ارسطو نہیں رہا کہ میں اجمل نہیں رہا — دارو نہیں رہا کہ میں دوطل نہیں رہا

کیوڑہ نہیں رہا کہ میں صندل نہیں رہا — روغن نہیں رہا کہ میں جانفل نہیں رہا

زیرہ نہیں رہا کہ میں فلفل نہیں رہا — گوٹہ نہیں رہا کہ میں نزیل نہیں رہا

واٹر نہیں رہا کہ میں بوتل نہیں رہا — وسکی نہیں رہا کہ میں لیول نہیں رہا

انجن نہیں رہا کہ میں آئل نہیں رہا — خشکی نہیں رہا کہ میں جل تھل نہیں رہا
من مٹ نہیں رہا کہ میں ہل جل نہیں رہا — سمندر نہیں رہا کہ میں ساحل نہیں رہا
بجلی نہیں رہا کہ میں بادل نہیں رہا — صادق نہیں رہا کہ میں باطل نہیں رہا
پیغمبر نہیں رہا کہ میں مرسل نہیں رہا — نمازی نہیں رہا کہ نوافل نہیں رہا
پڑھتا نہیں رہا کہ میں غافل نہیں رہا — قرآں نہیں رہا کہ حمائل نہیں رہا
کتب نہیں رہا کہ رسائل نہیں رہا — میداں نہیں رہا کہ میں ونگل نہیں رہا
گرتا نہیں رہا کہ میں سنبھل نہیں رہا — قصیدہ نہیں رہا کہ میں غزل نہیں رہا

امام دیں نہیں رہا کہ میں فضل نہیں رہا

۵۶......ناظرین آپ دیکھیں گے کہ اس نظم میں کئی لفظوں کا ستیاناس کیا ہوا ہے۔ اور عروضی اصول کو پامال کیا گیا ہے مگر چونکہ استاذ امام الدین بروز مرزا ہیں۔ اس لئے ان کے لئے تشدید لفظ پر تشدد کرنا ناجائز ہے۔ اور قطع وبرید سے اپنی قطع وبرید کا نشان دیا ہے اسلئے اگر وہ صحیح، صاف، شستہ اردو لکھتے تو ان کو مرزائیت سے خارج ہونے کا اندیشہ ہوگا۔

خلاصہ یہ ہے کہ جو مرزائی اس وقت نبی ہیں یا دوسرے مجدد جو اس وقت وحی پارہے ہیں، ان کا فرض اولین ہے کہ وہ امام الدین کی بیعت کریں۔ خاکسار وکمترین بھی اس سے فیض اٹھائیں کیونکہ وہ نبوت بازی اور تکسیح بازی کے تمام کھیل کھیل چکا ہے اسلئے ان کا فرض ہے کہ اس سے پوچھ کر مذہب جاری کریں۔ کیونکہ تجربہ کار غلطی نہیں کرتا۔ مشہور کہ **سل المجرب ولا تسال الحکیم** فلاسفر سے مشورہ نہ لو، لینا ہے تو کسی تجربہ کار سے لو۔ آیئے ہم آپکو ایک گذشتہ امام الزمان کے کارہائے نمایاں سناتے ہیں کہ جس نے اسلامی حکومت کے چھکے چھڑا دیئے تھے اور جس کی امامت پورے اڑہائی سو سال تک چلتی

رہی تھی۔ بہائی اور مرزائی مذہب کی مدت العمر ابھی اتنی لمبی نہیں ہوئی۔ اس لئے بھی یہ امر مشتبہ ہے کہ آیا وہ سچے ہیں یا مرزائی، کیونکہ جس طرح آیت **تقول** سے معیار صداقت ۲۳ سال پیدا کیا گیا ہے اس طرح معیار بطالت ذیل کے سانحہ جاں گزا سے اڑہائی سو سال تک قائم کیا جا سکتا ہے۔

حسن بن صباح اور اس کا سبق آموز ویر بسنت قادیان (مصنوعی بہشت)

ا..... مولانا عبدالحلیم شرر اپنے رسالہ ''حسن بن صباح'' میں لکھتے ہیں کہ امام موثق الدین پانچویں صدی کے آغاز میں سرزمین فارس میں مرکز علم تھے آپکے شاگردوں میں سے تین نامور ہوئے ہیں **اول** حسن بن صباح، **دو** نظام الملک **سوم** عمر خیام۔ عمر خیام فلاسفر، شاعر اور مہندس ہوا جس کی یادگار میں آج یورپ کا ایک کلب ''عمر خیام کلب'' کے نام سے موسوم ہے۔ نظام الملک کا نام حسن تھا۔ اس نے دربار سلجوقی میں نظام الملک طوسی کا خطاب پایا تھا اس کا قول تھا کہ حسن بن صباح ضعیف الاعتقاد مسلمانوں کے لئے فتنہ ثابت ہوگا ان تینوں نے ایام طالب علمی میں باہم عہد کیا تھا کہ تحصیل علم کے بعد جو بھی برسر روزگار ہو دوسرے کی امداد کرے۔ ان دنوں فرامش خانہ مذہب اسمٰعیل کے پیروں نے شہر قیروان افریقہ میں قائم کیا ہوا تھا۔ گو اس کی بنیاد حضرت سلیمان علیہ السلام کے عہد سلطنت سے بیان کی جاتی ہے مگر اس کا اجرا خلفائے فاطمیین کے ماتحت مصر میں شروع ہوا تھا، جب دارالخلافہ قاہرہ میں تبدیل ہوتو فرامش خانہ بھی وہیں قائم کیا، گیا اس میں پہلے سات تعلیمیں تھیں مگر اب دو اور بڑھا کر نو تعلیمیں کر دی گئیں۔ **پہلی تعلیم** یہ تھی کہ اسلام کے متعلق وساوس پیدا کئے جائیں اور اپنے مذہب کی اشاعت کے متعلق جو دشواریاں پیش آئیں ان کو حسب ہدایت دور کیا جائے۔ **دوسری تعلیم** یہ تھی کہ امام الزمان اس وقت کون ہے؟ **تیسری تعلیم** میں عقائد اسماعیلیہ بتائے

جاتے تھے مثلاً یہ کہ امام صرف سات تھے۔ جن میں سے افضل امام اسمٰعیل بن جعفر صادق تھے۔ چوتھی تعلیم یہ تھی کہ آج تک صرف سات نبی صاحب شریعت ہوئے ہیں جو اپنے نبوت کا اظہار کرتے تھے اور ان میں ہر ایک کے ساتھ ایک خاموش نبی ہوتا تھا جو ان کی تائید وتصدیق کیلئے کمربستہ رہتا تھا چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ حضرت شیث علیہ السلام تھے۔ نوح علیہ السلام کے ساتھ سام۔ ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ اسمٰعیل علیہ السلام بن ابراہیم علیہ السلام۔ موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہارون علیہ السلام، عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ شمعون (بطرس) اور محمد ﷺ کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور اسماعیل رضی اللہ عنہ بن جعفر کے ساتھ محمد بن اسماعیل بن جعفر الصادق رضی اللہ عنہ۔ **پانچویں تعلیم** یہ تھی کہ ہر ایک نبی کے لئے بارہ داعی اور نقیب ہوتے ہیں۔ جن میں سے ایک داعی الدعاۃ (مبلغین کا افسر) ہوتا ہے گویہ بارہ فضیلت میں ان سے کم ہیں مگر ان کی اطاعت سخت ضروری ہے۔ **چھٹی تعلیم** یہ تھی کہ شریعت ہمیشہ فلسفہ کے تابع ہوتی ہے۔ **ساتویں تعلیم** میں علم جعفر سکھایا جاتا تھا۔ جس میں حروف کی تاثیر اور اشارات اور باہمی طریق مکالمہ سکھایا جاتا تھا۔ **آٹھویں** میں انسانی حرکات وسکنات کا علم سکھایا جاتا تھا۔ اور علم قیافہ سے بات معلوم کرنے کا طریق معلوم کرایا جاتا تھا اور علم جفر وقیافہ کو علم انبیاء میں بنیادی اصول بتایا جاتا تھا کہ انہی کے ذریعہ سے وہ نبوت کرتے تھے۔ **نویں تعلیم** میں تھا کہ کسی پر یقین نہ کرو۔ جرأت سے کام لو بہرحال ان نقیبوں اور داعیوں نے مصر میں ایک بڑا لاج (فرامش خانہ) قائم کیا ہوا تھا اور کئی ایک اس میں تعلیم پا کر چکے چکے حکومت عباسیہ کے خلاف اپنے امام بنی اسماعیل کا حق خلافت ذہن نشین کر رہے تھے۔ حسن بن صباح بھی ان ہی ایام میں یعنی چوتھی صدی کے ابتداء میں پیدا ہو چکا تھا اور مضافات خراسان میں شہر طوس اس کی جائے پیدائش تھی۔ باپ غریب آدمی عیش پرست تھا اور صباح

حمیری عربی النسل کی طرف خود بھی منسوب تھا اور اپنے بیٹے حسن کو بھی منسوب کیا تھا۔

۲...... حسن خود کہتا ہے کہ میں اثنا عشری ہوں اور سات برس کی عمر میں اصلاح مذہبی کی طرف متوجہ ہو چکا تھا۔ بقول شخصے والد اہل سنت تھا۔ اور استاد امام موثق الدین بھی اہل سنت ہی تھے۔ مگر یہ شیعہ ہی رہا۔ اور جب روزگار کی تلاش میں نکلا تو اپنے کلاس فیلو حسن نظام الملک کو وزیر سلطنت پایا تو اس کے پاس جا کر وہ بھی وزیر بن گیا اور دل میں ٹھان کیا کہ اپنے محسن کو وزارت سے برطرف کرا دے گا۔ اتفاقاً ایک روز سلطان حسن شاہ (شاہ روم ومصر و خراساں) نے نظام الملک کو حکم دیا کہ تمام ملک کی مردم شماری مع آمد وخرچ کے تیار کرے تو کہا کہ کم از کم دو سال میں تیار ہوگی حسن بن صباح حسد کے مارے آگے بڑھ کر کہنے لگا کہ میں صرف چالیس یوم میں تیار کر سکتا ہوں مگر جب اس نے رپورٹ تیار کی اور سلطان نے تفصیلات پوچھیں تو لاجواب ہو گیا تو اسی وقت حسن نظام الملک نے آگے بڑھ کر عرض کیا کہ میں نے اسی وجہ سے دو سال طلب کئے تھے تو سلطان نے اسی وقت حسن بن صباح کو دربار سے نکال دیا۔

۳...... اس وقت زمانہ کی حالت یہ تھی کہ جب سے بنی امیہ برسر اقتدار ہوئے تھے تب سے ہی بنی فاطمہ اور بنی عباس مل کر اندر ہی اندر رعایا سے اپنی بیعت لیتے تھے یہاں تک کہ جب سب رعایا بگڑ گئی تو بنی امیہ کے آخری خلیفہ مرا وان الحمار کے عہد میں خراسان سے لے کر شام تک یکدم بغاوت ہو گئی اور بنی عباس نے اپنا پہلا خلیفہ ''سفاح'' قائم کر لیا، اب چونکہ بنی فاطمہ کو اپنی کوشش کا کچھ حصہ نہ ملا تو انہوں نے بدستور سابق اب بنی عباس کے خلاف پوشیدہ بیعت لینی شروع کر دی، مگر غلطی یہ ہوئی کہ بنی فاطمہ کی الگ الگ پارٹیاں اپنے اپنے امام کے لئے بیعت لیتی تھیں جس کی وجہ سے بنی عباس کو موقع بموقع گنجائش ملتی رہی کہ بنی

فاطمہ کے فتنہ کو تیغ آبدار سے فرو کرتے رہیں۔ مگر تاہم جابجا بنی العباس کے خلاف محبان اہلبیت کی پوشیدہ پارٹیاں کام کر رہی تھیں جن میں سے اسماعیلی پارٹی کی تبلیغ سب سے بڑھ کر با قاعدہ اور کامل تنظیم کے ساتھ شروع تھی اور مصر میں بنی فاطمہ کی ایک پارٹی کی حکومت قائم ہو چکی تھی اور حسن بن صباح چونکہ سلطان سے ناراض ہو چکا تھا اس لئے جب شام سے چل کر اصفہان پہنچا اور ابوالفضل مجسٹریٹ کے ہاں مہمان ہوا تو وقتاً فوقتاً یوں کہنے لگا کہ سچے دوست دو تین ہی مل جاویں تو سلجوقی سلطان کا تہس نہیں کر دوں، مگر ابوالفضل اسے دیوانہ کی بڑھ سمجھتا تھا کیونکہ شام سے کاشغر تک کی حکومت کا اکھاڑ دینا کوئی معمولی کام نہ تھا۔ مگر اسنے یہ وظیفہ بدستور جاری رکھا۔ جس سے ابوالفضل کو خیال پیدا ہوا کہ شاید یہ دیوانہ ہے اس لئے اس کا با قاعدہ علاج دماغی شروع کرادیا اور اس پردہ تنگ آ کر وہاں سے چل دیا۔ آوارہ گردی کرتے ہوئے ایک اسمٰعیلی نقیب سے آشنائی ہوگئی جس کے ساتھ تبادلہ خیالات کر کے اندر ہی اندر بہت متاثر ہو گیا مگر بظاہر اس کی ایک نہ مانی اس کے بعد کسی جگہ جا کر ایسا بیمار ہوا کہ خدا سے باتیں کرنے لگا۔ لیکن دل میں یہ حسرت رہی کہ اگر کوئی نقیب مل جاتا تو مذہب اسماعیل میں داخل ہو کر مسلمان تو مرتا لیکن خدا کی قدرت کچھ دن بعد تندرست ہو گیا۔ اور نقبا کی تلاش میں پھرنے لگا۔ آخر اسے ایک نقیب ابونجم صباج ملا۔ جس سے اس نے از سرِ نو تبادلہ خیالات کیا اور مذہب اسماعیلیہ کا معتقد ہو گیا اس کے بعد مومن داعی سے ملا جس کو داعی عراق عبدالملک بن عطاء نے با قاعدہ سند دعوت اور اجازت دعوت بخشی تھی اور اس سے متاثر ہو کر داخل مذہب اسماعیلیہ ہو گیا تو اس نے خلیفہ مصر المستنصر باللہ کے پاس شرفیابی کیلئے بھیج دیا جب وہاں پہنچا چونکہ اس کی شہرت تو پہلے ہی ہو چکی تھی تو خلیفہ نے کمال احترام کے ساتھ داخل دربار کیا جس پر اراکین سلطنت کو حسد پیدا ہوا اور اس کے نکالنے

کے درپے ہو گئے چنانچہ بدر رحمانی سر عسکر نے ایک دن موقع پاکر اسے زبردستی سے ایک جہاز پر سوار کر دیا جو افریقہ جارہا تھا اور جس میں فرنگی سوار تھے۔ راستہ میں طوفان آ گیا مسافر پریشان ہو گئے۔ تو یہ کمال تقدس کے ساتھ کہنے لگا کہ خدا نے مجھے کہا ہے کہ یہ جہاز سلامت رہے گا۔ (غالباً اس خیال سے کہ مر گئے تو کون پوچھے گا، بچ گئے تو مفت کی قدوسیت حاصل ہوگی) اتفاقاً طوفان ہٹ گیا اور مسافر اس کے معتقد ہو کر اسمٰعیلی بن گئے اور جب ایک عیسائی ملک میں جہاز آ لگا تو وہاں کے حاکم عیسائی نے ان کو راہب تصور کر کے تواضع کی، پھر جہاز ساحل شام پر آ لگا تو حسن اترتے ہی ایران کو روانہ ہو گیا راستہ میں حلب، اصفہان، خراسان، یزد، کرامان اور ایشائے کوچک کے تمام مشہور شہروں میں ہوتا ہوا اور مذہب اسماعیلی کی نشر و اشاعت کرتا ہوا پھر واپس اصفہان آ پہنچا۔ اور وہاں چار ماہ ٹھہر کر خوزستان میں تین ماہ ٹھہرا۔ پھر وہاں سے نکل کر دامغان آ کر تین سال ٹھہرا۔ اور وہاں سے نکل کر اپنے ہم خیال پیدا کرتا ہوا ''قلعہ التمو نت'' میں آ پہنچا اور وہیں ٹھہر گیا۔

۴...... اگلے زمانہ میں ایک دیلمی بادشاہ شکار کھیلتا ہوا اس سلسلہ کوہ میں آ پہنچا جہاں بعد میں قلعہ التمونت بنایا گیا تھا اسی سلسلہ کے نشیب میں شکار کھیلتے ہوئے اور اپنا باز چھوڑا تو اس نے شکار مار کر اپنی فرودگاہ عین وہ میدان بنایا جس میں کہ بعد میں قلعہ التمونت تھا۔ بادشاہ اسے تلاش کرتے کرتے جب اپنے باز کے پاس آیا تو دیکھا کہ ایک بڑا لمبا چوڑا میدان خوشنما منظر کے ساتھ واقع ہے۔ اسے بہت ہی پسند خاطر آیا یہاں تک کہ اس نے چندروز بعد اپنی سیر گاہ کیلئے ایک شاہی عمارت بصورت قلعہ کھڑی کر دی۔ اور اس کا نام ''الہ موت'' رکھا کیونکہ ان کی زبان میں باز کو بلانے کی آواز یہی لفظ تھا۔ جس سے اس نے اپنے باز کو واپس بلایا تھا۔ مگر بعد میں بگڑ کر التمونت بن گیا تھا۔ کچھ عرصہ بعد اس کا نام قلعہ طالقان

پڑ گیا تھا۔ جو شہر قزوین کے صوبہ رودبار میں واقع تھا اور ایک اسماعیلی حاکم مہدی نامی اس میں رہتا تھا جس سے ایک دن حسن نے کہا کہ ہم گوشہ نشینوں کیلئے یہ جگہ بہت مناسب ہے۔ اگر آپ تین ہزار روپیہ لے کر مجھے اتنی جگہ دے دیں کہ جس پر ایک چرسہ آ سکتا ہو تو آپ کی کمال مہربانی ہوگی۔ مہدی نے مان لیا اور بیع ہو چکی مگر جب جگہ کا قبضہ ہونے لگا تو حسن نے چرسہ یعنی گائے کی پوری ایک کھال کی مہین مہین دھجیاں نکال کر ایک دوسرے سے جوڑ کر ان کو اتنا لمبا کیا کہ قلعہ کے تمام احاطہ کو محیط ہو گئیں۔ جس کا یہ مطلب نکلا کہ اس نے تین ہزار روپیہ دے کر سارا قلعہ خرید کر لیا ہے۔ اب مہدی مجبور تھا، حسن کے مریدوں سے ڈر کر وہاں سے چلا گیا۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ حسن پہلے پہل وہاں مسافرانہ زندگی بسر کرتے ہوئے شیخ اسماعیلیہ مشہور ہو چکا تھا اور اپنے تقدس کا زور یہاں تک بڑھایا تھا کہ مہدی بھی مرید ہو گیا تھا۔ آخر الامر اندرون پردہ مریدوں سے مل کر قلعہ لینے کی یوں ٹھانی کہ ایک دن صبح کو مہدی سے کہنے لگا کہ قلعہ ہمارے قبضہ میں کر دو۔ اس نے نہ مانا تو حسن نے اپنے مریدوں سے حملہ کرا دیا' چنانچہ انہوں نے اسے زبردستی پکڑ کر مع سامان کے دامغان پہنچا دیا۔ بہر کیف اب حسن نے فرامش خانہ اپنے قبضہ میں کر لیا اور خلیفہ مصر سے بھی برائے نام ہی متفق تھا۔ ورنہ وہ خود امام بن گیا اور اصول مذہب نو کی بجائے پھر سات ہی رکھے۔ اور مریدوں کی کثرت سے آس پاس کے بادشاہ ڈر کھا گئے، کیونکہ اس کے مریدوں نے جابجا اپنے قلعے بنا لئے تھے اور ''حسن'' نے شدت سے کام لینا شروع کر دیا تھا اور قلعہ کے گرد باغات اور عمدہ عمدہ خوشنما عمارات، تالاب اور کوٹھیاں تیار کرا لی تھیں۔

۵......۴۸۵ھ میں جب ملک شاہ اور نظام الملک دونوں نہاوند میں تھے اور بغداد جانے کو تھے اور قلعہ طالقان پر محاصرہ کیلئے کافی فوجیں بھیج چکے تھے، جن کی وجہ سے قلعہ میں قحط پڑ گیا

تھا اور لوگ تنگ آ گئے تھے تو حسن نے اپنے ایک نوخیز سرفدائی کو نظام الملک کے مار ڈالنے کیلئے بھیج دیا۔ چنانچہ وہ فوراً مستغیث کی صورت میں روتا چلاتا ہوا نظام الملک کے پاس آحاضر ہوا جبکہ وہ رمضان شریف کا روزہ افطار کر کے حرم سرا کو جا رہا تھا۔ لڑکے نے دامن پکڑ کر لمبی کہانی شروع کر دی اور جب نظام الملک کو ہمہ تن متوجہ پایا تو اس کے پیٹ میں چھری گھونپ دی جس سے وہ وہیں مر گیا۔ سلطان کو بڑا غم ہوا، مگر اتفاقاً ایک ماہ بعد وہ بھی اپنی موت سے یا بقول راوی کسی سرفدائی کے زہر پلانے سے مر گیا۔ اس لئے فوجیں واپس آ گئیں اور حسن آزادی سے ایسے سرفدائی تیار کرنے لگا جس کا نمونہ قائم ہو چکا تھا جس سے تمام حکمران تھرا گئے اور یہ سلسلہ اس کے جانشینوں میں قائم رہا۔

۶..... قصر التمونت میں وہ تیس سال حکمران رہا مگر اپنا تقدس یہاں تک جمایا کہ اس قصر سے تیس سال کے عرصہ میں صرف دو دفعہ نیچے اترا تھا۔ ورنہ وہ تھا یا چلہ کشی اور تقدس کے مواعظ پرتاثیر یا سلسلہ تصانیف تھا جن کے ذریعہ اپنے مذہب کی نشر و اشاعت میں استدلال قائم کیا کرتا تھا (غالباً مسیح قادیانی نے بھی یہ دو سبق اسی سے حاصل کئے تھے۔م) تقدس جمانے کی خاطر یہ بھی حکم دے دیا تھا کہ شریعت کی حکم عدولی کی سزا صرف قتل ہو گی۔ چنانچہ اس نے اپنے دو بیٹوں پر یہی حکم نافذ کر دیا تھا۔ وہ یوں کہ اس نے بیٹے حسن حرام کو اس لئے قتل کیا تھا کہ اس نے شراب پی لی تھی، اور دوسرے بیٹے حسین کو اس لئے قصاص میں مار ڈالا تھا کہ اس نے کسی کو قتل کیا تھا۔ ایک نے بانسری بجائی تو اسے قلعہ سے نکال دیا گیا۔ اب تمام لوگ سہم گئے، کسی کو حکم عدولی کی جرأت نہ پڑتی تھی۔

۷..... اپنے قلعہ کے اردگرد باغات میں ملک کی خوبصورت عورتیں اور چھوٹے لڑکے جمع کر لئے تھے جو ہجرت کر کے وہیں رہا کرتے تھے۔ اور تمام آرائشی سامان، نہریں، شہد اور دودھ

کی نشست گاہیں، محلات، البسہ فاخرہ، زیورات، اشجار واثمار اور پرفضا میدان جسے دیکھ کر ہر شخص حیران وششدر رہ جاتا تھا بڑے حسن انتظام سے تیار کئے تھے۔ اس کام سے فارغ ہونے کے بعد اپنے مرید تین گروہوں میں تقسیم کئے۔ **داعی** پوشیدہ تبلیغ کر کے اپنا ہم خیال پیدا کرنے والے رفیق، **مجتہد** مذہب جو مناسب موقع پر مسائل گھڑ لیا کرتے تھے۔ **فدائی** جو مخالفین کو قتل کرنے میں، تبدیل مذہب، دھوکا فریب اور تمام بے ایمانی کے وسائل اختیار کرنے میں دریغ نہ کرتے تھے' تا کہ ان کو یہ جنت حاصل ہو اور حشیش (بھنگ) کے پودے اس جنت میں لگائے گئے تھے جن کو ان علاقہ میں پہلے پہل حسن نے ہی استعمال کرانا شروع کیا تھا۔ علاقہ رود بار طالقان کے نوجوان سرفدائی یوں بنائے جاتے تھے کہ حسن ان کو اپنے پاس کچھ عرصہ رکھ کر اس صفائی سے بھنگ پلا دیتا کہ انکو معلوم بھی نہ ہوتا تھا جب بیہوش ہو جاتے تو باغات میں پہنچا کر ''حور وغلماں'' کے سپرد کیے جاتے جوان کو اپنی گود میں لے کر بلائیں لیتیں۔ جب ہوش آتا تو نئی دنیا دیکھ کر محو حیرت ہو جاتے اور حور وغلماں کو اپنے زیر تصرف پاتے اور جو چاہتے کرتے' بلکہ وہ اپنی دلربائی کے کرشموں سے وہ سین پیدا کرتیں جن کی نظیر کسی چکلہ میں بھی نہیں ملتی تھی۔ چھ، سات روز میں باغات کے چھ سات طبقات کی سیر کے بعد وہ بھی بھنگ سے بیہوش کر کے پھر حسن کی خدمت میں واپس بھیج دیتی تھیں۔ اب جو ہوش آیا تو کیا دیکھتے ہیں کہ پیر کی صحبت میں شرف قدمبوسی حاصل کر رہے ہیں اور جو کچھ وہ دیکھ چکے ہیں سب خواب وخیال ہو گیا ہے تو پیر کا حکم ہوتا ہے کہ جس جنت کی سیر کر چکے ہو اگر اس کی خواہش ہے تو جب تک کوئی سرفدایانہ کام نہ کرو گے حاصل نہیں ہو سکتا۔ اب یہ نوجوان بڑھ بڑھ قتل مخالفین کی ڈیوٹی اپنی ذمہ لیکر وہ کام کر گزرتے جو مافوق الوسعت تصور ہوتے تھے۔ چنانچہ جب سلطان سنجر حملہ آور ہوا تو رات کو کسی فدائی کی وساطت سے

سنجر کے سرہانے ایک خنجر رکھوادیا۔ صبح اٹھتے ہی سلطان سنجر خنجر دیکھ کرڈر گیا کہ یہ کہاں سے آگیا اسی وقت حسن کا خط بھی پہنچ گیا کہ اگر میں چاہتا تو اسی خنجر سے تمہارا سر کٹوا دیتا، مگر میں نے مصلحت نہ سمجھی کہ پہلے ہی یہ کام شروع کیا جائے۔ سلطان سنجر نے اس سے متاثر ہوکر صلح کرلی اور واپس چلا گیا۔ لیکن شرائط صلح میں ایک یہ شرط بھی تھی کہ حسن اپنی ترقی نہ کرے، نہ باغ بنائے اور نہ قلعے تیار کرائے اور نہ ہی سرفدائی بھرتی کرے اور نہ منجنیق واسلحہ کی طاقت بڑھائے۔ اس کے معاوضہ میں شہر ''قم'' کی آمدنی شیخ الجبال (حسن بن صباح) کو دی گئی اور اس نے بڑی خوشی سے یہ شرط منظور کرلی' کیونکہ یہ لوگ پہلے ہی اپنی تبلیغ باطن اور اندرون پردہ کے حاتم ہو چکے تھے' اور اسی وجہ سے ان کا مذہبی نام مسلمانوں کے ہاں باطنی قرار پاچکا تھا۔ کبھی ان کو ''حشیشی اسماعیلی'' یا ''قرامطی'' بھی کہتے تھے۔ مصر اور ہندوستان تک کے شیعہ اسماعیلی[1] تھے۔ انکا اعتقاد تھا کہ حق خلافت جعفر صادق کے بعد حضرت اسماعیل کا تھا۔ پھر آپ کی نسل میں مخفی طور پر امام مہدی تک پہنچ گئی اور جب دعوت فاطمیین عہد عباسیہ میں الگ ہوکر شروع ہوئی تھی تو سب سے پہلے ایک داعی نے جس کا لقب **قرامطی** تھا ''شیخ الجبال'' کی طرح الگ مذہب گھڑ لیا تھا۔ جس میں محرمات کی اجازت تھی۔ اس نے بغاوت کر کے عمان میں اپنا دارالخلافہ مقرر کرلیا تھا۔ جو خلفائے مصر فاطمیین، اور خلفائے بغداد عباسیین کے زیر اثر نہ تھا۔ اس کے تابعدار ''قرامطی'' کہلاتے تھے اور انہوں نے یہاں تک زور پکڑا تھا کہ شرک وبدعت مٹانے کی خاطر بیت اللہ شریف تک کو گرانے کیلئے تیار ہو گئے تھے جو ان سے نہ ہوسکا۔ مگر حجر اسود اٹھا کر عمان کو لے گئے تھے جس کو مسلمانوں نے بیس سال بعد پھر حاصل کیا تھا۔ شیخ الجبال نے جب دیکھا کہ ظاہری بغاوت میں آخر مغلوب ہونا

---

[1] آغاخانی شیعہ اسماعیلی کی ایک شاخ ہے جو نزاری کہلاتے ہیں اور اپنا مذہب چھپاتے چھپاتے ہندو نما بن گئے ہیں۔

پڑتا ہے اس لئے اس نے درپردہ بغاوت شروع کردی جوحشیش کے ذریعہ سے پھیلی تھی۔ اس لئے اس کا فرقہ بنام **حشیشی** اور **باطنی** بھی مشہور ہوگیا۔ ملک شاہ نے ایک دفعہ سفارت بھیجی جس نے تمام حالات دریافت کرکے پیش کیا تھا کہ یہ قلعہ سلطان کے قبضہ میں کردیا جائے مگر اس نے اپنا رعب یوں دکھایا کہ ایک مرید کو حکم کیا تو اس نے فوراً خودکشی کرلی دوسرا برج پر تھا اسے حکم دیا تو فوراً نیچے گر کر مرگیا' کیونکہ وہ منتظر رہتے تھے کہ حکم ہو تو مرکر جنت حاصل کی جائے۔ اب سفارت خوفزدہ ہوکر واپس چلی گئی اور اس نے انتظام کرنا شروع کردیا۔ ترکستان سے مصر تک اپنے تمام داعی بھیج کر سرفدائی پیدا کرلئے اور مسلمانوں نے فتوائے تکفیر جاری کرکے سرفدائیوں کا قتل ضروری سمجھا۔ مگر وہ اور بھی تیز ہوگئے اور شام میں بھی جم گئے۔ ان دنوں صلیبی لڑائیاں وہیں ہوتی تھیں۔ والی حلب ''رضوان'' نامی اسمٰعیلی تھا، اس نے عیسائیوں سے مل کر مسلمانوں کو قتل کرنا شروع کیا' مگر جب وہ مرگیا تو پھر مسلمانوں نے اسماعیلیوں کو بیدریغ قتل کیا۔ اور انہوں نے بغداد میں عین دربار کے روبرو والی خراسان کو یہ سمجھ کر مارڈالا کہ وہ ''اتا بک'' والیٔ دمشق ہے۔ اب تمام والیان ملک پر ہیبت بیٹھ گئی اور اپنے سنگین قلعے خود ہی مسمار کردیئے، کہ کہیں شیخ الجبال کو نہ دینے پڑیں۔ آخر ۲۵ جمادی الثانی ۵۱۸ھ میں شیخ الجبال مرگیا اور وصیت کی کہ ''کیا بزرگ'' داعی الدعاۃ (گرینڈ ماسٹر) ہوکر سب پر حاکم ہو دیدار علی نظام الملک ہو اور قصرانی سپہ سالار ہو۔ مگر سلطان سنجر کے بیٹے محمود نے قلعہ پر قبضہ کرلیا اور اسماعیلیوں کو سخت اذیت پہنچائی۔ لیکن جب محمود مرگیا تو پھر ''کیا بزرگ'' نے قلعہ واپس لے لیا اور قزوین تک حکومت حشیشی کا احاطہ وسیع ہوگیا۔

۸...... ''کیا بزرگ'' کے عہد خلافت میں فدائیوں نے قتل عام کیا' چنانچہ سب سے پہلے اس

نے سرفدائی بھیج کر "ابوہاشم گیلانی" کو گیلان سے گرفتار کر کے مرواڈالا کیونکہ اس نے اپنی امامت کا دعویٰ کیا تھا اور جب اسے روکا گیا تو سختی سے جواب دیا تھا۔

دوم: والی موصل کو سرفدائیوں نے مارڈالا جن میں سے سات گرفتار ہو کر مارے گئے اور ایک بچ نکلا، جب اس کی والدہ نے پہلے سنا تھا کہ وہ شہید ہو گیا ہے اس لئے بہت خوش تھی اور کپڑے بدل کر آراستہ ہوئی تھی۔ بعد میں جب سنا کہ وہ بچ گیا ہے تو سخت غمزدہ ہو کر کپڑے پھاڑ ڈالے کہ ہائے اسے جنت نصیب نہ ہوئی۔

سوم: مصر کے خلیفہ ہشتم فاطمی کو بھی مارڈالا کیونکہ ان کے نزدیک مصر کی حکومت نزار کا حق تھا جس سے فاطمیوں نے حکومت چھین لی تھی۔

چہارم: آٹھ سال کے بعد خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کو بغداد میں سر بازار بری طرح مارڈالا اور کان کاٹ کر لاش باہر پھینک دی۔

پنجم: دولت شاہ والیٔ اصفہان کو مارڈالا۔

ششم: آقا مستنصر باللہ حاکم مراغہ کو بھی شہید کر ڈالا۔

ہفتم: ابوالقاسم حسن مفتی قزوین کو بھی نہ چھوڑا۔ غرض کہ ہر طبقہ کے لوگوں میں یہ خوف پیدا ہو گیا تھا کہ آج نہیں تو کل ضرور مارے جائیں گے اور سرفدائیوں نے بھیس بدل بدل کر تمام ایشیاء کو چھان مارا بلکہ یورپ میں بھی داخل ہو گئے تھے اور حکومت کی طرف سے ان کے پسماندگان کو جاگیریں دی جاتی تھیں۔ غلام ہوتے تو آزاد کئے جاتے اور مر جاتے تو سیدھی جنت نما دوزخ کی راہ مل جاتی۔

۹...... "کیا بزرگ" کے بعد اس کا بیٹا "محمد" خلیفہ ہوا جس کے عہد میں الراشد باللہ خلیفہ بغداد اپنے باپ مستنصر باللہ کا انتقام لینے کو فوج لے کر روانہ ہوا تو راستہ میں ہی اس کو خواب

گاہ میں سرفدائیوں نے مارڈا۔ جب محمد کو یہ خبر پہنچی تو ایک ہفتہ تک چراغاں کیا اور خوشیاں منائیں مگر چونکہ وہ علمی قابلیت نہ رکھتا تھا اس لئے سرفدائی اس کے گرویدہ نہ ہوئے بلکہ اس کے بیٹے حسن کی طرف راغب ہو گئے اور جب اسے اس اندرونی سازش کا سراغ ملا تو اس نے تمام ایسے ۲۵ سرفدائیوں کے سر کٹوا دیئے۔ بیٹے نے ڈر کر صاف کہہ دیا کہ میرا ان سے کوئی سروکار نہ تھا' یہ خود دہریہ تھے۔ مگر در پردہ اس نے پھر اپنے ہم خیال پیدا کر لئے کیونکہ اس کے باپ سے قلعوں کا انتظام نہ ہو سکتا تھا۔ جو خراسان سے بحر خزر اور آذربائیجان تک پھر وہاں سے جنوب کو عراق اور سجستان تک اور وہائی سے سواحل روم تک پہاڑی سلسلوں میں سینکڑوں کی تعداد میں تھے۔ اور ابھی ان کوششوں میں مصروف ہی تھا کہ اس کا باپ مر گیا۔

۱۰......اب حسن خلیفہ سوم نے تخت نشین ہوتے ہی اعلان کر دیا کہ مجھے امام غائب نے خط لکھا ہے، سرفدائی آ کر سن جائیں۔ ۱۷ رمضان کو سب فدائی جمع ہو گئے تو اس نے منبر پر کھڑے ہو کر وہ خط سنایا کہ امام مہدی (امام غائب) کہتے ہیں کہ حسن ہمارا داعی اور نقیب ہے اس لئے اس کی اطاعت واجب ہے اور جس امر کا حکم دے اسے مانو اور جس سے روکے اس سے رک جاؤ۔ کیونکہ اس کا کلام وحی الٰہی ہے اور وہ ملہم بالغیب ہے، اس کے بعد اس نے کہا کہ جو میری اطاعت کریں وہ مبارک اور قدسی ہیں اور ان سے قیود شرعی اٹھا دیئے گئے ہیں۔ چنانچہ اسی وقت روزے تڑوائے گئے اور بڑی دعوت قائم کی گئی۔ جس میں شراب بھی پی گئی اور اسی آزادی کے جلسہ کے بعد مسلمانوں میں اس فرقہ باطنیہ کا نام "فرقہ ملاحدہ" (بے دین) قرار پایا۔ اس نے یہ بھی کہا کہ حسن بن صباح جب خلیفہ فاطمی مصر کو ملا تھا تو اس خلیفہ نے کہا تھا کہ میرے بعد میرا بیٹا نزار خلیفہ ہوگا مگر نزار کو خلافت نصیب نہ

ہوئی' لیکن اس ایک چھوٹا بیٹا ''قلعہ التمونت'' میں لایا گیا اور در پردہ پرورش پا کر جوان ہو گیا' شادی ہوئی تو اس کے ہاں ایک بیٹا حسن نامی پیدا ہوا اور اسی دن ''محمد بن کیا'' کے ہاں بھی ایک لڑکا پیدا ہوا تھا جو حسن سے تبدیل کیا گیا تھا۔ اب میں وہی حسن ہوں جو محمد کے گھر نزار کی اولاد سے پرورش پا کر خلیفہ وقت بنا ہوں۔ اس طرح اس نے مصر کی خلافت کا بھی نام مٹا دیا تھا اور چار سال بعد اپنے سالہ کے ہاتھ سے مارا بھی گیا اور سید بننا کام نہ آیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا ''محمد ثانی'' تخت سلطنت پر متمکن ہوا۔

اا..... محمد ثانی اپنے باپ سے بھی بڑھ کر فلاسفر اور عالم شریعت تھا۔ اس نے تخت نشین ہوتے ہی اپنے باپ کے قاتل مروا ڈالے اور اسی کے عہد میں ''امام فخر الدین رازی'' شہر ''رے'' میں وعظ کرتے تھے اور بدنام ہو گئے تھے کہ وہ بھی اسماعیلی ہیں' اس اشتباہ کو دور کرنے کیلئے آپ نے ایک دفعہ وعظ میں 'ملاحدہ'' کے خلاف سخت لفظ کہہ دیئے۔ مگر جب محمد ثانی کو خبر ملی تو اس نے اپنا ایک سر فدائی بھیجا کہ آپ کو سیدھا کرے۔ وہ سات ماہ تک شاگرد بن کر زانوئے ادب خم کر کے معتقد بنا رہا' آخر ایک دن موقع پا کر آپ کے حجرہ میں سینہ پر بیٹھ گیا اور خنجر سینہ پر رکھ دیا۔ آپ نے کہا آخر تمہارا مطلب کیا ہے؟ کہا کہ تم ہمیں برا کہنا چھوڑ دو۔ تو آپ نے وعدہ کیا کہ آئندہ میں ملاحدہ کے متعلق کوئی لفظ نہ کہوں گا' تو وہ سینہ پر سے اتر کر کہنے لگا کہ یہ نہ سمجھنا کہ میں نے تم پر رحم کھایا ہے، بلکہ مجھے قتل کا حکم نہ تھا۔ ورنہ آپ ضرور مارے جاتے۔ یہ کہہ کر اس نے تین قیمتی تھان اور تین سو اشرفیاں نذر کیں اور واپس چلا گیا اور کہہ گیا کہ یہ تنخواہ آپ کو سالانہ ملتی رہے گی۔ زبان بندی کے متعلق امام سے لوگوں نے پوچھا تو کہا کہ میں ملاحدہ کے متعلق کچھ نہیں کہوں گا۔ کیونکہ ان کے ارادے بہت تیز ہیں۔ کہتے ہیں کہ محمد ثانی نے آپ کو قلعہ میں رہنے کیلئے بلا بھیجا تھا، مگر آپ نے معذرت پیش

کر کے جان چھڑائی تھی۔ اس وقت سلطان صلاح الدین نے خلافت فاطمیہ کا خاتمہ کر کے حلب میں تھا کہ چار فدائی اس پر آپڑے، مگر وہ بچ نکلا اور شہر مسیات کا محاصرہ چھوڑ کر شام سے روانہ ہو گیا' تو انہوں نے اپنا سردار رشید الدین سنان بنالیا، جس نے پہلے نبوت کا دعویٰ کیا تھا اور ایک کتاب پیش کر کے کہنے گا کہ میں بروزی خدا ہوں' پھر اس نے اپنا سفیر بیت المقدس بھیجا مگر عیسائیوں نے اسے مارڈالا اور قاتل بھی نہ دیا۔ اسلئے سرفدایوں نے عیسائیوں کو بھی قتل کرنا شروع کر دیا۔ چنانچہ **کنٹراڈ** شہر **طائر** میں مارا گیا۔ **فریڈرک** شہر میلان کا محاصرہ کرر ہا تھا تو وہ بھی وہیں قتل کیا گیا۔ کنٹراڈ کے قتل کے بعد دو سال جب **شانپین** فلسطین کا سفر کرتا ہوا شہر مسیات میں پہنچا تو سنان کے ہاں مہمان ہوا' اس نے مرعوب کرنے کیلئے ایک برج دکھایا جس کے ہر زینہ پر دو دو سپاہی کھڑے تھے، دو کو اشارہ کیا فوراً گر کر مر گئے۔ سنان نے کہا آیا ایسی فرمانبردار سپاہ آپ کے پاس ہے، کہا میں کجا؟ کسی کے پاس نہیں۔ پھر سنان نے کہا حکم دوں تو سب گر کر مر جائیں۔ بتاؤ کوئی دشمن ہے تو اسے مروا ڈالوں۔

۱۲......**محمد ثانی** کے بیٹے حسن ثالث نے اس کو زہر دلوادیا اور خود تخت نشین ہو گیا۔ مگر یہ مسلمانوں کا ہم عقیدہ تھا۔ حسن بن صباح کی تعلیم کی کتابیں جلادیں، مسجدیں آباد، کیں اور حج کو گیا اور مسلمانوں نے غنیمت سمجھ کر اس کی بڑی عزت کی مگر اس سے ڈرتے بھی تھے۔ ڈیڑھ سال تک اسلامی ممالک میں پھرتا رہا۔ اور مسلمانوں سے اتفاق پیدا کیا' مگر سرفدائی برخلاف ہو گئے اور زہر سے مارڈالا گیا۔

۱۳......حسن ثالث کا بیٹا محمد ثالث علاؤ الدین ابھی نو برس ہی کا تھا کہ تخت نشین ہوا اور اپنے باپ کے قاتلوں کو مارڈالا اور باطنی مذہب پھر زور پکڑ گیا کیونکہ وہ آغاز حکومت میں ہی بیمار ہو گیا تھا' فصد لیا گیا تو اس کا دماغ اور کمزور ہو گیا۔ کسی کی بات برداشت نہیں کر سکتا تھا۔

اس لئے اراکین سلطنت خود ہی چپکے چپکے انتظام کرتے تھے۔ اسی کے عہد میں سلطان خوارزم نے آرخان کو نیشاپور مع مضافات کے بخش دیئے، مگر وہ کسی مہم پر تھا۔ اس کے قائم مقام نے اسی گھمنڈ میں باطنیوں کے چند شہر لوٹ لئے۔ شیخ الجبال نے سر فدائی بھیج کر آرخان کو قتل کرادیا۔ اور شہر میں علاؤالدین کے نعرے لگاتے ہوئے وزیر پر حملہ آور ہوئے۔ مگر وہ بچ نکلا اور لوگوں نے ان کو ڈھیلے مار مار کر مار ڈالا۔ اسی وقت **بدرالدین احمد** شیخ الجبال کی طرف سے سفیر ہوکر آیا اور وزیر کا مہمان ہوا۔ اور اس شرط پر صلح ہوئی کہ جنگ کا خاتمہ کیا جائے اور قلعہ ''دامغان'' باطنی خرید کرلیں۔ وہ سفیر ایک دن وزیر کے دستر خوان پر بیٹھا تھا کہ کہنے لگا ہمارے دوست ہر جگہ ہیں، وزیر نے کہا اس جگہ پر کتنے ہیں؟ کہا کہ پانچ۔ وزیر نے اس کی طرف رومال پھینک کر ان کو امان دی کہ سامنے آئیں تو اس کے خاص ملازم پانچ سامنے حاضر ہوگئے۔ وزیر سہم گیا اور منت سماجت کرنے لگا کہ آپ مجھے اپنا نوکر سمجھیں مگر میری جان بخشی ہو، سفیر واپس چلا گیا۔ مگر بادشاہ نے وزیر کو حکم دیا کہ ان پانچ باطنیوں کو آگ میں ڈال دے، مجبوراً جلا دیئے گئے، مگر وہ بڑے خوش تھے۔ شیخ الجبال نے جب سنا تو پچاس ہزار اشرفی تاوان میں طلب کی۔ اس وزیر نے غنیمت سمجھ کر قلعہ دامغان کی قیمت بھی واپس کردی۔ انہی ایام میں **محمد ثالث** اپنے ایک نوکر کے ہاتھ سے قتل ہوا۔

۱۴.....اس کے بعد اس کا بیٹا رکن الدین خورشاہ آخری خلیفہ تخت نشین ہوا۔ اسی کے عہد میں **منقو خان** تاتاریوں کا بادشاہ مشرق میں تھا۔ اس کے بھائی ہلاکو خان سپہ سالار نے مغرب کی طرف دریائے جیحون سے نیل تک سلطنت مغلیہ قائم کرنے کی خاطر حملہ کردیا' کیونکہ باطنی مغلوں پر حملہ آور ہوتے تھے اور خود خلیفہ بغداد بھی ملتجی ہوا تھا کہ باطنی ڈیڑھ سو سال سے تنگ کررہے ہیں، ان کا استیصال تمہارے سوا ممکن نہیں۔ اب وہ ''تورہ چنگیز خانیہ'' کی زیر

ہدایت مخالفین کے اہل وعیال کو تہ تیغ کرتا ہوا بڑھا۔ بدقسمتی سے شیخ نصیرالدین طوسی نے ایک کتاب لکھ کر خلیفہ بغداد مستعصم باللہ کی خدمت میں پیش کی؛ جس میں اس نے بہت خوشامد کی؛ مگر اس کے وزیر ابن علقمی نے اپنی عداوت کی بناء پر کہہ دیا کہ اس نے آپ کو **خلیفة الله فی ارضه** کا خطاب نہیں دیا تو خلیفہ نے ناراض ہو کر وہ کتاب دجلہ میں ڈلوادی۔ اور شیخ نصیرالدین، شیخ الجبال کے پاس چلا گیا۔ مگر چونکہ وہاں بھی اس کو خاطر خواہ جگہ نہ ملی۔ اسی لئے ہلاکو خان سے مل کر حکومت بغداد اور حکومت باطنیہ کا خاتمہ کروادیا اور شام میں سلطان بیبرس نے شام کی باطنی حکومت کا استیصال کردیا۔ اب عراق، شام اور ایران میں باطنی برائے نام رہ گئے۔ **تیمور لنگ** جب ماژندران میں داخل ہوا تو اس نے وہاں پر بھی انکا خاتمہ کردیا۔ ترکی سلاطین نے بھی یمن، حضرموت، بحرین میں انکا خاتمہ کردیا۔ مگر جو بچے، سندھ میں آبسے اور یہاں ملتان اور ناصرہ (جو اس وقت معدوم ہے) کو اپنا مرکز بنالیا اور چونکہ بغداد کی حکومت نگرانی نہ کرسکتی تھی اسی لئے ملتان اور ناصرہ کی حکومت نے مسلمانوں کو باطنی بنانا شروع کردیا۔ جب **سلطان محمود غزنوی** آیا تو اس نے **ابوالفتح** باطنی سے جو سومرہ خاندان سے تھا ملتان واگذار کرایا اور ابوالفتح سراندیپ کو بھاگ گیا۔ اور انگریزی حکومت تک ایرانی اور ترکی وہاں حکمران رہے۔ ابوالفتح مذکور کی اولاد دکن، گجرات میں پھیلی جو بعد میں بھورے مشہور ہوگئے۔ ان دنوں حضرموت اور یمن کے باطنی بھی گجرات میں تجارت کرتے تھے' ان کی اولاد بھی بھورے مشہور ہوگئی۔ اب وہ آرام سے زندگی بسر کرنے لگے' مگر ایرانی باطنیوں نے دعویٰ کیا کہ ان کا امام **شاہ خلیل** ہے۔ شہر متصل شہر ''قم'' میں رہتا ہے' جو اسماعیل بن جعفر کی نسل سے صاحب کرامات ہے' جس کی زیارت کو بھورے بھی جاتے ہیں۔

(۳۰) اسماعیلی فرقے جو شام میں رہتے ہیں

۱...... یہ تین فرقے ہیں۔ دروزی۔ خضروانی اور سویدانی۔ یہ تینوں گو حسن بن صباح کے **معتقد** نہیں ہیں مگر ان کا طریق معاشرت وہی ہے جو اس نے مقرر کیا تھا، چنانچہ دروزی شام کے پہاڑوں کی درزوں میں رہتے ہیں ان کی وجہ تسمیہ میں لوگ حیران ہیں کسی نے کہا کہ درز کپڑے کو کہتے ہیں۔ دروزی کمینہ قوم ہے جو کپڑے کی درز کی مانند کسمپرسی کے عالم میں پڑی رہتی ہے۔ کسی نے کہا کہ درز خوش آدمی کو کہتے ہیں اور وہ آزاد ہیں اس لئے دروزی ہوئے انگریزی محققین نے کہا کہ کونٹ اوف درز کے تابعدار اور عیسائی ہیں اور کسی نے کہا کہ ''نارمن'' نسل سے **جرمنی النسل** ہیں۔ بہر حال اب یہ ثابت ہوا ہے کہ حکومت ٹرکی کے ماتحت خراج گذار مسلمانوں کی ایک جماعت ثابت ہوئے ہیں، جو اپنے آپ کو **موحد** کہلاتے ہیں اور دعویٰ کرتے ہیں کہ توحید کی اصلی ماہیت ہم پر ہی منکشف ہوئی ہے۔

۲...... الحاکم بامر اللہ مصر میں فاطمی خلیفہ تھا۔ محمد بن اسمٰعیل نامی ایک اسماعیلی داعی نے اعلان کیا کہ الحاکم بامر اللہ مظہر الٰہی یا بروز خداوندی اور خدا کا روپ دیوتا ہے، حاکم نے بھی اپنے قوت بازو سے اپنی خدائی کا اعتراف کرایا۔ مگر جو زیادہ تر **معتقد** ہوئے وہ دروزی ہی تھے۔ حمزہ بن علی نے **کتاب الدروز** لکھی جو اس وقت یورپ میں چھپ چکی ہے۔ اس میں اس نے ایک لوح خداوندی کے اندر ظاہر کیا ہے کہ محمد (ﷺ) کو قرآن شریف کا اصلی مفہوم معلوم نہ تھا، صرف ظاہری اور لغوی معانی سمجھے تھے۔ اس لئے خدا نے انسانی روپ لیا اور اصلی معانی سمجھائے۔ جو الحاکم بامر اللہ نے اپنے تبلیغی خط مسمّی بہ ''عقائد'' میں بیان کئے ہیں اور ہم ہی ایک واحد جماعت ہیں جس کو پیغمبر اسلام کے بعد ایمان کے لئے خدا نے مخصوص کیا ہے (قادیانی اور کمتر یٰنی نوٹ کرلیں)

۳......انکا یہ بروزی نبی جناب امام اسماعیل بن جعفر صادق کی اولاد سے ثابت کیا جاتا ہے اور والدہ کی طرف سے بھی جناب فاطمہ علیہا السلام کے سلسلہ سے ملا دیا ہے۔ وہ ایک پہاڑ پر وحی لینے جایا کرتا تھا۔ ۳۶ سال اور چھ ماہ حکومت کی اور اپنی کرخت شریعت منوانے میں لوگوں کو تباہ کیا۔ آخر لوگ تنگ آ گئے تو اس کی ہمشیرہ ستُ **الملک** کی سازش سے جبکہ وہ وحی لینے پہاڑ پر گیا تھا مارڈالا گیا اور اس کی لاش بھی کہیں پھینک دی گئی۔ مگر مریدوں نے یہ سمجھ لیا کہ وہ غائب ہو کر جنت میں زندہ ہی چلا گیا ہے، اگر چاہے تو ابھی واپس آ کر مخالفین کا ناک میں دم کر دے گا۔ اب نہیں تو پھر جب کبھی بھی واپس آیا، قیامت تک ہماری ہی حکومت ہوگی اور مخالفین کو یہاں تک ذلیل کیا جائے گا کہ وہ اپنے لباس میں خاص نشان رکھیں گے جس سے وہ شناخت ہو سکیں۔

۴......موحدین کا خیال ہے کہ قرآن کا اصلی مفہوم ہمیں ہی حاصل ہوا ہے۔ جس کو پیغمبر اسلام بھی نہیں پا سکے۔ اسی لئے آپ کے متعلق ان کو نیک ظن نہیں۔ کیونکہ جب ان کا نبی مرا تھا تو دوسرے روز ایک مسجد کے دروازے پر اس کی طرف سے ایک فرمان (عقائد نامہ) نظر آیا جس میں اس نے افسوس ظاہر کیا تھا کہ ہر چند مصریوں کو سمجھایا گیا مگر وہ نہ سمجھے آخر وہ لوگ اس کام کے لیے منتخب کئے گئے جو خدا کے ہاں نہایت ہی مقدس (دروزی) ہیں۔ اس لئے موحدین اس فرمان کی قدر قرآن سے بھی زیادہ کرتے ہیں۔ مگر ان کی عملی حالت یہ ہے کہ ان کی مسجدیں غیر آباد ہیں، کوئی اذان دے تو کہہ دیتے ہیں کہ "گدھے خاموش رہو چارہ مل جائے گا"۔ ہر ایک مسجد کے اندر ایک مورتی کپڑوں میں لپٹی ہوئی موجود رہتی ہے۔ جس کی زیارت کے حقدار خاص خاص موحدین کے سوا دوسرے نہیں ہوتے۔ یہ مورتی بچھڑے کی شکل کی ہوتی ہے جو امام غائب کی نشانی بتائی جاتی ہے۔ مسجدیں پہاڑ کی چوٹی پر

ہوتی ہیں۔مگر وہ نماز روزہ سے آزاد ہیں۔شراب آزادی سے پیتے ہیں،لحم خنزیر شوق سے کھاتے ہیں،نکاح وطلاق میں بھی آزاد ہیں۔مگر طلاق شوہر کے ہاتھ میں ہے اگر شوہر کہہ دے کہ جاؤ اور جب تک اس لفظ کے ساتھ ''واپس آؤ'' کا فقرہ نہ ہو اسے تین طلاق سمجھا جاتا ہے' جو حلالہ کے سوا رفع نہیں ہوسکتیں۔کتاب **الدروز** کا صندوق بہت پوشیدہ رکھا جاتا ہے اور جہاں پر پڑا ہے وہاں سے اٹھانے کا حکم نہیں۔کیونکہ وہ جگہ بھی بہت مقدس ہو چکی ہے۔حکومت عثمانیہ کے ماتحت یہ باجگذار خود مختار ہو کر رہے ہیں۔برائے نام رعایا تھے ورنہ بات بات پر بغاوت کرتے تھے۔ان کی تعلیم عملی طور پر ہوتی ہے۔بچوں کو بڑوں کی صحبت میں بٹھا کر ایسا ہوشیار کر دیا جاتا ہے کہ بڑی بڑی کونسلوں میں دندان شکن جواب دیئے لگ جاتے ہیں۔مگر ان کا ہر ایک کام پر اسرار ہے،کسی کو کچھ معلوم نہیں۔ان میں مشترکہ جلسے ہوتے ہیں جن میں خیال کیا جاتا ہے کہ فحش اور حیا سوز امور کا ارتکاب کیا جاتا ہے۔ان میں ایک پیشینگوئی مشہور تھی کہ انگریز ان کو مسخر کریں گے' اس لئے یہ انکے دشمن رہے اور بددعا بھی دیتے تھے تو یوں کہ''جاؤ خدا تیرے سر پر ہیٹ رکھے''۔انگریزوں کو بھی خیال تھا کہ وہ عیسائی بگڑے ہوئے ہیں مگر بعد میں ابھی سو سال نہیں ہوئے کہ ان کو ثابت ہو گیا کہ یہ تو مسلمان بگڑے ہوئے ہیں(مگر خدا کی قدرت ہے کہ وہ پیشینگوئی پوری ہو گئی اور فرانس نے وہ علاقہ فتح کر لیا ہے)

۵.....خضریوں کے مرکز شہر مسیاۃ پر نصیری(بنی ارسلان)حکمران چلے آتے ہیں اور شہر فزارہ (سویدانیوں کا مرکز)بھی ان کے ہی ماتحت ہے مگر یہ تینوں فرقے آپس میں بگڑے رہتے ہیں۔۱۸۰۹ء کی ابتداء میں خضریوں اور سویدانیوں نے نصیریوں کو مار مار کر قلعہ سیاۃ سے نکال دیا اور شیخ مصطفیٰ ادریس کو اپنا سلطان بنایا۔بعد میں نصیریوں نے ہر چند کوشش کی مگر

قلعہ پر قابض نہ ہو سکے۔ آخر اپنی پرانی چال چلے کہ خضری بن کر شہر مسباۃ میں تمام جگہ میں پھیل گئے یہاں تک کہ شیخ مصطفیٰ ادریس کے خاص مصاحبوں میں اپنی کافی جمعیت پیدا کر لی اور قلعہ کی فوجوں میں بھی کافی تعداد میں بھی موجود ہو گئے۔ ایک دن موقع پا کر سلطان شیخ مصطفیٰ ادریس کے پیٹ میں چھریاں گھونپ کر اس کو ہلاک کر دیا اور سارے نصیری اپنے لباس اصلی میں جمع ہو کر قلعہ پر قابض ہو گئے اور آج تک خضری اور سویدی سر نہ اٹھا سکے۔

۶......خضری اور سویدانی اس عقیدہ میں شریک ہیں کہ حضرت علی بروز الٰہی اور خدا کا اوتار تھے اور نجف میں بغداد سے دو چار منزل کے فاصلہ پر حضرت امام کے مزار پر حج چھوڑ کر بھی جاتے ہیں۔ اور کعبہ مکرمہ کے نزدیک ایک غیر معلوم جگہ پر بھی پوشیدہ پوشیدہ کسی مزار کی زیارت کرنے کو جاتے ہیں، مگر ابھی تک معلوم نہیں ہوا کہ وہ کس کا مزار ہے۔

۷......ان تینوں فرقوں کے علاوہ چند اور فرقے بھی ہیں: اول زیدیہ جو جناب زید بن زین العابدین بن حسین بن علی علیہ السلام کے پیرو ہیں۔ ان کے نزدیک خلافت شیخین صحیح ہے اور اماموں کی تعداد بارہ تک محدود نہیں بلکہ ایک وقت میں مختلف امام ہو سکتے ہیں اور وضیع شریف پر حکمرانی کرنے کا حقدار ہو سکتا ہے۔

دوم: جعفریہ جو جناب زین العابدین کے بعد زید کی بجائے آپ کے بیٹے امام باقر کو امام جانتے ہیں۔ پھر ان کے بیٹے امام جعفر صادق کو امام مان کر ختم کر دیتے ہیں۔

سوم: اسماعیلیہ جو امام جعفر صادق کے بیٹے اسماعیل کو امام سمجھ کر سلسلہ ختم کر دیتے ہیں۔ جناب اسماعیل جناب امام جعفر صادق کے حین حیات میں ہی ایک بیٹا محمد نامی چھوڑ کر وفات پا چکے تھے جس کو متمم امامۃ سمجھ کر یوں بتایا گیا کہ یہ لڑکا گویا خود اپنا باپ اسمٰعیل ہی ہے۔ مغرب میں جا کر انہوں نے اپنی حکومت قائم کر لی۔ ان کے نزدیک امامت سات

سات کا دورہ ختم کرتی ہے چنانچہ جناب اسمٰعیل تک سات امام ختم ہوئے اور محمد بن اسمٰعیل سابع تام ہیں۔ کیونکہ اپنے باپ کی ڈیوٹی دیتے رہے ہیں۔ان کے بعد تین امام مخفی تھے۔ جن کی بجائے ان کے نقیب حکمران رہے۔ **اول** منثور بن محمد مکتوم **دوم** جعفر مصدق اور **سوم** حبیب۔نقباء کی تعداد بارہ رہتی ہے۔ بہر حال جب یہ دور ختم ہوا تو پھر سات ظاہری اماموں کا دور شروع ہوا۔جن میں سے پہلا امام **عبید اللہ مہدی** ہے، جس نے مصر میں خلافت فاطمی شروع کی تھی۔ **دوم** ابوالقاسم محمد (قائم بامر اللہ) **سوم** اسمٰعیل (منصور) **چہارم** سعد (المعز لدین اللہ) **پنجم** نزار (عزیز بامر اللہ) **ششم** الحاکم بامر اللہ **ہفتم** علی الظاہر لدین اللہ۔اس کے عہد میں چار سال اس کی پھوپھی ’’ست الملک‘‘ حاکم رہی۔اسی لئے اس کے بعد ابوتمیم سعد المستنصر باللہ حاکم ہوا جس سے حسن بن صباح کی ملاقات ہوئی تھی۔غرض کہ جب نقابت ظاہر ہوتی ہے تو امامت مخفی ہو جاتی ہے اور جب امامت ظاہر ہوتی ہے تو نقابت مخفی ہو جاتی ہے اور قرآن کے ہر حکم قطعی کیلئے ایک تاویل بھی ضرور ہوتی ہے جس کی وجہ سے اسلام ترمیم ہو سکتا ہے۔

۸...... **حسن بن صباح** معقولی آدمی تھا اسی لے اس نے ثابت کیا کہ **خدا مجرد عن المادۃ** اور **مجرد عن الصفات** ہے، ورنہ مخلوق کے ساتھ تشبیہ حاصل ہو جاتی ہے اور جو صفات اس کی طرف منسوب ہیں وہ عارضی ہیں۔ جو مخلوق کی فیضیابی سے خود بخود پیدا ہو گئے ہیں۔مثلاً جب اس نے کسی کو طاقتور بنایا تو قدرت کو خدا کی طرف منسوب کر کے اسے قادر کہا جاتا ہے، وجود سے بھی وہ خالی ہے کیونکہ یہ صفت بھی مخلوقات کو موجود کرنے سے ہی اس کو حاصل ہوئی ہے یعنی تمام صفات اضافیہ ہیں حقیقیہ نہیں۔

(۳۱) خلاصۂ کتاب ھذا

۱...... بابی اور بہائی تعلیم حسن بن صباح یا دیگر اسمٰعیلی فرقوں کی یادگار ہے۔ جو دولت قاچاریہ ایران میں چپکے چپکے پرورش پاتی رہی اور ان کے طریق پر ہی اپنے تقدس کے لپیٹ میں سرفدائی تیار کرتی رہی ہے، جس نے اخیر میں حکومت کو مجبور کر دیا تھا کہ وہ یہ حکم دے کہ بابی باطنی جہاں پاؤ مار ڈالو۔ مگر تعلیم بہائیہ نے اس کے اصول بدل ڈالے اور خاموش مقابلہ کے ساتھ تمام مذاہب کا مقابلہ شروع کر دیا اور ایسے ثابت قدم ثابت ہوئے کہ آج بھی جس قدر ان کو برا کہو برا نہیں مناتے اور اپنے اصول سے جو در پردہ رکھا جاتا ہے ہمیشہ اس پر قائم رہتے ہیں۔

۲...... قادیانی مذہب نے جو کچھ سیکھا ہے بہائی تعلیم سے سیکھا ہے۔ تاویل در تاویل ترمیم و تنسیخ، خاموش مقابلہ بلکہ دستی مقابلہ بھی عند الضرورت جائز رکھا گیا ہے، بلکہ اگر ذرا غور کیا جائے تو قادیانیت بہائیت اور صباحی تعلیم میں سرِ موفرق نہیں ہے۔ موخرالذکر دونوں تعلیمات جیسا کہ ظاہر ہے، اول الذکر تعلیم میں بحیثیت مجموعی موجود ہیں۔ چشم بینا اور عقل رسا چاہئے جس سے معلوم ہوسکتا ہے کہ قادیانیت نے ملاحدہ قدیم سے کس قدر فائدہ اٹھایا ہے۔

۳...... قادیانیت کے عہد میں چونکہ مذہب طرازی کا راز کھل گیا ہے اس لئے کئی قسم کے اور بھی دعویدار کچھ اندرونی کچھ بیرونی پیدا ہو گئے ہیں، جنہوں نے وحدت وجود اور تناسخ کی بناء پر سب کچھ بننا اور ترمیم اسلام بچوں کا کھیل بنا دیا ہے۔ جن پر سرسری نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک کو مستقل مذہب پیدا کرنے کی دھن لگی ہوئی ہے۔

۴...... چودہویں صدی کے دعویداران نبوت و تجدید سے پہلے قرامطہ، ملاحدہ اور زنادقہ بھی

مدعیان نبوت تھے' مگر ان کا منشا اندرونی یہ معلوم ہوتا تھا کہ اسلامی پابندی اور حکومت اسلامیہ سے تنگ آ کر آزادی کی راہ نکال کر آزاد ہو جائیں' اس لئے وہ بیدین قرار دیئے گئے تھے۔ مگر چودہویں صدی میں یہ تحریک کچھ ایسی مشتبہ ہے کہ معلوم نہیں ہو سکتا کہ آیا وہ اسلامی احکام سے تنگ آ کر نئی شریعت پیدا کرتے ہیں یا عیسائیوں کی طرف سے مامور ہو کر اسلام کو قابل نفرت ثابت کر رہے ہیں اور یا خود خوشامد کے طور پر حکومت ہند یا عیسائی مشنریوں کو خوش کرنے کے لئے یہ چالیں چلی جاتی ہیں' تا کہ ان کو نوبل پرائز یا بطور دست غیب اندرونی طور پر سرکار کی خیر خواہی میں کچھ دستیاب ہو سکے یا شاید ان کا دماغ چکر کھا گیا ہے یا اس کو چکر دلایا گیا ہے اور نبوت فروشی کی دکان علیحدہ اور الگ کھولنا چاہتے ہیں۔ بظاہر کچھ بھی ہوا یسے لوگ اسلام کے پکے دشمن اور مسلمانوں کیلئے درحقیقت مارِ آستین ثابت ہوئے ہیں، اس لئے جہاں تک ہو سکے مسلمانوں کو ان گندم نما جو فروشوں سے بچنا چاہئے۔

۵...... مسلمانوں کو ایسی کسی نبوت کی ضرورت نہ تھی اور نہ کسی تجدید احکام کی مشکل پیش آئی تھی، بلکہ ضرورت اس امر کی تھی کہ ان کو انکے پرانے دو مذہب سنی وشیعہ پر چھوڑ کر ان کا مستقبل ٹھیک کیا جاتا چونکہ یہ ہمسایہ اقوام سے پیچھے رہ چکے ہیں۔ ایسے وسائل سوچے جاتے کہ جن سے ان کے دوش بدوش چلنے کے قابل ہو جاتے' نہ یہ کہ جن خانہ جنگیوں سے پہلے تباہ ہو چکے تھے نئی تعلیمات پیش کر کے ان کی رہی سہی دماغی طاقت کو اختلافات جدیدہ کی نذر کیا جاتا۔ اب ہمیں یہ تمام مصلحین اسلام بتائیں کہ بہشتی مقبرہ کیلئے جدو جہد کرنے میں اسلام اور اہل اسلام کو کیا فائدہ پہنچتا ہے یا کسی ناسخ شریعت کا خصوصی بیت المال پُر کر دینے سے مسلم قوم کا کیا بھلا ہو سکتا ہے یا وہ بتائیں کہ احکام شریعت چھوڑ کر عیسائی مذہب کے اصول پر عمل پیرا ہونے سے ان کی کونسی ترقی ہو سکتی ہے؟

یہ سب پیٹ کے دھندے ہیں — جو سب پیٹ کے بندے ہیں
نفسی نفسی کرتے ہیں — ٹکے ٹکے پہ مرتے ہیں

٦......اگر اسلام کی خیر خواہی پیش نظر تھی تو سب سے پہلے اسلامی زبان عربی کی نشر واشاعت میں توجہ مبذول کی جاتی۔ ایک بڑی بھاری مذہبی یونیورسٹی قائم کی جاتی۔ علوم قدیمہ اور فنون جدیدہ سے اسے مکمل کر کے علوم قرآنیہ پھیلائے جاتے۔ اس کے بعد علوم جدیدہ کی تکمیل کیلئے کمربستہ ہو کر کھڑا ہونے کی از حد ضرورت تھی۔ مگر افسوس کہ جس طریق پر مسلم قوم کو چلنا چاہئے تھا وہ نہ چلے اور راستہ بھول گئے، ورنہ مسلمانوں کو آج اسلام اور اسلامی زبان سے تنفر نہ ہوتا جو کہ اس وقت محسوس ہو رہا ہے۔ مگر تاہم اس کمی کو مسلمانوں نے کسی حد تک پورا کیا۔ اس کے بعد تیسرے درجہ پر صنعت وحرفت اور تجارت یا کاشت کی تکمیل تھی جس طرف کوئی مسلمان آج تک متوجہ نہیں ہوا اور نہ ہی کوئی ایسی تحریک ہوئی ہے۔ جو مسلمانوں میں اس کمی کا احساس پیدا کرے۔ گوفرداً فرداً مسلمانوں نے اس طرف توجہ کی ہے، مگر متحدہ حیثیت سے کوئی ایسا قدم نہیں اٹھایا گیا جس سے مسلمانوں کو عالمگیر فائدہ ہو سکے۔ ہندو قوم کو دیکھئے۔ تجارت کی چوٹی پر بیٹھے ہوئے ہیں انگریزوں کے بعد وہ کونسی تجارت ہے جس پر ان کا قبضہ نہیں۔ اب مسلمان جس قدر بھی تجارت کر رہے ہیں وہ ان کے ہی دست نگر ہیں اور بہت سی ایسی تجارتیں ہیں کہ مسلمانوں کو ان کا پتہ ہی نہیں کہ وہ کس کام کی چیز ہے اور بہت سے ایسے کام ہیں کہ جن میں باوجود معلوم ہونے کے کوئی مسلمان آدمی نظر نہیں آتا۔ یہی چالیس دعویداران نبوت اگر مسلم قوم کو بام ترقی پر پہنچانے کیلئے ایسے وسائل سوچتے کہ جن سے مسلمان ہر شعبہ تجارت پر قابض ہو جاتے تو نبی بننے کی بجائے ان کا رہنما بننا بہتر تھا۔ اور یہ ایک بہانہ ہے کہ اسلام جب تک نہ چھوڑا جائے تجارت نہیں ہو سکتی۔ ورنہ کوئی ہمیں

بتائے کہ جن لوگوں نے اسلام چھوڑ کر نئی نبوت کا ہار پہن رکھا ہے ان کو کونسا سرخاب کا پر لگ گیا ہے۔ اور صنعت وحرفت اگرچہ بہت ضروری ہے مگر چونکہ یورپ نے تمام مشینیں اپنے ملک کیلئے ہی مخصوص کر رکھی ہیں اس لئے ایسے فنون کا حاصل کرنا چنداں مفید نہیں۔ کیونکہ جب کوئی ہنرور یورپ سے ہنر سیکھ کر آتا ہے تو چونکہ ہندوستان کو انقلاب زمانہ نے ایسی صنعتوں سے خالی کر رکھا ہے ان کو پیٹ پالنے کی بھی جگہ نہیں ملتی اسی لئے پھر وہ واپس یورپ چلے جاتے ہیں۔ بہرحال اس نازک حالت میں زیر بحث مدعیان نبوت کا وجود بہت مضر واقع ہوا ہے۔ سوائے شکم پروری یا غیر کی خوشامد کے اس کے تحت میں کچھ بھی نہیں ہے۔

نبی بنے ہو مجدد یا ناسخ اسلام　　یہ غیر کی ہے خوشامد یا گوش وناں کیلئے

نہ اس میں قوم کی رفعت کا راز مضمر ہے　　نہ اس جہاں کیلئے ہو نہ اس جہاں کیلئے

ے...... بائیبل مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ شریعت کے احکام تورات میں تھے جن کا انجیل نے موقع ہی نہیں رہنے دیا کہ ان کا اجرا ہو سکے کیونکہ اس میں صرف یہی تعلیم ہے کہ مکارم اخلاق حاصل کرو اور برائیوں سے رک جاؤ اور خدا کو یاد کرو۔ مگر یہ حصہ چھوڑ دیا ہے کہ ان احکام کی خلاف ورزی کرنے والوں پر کونسی تعزیر عائد ہوتی ہے؟ اور یہ تعزیر خدا کے سپرد کردی ہے یا حکومت وقت کو اس میں مختار کر دیا ہے اور یاد الٰہی کا طریق بھی انجیل میں کوئی مخصوص نہیں کیا گیا۔ اس کے بعد " **اعمال الرسل** " مطالعہ کرو تو اس میں صاف لکھا ہوا بار بار تم کو نظر آئے گا کہ مقدس لوگوں کی پرورش کرو اور شریعت کی پابندی چھوڑ دو۔ ہم اسی لئے مبعوث ہوئے ہیں کہ شرعی تعزیرات کا ایک ہی کفارہ (صلیب مسیح) سے دنیا کو آزاد کر دیں۔ اس کتاب میں ایشیائی مجددین کی تعلیمات کا خلاصہ بھی ہو بہو یہی ہے۔ تو ناظرین خود انصاف کریں کہ یہ لوگ مبلغین اسلام ہیں یا عیسائیوں کے کرایہ دار یا خوشامدی مفت کے

تبلیغ کرنے والے ہیں؟ اس نکتہ کو سمجھ کر خوب امتحان کرو اور ان لوگوں سے الگ ہو کر اپنے اسلام پر قائم رہو اور دینی و دنیاوی ترقی کرتے جاؤ۔

۸...... انصاف سے دیکھئے تو مسلمانوں میں بہ نسبت دیگر اقوام کے عیش پرستی، شہوت رانی اور تعیش یا آزادی کے اسباب بہت کم موجود ہیں۔ مگر حیرت ہے کہ یہ مجددین نہ یہود کو برا کہتے ہیں نہ عیسائیوں کو غلط کار ثابت کرتے ہیں اور نہ ہندو، سکھ اور آریوں کو گمراہ جانتے ہیں۔ شامت آئی ہے تو بیچارے مسلمانوں کی' کہ صرف آج کل کے ہی مسلمانوں کو کافر نہیں کہتے بلکہ صاف کہتے ہیں کہ آج تک اسلام ستر ہزار پردوں میں رہا۔ ع

برق گرتی ہے تو بیچارے مسلمانوں پر

یوں تو عہد رسالت کے متصل ہی لوگوں نے اسلام سے عداوت شروع کر دی تھی اور اس کی بجائے اپنی اپنی تعلیم کے احکام جاری کر رکھے تھے، لیکن آج کل کے یہ مجدد مسلمانوں کو تو وہ گالیاں سناتے ہیں کہ الامان۔ کسی بازاری عورت کو بھی یہ جرات نہیں ہو سکتی کہ ایک بازاری آشنا کی یوں خاطر کرے۔ پھر باوجود اس بدگمانی اور بدزبانی کے ہمارے ''نبی'' بنتے ہیں۔ بہت خوب صاف کیوں نہیں کہہ دیتے کہ اسلام چھوڑ کر عیسائی بن جاؤ۔ کیوں سادہ لوح انسانوں کی دنیا و عقبیٰ خراب کر رہے ہو۔ اسلام کو چھوڑتے بھی نہیں اور اسلام کے پیچھے سے بھی نہیں ٹلتے۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ ان سے قطع تعلق کر کے ان جدید اختلافات سے نجات پائیں اور اپنے دین و ایمان کو محفوظ رکھیں۔

۹...... ہر نادان بھی سمجھ سکتا ہے کہ آج ڈاکٹر یا بیرسٹر وہ بن سکتا ہے جو باقاعدہ تعلیم پا کر اس زبان کا پورا ماہر ہو، جس میں ڈاکٹری یا بیرسٹری نے نشو و نما پائی ہے۔ شروع میں بیرسٹری صرف چند اصول کا نام تھا' مگر انقلاب زمانہ نے ایسے واقعات پیش کر دیئے کہ اب ان چند

اصولوں کو پورے طور پر سمجھنے کیلئے بڑے بڑے کورس ختم کر کے جب تک حکومت کی طرف سے سند حاصل نہ کی جائے یا اگر کوئی دعویدار عدالت میں یا کسی بیرسٹر کے سامنے دخل در معقول دے کر کوئی قانونی بحث چھیڑ کر اپنی رائے قائم کرنے لگ جائے یا کسی قاعدہ کو ترمیم و تنسیخ میں لاکر اپنے پیش کردہ خیال کو مقدم سمجھے، تو ضرور ہے کہ عدالت یا وہ بیرسٹر کان سے پکڑ کر باہر نکال دے گا یا یہ رائے قائم کرے گا کہ اس میں شی لطیف بہت کم ہے۔ علی ہذا لقیاس قرآن عربی میں ہے جب تک اسلام صرف عرب میں رہا ان کو قرآن فہمی میں کوئی دقت نہ تھی معاملات سادہ تھے، تمدن سادہ تھا، غیر کی مداخلت نہ تھی، قرآن کی زبان عربی تھی، سمجھنے والے عرب تھے، ان کی اولاد عرب تھی اور معلم بھی عرب تھے۔ مگر جب اسلام نے عرب سے باہر پاؤں پھیلا کر فارس میں ڈیرا جمایا اور عجم کے فلسفہ نے اور یونان کی حکمت نے مذہبی مقابلہ شروع کر دیا اور ادھر عہد رسالت دور چلا گیا اور عجمی مسلمان قرآنی زبان سے نابلد تھے۔ اس لئے صرف، نحو، تاریخی حالات، احادیث اور فتاوائے نبویہ اور فیصلہ جات خلافت راشدہ کو قلم بند کرنا ضروری سمجھا گیا۔ ورنہ سارا اسلام عرب میں ہی بند رہتا۔ رفتہ رفتہ ازمنۂ متوسطہ میں قرامطہ وملاحدہ اور زنادقہ ودجاجلہ نے اودھم مچا رکھا تھا اور موجودہ چالیس استاکاروں سے بڑھ کر اسلام میں تحریف کرنی شروع کر دی تھی' اس لئے اہل اسلام کو اور بھی علوم وفنون ایزاد کرنے پڑے۔ اس کے علاوہ حکومت کا نظم ونسق بھی اندرون عرب اور بیرون عرب میں اسلامی قواعد پر ہی قرار پایا۔ اس لئے نت نئے واقعات پیش آنے لگے اور ایسے حوادث پیش آئے جو صدر اسلام میں ناممکن الوقوع خیال کئے جاتے تھے۔ مگر ان کو حل کرنے کے لئے مجتہدین اسلام نے قرآن وحدیث کی روشنی میں سب کا جواب دریافت کر کے نظام اسلامی کو قائم رکھا۔ اب جبکہ وہ نظام ہی باقی نہیں رہا اور اسلام کے ملکی اور سیاسی

قانون چھوڑ دیے گئے اور اسلامی علوم وفنون کی تحصیل کا انتظام بھی باقاعدہ طور پر قائم نہیں رہا تو آپ خود سوچ سکتے ہیں کہ قرآن کا حقیقی طور پر سمجھنا جیسا کہ پہلے زمانہ میں سمجھتے تھے، کیسا مشکل ہوگا؟ کیونکہ جب تک راستہ کی مشکلات کو حل نہ کیا جائے قرآن فہمی کا دعویٰ مشکل ہوگا۔ اسی لئے جس قدر علوم اسلامیہ کی تحصیل آج کل قرآن فہمی کیلئے ضروری ہے پہلے اس کا عشر عشیر بھی نہ تھا۔ مگر آج نیم ملاجن کو عربی زبان میں صحیح طور پر ایک فقرہ بھی لکھنا نہیں آتا، وہ اندھوں میں کانا راجہ بنا ہوا ہے اور یوں واقعات کو نظر انداز کر کے یوں ہی کہہ دیتے ہیں کہ قرآن آسان ہے۔ بھلا اگر آسان ہے تو تم میں سے کوئی بڑا تعلیم یافتہ ایک لفظ بھی کیوں نہیں پڑھ سکتا' ابھی حرکات وسکنات موجود ہیں، پھر ان دعویداروں کو پڑھنا نہیں آتا اور اکڑ کر کہتے ہیں کہ طوطے کی طرح رٹ لگانے سے کیا فائدہ؟ مانا کہ کوئی فائدہ نہیں مگر آپ کو کیا معلوم کہ کس لفظ کا ترجمہ فلاں لفظ ہے۔ انگریزوں نے انگریزی ترجمے کئے جن کو پڑھ کر قرآن فہمی کے دعویدار بن گئے۔ صرف تراجم کی بناء پر تم نے بی۔اے کی ڈگری کیوں نہ حاصل کر لی؟ ساری عمر اصحاب الشمال میں گذری اب قرآن کے حاوی بن بیٹھے۔ نہ باقاعدہ تعلیم پائی، نہ علوم وفنون اسلامیہ کی خبر، نہ خود میں اتنی لیاقت کہ اسلامی زبان میں دو چار سطریں لکھ سکیں اور دعویٰ یہ ہے کہ ہم اس وقت کے نبی ہیں، ہم مجدد ہیں۔ کاشف اسرار قرآنی ہیں' کمترین اور خاکسار بن کر سب کا بیڑہ غرق کر رہے ہیں۔ اور سب سے بڑھ کر یہ بات کہ ہم کو براہِ راست قرآن کے وہ معانی سمجھائے گئے ہیں کہ خود اس نبی کو بھی معلوم نہ تھے جس پر یہ قرآن نازل ہوا تھا! کیا اس کا یہ جواب نہیں ہوسکتا کہ تمہارے خود حواس اپنی جگہ پر قائم نہیں رہے۔ علاوہ بریں تمہیں تو اتنا بھی معلوم نہیں کہ اس کتاب میں تمہارے اور تمہارے ہم خیال محرفین کے جو عربی اقوال یا عربی تحقیقات لکھی ہیں ان میں کیا کیا سقم ہیں؟

ضرورت ہوتو کسی اہل علم کے بغیر خود اپنی کمزوریاں معلوم کریں۔ کتاب ہذا میں ان پر تنقید اس لئے نہیں کی گئی کہ ہم کو موضوع سے باہر نکلنا پڑتا تھا اور خواہ مخواہ تطویل مضمون کا بھی اندیشہ تھا۔

۱۰...... پنجابی مسیحوں میں مسیح قادیانی کی لیاقت تسلیم کی گئی ہے۔ مگر ذیل میں ایک عربی اخبار کا اقتباس (جس کا عنوان **سخافة القاديانية** ہے) درج کیا جاتا ہے، جس سے معلوم ہوسکتا ہے کہ مرزا صاحب کس لیاقت کے مالک تھے۔ چنانچہ اخبار ''الفتح'' مصر عـ **۲۵۲** مؤرخہ ۹ ر صفر ۱۳۵۰ھ رقمطراز ہے:۔

''ولواطلعت على هذا الوحي السخيف في مؤلفات القادياني العربية (لجة النور وغيرها) لعلمت ان اى صبي من صبيان مدارسنا الابتدائية يستنكف ان تنسب اليه هذه الثرثرة خصوصا شعره العربى. اجارنا اللّٰه واياک من العي والضعف. فان قراء ته تورث مرض السل حتماً. ومن الواجب على مصلحة الصحة ان تحرق هذه السخافات شفقة على صحة من تتألّم اعصابه من مثل هذا العبث بلغة العرب''

اس کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ مرزا کی نظم ونثر ایسی واہیات ہے کہ اگر عربی کے ابتدائی طالب علم کو بھی کہا جائے کہ اسے تم قبول کر کے اپنے نام پر شائع کرو تو وہ بھی بیچیں نظر آئے گا۔ لہٰذا اعلان کیا جاتا ہے کہ تم اس کی عربی تعلیم سے بچو ورنہ تم کو (مذہبی) سل ودق کا مرض ضرور ہو جائے گا اور اسلامی ہیلتھ افسر کا فرض ہے کہ اس کی تمام کتابوں کے گندہ مواد کو نذر آتش کر دے تا کہ آئندہ امراض مہلکہ کے پھیلنے کا اندیشہ نہ رہے۔

۱۱...... ان لوگوں سے تو ''نانک'' ہی اچھا تھا کہ کسی کو کافر نہیں کہتا تھا' بلکہ مسلمانوں کے ساتھ

مل کر خدا کی یاد میں مصروف رہتا تھا اور مسلمانوں کی یادگاریں اس کے پاس موجود تھیں۔ اور اس نے اپنے چولے پر بھی اسلامی تعلیمات لکھوائی تھیں۔ چنانچہ دائیں بازو پر آیہ ﴿اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ﴾ لکھی تھی اور بائیں بازو پر کلمہ شہادت تھا، گردن سے ناف تک سورہ فاتحہ اور کچھ اسمائے الٰہی لکھے تھے اور ﴿لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ﴾، ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَكَ﴾. پیٹ کے دائیں طرف آیۃ الکرسی اور سورہ نصر۔ پھر کچھ رموزی اعداد اور اسمائے حسنٰی۔ اسی وجہ سے قادیانیوں نے اس کو مسلمان سمجھ رکھا ہے اور مرزا کا الہام ہے کہ میں نے اس کو مسلمان پایا۔ اور ''جنم ساکھی'' بالا ص/۲۲۰ میں مذکور ہے کہ ''اس نے یہ بھی کہا تھا کہ کلمہ طیبہ سے نجات حاصل ہوتی ہے اور خدا کا دیدار اس کو ہوگا جو تیس روزے اور پانچ نمازوں پر قائم رہے گا۔ انجیل، تورات اور وید کچھ نہیں صرف قرآن ہی باعث نجات ہے۔ تناسخ کا قائل دوزخی ہے''۔ اور آج کل رادھا سوامی مت بھی ہر ایک کو اپنے اپنے مذہب پر رہنے کی تلقین کرتا اور مسلمانوں سے بڑی محبت سے پیش آتا ہے اور ان کو ان کے مذہب میں ہی اپنا مرید کرتا ہے۔ مگر یہ خیال غلط ہے کہ ایسے صلح کل ہونے سے انسان پکا مسلمان بن جاتا ہے کیونکہ ہندو فقیر اگر کبھی صلح کل ہو کر نماز، روزہ کر بھی لے تو اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا ہے کہ وہ مسلمان بھی ہو گیا تھا۔ کیونکہ اس کی کوئی یادگار ایسی نہیں ملتی کہ جس میں کوئی مسجد ہو یا اسلامی تعلیم کو جاری رکھ کر اپنا مسلم ہونا ثابت کیا ہو۔ محمد یعقوب لاہوری مرزائی ''پرافٹ نمبر'' میں لکھتا ہے کہ گرو نانک اپنے خیالات کے رو سے پکا ہندو تھا اور مصلح قوم اور ہندو قوم کی مذہبی دیواروں کا معمار تھا۔ دیکھئے مرزائی خود اپنے آقا کو جھوٹا ثابت کر رہے ہیں۔ بالفرض اگر اسے مسلمان بھی مان لیں تو ہم کو کیوں کافر کہا جاتا ہے؟ جب کہ ہم میں ساری اسلامی تعلیم موجود بھی ہے۔ اور ہم اسلام پر

عمل پیرا بھی ہیں افسوس!

ع بادوستاں عداوت بادشمناں مدارا

۱۲...... پنجاب مرزا صاحب کی طفیل سے نبوت خیز علاقہ بن گیا ہے۔ مرزائی کہا کرتے ہیں کہ خربوزہ کا موسم آتا ہے تو اس وقت پہلے پیچھے کڑوے خربوزوں کی بیلیں بھی پیدا ہو جاتی ہیں اس لئے یہ بناوٹی نبی ہیں اور مرزا صاحب سچے ہیں۔ مگر جب ذرا اوپر نظر اٹھائی جائے تو مسیح ایرانی کی صداقت اسی مقولہ سے ظاہر ہو سکتی ہے کیونکہ وہ اپنے خیال میں کابل کا سردہ تھا اور مرزائی ماجھے کی پھوٹ ہیں۔ غالباً چیت رامی فرقہ بھی سکھوں کی طرح آپ کے نزدیک پکا مسلمان ہوگا۔ جس کی تشریح یوں ہے کہ چک نمبر۳ ڈاک خانہ خاص، تحصیل ننکانہ، ضلع شیخو پورہ میں ایک ہندو عورت ہے جو مسلمانوں سے بھی (مرزائیوں سے بڑھ کر) نیک سلوک کرتی ہے۔ ۲۵ یا ۳۰ سال کا عرصہ ہوا اسی جگہ ایک پیر صاحب محبوب شاہ رہتے تھے اور ان کی زمین بھی ایک مربع بطور جاگیر تھی۔ ایک ہندو (چیت رام اروڑھ) بھی ان کا مرید ہوا، جو اسی علاقہ میں رہتا تھا۔ مگر لوگ کہتے تھے کہ وہ مراقی اور پاگل ہے۔ پیر صاحب مر گئے تو لکڑی کے تابوت میں ان کی لاش اسی گاؤں میں دفن کی گئی۔ چیت رام کی لڑکی مسماۃ بدہاں بھی سادھن تھی۔ لاہور چونی منڈی میں اسی نے اپنے ہم خیالوں کے ساتھ ایک تکیہ بنایا ہوا تھا۔ چونکہ مسماۃ مذکورہ خوبصورت جوان تھی تو کسی پیر بھائی کے ساتھ مٹر گشت لگانے چلی گئی، جب کچھ عرصہ بعد فارغ ہو کر واپس آئی تو اس کا باپ چیت رام مر چکا تھا۔ اور اس کی لاش بھی پیر صاحب مذکور کے پاس ہی صندوق میں دفن کی گئی تھی۔ اب سب سنتے ہی یہ وہاں چلی گئی اور دونوں صندوق باہر نکال کر شہر بشہر پھرانے شروع کر دیئے۔ آخر حکومت نے مجبور کیا تو چک مذکور میں واپس لی گئی اور قبر کے مقام پر رکھ دیا۔ جو جائیداد اس کے پیر یا

باپ کی تھی سب پر قابض ہوگئی۔ ہندو مسلمان اس کے پاس جمع رہتے ہیں۔ اور اس کی عمر اب ۴۵ سال ہوگی۔ سال میں تین دفعہ میلہ لگاتی ہے۔ ایک پیر محبوب شاہ کا دوسرا اپنے والد چیت رام کا اور تیسرا اپنی والدہ کا۔ صبح سویرے حقہ کی ''نے'' پیر صاحب کے صندوق پر رکھ دیتی ہیں کیونکہ اس کے خیال میں وہ اب بھی حقہ پیتے ہیں۔ کبھی یوں بھی کرتی ہے کہ اس ''نے'' کے نیچے قرآن شریف بھی رکھ دیتی ہے۔ میلہ کے دن دائیں بائیں قرآن و انجیل رکھتی ہے اور درمیان میں حقہ کی ''نے''۔ مسجد پاس ہے اذان کی اجازت نہیں دیتی، ورنہ اس کے مرید زدوکوب سے خوب تواضع کرتے ہیں مگر نماز کی اجازت دے سکتی ہے۔

(انقلاب ۲۸ اگست ۱۹۳۰ء)

امرتسر میں ابھی تک اس کے دیکھنے والے موجود ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ چیت رام دراز قد ہندو تھا۔ گلے میں کفنی تھی جس کے کان میں کچھ پھونکتا تھا وہی اس کے ساتھ ہو جاتا تھا۔ اسی طرح اس کے مرید اس کے پیچھے پیچھے پھرتے تھے۔ حلال و حرام اس کے ہاں سب ایک تھا۔ موریوں کا پانی بھی پی جاتا تھا۔ جابجا اس کے مریدوں نے تکیے ابھی تک بنائے ہوئے ہیں اور باقاعدہ خلافت جاری ہے۔ مگر سوال یہ ہے کہ کیا چیت رام بھی مسلمان تھا؟ اور اگر وہ مسلمان تھا تو ہم کو کیوں کافر کہا جاتا ہے؟ کیا اس نے مرزا صاحب کا اقرار کر لیا تھا کہ ہم پیچھے رہ گئے تھے؟

۱۳...... یحییٰ بہاری اپنی کتاب ''فرمان'' کے آخری صفحہ پر لکھتا ہے کہ **مرحبا بک یا خطة البنجاب. انت فی جمیع الامصار والنواحی کالقمر الطالع فی سماء المعالی فی کل حال مع الاداب**۔ میں الوداع ہوتا ہوں تجھ سے اے خطہ پنجاب اور میں تجھ کو اس بات کا سرٹیفکیٹ دیتا ہوں کہ تو جمیع خطوں سے مبارک ہے۔ بلکہ مصر، عرب اور

استنبول سے بھی ہمدردی میں فوقیت رکھتا ہے۔ تو نے مجھ کو آٹھ ماہ تک ('فرمان' کتاب چھپوانے کیلئے) اپنی آغوش میں رکھا۔ اے اللہ میں تجھ سے دعا کرتا ہوں کہ بوقت معلوم اس خطہ کی زیادہ رعایت کرنا۔ یہاں کے لوگ اہل دل ہیں۔ مجھ کو عزیز گرامی رکھا۔ میری امتحان آمیز جباریت وقہاریت برداشت کی۔ السید محمد یحییٰ **خلدہ اللہ فی عینہ۔**

آخری صفحہ پر لکھا ہے کہ **لا الہ یحییٰ الہ اللّٰہ** یعنی حبیب اللہ۔

۱۴...... مدعیان نبوت کے حالات مطالعہ کرنے کے بعد یہ امر بالکل ظاہر ہو جاتا ہے کہ آج کل امام الزمان اور نبی بننا بالکل آسان ہے۔ وہ یوں کہ سب سے پہلے قیامت کا انکار یوں کرو کہ وہ ایک روحانی حالت کا نام ہے، اس کے بعد جو آیات اور احادیث قیامت کے متعلق ہیں ان کو یا تو موجودہ حالات پر چسپاں کرنے کی کوشش کرو۔ یا انکا سرے سے انکار ہی کر دو۔ اس کے بعد گذشتہ انبیاء کے معجزات کو اس طریق پر تبدیل کر ڈالو کہ اس طریق پر تم بھی نبی بن سکو۔ اور تمام انبیاء کی شخصیت کو یہاں تک کمزور کر کے نیچے گرا دو کہ جس قدر بھی تم میں کمزوریاں ہوں وہ قابل اعتراض نہ رہیں پھر قرآن وحدیث سے اپنے آنے کی پیشینگوئی ثابت کرنے میں لفظوں کو اپنی جگہ پر نہ رہنے دو اور کہدو کہ خدا تمہاری لغوی تحقیقات اور قواعد کا پابند نہیں رہا تاکہ اب وہ غلط فقرے استعمال نہ کر سکے بلکہ خدا ہمیشہ بولتا ہے اور رنگ برنگ کی تخالف بیانی سے ملوث ہوتا رہتا ہے۔ قانون قدرت گو نہیں بدلتا۔ مگر اس کی وحی ضرور بدلتی رہتی ہے۔ اور یہ تمام مراحل طے کر کے اپنے مریدوں میں تقدس جما کر یوں بھی کہہ دو کہ مسلمانوں نے اگر چہ کئی دفعہ قرآن کے معارف بیان کئے ہیں۔ مگر جو معارف اور نکات ہم نے بتائے ہیں ان کے فلک کو بھی یاد نہ تھے۔ یہ حصہ ہمارا ہی تھا جو خدا کی وحی سے ہمیں عنایت ہوا ہے۔ پھر تجہیل وتکفیر کی مشین چلا کر تمام مخالفین کو بمبارڈ کر

ڈالو۔

۱۵.....سورہ مومنون کے آخری رکوع میں مذکور ہے کہ ﴿حَتّٰی اِذَاجَاءَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ○لَعَلِّی اَعْمَلُ صَالِحًا فِیْمَا تَرَکْتُ کَلَّاط اِنَّهَا کَلِمَةٌ هُوَ قَائِلُهَا وَمِنْ وَّرَائِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ○﴾

روز مرگ میں بدکار کافر کہیں گے کہ ہمیں ایک دفعہ پھر دنیا میں واپس بھیجا جائے تا کہ ہم نیک عمل کر کے رہائی پاسکیں۔ مگر جواب دیا جائے گا کہ اب تمہارا لوٹنا کسی طرح قیامت تک ممکن نہیں رہا۔ اس آیت کی رو سے جون بھگتنے کا خیال غلط ہوگا اور یہ بھی غلط ہوگا کہ پاک روحیں آج کل کے نبیوں میں جلوہ گر ہوتی ہیں یا حلول کرتی ہیں کیونکہ قرآن میں بار بار یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ احیاء و اموات کے مابین عالم برزخ موجود ہے۔ جس کی وجہ سے کوئی روح دنیا میں اپنا مسکن کسی وجود میں نہیں بنا سکتی اور یہ تو عقل بھی نہیں مانتی کہ ایک جسم میں تمام انبیاء کی روحیں جمع ہو جائیں ورنہ وہ جسم بالکل بے کار ہو جائے گا۔ کیونکہ جس ملک میں دو عملی پیدا ہو وہ ہمیشہ ویران ہو جاتا ہے اس لئے اکٹھا بروز انبیاء اور بروز کرشن بننا صحیح نہ ہوگا۔ پھر مظہر الٰہی کا مطلب بھی اگر تناسخ ہو تو قرآن کے رو سے مردود ہوگا۔ اگر صرف تجلی مراد ہو تو سب سے پہلے اپنے اندر وہ صفات پیدا کرنے ہوں گے جو پہلے انبیاء میں موجود تھے مگر ہم دیکھتے ہیں کہ یہ سب مدعی کورے ہیں اس لئے ان کے دعاوی غالباً کچھ اور مضمون رکھتے ہیں جو ہمیں معلوم نہیں ہو سکتے۔

۱۶.....بروز کے متعلق یہ آیت پیش کیجاتی ہے کہ ﴿ هُوَالَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا﴾ (الآیہ) خدا نے مکہ والوں کے پاس رسول بھیجا اور ان لوگوں میں جو ابھی ان سے آنہیں ملے۔ اب ظاہر ہے کہ جب تک حضور ﷺ خود زندہ رہے دنیا میں خود بدولت مبعوث

تھے اور جب دنیا سے تشریف لے گئے تو بطور قدرتِ ثانیہ کے پچھلی قوموں کیلئے مبعوث ہوتے رہے۔ چنانچہ مسیح قادیانی حضور ﷺ کا مظہر قدرت ثانیہ بن کر محمد ثانی بن گئے ہیں۔ اور آپ کی امت **واخرین منھم** بن کر حضور علیہ السلام کے صحابہ سے ہم مرتبہ ہوگئی ہے۔ لیکن یہ استدلال بالکل واہیات ہے' کیونکہ اس آیت کا صحیح مطلب یہ ہے کہ حضور علیہ السلام کی بعثت عامہ ہے اور قیامت تک تمام آئندہ بنی نوع انسان کے لئے ہے۔ کیونکہ آپ پہلے پہل مکہ کی طرف مبعوث تھے تا کہ ان کو اول المومنین کا درجہ حاصل ہو پھر اس کے بعد عرب کے دوسرے حصوں کی طرف مبعوث تھے جو ابھی تک اہل مکہ میں شامل نہیں ہوئے تھے اس وقت آپ عرب کے سوا تمام اہل عجم کی طرف بھی مبعوث تھے تا کہ غیر ملک کے لوگ بھی اسلام میں داخل ہوسکیں۔ چنانچہ سلمان فارسی اور شاہ حبش بھی آپ کی حین حیات میں ہی حلقہ بگوش ہو گئے تھے اور ان کے اسلام نے ثابت کر دیا تھا کہ اسلام تمام دنیا کیلئے ہے۔ کسی خاص ملک یا خاص قوم کے لئے نہیں ہے اور قیامت تک حضور علیہ السلام کی بعثت آئندہ نسلوں کیلئے بھی ہے جو اس وقت تک پیدا نہ ہوئی تھیں۔ چنانچہ تیرہ سو سال تک دنیائے اسلام نے اسکو اسی طرح تسلیم کیا اور کسی دوسرے نبی کی ضرورت نہ سمجھی اور ﴿**اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ**﴾ اور "**خاتم النبیین**" سے بھی اسی مضمون کی تائید ہوتی رہی اور نہ یہ ضرورت محسوس ہوئی کہ حضور ﷺ بار بار جلوہ گر ہو کر محمد ثانی کہلائیں اور نہ یہ مجبوری پیش آئی کہ دوسرا نبی ناسخ قرآن پیدا ہو۔ کیونکہ گذشتہ واقعات سے ثابت ہوتا ہے کہ دوسرا نبی اس وقت مبعوث ہوتا تھا جبکہ پہلے نبی کی تعلیم مٹ جاتی تھی۔ چنانچہ تورات جب مٹ گئی اور بابل کی دستبرد نے اسے خاک میں ملا دیا اور بعد میں یہودیوں کے ہاں اسکا صرف افسانہ رہ گیا تو انجیل نازل ہوئی اور عیسیٰ علیہ السلام نے مبعوث ہو کر وحی الٰہی کی تبلیغ کی اس کے بعد جب

انجیل دنیا سے اٹھ گئی اور یہودیوں نے اس کا ایک ایک ورق تلف کر دیا اور عیسائیوں کے پاس صرف تاریخی کہانیوں (بائیبل) کے کچھ نہ رہا تو قرآن مجید نازل ہوا اور چونکہ قرآن کی حفاظت کی ذمہ داری خود خدا نے لی ہے ﴿وَاِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْنَ﴾ تو یہ ممکن نہیں کہ یہ تعلیم دنیا سے مٹ جائے اور کسی دوسری تعلیم کی ضرورت محسوس ہو۔ پس ختم رسالت اور تکمیل دین اور حفاظت قرآن تینوں الگ الگ زبردست دلائل ہیں۔ اس امر پر کہ بنی نوع انسان کی ہدایت کیلئے حضور علیہ السلام کے بعد نہ کسی اور نبی کا امکان ہے اور نہ یہ ضرورت ہے کہ بار بار آپ روپ بدل کر دنیا میں تشریف فرما ہوں۔ ہاں یہ بات اور ہے کہ اسلام پر عمل پیرا لوگ سستی کا اظہار کریں۔ یا اس کی تعلیم کو (عہد حاضر کے مدعیان نبوت کی طرح) بدلنا چاہیں تو اس وقت مجدد دین اسلام اور علمائے امت کھڑے ہو جاتے ہیں تو یہ فتنہ کافور ہو جاتا ہے اور لوگ ایسی غلط فہمیوں سے نجات پاتے ہیں مگر یہ نبی نہیں ہوتے اور نہ ہی انبیاء کا بروز ہوتے ہیں۔ جیسا کہ آج تک کے واقعات اس پر گواہ ہیں۔ پس ظاہر ہو گیا کہ تعلیمات شرعیہ کا مٹ جانا اور چیز ہے اور اس میں دست اندازی کر کے منہ کی کھانا اور بات ہے۔

۱۷..... آیت متذکرہ بالا سے اگر رجعت محمدی ثابت کی جائے تو اس پر پہلا یہ اعتراض پیدا ہوتا ہے کہ آپ صرف ''امیین'' اہل مکہ ہی کی طرف مبعوث تھے، نہ کہ اہل عجم کے لئے بھی اور جو مبلغین آس پاس اور دور و نزدیک ملکوں میں پہنچے ماننا پڑے گا کہ وہ مظاہر قدرت ثانیہ تھے حالانکہ یہ بالکل باطل ہے کیونکہ قدرت ثانیہ کا ظہور نبی کی حیات میں تجویز نہیں کیا گیا بلکہ وفات کے بعد تسلیم کیا گیا ہے۔ دوسرا اعتراض یہ پیدا ہوتا ہے کہ عہد رسالت کے بعد جو مسلمان لما یلحقوا کے مصداق ٹھہرے ہیں ان کی طرف آپ کی بعثت نہ ہو بلکہ کسی مظہر قدرت ثانیہ اور محمد ثانی کی بعثت سے اسلامی تبلیغ پھیلی ہو حالانکہ عہد صحابہ میں کوئی مدعی

نبوت محمد ثانی بن کر ثابت نہیں ہوا تھا۔ تیسرا اعتراض یہ ہے کہ نبی کی بعثت صرف اس کی حیات تک محدود ہو۔ اور اس کی وفات کے بعد اس کے تمام خلفاء اور مبلغین سارے ہی مظہر قدرت ثانیہ مانے جائیں تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد آپ کے حواری سب عیسیٰ ثانی ہونگے اور موسیٰ علیہ السلام کے بعد تورات پر حکم کرنے والے تمام سلاطین اور انبیاء بھی موسیٰ ثانی ہوں گے۔ علی ہذا القیاس حضور علیہ السلام کے بعد تمام مبلغین بھی محمد ثانی ہوں گے بلکہ ہر ایک فرد امت بھی محمد ثانی ہوگا کیونکہ آیۃ ﴿كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ﴾ سے ثابت ہوتا ہے کہ ساری امت عہدہ تبلیغ پر مامور ہے تو ہر ایک امتی محمد ثانی ہوا تو پھر مسیح قادیانی کی کیا تخصیص رہی؟ چوتھا اعتراض یہ ہے کہ کسی آیت یا حدیث سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ مسیح موعود ظاہر ہوگا تو وہ محمد ثانی بھی ہوگا اس لئے ان اعتراضات کی روشنی میں یہ امر پایۂ یقین تک پہنچ جاتا ہے کہ مسیح قادیانی نے جب مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا تھا تو یہ مشکل پیش آئی تھی کہ احادیث میں تو مسیح موعود کو نبی تسلیم نہیں کیا گیا ہے تو ہماری صداقت کیسے ظاہر ہوگی، اس لئے نبوت عکسی کا نظریہ گھڑ لیا مگر جب پھر یہ مشکل آپڑی کہ حضور علیہ السلام کی نبوت کا دور قیامت تک ہے تو پھر ہماری بعثت کیسے صحیح ہوگی۔ اب ذرا اور کروٹ لی اور کہہ دیا کہ میری عکسی نبوت بروزی ہے اور میں محمد ثانی ہوں اور چونکہ نبوت محمد یہ کوئی غیر نبوت نہیں ہے اس لئے نہ ختم رسالت پر حرف آیا اور نہ نبوت قادیانیہ قابل اعتراض رہی۔ لیکن ظاہر ہے کہ یہ تمام تعلیم ایرانی مدعیان نبوت سے نقل کی گئی ہے۔

۱۸......واقعہ قتل عثمان رضی اللہ عنہ کے وقت عبداللہ بن سبا یہودی کو موقع مل گیا تھا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے اپنا انتقام لے کیونکہ آپ کے ہاتھ سے خیبر کے یہودی تباہ ہوئے تھے

اور عبداللہ بن سبا کا خاندان خصوصاً تباہ ہوا تھا، اب اس نے مسلمان بن کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے طرف داروں میں یوں کہنا شروع کر دیا کہ جب مسیح ابن مریم آسمان سے اتریں گے تو کیا وجہ ہے کہ افضل المرسلین محمد ﷺ دنیا میں دوبارہ تشریف نہ لائیں؟ مگر چونکہ آپ کی وفات ہو چکی ہے۔ اس لئے آپ کا ظہور بروزی طور پر ہوگا اور اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ بروز محمدی ہیں۔ اس لئے ان کی مخالفت ناجائز ہوگی اور حق خلافت آپ کا ہی ہے۔ اسی بناء پر حدیث میں آیا ہے کہ "**من کنت مولاہ فعلی مولاہ**" اور یہ ظاہر ہے کہ آپ کے طرف داروں میں اس عقیدہ کے پھیلانے سے بہت بڑا جوش پیدا ہو گیا تھا اور دوسری طرف بنی امیہ کے طرف دار قتل عثمان رضی اللہ عنہ کا مرتکب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو قرار دیتے تھے اور دنیائے اسلام سے مطالبہ کرتے تھے کہ جب تک آپ سے حضرت عثمان کا قصاص نہ لیا جائے خلافت قائم نہ ہو سکے گی۔ اور "عبداللہ" مذکور نے اس پارٹی کو بھی بڑے زور سے اندر ہی اندر جوش دلایا ہوا تھا۔ یہاں تک کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جمعہ کے روز حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مقتول کا خون آلود کرتہ عین خطبہ کے وقت پیش کر کے ماتم کیا کرتے تھے جس سے لوگوں میں بڑا جوش پیدا ہو گیا تھا۔ اور میدان جمل وصفین میں ہزاروں مسلمان آپس میں لڑ کر تباہ ہو گئے۔ واقعہ نہروان میں بھی بڑی تباہی ہوئی اور رفتہ رفتہ ان وجوہ مخاصمت سے **واقعہ کربلا** اور بعد میں **واقعہ مختار ثقفی** بھی پیش آ گیا اور اسی کشمکش میں خاندان علوی تقریباً مٹ گیا اور عبداللہ بن سبا کے دلی ارمان پورے ہو گئے۔ بہر حال یہ عقیدہ رفتہ رفتہ "قرامطہ وملاحدہ" شام ومصر میں ہوتا ہوا مدعیان نبوت ایران تک پہنچ گیا تو انہوں نے بھی اپنے آپ کو مظہر الٰہی اور بروز محمدی ثابت کیا اور اس پر رجعت کا رنگ چڑھا کر تمام شریعت محمدی کو ہی بدل ڈالا اور کہہ دیا کہ محمد کی ہی شریعت تھی وہ آپ ہی واپس آ کر اس کو بدل رہے ہیں کسی کا کیا دخل ہے۔ ایرانی مدعی رخصت ہوئے تو قادیان میں یہ رجعت بروزی رنگ میں ظاہر ہو گئی

اور جو کچھ اس نے کرنا تھا کر دکھلایا۔ اور مرنے سے پہلے مسیح قادیانی نے کہہ دیا کہ میں قدرت ثانیہ بن کر پھر دنیا میں آؤں گا تو مرزائیوں میں بیسیوں مدعی کھڑے ہو گئے۔ اور جب دوسرے آزاد منش لیڈروں نے دیکھا کہ اسلام میں ختم رسالت کی مہر توٹ کر اجرائے رسالت کی رو جاری ہو چکی ہے تو انہوں نے بھی اپنی نبوت چلتی کی اور جا بجا نبوت بازی کا کھیل شروع ہو گیا۔ اور عبداللہ بن سبا کی روح خوش ہو گئی۔ مگر اس موقع پر یہ ماننا پڑتا ہے کہ شیعہ قدیم میں رجعت کا مسئلہ اس لئے قائم کیا گیا تھا کہ امام الزمان جناب امام مہدی کے وقت خاندان رسالت اور جماعت یزید دونوں کا بروز ہوگا اور واقعہ کربلا پھر پیش آئے گا۔ جس میں یزیدیوں سے بدلہ لیا جائے گا اور یہ مطلب ہرگز نہ تھا کہ اس رجعت کے وقت اسلام ہی تبدیل یا منسوخ ہو جائے گا لیکن آج کل بروزیوں نے ساری کایا ہی پلٹ ڈالی ہے اور رجعت کو ایسے برے طریق پر استعمال کیا ہے کہ عبداللہ بن سبا کی روح بھی پھڑک اٹھی ہوگی اور بیساختہ کہتی ہوگی کہ لو یہ تو ہمارے بھی باپ نکلے۔ بڑے میاں تو بڑے میاں چھوٹے میاں سبحان اللہ۔

۱۹...... پہلے نمبروں میں ثابت کیا گیا ہے کہ حضور ﷺ کے وقت اسلام کی تکمیل ہو چکی تھی اور آئندہ اس میں ترمیم و تنسیخ کا حق کسی کو حاصل نہ تھا۔ کیونکہ حضور علیہ السلام پر قرآن نازل ہوا تھا اور ہم پر نازل نہ ہوا تھا بلکہ حضور ﷺ کے ذریعہ سے ہماری طرف نازل کیا گیا تھا (کیونکہ نزول **علیہ** اور نزول **الیہ** میں بڑا فرق ہے) مگر اس قدر اہل قرآن کا دعویٰ حد سے بڑھ گیا کہ قرآن درحقیقت ہم پر نازل ہوا تھا رسول تو صرف قاصد تھا اس لئے انہوں نے تعلیم احکام قرآنیہ کی ڈیوٹی خود سنبھال لی ہے اور مخفی طور پر نبی بن کر اس تعلیم نبوی کے خلاف آوازا ٹھا رہے ہیں جو یقینی طور پر عہد حاضر تک دستور العمل بن کر چلی آ رہی ہے۔ پہلے تو کہتے ہیں کہ حاملین اسلام کہ جن کی بدولت ہمیں اسلام نصیب ہوا ہے معاذ اللہ سب

جھوٹے تھے اگر جھوٹے نہ تھے تو نادان اور جاہل ضرور تھے کیونکہ انہوں نے علم فقہ وحدیث ان یہود ونصاریٰ سے حاصل کیا تھا جو بظاہر مسلمان تھے اور باطن میں اسلام کے سخت ترین دشمن تھے جیسا کہ آج کل محققین یورپ نے ثابت کر دیا ہے۔ بہر حال ان مقلدین تعلیمات یورپ نے یہ اعلان کر دیا ہے کہ قرآن کو اس سادگی کی حالت میں دستوار العمل بنانا چاہئے جو اسلام سے پہلے صحف قدیمہ کے وقت تھی۔ اس لئے موجودہ طرز ادائیگی صوم وصلوٰۃ جو بعد میں گھڑ لی گئی ہے گو بری نہیں ہے، مگر چنداں ضروری بھی نہیں ہے۔ لیکن ''بائبل'' جو ان کے نزدیک معتبر کتاب ہے اس میں تو طریق عبادت یوں مذکور ہے کہ گناہ بخشوانے کیلئے ہیکل پر قربانیاں چڑہائی جائیں اور یاد الٰہی کرنا ہو تو ٹاٹ پہن کر سر پر راکھ ڈالو اور الگ بیٹھ کر اللہ کی یاد کرو۔ نیل ڈاؤن ہوئے رہو یا صرف سجدہ میں گرے رہو۔ تو کیا آنجناب اس طرز عبادت کو جاری کریں گے؟ **فبھداھم اقتدہ.** اگر نہیں تو قرآن کو احادیث کی روشنی میں کیوں نہیں سمجھنا پسند کرتے اور کیوں اہل علم کے نزدیک اپنا مبلغ علم خواہ مخواہ ظاہر کر کے تضحیک کرا رہے ہیں۔

تمثیلی طور پر بیان کیا جاتا ہے کہ آنجناب کے نزدیک نماز تسبیحات سے ادا ہو سکتی ہے حالانکہ ''سورہ نور'' میں صاف مذکور ہے کہ ﴿ **يُسَبِّحُ لَهُ فِيهَا بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَن ذِكْرِ اللَّهِ وَإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ** ﴾ مساجد اسلام میں ایسے لوگ موجود ہیں کہ جو صبح وشام یاد الٰہی میں مصروف رہتے ہیں اور ان کو تجارت یا سودا سلف نماز کی پابندی اور ادائے زکوٰۃ سے غافل نہیں کرتی۔ اس آیت میں ادائے تسبیح اور **اقام الصلوۃ** الگ الگ دو امر بتائے گئے ہیں اور اسلام میں ان دونوں پر عملدر آمد یوں ہو رہا ہے کہ تسبیحات الگ ادا کی جاتی ہیں اور ذکر الٰہی میں خدا کے بندے ہر وقت مصروف رہتے ہیں اور ان کے علاوہ نماز کی پابندی الگ کرتے ہیں۔ اگر جناب اب بھی نہیں مانتے

تو ذرا یہ بتلایئے کہ اگر پہلا ہی طریق عبادت منظور تھا تو تکمیل دین کس مرض کی دوا تھی؟

۲۰..... آج کل کے مدعیان نبوت نے تصویر کشی کو اسلام میں داخل کرلیا ہے اور استدلالی طور پر پیش کرتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے بت بنوائے تھے، سکینہ میں تصویریں تھیں، جناب عائشہ کی تصویر جبرئیل علیہ السلام لائے تھے، فارسیوں کے باتصویر سکے عہد رسالت میں مروج تھے، ایک صحابی کے نگینہ میں تصویر تھی، حضور ﷺ کے گھروں کے پردوں پر تصویریں تھیں، گدیلے باتصویر تھے، شیشہ میں تصویر آجاتی ہے تب پرستی کے خوف سے تصویر بند کی گئی تھی اور اب وہ خوف نہیں رہا، تصویر صرف تفہیم اور شناخت کیلئے بنائی جاتی ہے اور تصویر وعکس میں فرق ہے کیونکہ فوٹوگرافر کو عکاس کہتے ہیں اور تصویر بنانے والے کو مصور۔ مگر ہمارے طرف سے یہ جواب ہے کہ ان تمام دلائل سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ مسلمانوں نے تصویر سازی کا کام عہد رسالت، عہد خلافت یا بعد میں خلافت بنی امیہ یا عباسیہ میں کبھی بھی کیا ہو، اور کیا ہو تو علمائے اسلام نے قرآن وحدیث یا فقہ سے اسے جائز قرار دیا ہو۔ حالانکہ بت پرستی کا وہم جاتا رہا تھا اور علوم وفنون کی تفہیم بھی درپیش آچکی تھی۔ اور انبیاء واولیاء یا خلفاء وسلاطین کو اپنی شناخت کی سخت ضرورت محسوس ہورہی تھی مگر تاہم یہ آواز آتی تھی کہ

کس لئے تصویر جاناں تم نے کھچوائی نہیں　　　بت پرستی دین احمد میں کہیں آئی نہیں

ہاں استعمال کرنا اتنی حد تک پایا جاتا ہے کہ تصویر یا مجسمہ کو کچھ وقعت نہ دی جائے۔ ورنہ آج کل کی طرح تصویر کا استعمال بھی نہیں پایا جاتا اور یہ عذر بے بنیاد ہے کہ مسلمان اس فن سے بے بہرہ رہیں گے تو ان کی ترقی رک جائے گی۔ کیونکہ گائے کے گوشت کی بڑی تجارت ہے مگر ہندو نہیں کرتے تو کیا انکی ترقی بند ہوگئی ہے۔ اور یہ نظریہ خود گھڑ لیا ہے کہ بت پرستی کے خوف سے تصویر سازی بند کی گئی تھی۔ اور یہ غلط ہے کیونکہ اس وقت پھر تصویر پرستی مرزائیوں

اور بعض صوفیوں میں مروج ہو چکی ہے اور اس کی ترویج میں دو بھاری نقص پیدا ہو گئے ہیں اول پاکدامن عورتوں کی عفت اس سے جاتی رہی ہے۔ دوم ننگی تصویروں میں اور سنیماؤں میں حیا سوز تصاویر کے ذریعہ وہ بے حیائی سکھائی جاتی ہے کہ جانور بھی اس کے مرتکب نہیں ہوتے۔ تو کیا اندریں حالات کوئی مسلمان حضور علیہ السلام کے خلاف فتویٰ دے سکتا ہے کہ مسلمان تصویر بنائیں یا ان کو بنظر تحسین استعمال کریں؟ ہم نے آپ کے سامنے پیغمبر اسلام کی دور اندیشی اور روحانی تربیت کی طرف توجہ دلا دی ہے، آئندہ آپ کو اختیار ہے مانیں یا نہ مانیں۔ وما علینا الا البلاغ۔

تمت بالخیر

فاتح قادیانیت شیخ الاسلام

سید پیر مہر علی شاہ چشتی حنفی گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ

- حالاتِ زندگی
- ردِ قادیانیت

حالات زندگی

فاتح قادیانیت، مجدد وقت، شیخ الاسلام حضرت علامہ مولانا حافظ سید پیر مہر علی شاہ قادری چشتی حنفی گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ نسب پچیس واسطوں سے حضور سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ سے جاملتا ہے، آپ نجیب الطرفین سید ہیں۔ آپ یکم رمضان المبارک ۱۲۷۵ھ مطابق ۱۴/اپریل ۱۸۵۹ء بروز پیر پیدا ہوئے۔

پیر صاحب نے ابتدائی تعلیم اپنے گھر اور نواحی علاقوں بھوئی، سون وغیرہ میں حاصل فرمائی۔ عربی، فارسی اور صرف ونحو کی تعلیم کے لیے بڑے پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے علاقہ پکھلی (ہزارہ) کے مولوی غلام محی الدین کو مقرر فرمایا تھا۔ جنہوں نے آپ کو کافیہ تک تعلیم دی۔ بعدازاں ہندوستان کی اس وقت کی مشہور دینی درسگاہ حضرت مولانا لطف اللہ صاحب علی گڑھی کے مدرسے میں آپ نے مزید اکتساب علم فرمایا پھر سہارن پور میں مشہور حنفی محدث مولانا احمد علی سہارن پوری سے ۱۲۹۵ھ میں سند حدیث لے کر گولڑہ شریف واپس تشریف لائے۔

پیر صاحب علوم متداولہ کے مسلم الثبوت فاضل تھے۔ مثلاً صرف نحو، ادب، کلام، منطق، فلسفہ، فقہ، اصول فقہ، اصول حدیث، اسماء الرّجال، تفسیر، تصوّف اور ایسے ہی تمام علوم رسمیہ وکسبیہ کے عالم تو تھے ہی، ساتھ ہی ان فنون کے عالم بھی تھے جو علماء کرام کی نگاہوں سے پوشیدہ ہوتے ہیں۔ اور ان میں سے بعض کا ذکر آپ نے "فتوحات الصمدیہ" کے دیباچہ میں کیا ہے۔

ردِ قادیانیت:

پیر صاحب نے مدعی نبوت مرزا قادیانی کے خلاف کامیاب قلمی اور لسانی جہاد کیا۔ حتیٰ کہ اس محاذ پر مسلمانوں کے تمام فرقوں کی جانب سے متفقہ طور پر آپ ہی قائد تسلیم

کیے گئے اور آپ کی تصانیف تردید مرزائیت میں بے نظیر شاہکار قرار دی گئیں۔ ان تصانیف کو مشعلِ راہ بنا کر، تقریر و تحریر کے مجاہدین کا ایک جم غفیر کمر بستہ ہو کر میدان میں اتر آیا۔ اور قادیانیت اس ملک میں ایک علیحدہ، بے اثر اور لاتعلق اقلیت بن کر رہ گئی ہے۔

۱۹۰۰ء میں مناظرہ لاہور میں منہ کی کھانے اور سیف چشتیائی کا کوئی معقول جواب نہ دینے کے بعد مرزا قادیانی نے ۱۹۰۷ء میں ایک پیشین گوئی داغی کہ "جیٹھ" کے مہینے تک پیر صاحب قبلہ اس دارِ فانی سے کوچ کر جائیں گے اس پیشین گوئی کا چرچا سن کر حضرت کے محبین میں بے چینی پیدا ہوئی کہ کہیں کوئی قادیانی حضرت پر حملہ نہ کر دے۔ استدعا کی گئی کہ حفاظت کا کوئی معقول انتظام کرلیا جائے۔ حضرت نے فرمایا کہ "میاں موت تو برحق ہے ہر کسی کو مرنا ہے مگر تسلی رکھو، اس جیٹھ ہم نہیں مرتے۔" خدا کی شان غلام خاتم النبیین کی زبان سے نکلا ہوا لفظ کس طرح بارگاہ رب میں قبول ہوتا ہے کہ جب جیٹھ کا مہینہ آیا تو مرزا قادیانی لاہور میں ہیضہ میں مبتلا ہو کر عبرتناک موت کا شکار ہو گیا اور سیال شریف عرس مبارک کی تقریب میں حضرت پیر صاحب نے میاں محمد قریشی جنہوں نے حفاظت کی استدعا کی تھی سے فرمایا۔ "الجیٹھ بالجیٹھ یعنی جیٹھ جیٹھ سے بدل گیا"۔ (ہماری موت کی پیشین گوئی کرنے والا عین اسی جیٹھ میں پرذلت انجام کا شکار ہوا)

پیر صاحب کا وصال ۲۹ صفر ۱۳۵۶ھ بمطابق ۱۱ مئی ۱۹۳۷ء کو ہوا، اور آپ کی تدفین پاکستان کے دارالحکومت اسلام آباد کے مشہور قصبہ گولڑہ میں ہوئی۔ آج بھی آپ کا مزار فائض الانوار حضور خاتم النبیین ﷺ کی ختم نبوت کے تحفظ کی روشن دلیل ہے۔

الحمد للہ ادارہ تحفظ عقائد اسلام نے سلسلہ ختم نبوت کی تیسری جلد میں فاتح قادیانیت پیر مہر علی شاہ علیہ الرحمہ کی تصانیف اور تفصیلاً حالات زندگی شائع کئے ہیں اور اس تیرہویں جلد میں آپ کی کتاب " **مکتوبات طیبات** " سے ماخوذ ایک مختصر

رسالے کو شامل کرنے کی سعادت حاصل کی جارہی ہے جو حیات مسیح سے متعلق ان آٹھ سوالات کے جوابات پر مشتمل ہے جو مشہور غیر مقلد مناظر مولوی حبیب اللہ امرتسری نے پیر صاحب سے پوچھے تھے۔ رسالہ ہذا کے مقدمے میں طبع کی وجہ ان الفاظ میں بیان کی گئی ہے:

مژدہ

واضح رہے کہ مولوی محمد حبیب اللہ صاحب ساکن امرتسر نے حضور میں ایک عریضہ لکھا ہے۔ جس میں آٹھ سوالات کے جوابات طلب کئے ہیں۔ وہ اعتراضات فی الواقع مرزا غلام احمد قادیانی کے ایک معتقد مرزا ابو العطاء حکیم خدا بخش قادیانی نے اپنی کتاب ''عسل مصطفیٰ'' میں حیات مسیح اور رجوع موتی پر کئے ہیں۔

مولوی صاحب مذکور لکھتے ہیں کہ میں نے امرتسر کے چند ایک علماء مثلاً محمد داؤد بن عبد الجبار غزنوی، خیر شاہ صاحب حنفی نقشبندی، ابو الوفاء ثناء اللہ وغیرہ سے ان اعتراضات کے جوابات کے متعلق استفسار کیا۔ مگر افسوس کہ کسی نے تسلی بخش جوابات نہ دیئے۔ لہٰذا اب حضور میں ارسال ہیں کہ آپ بخیال ثواب دارین ان کا جواب تحریر فرما کر فرقہ مرزائیہ کے دام مکر سے اہل اسلام کو خلاصی دیں گے۔

نیز مولوی صاحب موصوف لکھتے ہیں کہ میری خود یہ حالت تھی کہ ''عسل مصفیٰ'' کو پہلی بار پڑھنے سے دل میں طرح طرح کے شکوک اٹھے۔ اور وفات مسیح پر پورا یقین ہوگیا۔ مگر الحمد للہ کہ آپ کی سیف چشتیائی اور شمس الہدایت نے میرے متذبذب دل پر تسلی بخش اثر ٹپکایا۔ اور نیز چند ایک مرزائیوں نے اسے پڑھا۔ چنانچہ حکیم الٰہی بخش صاحب مرحوم مع لڑکے اپنے کے آخر مرزائیت سے توبہ کر گئے اور اسلام پر ہی فوت ہوئے۔

لہٰذا حضور اقدس ﷺ نے بوجہ افادہ خلق اللہ کمال مہربانی سے باوجود اپنی عدیم الفرصتی کے ان آٹھ سوالات کے جوابات صرف قرآن کریم سے اس پیرایہ میں تحریر فرمائے کہ "آب زر باید نوشت" واللہ اگر دنیا بھر کوئی پھرتا تو ایسے جوابات پیدا نہ کرسکتا۔ علاوہ متضمن ہونے حقائق و معارف کے نظائر و امثال سے سلیس عبارت اردو میں ایسے مشرح ہیں کہ ہر ایک شخص فائدہ حاصل کرسکتا ہے۔

چونکہ سیف چشتیائی ایک ضخیم کتاب ہے جس کا مطالعہ ہر ایک انسان کے لئے مستفید ہے لہٰذا صرف آٹھ جوابات مع سوالات طبع کرا کر ہدیہ ناظرین ہیں۔ تاکہ سب کو فائدہ ہو۔

حلقہ بگوش فقیر احمد پشاوری

(نقل عریضہ مولوی صاحب مذکور، امرتسر)

مرزائیوں کے سوال اور

حضور قبلہ عالم کی طرف سے ان کے جواب

مرتبہ مفتی عبدالحی چشتی

از کتاب

اَلمکتوبات الطیبات

(سن تصنیف: 1324ھ بمطابق 1904ء)

تصنیفِ لطیف

فاتح قادیانیت شیخ الاسلام

سید پیر مہر علی شاہ چشتی حنفی گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

جناب حضرتنا شیخنا سیدنا ومولانا زبدۃ المحققین ورئیس العارفین، بعد سلام علیکم کے عاجزیوں گزارش کرتا ہے کہ فرقہ باطلہ مرزائیہ کی تائید میں مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے ایک معتقد مرزا ابو العطاء حکیم خدا بخش قادیانی نے ایک ضخیم کتاب "عسل مصفی" لکھی ہے اس کتاب میں مرزا موصوف نے اپنے زعم میں وفات مسیح کو تک جہاں تک ہو سکا ثابت کیا۔ مرزا صاحب قادیانی نے تو "ازالہ اوہام" مطبع ریاض ہند امرتسر ۱۳۰۸ھ کے صفحہ ۵۹۱، سے تا ۶۲۷، میں تیں (۳۰) آیات قرآنی سے وفات مسیح کا استدلال پکڑا۔ مگر حکیم صاحب اپنے پیر سے بھی بڑھ نکلے۔ یعنی انہوں نے ساٹھ آیات قرآنی سے وفات مسیح کا استدلال پکڑا۔ مثل مشہور ہے۔

گرو جنہاں دے جاندے ٹپ   چیلے جان شڑپ

راقم الحروف کی اکثر اوقات امرتسر کے مزائیوں کے ساتھ گفتگو ہوتی رہتی ہے آپ کی کتاب سیف چشتیائی نے مجھے بڑا فائدہ دیا۔ اور چند ایک مرزائیوں نے اسے پڑھا۔ چنانچہ حکیم الٰہی بخش صاحب مرحوم معہ اپنے لڑکے کے آخر مرزائیت سے توبہ کر گئے۔ اور اسلام پر ہی فوت ہوئے۔ اور باقی مرزائیوں کے دل ویسے ہی سخت رہے۔ سچ ہے کہ

خاک سمجھائے کوئی عشق کے دیوانے کو   زندگی اپنی سمجھتا ہے جو مر جانے کو

میری خود یہ حالت تھی کہ عسل مصفی کو پہلی بار پڑھنے سے دل میں طرح طرح کے شکوک اٹھے اور وفات مسیح پر پورا یقین ہو گیا۔ مگر الحمد للہ کہ آپ کی سیف چشتیائی اور شمس

الہدایات نے میرے متذبذب دل پر تسلی بخش امرت ٹپکایا۔ امید ہے کہ کئی برگشتہ آدمی اس سے ایمان میں تروتازگی حاصل کریں گے۔ عرصہ ایک سال سے عاجز نے کمر بستہ ہو کر یہ ارادہ کرلیا ہے کہ ایک ضخیم کتاب بنا کر ''عسل مصفّٰی'' کی تردید بخوبی کی جائے اور اس کی تمام چالاکیوں کی قلعی کھولی جائے۔ چنانچہ راقم الحروف ''عسل مصفّٰی'' کے رد میں ایک کتاب ''صاعقہ رحمانی بر نخل قادیانی'' لکھ رہا ہے اور اس کے پانچ باب ترتیب وار باندھے ہیں:

۱...... حیات مسیح علیہ السلام پندرہ (۱۵) فصلوں پر۔

۲...... حقیقت المسیح علیہ السلام پندرہ (۱۵) فصلوں پر۔

۳...... حقیقت النبوت پندرہ (۱۵) فصلوں پر۔

۴...... حقیقت المہدی بارہ (۱۲) فصلوں پر۔

۵...... حقیقت الدجال آٹھ (۸) فصلوں پر۔

مصنف ''عسل مصفّٰی'' نے چند ایک اعتراضاتِ مسیح اور رجوع موتیٰ پر کئے ہیں۔ عاجز ذیل میں وہ اعتراضات تحریر کر دیتا ہے اور آپ سے ان کے جوابات کا خواستگار ہے۔ میں نے امرتسر کے چند ایک عالموں مثلاً محمد داؤد بن عبدالجبار غزنوی، خیر شاہ صاحب حنفی نقشبندی، ابوالوفاء ثناء اللہ وغیرہ سے ان اعتراضوں کے جواب پوچھے مگر افسوس کہ کسی نے بھی جواب تسلی بخش نہیں دیئے۔ اب امید ہے کہ آپ بخیال ثواب دارین ان اعتراضوں کے جواب تحریر فرما کر فرقہ مرزائیہ کے دام مکر سے اہل اسلام کو خلاصی دیں گے۔

اوّل:

۱...... صحیح بخاری، مطبع احمدی، جلد ۱، ص ۴۸۱) میں ہے: **عن ابن عمر رضی اللہ عنہ قال قال النبی ﷺ رایت عیسیٰ علیہ السلام وموسیٰ علیہ السلام وابراھیم علیہ السلام فاما عیسیٰ**

فاحمر جعد عریض الصدر۔

۲...... پھر اسی بخاری میں ہے: حدثنا احمد قال سمعت ابراھیم عن ابیه قال لا واللہ ما قال النبی ﷺ بعیسیٰ احمر ولکن قال بینما انا نائم اطوف بالکعبة فاذا رجل اٰدم سبط الشعر یھادیٰ بین رجلین ینطف رأسه ماء او یھراق ...... الخ

اوّل حدیث میں عیسیٰ مسیح بن مریم ناصری کا حلیہ سرخ رنگ، بال گھونگر دار سینہ چوڑا تھا۔ اور دوسری حدیث میں مسیح موعود کا حلیہ گندم گوں رنگ، بال کندھوں پر لٹکے ہوئے اور سر کے بالوں سے پانی ٹپکتا ہوا ہے۔ پس اس سے ثابت ہے کہ مسیح ناصری اور ہے اور آنے والے مسیح جس نے دجال کو مارنا ہے، اور ہے۔

دوسری حدیث میں یہ بھی ہے۔ قال ثم اذا برجل جعد قطط اعور العین الیمنی کان عینه عنبة طافیة کاشبه من رایت من الناس بابن قطن واضعا یدیه علی منکبی رجلین یطوف بالبیت ...... الخ

اس سے معلوم ہتا ہے کہ نبی ﷺ نے دجال کو بھی کعبہ کا طواف کرتے دیکھا۔ مگر دوسری صحیح حدیثوں سے صاف عیاں ہے کہ دجال پر مکہ ومدینہ حرام کئے گئے ہیں۔ پھر مسیح دجال کا طواف کرنا کیا معنی رکھتا ہے۔

دوم: صحیح بخاری میں ہی ہے: عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ تحشرون حفاة عراة غرلا ثم قرء ﴿کما بدأنا اول خلق نعیده وعداً علینا انا کنا فاعلین﴾ فاول من یکسی ابراھیم، ثم یؤخذ برجال من اصحابی ذات الیمین وذات الشمال فاقول اصحابی فیقال انھم لم یزالوا مرتدین

علی اعقابهم مذ فارقتهم اقول کما قال العبد الصالح عیسیٰ بن مریم وکنت علیهم شهیدًا ما دمت فیهم فلما توفیتنی ...... الخ

جز ے سورۃ مائدہ میں ذکر ہے کہ مسیح پر سوال ہونے پر مسیح جواب دیں گے کہ ﴿سُبْحٰنَکَ مَا یَکُوْنُ لِیْ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَیْسَ لِیْ بِحَقٍّ ط اِنْ کُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ ط تَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِیْ وَلَا اَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِکَ ط اِنَّکَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَآ اَمَرْتَنِیْ بِهٖ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّیْ وَرَبَّکُمْ وَکُنْتُ عَلَیْهِمْ شَهِیْدًا مَّا دُمْتُ فِیْهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ کُنْتَ اَنْتَ ...... الخ﴾

قیامت کے دن رسول اللہ ﷺ یہ آیات اپنے اوپر چسپاں کر کے فرمادیں گے۔ اور اپنے بیان کو عیسٰی کی طرح بیان فرمادیں گے۔ اب یہ بھی ظاہر ہے کہ آپ فوت ہو چکے ہیں۔ پس آپ یہی کہیں گے کہ جب تو نے مجھے وفات دی اور **کما قال العبد الصالح** صاف ظاہر کرتا ہے کہ مسیح بھی یہی کہیں گے۔ "جب تو نے وفات دی"۔

اب اس سے معنی وفات کے لے کر یہ کہا جائے کہ اس سے مراد وہ موت ہے جو مسیح کو زمین پر آنے کے پینتالیس (۴۵) سال بعد آئے گی۔ تو اس پر یہ اعتراض لازم آئے گا کہ مسیح کے پیرو مسیحی ابھی گمراہ نہیں ہوئے بلکہ مسیح کی وفات کے بعد ہوں گے۔ اور اس جا آئندہ وفات مراد لینا اس وجہ سے بھی غلط ہے کہ خدا تو مسیح کے اس زمانے کی نسبت سوال کر رہا ہے جب کہ مسیح کو بنی اسرائیل کی طرف بھیجا نہ کہ آئندہ زمانہ کی نسبت اور پھر مسیح اتنا زمانہ چھوڑ کر آئندہ موت کی بابت کس طرح گفتگو کرتے اور پھر تفسیر مثلاً **کمالین وحسینی** وغیرہ میں ﴿**فلما توفیتنی**﴾ کے معنی **رفع الی السماء** نہ ہوتا۔

اور گذشتہ زمانے میں یہ کہنے پر کہ "جب تو نے مجھے آسمان پر اٹھا لیا"۔ یہ

اعتراض آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ "کما قال العبد الصالح" فرما کر قیامت کو یہ کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ "جب تو نے مجھے فوت کر لیا"۔ ورنہ یوں کہنا چاہئے۔ "جب تو نے مجھے آسمان پر اٹھا لیا"۔ اور یہ غلط ہے جس حالت میں کہ مسیح کی طرح ہی آنحضرت ﷺ فرمادیں گے تو یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ مسیح کی بابت تو آسمان پر اٹھایا جانا معنی کریں اور آنحضرت کی بابت فوت ہوجانے کے معنی کریں۔ کیونکہ اس سے تو مماثلت درست نہیں رہتی۔

سوم: صحیح بخاری میں کتاب التفسیر میں ہے۔ "قال ابن عباس رضی اللہ عنہ **متوفیک ممیتک**" بعض تفسیروں میں لکھا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ ایسے معنی کرنے میں آیت **یا عیسیٰ انی**......الخ، میں تقدیم وتاخیر کے قائل ہیں اس پر یہ اعتراض آتے ہیں۔

۱......صحیح بخاری سے یہ ثابت نہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ تقدیم وتاخیر کے قائل ہیں۔ کیونکہ کتاب التفسیر میں صرف **متوفیک** کے معنی **میتک** لکھے ہیں۔

۲......اگر **رافعک** کے بعد **متوفیک** کو رکھیں تو لازم آئے گا کہ مسیح کا رفع تو ہوگیا ہے۔ **ومطھرک وجاعل الذین** ......الخ۔ کا وعدہ ابھی پورا نہیں ہوا بلکہ بعد وفات کے ہوگا اور یہ غلط ہے۔

۳......اگر **متوفیک** کو **مطھرک** کے بعد رکھئے تو لازم آئے گا کہ **رفع ومطھر** ہونے کے وعدے تو پورے ہوگئے ہیں مگر مسلمان کافروں پر غالب نہیں ہیں بلکہ موت کے بعد ہوں۔ حالانکہ یہ غلط ہے۔

۴......اگر **متوفیک** کو سب کے آخر رکھیں تو لازم آئے گا کہ قیامت کے دن جب کہ اور لوگ زندہ ہوکر اٹھیں گے مسیح فوت ہوجائیں گے کیونکہ چوتھا وعدہ یہ ہے کہ قیامت تک تیرے پیروؤں کو کافروں پر غالب رکھوں گا۔

۵......یہ چار وعدے ترتیب وار ہیں اگر واؤ ترتیب کے لئے نہیں ہے بلکہ قیامت کے پہلے پہلے یہ سب وعدے پورے ہو جانے چاہئیں تو الی **یوم القیمة** کی ضرورت نہ تھی۔ اور اس کی نظیر میں کوئی اور آیت بھی پیش کرنی چاہئے۔

چہارم: بعض مفسرین نے آیت **وان من اھل الکتاب**......الخ، کے معنی یہ کئے ہیں کہ مسیح موعود کے وقت میں جتنے اہل کتاب ہوں گے وہ سب مسیح کی موت کے پہلے پہلے اس پر ایمان لائیں گے۔ اس پر "عسل مصفی" کے یہ اعتراض ہیں کہ:

۱......آیت، **وجاعل الذین**......الخ، آیت سے صاف عیاں ہے کہ کافر قیامت تک رہیں گے پھر مسیح کے وقت کس طرح سب مؤمن ہو جائیں گے۔

۲......یہ معنی مفسرین کے اس آیت کے مخالف ہیں۔ جہاں ارشاد ہے کہ ہم نے یہود اور نصاریٰ کے درمیان تا قیامت بغض ڈالا ہے۔

۳......اور اس آیت کے بھی مخالف ہے کہ جہاں ہے کہ اگر خدا چاہتا تو تمام لوگوں کو ایک ہی امت پیدا کر دیتا۔ مگر یہ سنت اللہ کے برخلاف ہے۔

۴......یہ کہ جب آنحضرت ﷺ کے عہد مبارک میں تمام اہل کتاب مسلمان نہیں ہوئے۔ تو پھر مسیح کے زمانے کو کیا خصوصیت ہے۔

۵......دجال یہودی ہوگا اور اس کے ساتھ ۷۰ ہزار یہود ہوں گے۔ باوجود اہل کتاب ہونے کے پھر وہ کیسے ایمان لانے کے بغیر مر جائیں گے۔

پنجم:۔ عسل مصفی والے مسیح علیہ السلام کے معجزات احیائے موتی ابراہیم علیہ السلام کے، **رب ارنی کیف تحی الموتیٰ**......الخ، عزیر علیہ السلام کے ۱۰۰ سال کے بعد زندہ ہو جانے، بنی اسرائیل کے ۷۰ سرداروں کے زندہ ہو جانے سے صاف انکار کیا ہے۔ اور اسی کی

باطل تاویلیں کی ہیں۔اور عدم رجوع موتی پر یہ آیات قرآنی پیش کیے ہیں:

۱......﴿وَحَرَامٌ عَلٰی قَرْیَةٍ اَهْلَكْنَاهَا اَنَّهُمْ لَا یَرْجِعُوْنَ﴾ (جز ۱۷، رکوع ۷)

۲......﴿اَلَمْ یَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ اَنَّهُمْ اِلَیْهِمْ لَا یَرْجِعُوْنَ﴾

(جز ۲۳، رکوع ۱)

۳......﴿حَتّٰی اِذَا جَآءَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ لَعَلِّیْ اَعْمَلُ صَالِحاً فِیْمَا تَرَكْتُ كَلَّا اِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَآئِلُهَا وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ﴾

(جز ۱۸، رکوع ۶)

۴......﴿اَللّٰهُ یَتَوَفَّی الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِیْ لَمْ تَمُتْ فِیْ مَنَامِهَا فَیُمْسِكُ الَّتِیْ قَضٰی عَلَیْهَا الْمَوْتَ وَیُرْسِلُ الْاُخْرٰی اِلٰی اَجَلٍ مُّسَمًّی﴾ (جز ۲۴، رکوع ۲)

۵......﴿ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَیِّتُوْنَ﴾ (جز ۱۸، رکوع ۱)

ششم: جز ۳، سورۃ البقر میں جہاں ابراہیم علیہ السلام کا ذکر ہے فرمایا کہ: **رب ارنی کیف**......الخ۔اس پر مرزائی کہتے ہیں کہ مفسرین نے قیمہ کرنا، کوٹنا کس کے معنی کئے ہیں۔ گو فَصُرْهُنَّ کے معنی کوٹنا بھی ہیں مگر یہاں ایک ایسے معنوں سے روکتا ہے کہ اگر کوٹنا، ٹکڑے ٹکڑے کرنا معنی ہوتے تو صرف ''**فصرھن**'' کافی تھا نہ کہ ''**فصرھن الیک**'' اور جز صرف ٹکڑوں کو ہی نہیں کہتے بلکہ ثابت جسم کو بھی کہہ سکتے ہیں۔ جیسے ۱۶ آدمیوں کا جز ۴ آدمی، دو آدمی آٹھ آدمی، اور ایک آدمی بھی ہو سکتا ہے۔ پس اسی طرح ابراہیم نے چار جانوروں میں سے ایک ایک جانور پہاڑ پر رکھا اور پھر آواز دے کر ان کو اپنے پاس بلایا۔

ھفتم: جس حالت کو قرآن مجید کی بیس سے زیادہ آیتوں میں **متوفی** کے معنی موت کے

آئے ہیں۔تو پھر یہاں مسیح کو کیا خصوصیت ہے۔اگر پورا لینے کے معنی لیں تو پھر بھی یہ ایک معمہ باقی رہتا ہے کہ

۱......کیا عمر کو پورا کرنا۔

۲......کیا جسم وروح کو پورا کر لینا۔

۳......یا اور کوئی اور معنی،اور اگر جسم مع الروح پورا لینا مراد ہے تو باقی آیات میں جہاں **توفی** وغیرہ ہے تو کیا یہ معنی بنیں گے کہ خدا یا فرشتے لوگوں کو جسم مع الروح اٹھا لیتے ہیں۔ بعض مفسرین نے قبض کرنا کے معنی لئے ہیں اور قبض ہمیشہ روح کا ہوا کرتا ہے۔

ھشتم:۔جب کہ خدا تعالیٰ فاعل ہو اور کوئی ذی روح مفعول تو **متوفی** کے معنی ہمیشہ قبض روح کے ہوا کرتے ہیں اور اگر مرزائیوں کے آگے آیات ''**توفی کل نفس**'' ''**ابراھیم الذی وفا**'' وغیرہ پیش کی جاتی ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ یہ تو باب تفعل سے نہیں ہیں گو اس کا ماخذ وفا ہی ہے۔

یہ آٹھ سوال گویا تمام ''عسل مصفّٰی'' کے اعتراضوں کا خلاصہ ہے۔ان کا جواب دینا گویا مشن مرزائیہ کے سر پر آسمانی بجلی گرانا ہے۔امید ہے کہ آپ ان کے جوابات تسلی بخش تحریر فرمادیں گے۔

از

خادم الاسلام محمد حبیب اللہ

(کٹڑہ میہاں سنگھ کوچہ ناظر قطب الدین،

پاس مسجد غزنویاں امرتسر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ والہ وصحبہ

جواب سوال نمبر ۱:

احمر اور آدم سے مراد ایک ہی شخص ہے۔ کیونکہ درصورت تغائر دوسری حدیث کا جملہ (**لا واللہ ما قال النبی ﷺ بعیسیٰ احمر ولکن قال بینما انا نائم اطوف بالکعبۃ فاذا رجل آدم ......الخ**) بے محل اور غیر مربوط ثابت ہوتا ہے اگر احمر و آدم دو شخص ہوتے تو ایک شخص کا سرخ رنگ اور دوسرے کا گندم گوں ہونا ناممکن اور غیر واقعی نہیں مانا جاسکتا تو پھر حلفی نفی کا کیا معنی۔ اس قدر تشدد اور تاکید بالحلف اس صورت میں شایاں ہے کہ ایک ہی شخص کی نسبت حلیہ بیان کیا جاتا ہے۔ اور اسی شخص کو ایک راوی احمر بتاتا ہے اور دوسرا آدم روایت کرتا ہے۔ اور راوی ثانی کو اجتماع بین الحلیتین فی شخص واحد غیر واقعی نظر آتا ہو۔ یا صرف روایت باللفظ اس کا مقصود ہو۔ دراصل بات یہ ہے کہ مسیح ناصری وہی مسیح موعود ہے۔ اور فی الوقع دونوں حدیثیں صحیح مانی جاسکتی ہیں۔ راوی ثانی کا مطلب اور مطمح نظر صرف روایت باللفظ ہے۔ نفیاً و اثباتاً مسیح علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رنگت میں چونکہ سرخی و سپیدی ملی ہوئی تھی کما فی ابی داؤد وغیرہ (**فاذا رأیتموہ فاعرفوہ فانہ رجل مربوع الی الحمرۃ والبیاض** ......الخ) ایسی رنگت والے کو اگر سرخ کہا جائے تو بھی اور اگر گندم گوں بتایا جائے تو بھی بجا ہے۔

رہا آنحضرت ﷺ کا مسیح اور دجال دونوں کو بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے دیکھنا سو معلوم ہو کہ خیال منفصل اور عالم رویا میں عالم شہادت کے محالات ممکنات دکھائی

دیتے ہیں ایسا ہی مجردات الجسم ہو کر۔ چنانچہ حق سبحانہ وتعالیٰ کا بروز حشر ایک صورت میں جلوہ گر ہونا جس کا مؤمنین انکار کریں گے۔ پھر دوسری صورت میں متجلی ہونے پر اقرار۔ ایسا ہی آنحضرت ﷺ کا (علم) کو درصورت لبن مشاہدہ فرمانا۔ اور نیز واضح رہے کہ ہر ایک شخص اپنے خیالات اور اعتقادات و اعمال میں مرکز استعداد ذاتی اپنے کے ارد گرد گھومتا رہتا ہے۔ یعنی ان اسماء الٰہیہ کے دائرہ سے باہر نہیں جا سکتا کہ جن اسماء کے لئے اس کا عین ثابت فیض اقدس میں بغیر تخلل جعل مظہر قرار دیا گیا ہے۔ صدیقی عین ثابت (ھادی) اور ابوجہل کا عین ثابت (مضل) کے احاطہ سے باہر نہیں جا سکتا۔ ایسا ہی عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کا عین ثابت اور دجال کا بھی۔

حدیث کا مطلب: آنحضرت ﷺ نے مشاہدہ فرمایا کہ عیسیٰ ابن مریم اور دجال دونوں اپنے بیت اللہ اسمائی کا طواف کر رہے ہیں۔ ایک **یھدی من یشاء** کے اظہار میں اور دوسرا **یضل من یشاء** کے اسباب میں سرگرم اور کمر بستہ ہے۔ ہادی اور مضل کا موصوف چونکہ ذات واحدہ ہے لہٰذا عالم رؤیا میں آنحضرت ﷺ کو ایک ہی بیت اللہ مشہود ہوا یہ ہے مطلب مسیح اور دجال دونوں کے طواف کرنے کا۔ **واللہ اعلم وعلمه اتم۔**

دوسری حدیث جس میں دجال کی عدم رسائی بیت اللہ تک کا ذکر ہے وہ بھی صحیح وبجا ہے۔ ہمارا ایمان ہے کہ حسب ارشاد نبوی ﷺ دجال کو عالم شہادت میں بیت اللہ تک رسائی نہ ہوگی۔

جواب سوال نمبر ۲و۳:

توفیٰ کا معنی موت نہیں بلکہ موت ایک نوع ہے معنی توفیٰ کے انواع میں سے، توفی کا معنی قبض کر لینا، اٹھا لینا، پورا کر لینا، سلانا، دیکھو لسان العرب قاموس، صراح

وغیرہا سیف چشتیائی ملاحظہ ہو۔ پھر قبض کر لینا عام ہے، ایسا ہی اٹھالینا۔ اگر اس قبض ورفع کا متعلق نفوس وارواح ہوں اور فاعل اللہ تعالیٰ تو اس کے لئے دوصورتیں ہیں۔ ایک موت ،دوسری نیند۔ پس موت اور نیند معنی توفی کے لئے جزئیات ومواد ٹھہرے۔ چنانچہ آیت ذیل سے صاف ظاہر ہے ﴿اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِيْ لَمْ تَمُتْ فِيْ مَنَامِهَا﴾ (الزمر، آیت ۴۲) یعنی قبض نفوس وارواح کی دوصورتیں ہیں ایک موت ،دوسری نیند۔ اگر یتوفی کا معنی موت دینا اور مارنے کا لیا جائے تو کلام الٰہی (معاذ اللہ) بالکل بے معنی ہو جاتا ہے کیونکہ جب توفی کے مفہوم میں موت ہے تو پھر (**حین موتها**) لغو ٹھہرے گا اور (**والتی لم تمت**) میں بوجہ عطف کے (**الانفس**) پر اجتماع ضدین (موت وعدم موت) کا سامنا آئے گا وھو باطل۔ آیت کا مطلب یہ ہوا کہ قبض نفوس کو دوصورتیں موت ونیند میں ہوتا ہے۔ مگر درصورت موت نفس مقبوضہ کو چھوڑا نہیں جاتا بخلاف حالت نیند کے کہ اس میں نفس مقبوضہ کو اجل مسمّٰی ومیعاد معین تک چھوڑ دیا جاتا ہے۔ ساری آیت پڑھو۔ ﴿اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِيْ لَمْ تَمُتْ فِيْ مَنَامِهَا فَيُمْسِكُ الَّتِيْ قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْاُخْرٰى اِلٰى اَجَلٍ مُّسَمًّى﴾۔

پس ثابت ہوا کہ **توفی** کا معنی صرف قبض ہے اور مقبوض شدہ شے خواہ نفوس وارواح ہوں۔ اور پھر چھوڑے نہ جائیں۔ چنانچہ موت کی صورت میں یا پھر چھوڑ دیئے جائیں چنانچہ بحالت نیند وبیداری، یا غیر نفوس ہوں۔ چنانچہ توفیت مالی وغیرہ محاورات عرب کما فی لسان العرب وغیرہ ایسا ہی (**متوفیک**) اور (**فلما توفیتنی**) خارج ہے موضوع لہ توفی سے کہ (**المضاف اذا اخذ من حیث انه مضاف یکون التقیید داخلا و القید خارجا**) قاعدہ مسلمہ ہے۔

فرض کیا کہ زید مر گیا اور عمرو سو رہا ہے۔ اور دونوں کے متعلقین نے بعد مر جانے زید کے اور سو جانے عمرو کے ارتکاب جرائم اعتقادی و عملی کرنا شروع کیا زید و عمرو دونوں سے سوال کرنے میں ایک ہی عبارت کا استعمال بحسب شہادت آیت مذکورہ بالا۔

﴿اَللّٰهُ یَتَوَفَّی الْاَنْفُسَ﴾ کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً (انتما قلتما ان یعتقد واویعملوا کذا و کذا) بجواب اس کے دونوں کہہ سکتے ہیں کہ (ما کان ان نقول لھم کذا کذا الا ما امرتنا وکنا علیھم شھیدین مادمنا فیھم فلما توفیتنا کنت انت الرقیب علیھم وانت علی کل شیء شھید) یعنی برخلاف ارشاد الٰہی ان کو کہنا ہم کو شایاں نہیں تھا۔ ہم جب تک ان میں موجود تھے ان کو ہدایت کرتے رہے اور فرمانِ خداوندی پہنچاتے رہے۔ پھر جب تو نے ہمارے ارواح کو قبض کر لیا اور اٹھالیا پھر تو ان پر نگہبان تھا۔ بشہادت آیۂ مسطورہ بالا و کتب لغت لسان العرب، قاموس، صراح۔ توفی کا معنی قبض و رفع کا ٹھہرا اور موت و نیند انواع و اقسام ٹھہرے معنی قبض کے لئے اور مسلمہ قاعدہ ہے کہ استعمال کلی کا جزئی میں مجاز ہے نہ حقیقت لہذا اہل لغت نے موت کو معنی مجازی ٹھہرایا ہے۔ توفی کے لئے سیف چشتیائی ملاحظہ ہو۔ ایسا ہی آنحضرت ﷺ اور مسیح ابن مریم علیھما السلام بجواب سوال مذکورہ لفظ فلما توفیتنی استعمال فرما سکتے ہیں۔ یعنی آپ ﷺ بایں معنی پھر جب قبض کر لیا تو نے روح میری اور مسیح علیٰ نبینا وعلیہ السلام پھر جب قبض کر لیا تو نے مجھ کو یعنی میرے جسم کو مع الروح پکڑ لیا اور اٹھالیا۔ وجہ اس کی وہی ہے کہ توفی کا معنی مطلق قبض و رفع کا ہے اور شیء مقبوض و مرفوع اس کے معنی سے خارج ہے۔ جملہ توفی اللہ زیداً، کو تینوں صورتوں میں بول سکتے ہیں۔

۱..... اللہ تعالیٰ نے زید کو مار دیا۔ یعنی اس کی روح کو قبض کرنے کے بعد نہ چھوڑا۔

۲......یا اللہ تعالیٰ نے زید کو سلایا۔ یعنی اس کی روح کو بعد القبض چھوڑ دیا۔

۳......یا اللہ تعالیٰ نے زید کو بالکلیہ (جسم مع الروح) قبض کر لیا اور اٹھا لیا۔ تیسری صورت محل نزاع ہے اور پہلی دو صورتیں آیۃ ﴿اَللّٰهُ یَتَوَفَّی الْاَنْفُسَ﴾ سے صراحۃً ثابت ہیں۔ بلکہ اس آیت میں یتوفیٰ کے معنی میں غور کرنے پر یہ اشکال جاتا رہتا ہے کہ جسم مع الروح کا اٹھا لینا جملہ مذکورہ سے کیسے مراد ہو سکتا ہے۔ حالانکہ محاورہ قرآنیہ میں جس جگہ **توفیٰ** کا فاعل اللہ تعالیٰ ہو وہاں معنی موت ہی مراد ہے۔ کیونکہ مطلق قبض و رفع **توفیٰ** کا معنی ہے نہ خاص موت ہی۔

جو لفظ کہ معنی کلی (مطلق و رفع و قبض) کے لئے موضوع بشہادت لغت و قرآن کریم ہے اس لفظ (**توفیٰ**) کو ایک اس معنی کی جزی کے لئے موضوع سمجھ لینا مثلاً انسان کو خاص زید کے لئے موضوع قرار دے لینا سراسر جہالت ہے۔

سطحی فرقہ کو دھوکا لگنے کی وجہ علاوہ قلت مبلغ علمی کے یہ بھی ہے کہ معنی کلی **توفیٰ** کے جزئیات و مواد میں سے موت والا مادہ فی الواقع بھی بہت ہے۔ اور قرآن کریم میں بھی بکثرت وارد ہوا ہے یہاں تک کہ اس کثرت کی وجہ سے عوام نے موت کو معنی حقیقی **توفیٰ** کے لئے سمجھ رکھا ہے۔ مگر اہل تحقیق و اہل بصیرت کی نظر واقعات پر ہوتی ہے۔ یعنی وہ لوگ مثلاً دیکھتے ہیں کہ گو قرآن کریم ہی میں خلقت انسان نطفہ سے بنائی گئی ہے اور اس کے نظائر و جزئیات کے لئے اس قدر وسعت اور فراخی ہے کہ شمار میں نہیں آ سکتے۔ اور ﴿**اِنَّا خَلَقْنَاهُ مِنْ نُّطْفَةٍ**﴾ اور ایسا ہی ﴿**خُلِقَ مِنْ مَّاءٍ دَافِقٍ یَخْرُجُ مِنْ بَیْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَائِبِ**﴾ بھی کثرت مذکورہ پر شاہد ہیں۔ مگر اس سے ہرگز ہرگز یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ لفظ خلق کا معنی یہی قرار دیا جائے کہ نطفہ سے پیدا کرنا بلکہ خلق کا معنی مطلق پیدا کرنا ہے خواہ نطفہ والدین سے

ہو چنانچہ کثیرا الوقوع ہے یا صرف نطفہ والدہ سے چنانچہ مسیح ابن مریم یا جسم انسانی کے پہلو سے چنانچہ حوا رضی اللہ عنہا، یا مٹی سے چنانچہ آدم علیٰ نبینا وعلیہ السلام لہٰذا توفی کا معنی صرف موت بشہادت کثرۃ نظائر قرآنیہ سمجھ لیا گیا ہے۔ یہاں پر بالطبع سوال ذیل پیدا ہوتا ہے کہ ﴿اِنَّا خَلَقْنَاهُ مِنْ نُّطْفَةٍ،خُلِقَ مِن مَّاء دَافِقٍ يَخْرُجُ مِن بَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَائِبِ﴾ کے عموم سے نصوص قرآنیہ مثلاً ﴿خُلِقَهٗ مِنْ تُرَابٍ﴾ اور ﴿اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَاللّٰهِ ...... الخ) آدم وعیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہما السلام کو استثناء کنندہ موجود ہیں۔ اور عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ السلام کو کون سی نص قرآنی کثیرۃ الوقوع جزئیات ومواد سے مستثنیٰ کرتی ہے۔

جواب: آیت ﴿وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ﴾ نص قطعی ہے۔ عیسیٰ ابن مریم علی نبینا وعلیہ السلام کے بتمامہ وزندہ اٹھایا جانے پر۔

سوال: ﴿بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ﴾ سے مراد رفع درجات واعزاز ہے۔ کماقال سبحانہ ﴿وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَات﴾ نہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے مسیح ابن مریم علیٰ نبینا وعلیہ السلام کو زندہ اٹھالیا۔

جواب: ﴿بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ﴾ سے رفع درجات مراد لینا بالکل مخالف ہے سیاق کلام الٰہی کے۔ اس لئے کہ ماقبل میں قول یہود کا ذکر ہے کہ ﴿اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ﴾ یعنی یہود کا یہ خیال تھا کہ ہم نے مسیح علیٰ نبینا وعلیہ السلام کو بذریعہ صلیب مار ڈالا جس کی تردید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مسیح کا بذریعہ صلیب قتل کرنا یہ محض یہود کا غیر واقعی زعم ہے۔ انہوں نے مسیح کو قتل نہیں کیا تھا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اٹھالیا یعنی مسیح کو ان کے ہاتھ سے بچالیا۔ چنانچہ دوسری جگہ فرماتا ہے ﴿وَاِذْ كَفَفْتُ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ عَنْكَ﴾ یعنی اے مسیح منجملہ ہمارے انعامات واحسانات کے جو تجھ پر ہم نے کئے ہیں۔

اور جن کا ذکر ماقبل میں ہے مثلاً احیاء موتی وابراء اکمہ وتائید بروح القدس، ایک یہ بھی احسان ہے کہ ہم نے تم کو یہود کے ہاتھ سے بچالیا۔ اور ظاہر ہے کہ یہ تردید اسی صورت میں تردید ماقبل یعنی قول یہود کی ہوسکتی ہے کہ **رفعه الله اليه** سے رفع جسمانی لیا جائے یعنی اللہ تعالیٰ نے مسیح کے جسم کو اٹھالیا اور یہود کے پنجہ سے بچالیا۔ **کما قال** ﴿**وَاِذْ كَفَفْتُ بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ عَنْكَ**﴾ اور نیز درصورت رفع درجات واعزاز کلمہ بل کے ماقبل اور مابعد یعنی قتل ورفع میں علاوہ مخالفت سیاق کلام کے تضاد بھی نہیں پایا جاتا جو کہ قصر قلب کا مفاد ہوتا ہے۔ چنانچہ کہا جاتا ہے۔ "**ما اهنت زيدا بل اكرمته**" میں نے زید کی اہانت نہیں کی بلکہ اس پر اکرام کیا ہے اور اس کو عزت بخشی ہے۔ اہانت اور اکرام میں تضاد ہے دونوں جمع نہیں ہوسکتے۔ ایسا ہی قتل اور رفع کا بھی اجتماع نہ ہونا چاہئے۔ قتل جسمی اور رفع جسمی میں تو بیشک تضاد اور عدم اجتماع ہے اور قتل جسمی اور رفع درجات میں تضاد نہیں کیونکہ جو شخص بے گناہ مقتول وشہید ہو اس کے لئے رفع درجات بھی ہوتا ہے۔ لہٰذا ﴿**بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ**﴾ سے رفع جسمی مراد ہے نہ رفع درجات۔

سوال:۔ قتل صلیبی چونکہ حسب تصریح توراۃ موجب لعن وملعونیت ہے۔ لہٰذا ذکر ملزوم وارادہ لازم کے طریق پر گویا کلام مذکورہ بمنزلہ "**وما كان ملعونا بل رفعه الله اليه**" کے ٹھہرا اور ملعونیت اور رفع درجات روحی کے مابین تضاد ہے۔ دونوں باہم جمع نہیں ہوسکتے۔

جواب:۔ مقتول صلیبی کا مستوجب لعن ہونا اسی صورت میں ہے۔ جبکہ مقتول مرتکب جرم ہو۔ ورنہ درصورت غیر مجرم ہونے کے مستحق اعزاز واکرام ہوتا ہے۔ دیکھو توراۃ، کتاب استثنا آیۃ ۲۲ اور ۲۳ میں اس امر کی تصریح کر دی گئی ہے۔ جس کو ہم سیف چشتیائی میں توراۃ سے بعبارتہ نقل کر چکے ہیں۔ اس وقت یہ قلم برداشتہ میں لکھ رہا ہوں کوئی کتاب سامنے نہیں

آیۃ ﴿بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَیْهِ﴾ میں تحقق ہے اس وعدہ کا جو آیۃ ﴿اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ...... الخ﴾ میں دیا گیا تھا۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ آیت ﴿بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَیْهِ﴾ نص قطعی ہے رفع جسمی و حیات مسیح پر اور تحقق ہے اس وعدہ کے لئے جو کہ ''**متوفیک و رافعک**'' دونوں سے کیا گیا ہے۔ اور (**فلما توفیتنی**) میں وہی مطلق رفع مراد ہے یعنی در جواب سوال خداوندی آنحضرت ﷺ و مسیح دونوں اسی **توفیتنی** کو استعمال فرمائیں گے۔ چنانچہ اوپر لکھ چکا ہوں۔ پس ثابت ہوا کہ **انی متوفیک** اور **فلما توفیتنی** اور ﴿بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَیْهِ﴾ میں رفع جسم والروح مراد ہے۔ واضح ہو کہ ابن عباس و بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا مذہب حیات مسیح کا ہے۔ چنانچہ مرویات ابن عباس مندرجہ تفسیر درمنثور و کتب احادیث اور تراجم بخاری سے ظاہر ہے اور حدیث برشملا وصی عیسیٰ ابن مریم سے بھی کل صحابہ علیہم الرضوان کا اجماعی عقیدہ ثابت ہوتا ہے۔ سیف چشتیائی ملاحظہ ہو۔ لہٰذا قول ابن عباس ''**متوفیک ممیتک**'' مندرجہ بخاری سے یہ ثابت نہیں ہوسکتا کہ ان کا مذہب برخلاف عقیدہ اجماعی کے ہو، ممکن ہے کہ **متوفیک** کا معنی **ممیتک** امتحاناً فرمادیا ہو۔ چنانچہ آپ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما مباحثات یومیہ میں جو فیما بین صحابہ آیات قرآنیہ کے متعلق ہوا کرتے تھے اثناء تقریر میں **مسح علی الرجلین** کو مدلل طور پر امتحاناً بپایہ ثبوت پہنچاتے تھے۔ حالانکہ مذہب ان کا غسل رجلین کا ہے۔ اور نیز یہ روایت معارض ہے۔ دوسری روایات ابن عباس سے جن کو درمنثور وغیرہ نے باسانید صحیحہ ذکر کیا ہے۔

جواب سوال نمبر۴:

آیت ﴿وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ﴾ مسیح موعود کے وقت جتنے

اہل کتاب ہوں گے وہ سب مسیح کی موت کے پہلے اس پر ایمان لائیں گے مرزائیوں کے اس پر اعتراضات ہے کہ:

ا...... یہ معنی مخالف ہے آیت ﴿وَجَاعِلُ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْکَ فَوْقَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ﴾ سے کیونکہ اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ کافر قیامت تک رہیں گے پھر مسیح کے وقت کس طرح سب مؤمن ہو جائیں گے۔

الجواب: قیامت تک غالب رہنے کا معنی مدت دراز تک تا قریب قیامت غالب رہنے کا ہے نہ یہ کہ شروع یوم حشر تک۔ عرصہ دراز سے قرآن کریم میں تعبیر نہ صرف **الی یوم القیامة** کے ساتھ کی گئی ہے بلکہ اس معنی کو (**خالدین**) کے ساتھ بھی تعبیر کیا گیا ہے۔ دیکھو ﴿خَالِدِیْنَ فِیْهَا مَادَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَاشَآءَ رَبُّکَ﴾ حالانکہ مدت دوام آسمان وزمین دنیویہ معدود اور متناہی ہے نہ بطریق خلود۔ اہل عرب کا محاورہ ہے کہتے ہیں۔ **لا اتیک مادامت السموات والارض وما اختلف اللیل والنهار** اور مطلب یہ ہوتا ہے کہ میں جب تک زندہ ہوں تیرے پاس نہ آؤں گا۔ اس سے اگر کوئی یہ سمجھ لے کہ قائل لا آتیک تا مدت بقاء آسمان زمین اور تا تعاقب لیل ونہار زندہ رہے گا۔ تو یہ حماقت ہے۔ جس کا منشاء بغیر از جہالت اور نہیں اسی تقریر سے مطلب آیۃ ﴿وَاَلْقَیْنَا بَیْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ﴾ کا بھی معلوم ہو سکتا ہے۔ رہی آیت ﴿وَلَوْشَآءَ لَهَدَاکُمْ اَجْمَعِیْنَ﴾ سو اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تم سب کو راہ راست پر کر دیتا، مگر ایسا نہیں چاہا۔ یعنی کسی کو کافر کسی کو مؤمن بنایا۔ اس سے یہ نہیں پایا جاتا اگر مثلاً خطہ عرب کے سارے موجودہ لوگ مشرف بالایمان بعد از کفر و شرک ہو جائیں۔ چنانچہ ایسا ہوا ہے تو یہ امر آیت **لوشاء لهداکم** سے برخلاف ہوگا۔ ایسا ہی کسی شہر یا کسی ملک یا روئے

زمین کے باشندے مختلف المذاہب اگر مسلمان ہو جائیں تو آیت مذکورہ کی مخالفت نہیں۔ ایسا ہی مسیح علیٰ نبینا وعلیہ السلام کے وقت موجودہ لوگ جو قتل وہلاکت سے بچ رہے ہوں سارے ہی مسلمان ہو جائیں تو ہو سکتا ہے۔

دجال معہ ستر ہزار یہود اگر بغیر ایمان لانے کے مر جائیں تو اس سے اس کلیہ میں جو مدلول آیت ﴿وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ ......الخ﴾ کا ہے کوئی خلل نہیں آتا کیونکہ "لیومنن" قضیہ موجبہ ہے اور صدق ایجاب وجود موضوع کا مقتضی ہوتا ہے۔ پس محکوم علیہا وہ افراد ہوں گے جو کہ قتل وہلاکت سے بچ جائیں گے۔ مثلاً اگر کہا جائے عرب میں سب لوگ مسلمان رہیں گے یا ہوں گے تو اس کا یہ مطلب ہوگا کہ بعد جہاد ومقابلہ جو بچ رہیں گے وہ مسلمان ہی ہوں گے۔ "**صدق الایجاب یقتضی وجود الموضوع**" قضیہ مسلمہ ہے۔

یہ خیال کرنا کہ جب بعہد مبارک آنحضرت ﷺ تمام اہل کتاب مسلمان نہیں ہوئے تو پھر مسیح کے زمانہ کو کیا خصوصیت ہے۔ بالکل بے جا اور جہالت ہے۔

اگر کوئی کہے کہ اہل فارس وروم وغیرہ بعہد نبوی مشرف با اسلام نہیں ہوئے تو بعہد خلیفہ اول یا ثانی یا ثالث یا رابع یا بعہد خلیفہ آخری (مہدی موعود) کیسے مسلمان ہو سکتے ہیں تو ایسے قائل کو جواباً یہی کہا جائے گا کہ خلفاء علیہم الرضوان کی کارروائی چونکہ تاسیس نبوی کی ترقی ہے اور اسی ڈالی ہوئی بنیاد کی تعمیر ہے۔ لہٰذا بعینہٖ نبوی کارروائی کہلانے کا استحقاق رکھتی ہے بلکہ پیشین گوئی آیت ﴿لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ﴾ والی آخری خلیفہ نبوی کے زمانہ میں بروقت نزول مسیح متحقق ہوگی۔ چنانچہ وعدہ فتوح بلاد شام مندرجہ سفر تورایت موسوی زمانہ میں ظہور میں نہیں آیا تھا بلکہ بعہد یوشع خلیفہ موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہما السلام متحقق ہوا۔ ایسا ہی

وعدہ ﴿لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ﴾ بعہد خلیفہ آخری بروقت نزول عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ السلام ظہور میں آئے گا۔ اور یہ سب کمال نبوی ہوگا ﷺ۔

جواب سوال نمبر ۵......:۔ انکار معجزات مرزا اور مرزائیوں سے کوئی نئی بات نہیں فلاسفہ اور معتزلہ ان سے پہلے منکر چلے آئے ہیں۔ اور اہل السنت اپنے تفاسیر ومؤلفات میں جابجا مع مالہا وماعلیہا ان کا ذکر کرتے رہے ہیں۔ آیات خمسہ ذیل ہیں۔

۱...... ﴿وَحَرَامٌ عَلٰى قَرْيَةٍ اَهْلَكْنَاهَا اَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ﴾

۲...... ﴿اَلَمْ يَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِنَ الْقُرُوْنِ اَنَّهُمْ اِلَيْهِمْ لَا يَرْجِعُوْنَ﴾

۳...... ﴿حَتّٰى اِذَا جَآءَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ......الخ﴾

۴...... ﴿اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ......الخ﴾

۵...... ﴿ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوْنَ......الخ﴾

بیان ہے اکثریہ کا اور انتفاء امر طبعی کا یعنی **موتی** بحسب الطبع رجوع کو نہیں چاہتے ۔ **کماقال لایرجعون** اس سے یہ نہیں ثابت ہوتا کہ اگر اللہ تعالیٰ **موتی** کو اس عالم میں دوبارہ لائے تو بھی ناممکن اور غیر واقع ہے ہاں اس میں شک نہیں کہ خرق عادت ہوگا نہ بروفق عادت اور قولہ تعالیٰ ﴿وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا﴾ خرق اور وفق دونوں کو شامل ہے۔

جواب سوال نمبر ۶:

﴿رَبِّ اَرِنِيْ كَيْفَ تُحْيِي الْمَوْتٰى﴾ اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ وہ چار پرندے پہلے مار دیئے گئے تھے۔ بعد ازاں زندہ کئے جانے پر ابراہیم علیہ السلام کے پاس دوڑ کر پہنچے قیمہ، کوشا وغیرہ وغیرہ ہو یا نہ ہو پہلے ان کی موت تو ضروری ٹھہرتی ہے۔ تا کہ احیاء

موتی کا معنی متحقق ہو۔ بخالف اس صورت کے کہ جب چاروں زندہ پہاڑوں پر چھوڑ دیئے گئے ہوں اور بعض کو ان میں سے بلایا گیا ہو کیونکہ اس صورت میں احیاءِ موتی والا معنی جس کو ابراہیم علیہ السلام نے معاینہ کرنا چاہا تھا پایا نہیں جاتا مفسرین علیہم الرضوان کا بیان (قیمہ، کوٹنا وغیرہ) بیان تاریخی ہے نہ ترجمہ۔

جواب سوال نمبر ۷:

قرآن کریم میں بیس (۲۰) کی جگہ اگر لاکھ جگہ **متوفی** کا معنی موت لیا گیا ہوتو بھی کلیہ اس سے ثابت نہیں ہوسکتا۔ چنانچہ جواب سوال نمبر ۲ میں لکھا گیا ہے۔

(۸) آٹھویں سوال کا جواب بھی پہلے جواب سوال نمبر ۲ سے آپ معلوم کر سکتے ہیں۔

والسلام خیر ختام والحمد للہ اولا وآخرا

والصلوٰۃ والسلام منه باطناً علیه ظاهراً.

العبد الملتجی والمشتکی الی اللہ المدعو بمہر علی شاہ عفی عنہ بہ،

بقلم خود از گولڑہ (۱۸ ذوالحجہ ۱۳۲۴ھ)

مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ

ایضاح المراد لدفع الایراد

بجواب عنایت نامہ محبی مولوی عبداللہ صاحب سجادہ نشین گڑھی شریف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامدا و مصلیا مشتکیا و متشبثا

از مشتکی الی اللہ متشبث بذیل رسول اللہ ﷺ المدعو بہ مہر علی شاہ عفی عنہ ربہ. بخدمت معظمی و مکرمی جناب مولوی عبد اللہ جیو صاحب متع اللہ المسترشدین بطول حیاتہ۔

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اما بعد صحیفۂ گرامی ونمیقۂ سامی مشتمل بر اظہار[1] ہو الحق وازہاق ما ہوا لباطل متفقد حال ایں بے پروبال گردید۔

اشعار

ولما تجلت للعیون تزاحمت	علی حسنہا للناظرین مطامع
تجمعت الابصار فیہا وحسنہا	بدیع لانواع المحاسن جامع
اذا ما بدت عینا فکلی اعین	وان ہی ناجتنی فکلی مسامع

---

[1] ونیز مشتمل بود بر خوشنودی از اندراج اسم جناب موصوف در۔ رد الرد وعدم الرضا بر اخراج بعد الاندراج کما حرر ''الحمد للہ و کفی باللہ شہیدا'' کہ غایت خوشنودی حاصل گردید۔ اما بعد از اندراج محو کردن وجہے ندارد۔ انتہی بلفظہ ۱۲ ام چ غ۔

فیاقلب شاهد حسنها وجمالها ففیها لاسرار الکمال ودائع

وصاحب بموسی العزم خضر ولاتها ففیها الی ماء الحیات منافع

فقری بها یا نفس عینا فانه! تحدثنی والمولنون هوا جع

دربارۂ ﴿بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَیْهِ﴾ هدایت شده بودکه ابطال (انا قتلنا است نه قتلوا انتھے بمحصله) محذوما در آیت کریمه ﴿وَمَا قَتَلُوْهُ یَقِیْنًا بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَیْهِ﴾ ابطال عکس مایذکره المتکلم است **اولاً:** که نقیض صریح اوست وابطال انا قتلنا است **ثانیاً:** بوجه اتحاد معنون،واو جمع،ونا ضمیر متکلم مع الغیر تشریح این رادر رد الرد مطالعه فرمائیند که به مصطلحات اهل معانی تعلق دارد۔

ہدایت ثانیہ

درآیت کریمه ﴿اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّیِّتُوْنَ﴾ مرجع ضمیر غائب کفار است نه انبیاء علیهم السلام پس حاجت نیست به تکلف که قضیه مطلقه عامه است نه دائمه۔انتھے بلفظه، معظماء منشاء این هدایت نیز ذهول است ازطرز استدلال خصم که مثبت وفات مسیح است بدلالت این نص نه بعبارت او ومحل استشهاد(انک میت)است فقط که عبارتاً دال است بروفات آنحضرت ﷺ ودلالته[1] بر موت سائر انبیاء علیهم السلام۔چنانچه (انهم میتون) دال است بر موت کفار مکه

---

[1] علی ما هو المقرر فی علم الاصول من ان المعتبر وجود المناط سواء کان المسکوت اولی او مساویاً۔ ۱۲منه

عبارةً وغیر مکه دلالته اگر گوئی پس آیت مذکوره صریح چگونه خواهد بود در وفات مسیح ابن مریم کما ذکر فی السوال.گویم علماء اصول تصریح نموده اندبآنکه دلالت النص قطعیةٌ یعرفها کل من کان من اهل اللسان وجلی بخلاف القیاس فانه ظنی وخفی۔ ومراد از (انهم میتون)که بسر سطر هر دهم واقع است همان مفهوم بحسب الدلالت است۔ نه مذکور فی الآیة بحسب العبارة۔فالجواب هو الجواب لا کما زعم الجناب۔

ہدایت ثالثہ

جواب مرزا قادیانی که در آیت خاتم النّبیین بانقطاع نبوت ورسالت داده اند خلاف از دلائل قطعیه است جواب شافی کافی آنست که مفسرین داده اند مراد از خاتم النّبیین قاطع حدوث واستقلال نبوت است ﷺ۔انتهی بلفظه.مکر ما جواب بانقطاع نبوت ورسالت را که خلاف ماذکره المفسرون انگاشته اند البته از موجبات تعجب بینماید۔ مزید برآں او را مخالف از دلائل قطعیه هم فرموده اند مع آنکه کلام مفسرین صراحةً واحادیث صحیحه عبارةً شاهد اند بر انقطاع مذکور۔

۱......قال الامام احمد حدثنا عفان حدثنا عبد الواحد بن زیاد حدثنا المختار بن فلفل حدثنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ قال قال رسول الله ﷺ ان الرسالة والنبوة قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبیی۔

۲......**حدیث**:۔ دیگر کہ امام احمد بروایت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اخراج نمودہ۔عن النبی ﷺ قال مثلی فی النبیین کمثل رجل بنی دارا الی فانا فی النبیین موضع تلک اللبنۃ۔

۳......**حدیث**:۔دیگر کہ(ابو داؤد) طیالسی بروایت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ آوردہ ۔قال قال رسول اللہ ﷺ مثلی ومثل الانبیاء کمثل رجل بنی دارا۔ الی ختم بی الانبیاء علیھم الصلوٰۃ والسلام۔(و بخاری و مسلم و ترمذی) نیز ایں را بہ طرق متعددہ ذکر نمودہ۔

۴......**حدیث**: دیگر کہ امام احمد بروایت ابو الطفیل رضی اللہ عنہ اخراج نمودہ۔یقول قال رسول اللہ ﷺ لا نبوۃ بعدی الا المبشرات......الخ

۵......**حدیث**: دیگر کہ امام احمدبروایت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ آوردہ۔ قال قال رسول اللہ ﷺ ان مثلی ومثل الانبیاء ۔الی فکنت انا اللبنۃ۔

۶......**حدیث**:دیگر کہ او را(مسلم و ترمذی و ابن ماجہ)بطرق مختلفہ ذکر نمودہ۔ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ ﷺ قال فضلت علی الانبیاء بست اعطیت جوامع الکلم ونصرت بالرعب واحلت لی الغنائم وجعلت لی الارض مسجدا وطھورا وارسلت الی الخلق کافۃ وختم بی النبیون ۔

۷......**حدیث**: دیگر کہ امام احمد بروایت ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ اخراج فرمودہ ۔ قال قال رسول اللہ ﷺ مثلی ومثل الانبیاء الی فجئت انا فاتممت تلک اللبنۃ۔

۸......**حدیث**: دیگر کہ امام احمد بروایت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ

آورده۔ قال قال النبیﷺ انی عند اللہ لخاتم النبیین وان آدم لمنجدل فی طینہ۔

۹......حدیث:۔دیگرکہ زہری بروایت جبیر بن مطعمؓ آوردہ۔قال سمعت رسول اللہ ﷺ یقول ان لی اسماء انا محمد وانا احمد وانا الماحی الذی یمحو اللہ تعالیٰ بی الکفر وانا الحاشر الذی یحشر الناس علی قدمی وانا العاقب الذی لیس بعدہ نبیٌ۔

۱۰......حدیث:۔دیگر کہ امام احمد بروایت عبد اللہ بن عمروؓ آوردہ۔یقول خرج علینارسول اللہﷺ یوما کالمودع فقال انا النبی الامی ثلثا ولا نبی بعدی ......الخ۔وغیرہ احادیث۔عبارات مفسرین را نیز ملاحظہ فرمائیند۔

۱......قال البیضاوی(ولا یقدح فیہ نزول عیسیٰ بعدہ لانہ اذا نزل کان علی دینہ مع ان المراد انہ اٰخر من نبی)انتھیٰ۔

۲......قال الخازن(قلت ان عیسیٰ علیہ السلام ممن نبی قبلہ وحین ینزل فی اٰخر الزمان ینزل عاملا بشریعۃ محمد ﷺ ومصلیا الی قبلتہ کانہ بعض امتہ)انتھیٰ۔

۳......وفی المدارک(وعیسیٰ علیہ السلام ممن نبی قبلہ وحین ینزل ینزل عاملا علی شریعۃ محمد ﷺ کانہ بعض امتہ) انتھیٰ۔

۴......وفتح البیان(وعیسیٰ ممن نبی قبلہ وحین ینزل ینزل عاملا علی شریعۃ محمدﷺ کانہ بعض امتہ) انتھیٰ۔

۵......وقال العلامة ابو السعود(ولا يقدح فيه نزول عيسیٰ بعده علیهما السلام لان معنی کونه خاتم النبیین انه لا ینبأ احد بعده وعیسیٰ ممن نبی قبله وحین ینزل انما ینزل عاملا علی شریعة محمدﷺ ومصلیا الی قبلته کانه بعض امته) انتهیٰ.

۶......وفی روح البیان(ولا یقدح فی کونه خاتم النبیین نزول عیسیٰ بعده لان معنی کونه خاتم النبیین انه لا ینبأ احد بعده کما قال لعلیرضی اللہ عنہ انت منی بمنزلة هارون من موسیٰ الاانه لا نبی بعدی.وعیسیٰ ممن تنبأ قبله وحین ینزل انما ینزل علی شریعة محمدعلیہ السلام مصلیا الی قبلته کانه بعض امته فلا یکون الیه وحی ولا نصب احکام بل یکون خلیفة رسول الله)انتهیٰ موضع الحاجة.

۷......وقال ابن کثیر(فهذه الایة نص فی انه لا نبی بعده واذا کان لا نبی بعده فلا رسول باالطریق الاولیٰ والاخری لان مقام الرسالة اخص من مقام النبوة.

۸......وفی روح المعانی(لکنه لا یتعبد بها لنسخها فی حقه وحق غیره وتکلیفه باحکام هذه الشریعة اصلاً وفرعاً فلا یکون الیهعلیہ السلاموحی ولا نصب احکام بل یکون خلیفة رسول الله وحاکما من حکام ملته بین امته)انتهیٰ موضع الحاجة.

۹......وفی الشهاب علی البیضاوی(فالظاهر ان المراد من کونه علی دینه انسلاخه عن وصف النبوة والرسالة بان یبلغ ما یبلغه عن الوحی......الخ،

انتهیٰ۔

از عبارات مسطورہ پید است کہ عیسیٰ را علی نبینا علیہ السلام پیش از آنحضرت ﷺ نبوت تشریعیہ بالااستقلال ووحی بشرع عیسوی بودہ وبعد از نزول در رنگ احادامت مرحومہ عامل بشرع محمدی ﷺ خواہد بود ونبوت تشریعیہ ووحی بشرع عیسوی منقطع خواہد گشت وہمین است مراد شہاب از انسلاخ او از وصف نبوت ورسالت واز انقطاع مذکور در احادیث صحیحہ نہ آنکہ مسیح علیہ السلام بعد از نزول از منصب رسالت معزول خواہد گشت واطلاق نبی ورسول بر ونخواہد ماند۔ حاشا وکلا۔ چنانچہ صاحب روح المعانی در بیان مراد شہاب مے فرماید۔"ولا اظنہ عنیٰ بالانسلاخ عن وصف النبوۃ والرسالۃ عزلہ عن ذالک بحیث لا یصح اطلاق الرسول والنبی ﷺ فمعاذ اللہ ان یعزل رسول او نبی عن الرسالۃ او النبوۃ بل اکاد لا اتعقل ذالک ولعلہ اراد انہ لا یبقیٰ لہ وصف تبلیغ الاحکام عن وحی کما کان لہ قبل الرفع"۔

پس جناب را حسب اقرار خویش ہذا(جواب شافی وکافی آن است کہ مفسرین دادہ اند)لازم کہ جواب شمس الہدایت را قبول فرمائیند.وآنچہ فرمودہ اند کہ (جواب انقطاع نبوت ورسالت خلاف از دلائل قطعیہ است) منشاء او بغیر اغماض از احادیث صحیحہ واقوال مفسرین مرقومہ بالاچہ خواہد بود۔ مخدوما آیا این ہمہ مفسرین بر خلاف دلائل قطعیہ فرمودہ اند آنچہ بالا مرقوم

گشته۔ وبر تقدیر انکار از دلیل قطعی بر کفرو درصورت عدم علم بدان بر جهالت مرده اند۔ حاشا وکلا۔ یا شارع علیه السلام از دلائل قطعیه جناب بے خبر مانده۔ در احادیث مذکوره تصریح به انقطاع نبوت فرموده۔ العیاذ بالله۔ مخدوما اعتراض جناب نه تنها بر شمس الهدایت است بلکه بر فرمان پاك آنحضرت ﷺ که موصوف است به ﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى﴾ بوده لهٰذا بلب ادب ملتمسم که ازین عقیده نامرضیه که ناشی است از التزام مطالعه کتاب امروهی توبه نمایند۔ مومن چگونه روا دارد که سرور عالم مالك علم اولین وآخرین ﷺ۔ برخلاف دلائل قطعیه ارشاد فرموده باشند معاذ الله سخت متعجب ام که جناب چگونه احادیث انقطاع نبوت ورسالت رامع اتفاق الائمة علی صحتها مخالف از دلائل قطعیه انگاشته اند۔ اگر فرمائیند که مراد از انقطاع نبوت ورسالت آنست که این هر دو بطریق حدوث واستقلال منقطع شده اند گوهم همین است معنی عبارات منقوله مفسرین ومعنی عبارت شمس الهدایت ومعنی احادیث صحیحه منقوله بالا۔

ازاین بیان کالشمس فی النهار واضح گشته که جناب در اعتراض ثالث که بعنوان جواب ثالث تعبیر فرموده اند بچهار وجه فکر صائب را مبذول نه فرموده اند۔

اوّل:۔آنکه انقطاع نبوت ورسالت را بعد آنحضرت ﷺ خلاف از

دلائل قطعیه نوشته اند مع آنکه به نصوص قطعیه ثابت است کما نکرنا۔

دوم:۔آنکه مفسرین را بانقطاع نبوت ورسالت قائل نشمرده اند مع آنکه از تصریحات او شاں ثابت است۔

سوم:۔آنکه بر ناصیه علم ایں متجران داغ جهل ونادانی از احادیث مذکوره بالا نهاده اند ۔

چهارم:۔آں معنی که جناب به نسبت مفسرین ذکر فرموده اند۔ او را مغائر از انقطاع نبوت ورسالت دانسته اند مع آنکه انقطاع استقلال نبوت عین انقطاع نبوت ورسالت تشریعیه است۔ زیرا که استقلال فی النبوت عبارت است از تعمیل بشرع خویش بغیر اتباع بکسے پس انقطاع استقلال فی النبوت عین انقطاع نبوت ورسالت تشریعیه خواهد بود۔

شاید وجه انکار جناب از قول بانقطاع نبوت ورسالت آنست که قول مذکور بزعم جناب مستلزم معزولیت معصوم است از منصب نبوت۔ چنانچه مرزا در ایام صلح وامروهی در شمس بازغه همیں معنی را دلیل آورده اند برائے بطلان نزول مسیح اسرائیلی۔

وهمه مفسرین ومحدثین وفقهاء امت مرحومه را از خیر القرون الی یومنا هذا زیرا ایں الزام داشته اند۔ مخدوما ایں الزام او شاں فی الواقع ناشی است از جهالت واز همیں قبیل است استدلال

بعض معتزله وجهمیه بآیت خاتم النّبیین برائے انکار از احادیث نزول تشریحش آنکه نبوت ورسالت را دو رخ است ظهور وبطون۔ ظهور عبارت است از توجه الی الخلق ، و دعوت الی الشریعت۔ چنانچه بطون عبارت است از استفاضه من الله وحصول مقام اختصاص وظهور نبوت بسبب تغیر وتبدل شرائع واحکام متغیر ومتبدل میگردد۔ وهیچ نقصے ازیں تغیر وتبدل عائد به حال نبی ورسول نمیشود۔ بلکه حکیم مطلق ایں تغیر وتبدل را در حق داعی ومدعو سبب تکمیل حالات او شاں ساخته۔ هر چند که دعوت بشرع مستقل خویش منصبی است عظیم لکن اتباع شرع محمدیﷺ مقامیست بس بلند وبزرگ که تابع را بعد حصول فناء اتم از ثرئے تابه ثریا۔بل بما فوق العرش و وراء الورٰے میرساند۔ وهمه انبیاء عظام چونکه فی الحقیقت نواب آنحضرتﷺبوده اند کماصرح به صاحب الفتوحات پس بر تقدیر حیات او شاں در دوره محمدی لا بداست از اتباع همیں شرع شریف کما قال لو کان موسیٰ حیاما وسعه الا اتباعی۔ تخصیص موسیٰ از روئے نظر به خصوص محل است والا فالحکم عام۔ ولنعم ما قیل

ایکه از بہر وجود ہمہ عالم سببی	شافع روز جزا دافع رنج وتعبی
ہمہ خوانند بشوقت چہ نبی وچہ ولی	مرحبا سید مکی مدنی العربی

دل وجاں باد فدائت چہ عجب خوش لقبی

گفتنت شمس وقمر گہ نہ پسندد جانم نسبت حور وملک باتو محقر دانم
چہ بگویم چہ نویسم چہ بحسنت خوانم من بیدل بجمال تو عجب حیرانم
اللہ اللہ چہ جمال است بدیں بوالعجبی

اے فلک اوج وملک فوج وشہ ہر دوسرا بشرے را بتو ہم پلہ مشمارم حاشا
عالم پاک کجا مرتبۂ خاک کجا نسبتے نیست بذات تو بنی آدم را
بہتر از آدم وعالم تو چہ عالی نسبی

واز جهت نيل همين شرف وفوز همين سعادت سيدنا الغوث الاعظمرضی اللہ عنہ فرموده (خضنا بحر الم يقف على ساحله الانبياء)مراد از بحر ذات مبارك آنحضرتصلی اللہ علیہ وسلم است كما فی شعر

كالزهر فی ترف والبدر فی شرف والبحر فی كرم والدهر فی همم

آری بطون نبوت ومقام اختصاص بالكل مبرا ومنزه است ازينكه زوال وانقطاع را در ومساغی باشد چه ايں مستلزم خزی وخذلان است كه انبياء ورسل علیہم السلام بالقطع محفوظ ومصون اندازد۔كما صرح به العلامة السيوطی وغير واحد من السلف وصاحب روح المعانی حيث قال (فمعاذ الله ان يعزل رسول او نبی عن الرسالة او النبوة بل اكاد لا اتعقل ذلک وايضا ذكر)(ثم انهعلیہ السلام حين ينزل باق على نبوته السابقة لم يعزل عنها بحال ......الخ)پس مراد از نبوت ورسالت منقطعه او ست يعنی تبليغ ودعوت بحسب شرع عيسوىعلیہ السلاممحدود است تا بظهور شرع محمدیصلی اللہ علیہ وسلمنه اينكه عيسىٰ على

نبینا علیہ السلام بعد النزول از منصب مقام اختصاص که لازم غیر منفك است مر انبیاء را علیهم السلام معزول خواهد بود چه قول بانقطاع نبوت ورسالت بایں معنی کفر است وخلاف نصوص بیّنه وچونکه حصول این مقام حضرت عیسیٰ علیہ السلام را پیش از سرور عالم ﷺ بوده لهٰذا نزول او باوصف نبوت من حیث البطون منافی بآیت خاتم النّبیین نخواهد بود مگر نبوت مزعومه کادیانی که بوجه حدوث بعد آنحضرت ﷺ لا محاله بآیت مذکور منافی است۔ از اینجابر ناظرز کی بوضوح پیوسته باشد که ۱......حصول بطون نبوت عیسویه قبل از بعثت محمدیه، ۲......وبودن عیسیٰ بعد النزول در رنگ احاد امت مرحومه هر دور را دخل است در دفع منافات مذکوره۔پس جواب خازن ومدارك وفتح البیان وابو السعود وصاحب روح البیان اتم واسلم است از آنچه قاضی بیضاوی دریں مقام فرموده۔ الا ان یحمل کلامه علی خلاف الظاهر۔

ونیز وجه تطبیق میان قول بانسلاخ از وصف نبوت وقول بعدم انسلاخ از وکما صرح به العلامة السیوطی ویدل علیه حدیث عائشة الصدیقة رضی اللہ عنہا لا تقولوا لانبی بعده (کما فی در المنثور)

بظهور پیوست یعنی مراد از نبوت ورسالت منقطعه نبوت ورسالت تشریعیه است۔ آرے نبوت ورسالت غیر تشریعیه برحال خود است فعیسیٰ علیہ السلام بعد النزول نبی ورسول برسالة غیرتشریعیة عامل بشرع محمد ﷺ والحاصل ان اللازم غیرقادح والقادح غیرلازم

كما قال الشيخ رضی الله عنه فی الباب الثالث والسبعین من الفتوحات فان النبوة التی انقطعت بوجود رسول الله ﷺ انما هی نبوة التشریع لا مقامها فلا شرع یکون ناسخا لشرعه ﷺ ولا یزید فی شرعه حکما اخر. وهذا معنی قوله ﷺ ان الرسالة والنبوة قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی ای لا نبی بعدی یکون علی شرع یخالف شرعی بل اذا کان یکون تحت حکم شریعتی ولا رسول ای لا رسول بعدی الی احد من خلق الله بشرع یدعوهم الیه فهذا هو الذی انقطع وسد بابه لا مقام النبوة فانه لاخلاف ان عیسیٰ علیه السلام نبی ورسول وانه لا خلاف انه ینزل فی آخرالزمان حکما مقسطاعدلابشرعنالابشرع آخرولا بشرعه الذی تعبد الله به بنی اسرائیل من حیث ما نزل هو به بل ما ظهر من ذالک هو ما قرره شرع محمد ﷺ ونبوة عیسیٰ ثابتة له محققة فهذا نبی ورسول قد ظهر بعده ﷺ وهو الصادق فی قوله انه لا نبی بعده فعلمنا قطعا انه یرید نبوة التشریع خاصة انتهیٰ موضع الحاجة وکما صرح به صاحب روح المعانی حیث قال ولعله اراد انه لا یبقی له وصف تبلیغ الاحکام عن وحی کما کان له قبل الرفع...... انتهیٰ۔

الحاصل نبوت ورسالت من حیث التشریع بعد آنحضرت ﷺ یعنی اینکه نبوت تشریعیه بر مشرع سابق بعد وجود مشرع لاحق منقطع گشته وهمین مراد است از احادیث وازانچه درشمس الهدایت۱۰ سه، اندراج یافته وبودن حدوث نبوت یا ثبوت او مدلول برائے صیغهٔ نبی

مبحثے است نفیس وانسب بمقام لکن خوف ملالت طبع جناب آبی است از تشریح او۔

اعتراض چہارم: کہ بعنوان سوال ذکر فرمودہ اند یعنی از وجہ استلزام بین الآیتین الشریفتین استفسار فرمودہ اند مگر ما غرض سائل از معنی کلمۂ توحید ابطال ہر دو شق است یعنی ارادہ معنی وجوب وامکان ازالہ ہر دو صحیح نمیتواند شد۔ پس عدم وجود استلزام نیز از وجوہ ابطال است منشاء این سوال و اعتراض جناب ہم ذہول است از غرض سائل۔

الغرض ہر چہار اعتراض جناب مشابہ اندبہ اعتراضات امروہی وکادیانی کہ براحادیث صحیحہ وسلف صالحین نمودہ اند بغیر این کہ غرض قائل را فہمیدہ باشند گویا از قبیل "قبل از مرگ واویلا" ہستند۔

علی جاھا این طر از کہ تخمیناً از عرصۂ یك ونیم سال بر خود گرفتہ اندھر گز بر جامۂ درویشی نمی زیبد۔ طرز مشائخ عظام را باید وزید۔غورفرمایئند کہ حضرات تو سویہ ومکھڈیہ وحضرت صاحب میروی بلکہ کل سجادہ نشینان پنجاب وھندوستان بر کدام راہ میروند وجناب کدام طریق گرفتہ اند۔ آیا مثل جناب علم وتقویٰ

---

[1] ومحصلہ ان التقسیم فی الاعتراض غیر حاصر ونختار شقا ثالثاً وھو ان عیسیٰ بعد النزول نبی ورسول یعمل بشرع محمد علیھما السلام لانقطاع النبوۃ والرسالۃ التشریعتین بعد خاتم النبیین ﷺ ۱۲ منہ۔

نه دارند یا لباس اظہار حق واز ھاق باطل بلائے قد شاں راست نمے آید. کلمات قدسیہ حضرت تونسوی ﷺ وفقرات نصحیہ حضرت میروی ومخدومی امیر حمزہ صاحب را خیال نہ فرمودند پشاور وہزارہ ومیرہ شریف ومکھڈ شریف وعلاقہ کوہ مری وگڑھی شریف وغیرہ مواضع ہر جاکہ تشریف ار زانی فرمودہ اند باظہار فضیلت وکمال علمی حریف مقابل وتجہیل وتغلیظ ایں نیاز مند شغلے داشتہ اند۔ مخدوما ایں بے ہیچ را نہ دعویٰ علم است نہ کمال دیگر ﴿وَمَا أُبَرِّئُ نَفْسِيْ إِنَّ النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌ بِالسُّوْءِ﴾ تاکہ از عنایت کذائیہ جناب خطرناک باشد ع

دستار نداریم غم ہیچ نداریم

البتہ ورزش ایں وضع ہر کسے را کہ بر جادۂ مشیخت باشد مضراست برائے خودش مع المعتقدین کہ مؤثر تر مے آید در حق عوام وموجب تذبذب میباشد در اسلام۔

چہ خوش بودے اگر جناب قبل از اشاعت مذکورہ مراد احادیث واقوال مفسرین بغور فہمید ندے یا مثل دیگر علمائے کرام اغماض فرمودندے۔

تاکہ ایں کرم فرمائی جناب موجب خوشنودی مخالفین نہ بودے انیست آنچہ نیاز مند دریں مقامات مراد داشتہ ونوشتہ

ومابرء نفسی والانصاف علی الناظرین من العلماء العظام والصوفیۃ الکرام۔

الٰہی اگر ازیں بے ہیچ کہ مستندے بغیر از فضل وکرم توندار وخطائے ونسیا نے سر زدہ باشد عفو فرما۔ فانہ لاحول ولا قوۃ الا بک۔ رباعی

من بے تودمے قرار نتوانم کرد — احسان ترا شمار نتوانم کرد
گر برتن من زبان شود ھر بن موئے — یک شکر تو از ھزار نتوانم کرد

الٰہی بحرمت آنانکہ بکلی از خود رفتہ اند وبشھود جمال تو پیوستہ ایں گرفتار پندار ہستی را نجاتے بہ محض فضل وکرم خویش ارزانی فرما واز ھر چہ مانع یافت سعادت ذکر حقیقی است آزادی بہ بخشا۔

بالنبی الھاشمی والہ وعترتہ ورُوحی وروَحی سیدی شمس العلا علیہ وعلیھم الصلوٰۃوالتسلیمات ما لا تعدو ولا تحصی قلم ایجاز سید وسرور کشید۔اللھم صل وسلم وبارک وادم علی سیدنا محمد والہ وعترتہ وصحبہ ملاء علمک وزینۃ حلمک من اول الدنیا الی فنائھا ومن اول الا اخرۃ الی بقائھا واھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین.آمین وآخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین۔

اگر دعوتم رد کنی ور قبول — من ودست دامان آل رسول

العبدالفقیر الملتجی الی اللہ الغنی بہ عما سواہ

المدعو بہ مہر علی شاہ

۶ محرم ۱۳۲۰ھ، سجادہ نشین گڑھی افغاناں ۱۹۰۲ء۔

مرزائیوں کی طرف سے دوسوال اور
حضور قبلہ عالم کی طرف سے ان کے جواب

پہلا سوال: پیر صاحب عیسائیوں کے اس قول کی تائید کرتے ہیں کہ مسیح ۳۳ سال کی عمر میں آسمان پر چلے گئے ہیں۔ مگر اپنے نانا صاحب سید الاولین والآخرین ﷺ کے اس قول کو کیوں نہیں مانتے جو (مستدرک اور طبرانی) میں موجود ہے۔ **واخبرنی ان عیسیٰ بن مریم عاش عشرین ومائة سنة** ......الخ۔

جواب: ناظرین علماء کرام سے اس میں نہایت ہی متعجب ہیں کہ اس کو بہ نسبت مدعی اہل اسلام کے جو عقیدہ اجماعیہ ہے۔ کیا خیال کیا جائے۔ آیا مناقضہ ہے یا معارضہ یا منع۔ رفع خواہ ۳۳ سال کے بعد ہو یا ۱۲۰ سال یا ۱۵۰ سال کے علی حسب اختلاف الروایات حیات مسیح الی الآن کو منافی نہیں۔ قطع نظر اس جہالت سے امام جلیل حافظ عماد الدین ابن کثیر نے ۳۳ سال کی روایت کو مطابق حدیث صحیح کے لکھا ہے اور (خازن اور ابن سعد اور احمد اور حاکم) نے اس کو صحابہ عظام کی طرف منسوب کیا ہے۔

فانه رفع وله ثلث وثلثون سنة فی الصحیح وقد ورد ذالک فی حدیث فی صفة اهل الجنة انهم علی صورت ادم ومیلاد عیسیٰ وثلث وثلثین سنة واما ما حکاه ابن عساکر عن بعضهم انه رفع وله مائة وخمسون سنة فشاذ غریب بعید. (ابن کثیر، ص ۲۴۵)

قال ابن عباس ارسل الله عیسیٰ علیہ السلام وهو ابن ثلاثین سنة فمکث فی رسالته ثلاثین شهراً ثم رفعه الله الیه. (تفسیر خازن، صفحہ ۵۰۲)

واخرج ابن سعد واحمد فی الزھد والحاکم من سعید بن المسیب قال رفع عیسیٰ ابن ثلاث وثلثین سنۃ۔

سوال۲: اگر مسیح زندہ آسمان پر بلا ایذا یہود چلا گیا تو وہ مسیح کا ہمشکل جو مصلوب ہوا تھا اس کی نعش کدھر گئی۔ اگر وہ مصلوب کوئی اور تھا تو حواریوں کو اس کے چرانے کی کیا ضرورت تھی؟

جواب۲: "بحکم آنکہ دروغ گوئی را حافظہ نہ باشد"

پہلا الزام جو پیر صاحب پر لگایا تھا۔ یعنی اتباع قول عیسائیان جلدی خیال سے جاتا رہا۔ اب فرمایئے یہ قول کس کا ہے اور صریح قول اللہ تعالیٰ کے مخالف ہے یا نہیں۔ دیکھو ﴿وَاِذْ كَفَفْتُ بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ عَنْكَ اِذْ جِئْتَهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ﴾ یعنی اے مسیح منجملہ ہماری نعمتوں کے ایک یہ بھی نعمت ہے میرے پر کہ ہم نے بنی اسرائیل کو جب انہوں نے تیرے ایذا اور قتل کا ارادہ کیا روک دیا۔ اور تم کو ان کی ایذا سے بچالیا۔ مسیح کا قبل الرفع ۳۳ سال کا ہونا یا ۱۲۰ یا ۱۵۰ کہیں قرآن میں مذکور نہیں۔ ہم کو حواریوں سے کیا مطلب۔ آپ ہی چونکہ ان کے تابع ہیں ان سے دریافت فرمالیں۔ خیر تبرعاً ہم ہی سمجھا دیتے ہیں۔ جب حواریوں کو ابتداء میں صلیب چڑھانے کے وقت دھوکا لگا تو مطابق اسی زعم اپنے کے نعش مصلوب کو بھی قبر سے چرایا۔ یہ سوال آپ صلیب پر چڑھانے کے وقت کرتے تو اتنی لیاقت ظاہر نہ ہوتی۔ مگر آپ نے پہلے ہی سر اشتہار پر صاف لکھ دیا ہے:

چو دربستہ باشد چہ داند کسے | کہ جوہر فروش است یا پیلہ ور

جوہر فروشی تو نہیں البتہ نیلوفر اور بنفشہ فروشی آپ کی پنڈی سے ہر ایک دیکھ رہا ہے۔

تمت

رہنما تحریک آزادی ہند

حضرت علامہ عبد الماجد قادری بدایونی

- حالاتِ زندگی
- ردِّ قادیانیت

حالات زندگی:

حضرت مولانا عبد الماجد قادری بدایونی کی ولادت خانوادہ عثمانیہ بدایوں میں ۴/ شعبان ۱۳۰۴ھ (۲۸ اپریل، ۱۸۸۴ء) کو بدایوں میں ہوئی۔ آپ کے والد کا نام مولانا حکیم عبد القیوم ہے۔ آپ تحریک آزادی پاکستان کے مشہور رہنما حضرت علامہ حامد بدایونی کے بھائی ہیں۔

ابتدائی تعلیم حضرت مولانا عبد المجید مقتدری آنولوی اور حضرت مولانا مفتی ابراہیم قادری بدایونی سے حاصل کی۔ درس نظامی کی کتابیں استاذ العلماء حضرت مولانا محب احمد قادری بدایونی سے پڑھیں اور تکمیل سرکار صاحب الاقتدار حضرت مولانا شاہ عبد المقتدر قادری بدایونی قدس سرہ سے فرمائی۔ بعض اسباق والد گرامی حضرت مولانا حکیم عبد القیوم شہید اور جد محترم حضور تاج الفحول سیدنا شاہ عبد القادر قادری بدایونی قدس سرہ سے بھی پڑھے۔

۱۳۲۰ھ میں سرکار صاحب الاقتدار نے سند فراغت عطا فرمائی۔ اس کے بعد دو سال دہلی میں رہ کر حکیم غلام رضا خاں کے پاس طب کی تکمیل کی۔ ۱۳۲۲ھ میں حکیم صاحب نے سند فراغت سے نوازا، جس پر مسیح الملک حکیم اجمل خاں نے بھی دستخط کئے۔ مولانا عبد الماجد بدایونی کو اللہ تعالیٰ نے دو بیٹے عبد الواجد قادری اور عبد الواحد قادری عطا فرمائے۔ جب حضرت تاج الفحول نے سرکار صاحب الاقتدار سیدنا شاہ عبد المقتدر قادری بدایونی قدس سرہ کو اجازت وخلافت سے نوازا تو آپ نے صاحب الاقتدار سے شرف بیعت حاصل کیا۔ اس طرح آپ کو سرکار کا سب سے پہلا مرید ہونے کا شرف

حاصل ہے۔ بعد میں سرکار صاحب الاقتدار نے آپ کو تمام سلاسل کی اجازت وخلافت سے بھی نوازا۔

حضرت مولانا عبدالماجد بدایونی نے اپنے زمانے کی تمام اہم مذہبی، قومی اور سیاسی تحریکوں میں قائدانہ کردار ادا کیا۔ جس تحریک میں مولانا عبدالماجد بدایونی شریک ہوئے دل وجان، شغف وانہماک، مستعدی وسرگرمی سے شریک ہوئے۔ جس کام کو ہاتھ لگایا اس میں جان ڈال دی۔ حضرت مولانا عبدالماجد بدایونی سیاسی تحریکات میں حصہ لیتے رہے۔

ڈاکٹر ایچ جی خان اپنے مضمون ''تحریک پاکستان میں علماء کا سیاسی کردار'' میں لکھتے ہیں کہ حضرت علامہ عبدالماجد بدایونی ہندو مسلم اتحاد کے حامی نہیں تھے بلکہ امام اہلسنّت امام احمد رضا قدس سرہ کے خیالات سے ہم آہنگ تھے۔

مولانا نے زندگی کے آخری گیارہ، بارہ سال کا ہر گھنٹہ بلکہ کہنا چاہئے کہ ہر منٹ ان تحریکوں کے لئے وقف کیا۔ سکون، راحت کا کوئی زمانہ نہ تھا۔ مسلسل عدالتوں اور پیہم خانگی صدمات کے باوجود کام کے پیچھے دیوانے تھے۔ تیز بخار چڑھا ہوا ہے اور حجاز کانفرنس کے اہتمام میں مصروف۔ سینے میں درد ہو رہا ہے اور امین آباد پارک میں محفل میلاد میں ڈھائی تین گھنٹے تک بیان ہو رہا ہے۔ کل لکھنؤ میں تھے اور آج کلکتہ پہنچ گئے۔ عید کا چاند لاہور میں دیکھا تھا اور نماز عید میرٹھ آ کر پڑھی۔ صبح پٹنہ میں تھے شام کو معلوم ہوا کہ دکن کے راستے میں ہیں۔ عجیب وغریب مستعدی تھی، عجب ترہمت مرداں۔

مولانا بدایونی کی قائدانہ حیثیت، ان کی عملی اور تحریکی زندگی اور مذہبی وقومی جدوجہد کا اندازہ ان عہدوں اور منصب سے بھی لگایا جا سکتا ہے جن کو مولانا نے مختلف اوقات میں زینت بخشی۔ حضرت مولانا عبدالماجد بدایونی کے عہدوں کا مختصر خاکہ یہ ہے:

مہتمم مدرسہ شمس العلوم بدایوں، مدیر اعلیٰ ماہنامہ شمس العلوم بدایوں، ناظم جمعیت علماء ہند صوبہ متحدہ، رکن مرکزی مجلس خلافت، صدر مجلس خلافت صوبہ متحدہ، صدر خلافت تحقیقاتی کمیشن، رکن وفد خلافت برائے حجاز، رکن مجلس عاملہ مسلم کانفرنس، رکن انجمن خدام کعبہ، رکن انڈین نیشنل کانگریس، بانی رکن مجلس تبلیغ، بانی رکن مجلس تنظیم، بانی رکن جمعیت علمائے ہند کانپور، بانی و مہتمم مطبع قادری بدایونی، بانی و سرپرست عثمانی پریس بدایونی، بانی دارالتصنیف بدایوں۔

حضرت مولانا عبدالماجد بدایونی اپنی گوناگوں سیاسی، قومی، اور تحریکی مصروفیات کے ساتھ ساتھ تصنیف و تالیف سے بھی شغف رکھتے تھے۔ مولانا عبدالماجد نے مذہبیات، سیاست اور سیاسیات ہر موضوع پر قلم اٹھایا اور تصنیفات کا ایک قابل قدر ذخیرہ چھوڑا۔ مولانا موصوف کا اسلوب شگفتہ اور مزاج محققانہ ہے۔ مولانا کی زیر ادارت ماہنامہ شمس العلوم نکلتا تھا جس میں بحیثیت مدیر آپ ہر ماہ اداریہ تحریر کیا کرتے تھے۔ اس کے علاوہ ۲۰ سے زائد کتب و رسائل مولانا کی علمی و قلمی یادگار کے طور پر آج ہمارے سامنے موجود ہیں جن سے بخوبی آپ کی تبحر علمی کا اندازہ ہوتا ہے۔ حضرت مولانا عبدالماجد کی بعض تصانیف مندرجہ ذیل ہیں:

۱...... خلاصۃ العقائد
۲...... خلاصۃ المنطق
۳...... خلاصۃ الفلسفہ
۴...... فلاح دارین
۵...... دربار علم
۶...... فتویٰ جواز عرس
۷...... القول السدید
۸...... عورت اور قرآن۔
۹...... خلافت نبویہ
۱۰...... الاظہار

۱۱...... فصل الخطاب
۱۲...... کشف حقیقت الابرار
۱۳...... المکتوب
۱۴...... درس خلافت
۱۵...... تبلیغی مقالات
۱۶...... جذبات الصداقت
۱۷...... الاستشہاد
۱۸...... قسطنطنیہ
۱۹...... الخطبة الدعائيه للخلافة الاسلاميه۔

رد قادیانیت:

ادارہ تحفظ عقائد اسلام اپنے اس سلسلہ **عقیدہ ختم نبوت** میں آپ کی مشہور تصنیف خلاصۃ العقائد کا وہ باب جو ختم نبوت سے متعلق ہے، شامل کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔

حضرت مولانا عبد الماجد بدایونی مسلم کانفرس کی مجلس عامہ میں شرکت کیلئے لکھنوں تشریف لے گئے جہاں آپ نے ۳ رشعبان ۱۳۵۰ھ بمطابق ۱۴ر دسمبر ۱۹۳۱ء کی شب میں داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔ جنازہ لکھنو سے بدایوں لایا گیا۔ حضور عاشق رسول مولانا شاہ عبد القدیر قادری قدس سرہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور آپ کو درگاہ قادریہ کے جنوبی دالان میں اپنے پیرو مرشد کے پائنتی میں دفن کیا گیا۔

ماخوذ از مقالہ محمد تنویر خان بدایونی

(سہ ماہی مجلّہ بدایون، ۲۰۱۰ء بمطابق ۱۴۳۱ھ)

چوتھا باب

پیغمبروں پر ایمان خاص کر حضور سرورِ عالم ﷺ پر

از کتاب

خُلاصۃُ العقائد

(سنِ تصنیف: 1329ھ بمطابق 1909ء)

تصنیفِ لطیف

رہنما تحریک آزادی ہند

حضرت علامہ عبدالماجد قادری بدایونی

چوتھا باب (از خلاصۃ العقائد)

پیغمبروں پر ایمان خاص کر حضور سرور عالم ﷺ پر

ضرورت رسالت کا ثبوت

ہماری عقل کی رسائی جہاں تک ہے وہ ظاہر ہے ہماری عقل کا قصور ہمیں بار ہا تجارب متعددہ سے ثابت ہو جاتا ہے۔ ہمارا آپس کا اختلاف ایک قول کو ایک شخص کا مستحسن سمجھنا دوسرے کا اس کو قبیح اور برا جاننا اس امر کا شاہد ہے کہ حقیقت حال مشتبہ ہے خاص کر وہ امور جو متعلق توحید وعبادت وآخرت ہیں ان میں تو اختلاف ہونا موجب خسران ہے۔ لہٰذا باعتبار حصول نجات ابدی ضرورت تھی کہ حقیقت حال اور خاص خدا کی مرضی معلوم ہو اور کوئی شخص اس کی طرف سے آئے جو اس کی مرضی کو بتائے اور حقیقت حال سمجھائے تا کہ یہ اختلاف دور ہو اور بندے عذاب سے رہا ہوں اور ان آنے والوں کو ہی رسول کہتے ہیں۔

رسالت کے اثبات کا دوسرا پہلو

دیکھو رعیت کو ضرورت ہوتی ہے کہ بادشاہ کی طرف سے کوئی حاکم مقرر ہو جو تمام احکام شاہی سے مطلع کرے۔ اس لئے کہ بادشاہ اپنی جبروت وعظمت کے سبب ہر شخص سے خود ہم کلام نہیں ہوتا۔ لہٰذا ایسا حاکم مقرر ہوتا ہے جو بادشاہ ورعایا میں واسطہ ہو۔ اسی طرح ہم بندے ہر دینی دنیوی امور میں خدا کے محتاج ہیں اور وہ ذات قدیم بیمثل غایت تقدس وکبریائی میں ہے۔ اور ہم نفس کی خواہشوں اور وساوس وخیالات کی ظلمتوں میں پھنسے ہوئے ہیں۔ تو ہمارا

اس سے ہم کلام ہونا جس حد تک ممتنع ہے ظاہر ہے۔ پس ضروری ہوا کہ ہمارے اور اس کے درمیان میں کوئی واسطہ ہو جو ہماری تمام مشکلات خدا تک پہنچائے اور اس کے فرمان اور ہماری بہتری کی خدائی تدابیر و احکام ہمیں بتائے اور وہ واسطہ ایسا ہو جو طرفین سے مناسبت رکھتا ہو تا کہ یہ انتظام جاری رہے اور تمام ضروریات بندوں کی پوری کرتا رہے۔ اسی شخص کو نبی و رسول کہتے ہیں۔

رسالت کے اثبات کا دوسرا پہلو

تین چیزوں کی خبر ملنا نہایت ضروری ہے:

۱......ایک تو ثواب و عذاب آخرت کی کیونکہ ایک دن ہمیں اس عالم کو چھوڑ کر دوسرے ایسے عالم میں جانا ہے جہاں ہمارے دنیاوی امور و افعال بلکہ ساری زندگی کا جائزہ لیا جائے گا اور ان کے مطابق عیش یا غم ملے گا۔ پس ضرور ہے کہ وہ امور بتائے جائیں جو اس مفہوم کو پورا کریں۔

۲......دوسرے یہ معلوم ہونا بھی ضروری ہے کہ خدا کی عبادت کس طرح کی جائے جب تک یہ نہ معلوم ہو کہ فلاں طور سے عبادت خدا کو پسند ہے عبادت کرنا فضول ہے۔

۳......تیسرے تعلیم روحانی یعنی اس کی ذات و صفات کا علم۔ ان تینوں باتوں میں اگرچہ عقل کو لگاؤ ہے مگر پوری پوری طرح ادراک مشکل ہے۔ بلکہ بغیر خدا کے بتائے محال اور بغیر الہام کے یہ دقیق امور معلوم ہونا مشکل۔ پس حاجت پڑی کہ کوئی ایسا شخص آئے جو بالہام الٰہی ان دقیق امور کو ظاہر و آشکار فرمائے اور وہ ہی رسول ہے۔

اور یہ بھی ہم مسلمانوں کا اعتقاد ہے کہ نبی وہ شخص ہے کہ جس پر اللہ نے وحی کی ہے۔ اس کے نفس کی پوری ترقی کے واسطے کسی اگلی شریعت کے ساتھ یا نئی شریعت کے

ساتھ۔اور رسول وہ نبی ہے جس پر اللہ نے بعد اس کی ترقی و تکمیل کے، وحی بھیجی کہ وہ بندوں کو اس کے احکام پہنچائے۔

اور یہ بھی ہم مسلمانوں کا اعتقاد ہے کہ وحی شرعی سواء انبیاء علیہم السلام کے کسی پر نہیں ہوئی۔ اولیائے کرام پر وحی نہیں ہوتی بلکہ ان کو دوسری طرح شرف و بزرگی دی جاتی ہے۔یعنی بذریعہ الہام اور یہ الہام ہر وقت میں ہوسکتا ہے۔البتہ وحی شرعی جیسا کہ اوپر بتایا گیا سوائے انبیاء علیہم السلام کے اور کسی پر نہیں ہوسکتی چونکہ ہمارے حضور خاتم النّبیین ہیں لہٰذا اب اس (یعنی وحی) کا ہونا بھی محال ہے۔

مرزا جی کا دعویٰ نبوت

فائدہ: قریب زمانہ میں اب سے چند سال پیشتر قادیان ضلع گورداسپور پنجاب میں ایک مرزا جی مرزا غلام احمد نامی مدعی ہوئے کہ مجھ کو الہام ہوتا ہے۔ پہلے مہدی ہونے کا دعویٰ مدتوں رہا، پھر وحی نبوت کا دعویٰ ہوا کہ میں مسیح موعود ہوں۔جن کی پیشین گوئی احادیث میں وارد ہے پھر کھل کر نبوت و وحی کا دعویٰ کر دیا۔عرب و عجم کے علماء نے بالاتفاق ان کی تکفیر کا فتویٰ دیا۔ ۱۳۲۵ھ میں لاہور میں مرض ایلاؤس [۱] میں مبتلا ہو کر اپنے مفر کو پہنچے۔ کچھ لوگ اب بھی ان کے نام لیوا ہیں۔ان کا یہ دعویٰ اسلامی اجماعی منصوص عقیدہ کے خلاف تو تھا ہی مگر علاوہ اہل اسلام کے دیگر مذاہب کے تعلیم یافتہ لوگ بھی ان کے دعویٰ کو لچر سمجھتے تھے اور سمجھتے ہیں۔ کیونکہ مرزا جی کا یہ دعویٰ تا زیست بلا دلیل رہا محض ادھر اُدھر کی گپ شپ سے کام نکالنا ان کا شیوہ تھا۔ بہت سی پیشین گوئیاں کیں جن کے جھوٹ ہونے پر ہمیشہ ذلیل ہوتے رہے۔

---

[۱] ۔ایلاؤس ایک مرض ہے جس میں منہ کے راستہ سے براز نکلتا ہے۔۱۲حبیب

الہام کے متعلق آریوں کا خیال

افاضہ: آریہ مت کے حلقہ بگوش کہتے ہیں کہ الہام صرف ایک بار شروع دنیا میں ہوا اور پھر نہیں ہوا نہ ہوسکتا ہے۔ معمولی غور کرو کہ یہ کتنا لچر خیال ہے جس وجہ سے وہ ایسا خیال کرتے ہیں ہمارے خیال میں وہ قدامت وید اور اس کا عام دستور العمل ثابت کرنا ہے۔ مگر افسوس کہ وہ کتاب یعنی وید ایسی تاریکی کی حالت میں ہے کہ اس کے ماننے والے بھی اس کے سلسلہ وار و مسلسل حالات اور اس کے ملہموں کے واقعات وسوانح عمری اور روزانہ شبانہ حرکات سے ناواقف نظر آتے ہیں۔ خدائی کتاب کا جس شخص پر نازل ہونا بیان کیا جائے تو ضرور ہے کہ اس شخص کے حالات زندگی تعلیمی، اخلاقی معاشرتی روشنی میں لائے جائیں۔ اس مضمون کو آج تک کوئی آریہ صاف نہ کرسکا نہ کرسکے۔ اور پھر خدائی کتاب ہونے کے لئے ضروری ہے کہ اس کی تعلیم ذات وصفات خدا کے متعلق نہایت ستھری ہو، توحید کی زریں آیتیں اس میں درج ہوں، خدا کی عظمت وجبروت پر حکیمانہ رائے ہو، ماسوا کو اس کا محتاج اور اس کو خالق کل مختار عام وقادر مطلق بتایا جائے۔ اب ان اصولوں کو پیش نظر کرکے وید کی تعلیم پر نگاہ ڈالی جاتی ہے تو اس کے برعکس فحش وشرک اور خدا کا مجبور ومحدود طاقت والا ہونا وید تعلیم دیتی ہے۔ جو ہرگز ہرگز خدائی کتاب کا دستور نہیں۔

اس موجودہ دفتر وید کو جو سراسر خرافات وتعلیم شرک سے بھرا ہوا ہے۔ ہم یقیناً کہہ سکتے ہیں کہ کلام الٰہی نہیں ہاں اگر یہ مانا جائے کہ اصل وید کلام الٰہی تھا اور وہ ان خرابیوں سے پاک تھا بعد کو تحریف ہوئی تو یہ ایک ممکن بات ہے۔ مگر چونکہ اس کا ثبوت نہیں لہٰذا یہ بھی ہم تسلیم نہیں کرتے اور اس کا حکم بھی نہیں دے سکتے جس طرح قطعی انکار نہیں کرسکتے۔

الہام کی ضرورت

اضافہ: قدرت مطلقہ کا بڑا عجز ماننا پڑے گا اگر الہام کو شروع دنیا کے ساتھ مخصوص کر دیا جائے گا۔ کیوں نہیں ممکن کہ پہلا الہام تغیرات وحوادث زمانہ کے ہاتھوں نیست ونابود ہوجائے اور پھر قدرت اصلاح عباد کے لئے دوسرا الہام فرمائے۔ یا بسبب تغیرات وحالات وعادات وقتاً فوقتاً احکام مختلفہ بذریعہ الہام آتے رہیں امکان کیسا عقل سلیم تو وقوع کی ضرورت بتاتی ہے۔ چنانچہ حق تعالیٰ نے اپنی رحمت سے اپنے بندوں کی یہ ضرورت پوری فرمائی۔

ثبوت نبوت از معجزہ

خدا کے وہ مقدس بندے جو پیغمبر ورسول ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں خدا ان کے ہاتھوں ایسے کام کراتا ہے جو طاقت انسانی اور قوت بشری کو عاجز کرنے والے ہوتے ہیں جن کو معجزات کہا جاتا ہے۔ اور ان کے سبب سے سچے جھوٹے نبی میں تمیز ہوجاتی ہے کیونکہ ایسا کام جو افراد انسانی کو محال معلوم ہوتا تھا ایک بندہ کر دکھاتا ہے جس سے اس کے اس دعوے کی تصدیق ہوتی ہے کہ میں خدائی مدد لے کر اس کا خلیفہ بن کر آیا ہوں۔

مولوی شبلی کی رائے پر جرح

فائدہ: مصنف علم الکلام کی رائے ہے کہ معجزہ دلیل لازم نبوت نہیں نہ کچھ ضروری ہے نہ تصدیق رسالت کا سبب بلکہ رسول کی شبانہ روز کے حالات وحرکات قابل استدلال وباعث تصدیق نبوت ہیں اس کی اچھی اچھی عادتیں، نیک چلنی، صدق ودیانت، امانت یہ باتیں ان کے نزدیک قابل استدلال ہیں۔

اس کے متعلق مجھے مختصر سی گزارش ہے وہ یہ کہ اگر یہی باتیں رسول کی صدق رسالت کی دلیل ہیں تو بہت سے آدمی ان خصائل حمیدہ سے موصوف نکلیں گے۔ اور ہر شخص سچے ایمان والے ہیں، خدا سے ڈرنے والے میں یہ باتیں موجود ہونا چاہئے۔ عصمت قطعی طور پر سوا انبیاء علیہم السلام کے اور کسی کے واسطے ہمارے مذہب میں ثابت نہیں۔ مگر اولیاء کے طبقہ میں ایسے لوگ ہوئے ہیں اور خاصان خدا متبع نبی ایسے ہوسکتے ہیں جو مدت العمر تمام کبائر وصغائر سے بچتے رہیں تو کیا وہ نبی ہوسکتے ہیں۔ یا دعویٰ کر کے یہ باتیں دلیل نبوت بنا سکتے ہیں۔

اور اگر کہیے کہ ہم اس سے ایسی امور مراد لیتے ہیں اور اس شان کے ساتھ علی وجہ الکمال نبی کے واسطے مانتے ہیں کہ نوع انسان میں اور کسی فرد میں اس طرح ان کا وجود متحقق نہ ہو تو یہ بھی معجزہ ہے اور ہمارے مدعا کے مخالف نہیں جب یہ باتیں ایسی تسلیم کر لی گئیں جو عام طاقت بشری سے بڑھے ہوئے ہیں۔ پھر معجزات مشہورہ پتھر کا بولنا، ہاتھ سے چشمۂ آب جاری ہونا، شق القمر وغیرہ میں کیا کلام رہا مطلب و مضمون کے اعتبار سے مدعا ایک ہی ہے۔ اگر یہ کہیے کہ بعض بازی گر شعبدہ گر جادوگر وغیرہ ایسی باتیں ایسے کام کر دکھاتے ہیں جن میں اور معجزہ میں کچھ فرق نہیں۔ تو سنیئے یہ خیال اسلامی خیال سے بے خبری پر مبنی ہے۔ بازی گر جادوگر مدعی نبوت ہو کر وہ کام یا وہ شعبدہ معجزہ بنا کر دلیل نبوت ٹھہرا کر نہیں دکھا سکتا جھوٹے نبی کے ہاتھ پر معجزہ ظاہر نہیں ہوسکتا۔ مدعی نبوت بن کر کوئی شخص خوارق[1] عادات نہیں دکھا سکتا یہ خاص خدا کا بھید ہے کہ حقیقت حال مشتبہ نہ ہو جائے اور یہاں سارے فلسفہ کی ترکی تمام ہے۔ ہمارے مذہب میں معجزہ کو ممکن نہ ماننا اور اس کے وجود کا انکار کرنا

---

[1]۔ جادو وغیرہ سے خوارق عادات ممکن ہے مگر جب کوئی جادوگر مدعی نبوت ورسالت ہو کر خارق عادت امر ظاہر کرنا چاہے تو ہرگز ظاہر نہ کر سکے گا یا اس کا مقابلہ ظاہر ہو کر کاذب کا کذب اور صادق کا صدق ظاہر ہوگا۔ ۱۲ حبیب الرحمٰن قادری

اس کو نبوت سے بے تعلق سمجھنا بڑی بے دینی کی بات ہے اللہ تعالیٰ سب فتنوں سے مسلمانوں کو بچائے آمین۔

اور یہ بھی ہم مسلمانوں کا اعتقاد ہے کہ جس کو نبوت ملی محض خدا کے فضل سے۔ نبوت کا انسان کے کسب سے حاصل ہونا محال ہے یعنی کوئی چاہے کہ میں بہت سی عبادتیں کر کے نبی ہو جاؤں تو ممکن نہیں ﴿ذَالِکَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ﴾ یہ تو خدا کا خاص فضل و کرم ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے۔

عصمت انبیاء علیہم السلام

اور یہ بھی ہم مسلمانوں کا اعتقاد ہے کہ تمام انبیاء و رسل قصداً گناہ کرنے سے معصوم ہیں اور ان امور میں بھی جن کے پہنچانے کے وہ خدا کی طرف سے مامور ہیں خطاء و سہو سے معصوم ہیں۔

توضیح: ان کی عصمت سے یہ مراد ہے کہ خدا نے اپنی عنایت سے ان کو محفوظ رکھا یہاں تک کہ ان پر گناہ وغیرہ کو اپنی حمایت کے سبب جائز نہ رکھا اور ایسی عصمت و حفاظت انبیاء علیہم السلام کے واسطے خاص ہے جو شخص کسی غیر نبی کے واسطے ایسی عصمت مانے وہ گمراہ ہے۔ ہاں بہت سے اولیاء کے واسطے حفاظت گناہوں سے ہوتی ہے مگر یہ حفاظت انبیاء علیہم السلام کی حفاظت کی مثل نہیں ہوتی ان کے محفوظ قطعی ہونے کا وعدہ خدا کی طرف سے نہیں ہوتا۔

تمام انبیاء علیہم السلام انسان تھے

اور یہ بھی ہم مسلمانوں کا اعتقاد ہے کہ مرتبۂ نبوت کسی عورت کو نہیں دیا گیا اور جو اس کے قائل ہیں ان کا قول باطل ہے اور تمام انبیاء علیہم السلام انسان ہی تھے۔ جنوں کو نبی ماننا

غیر معتبر قول ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں انبیاء جنس حیوانات [1] یا جمیع مخلوقات کی جنس سے بھی ہوتے ہیں وہ گمراہ ہیں۔

تعداد انبیاء مقرر نہیں

اور یہ بھی ہم مسلمانوں کا اعتقاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بہت سے رسول بھیجے بعض کا تو ان میں سے اپنے کلام مبین میں ذکر فرمادیا اور بعض کا ذکر نہ کیا ان کی یقینی تعداد و گنتی مقرر و معیّن نہ کرنا چاہئے۔ بعض روایتوں میں جوان کا تقرر و تعین آ گیا ہے وہ قابل اعتبار نہیں نہ اس پر حکم قطعی ہو سکتا ہے۔

فائدہ: ہمارے رسول پاک ﷺ کے زمانہ سے پہلے ہندوستان میں بھی رسول خدائی الہام و وحی پائے ہوئے آئے ہوں گے مگر چونکہ صحیح طریقہ سے کسی خاص شخص کی نسبت یہ بات ثابت نہ ہوئی لہٰذا کسی خاص کو نبی یا رسول مان لینا ہرگز جائز و درست نہیں ہو سکتا مشکوک حالت پر عقل حکم نہیں لگا سکتی۔

حیات انبیاء علیہم السلام

اور یہ بھی ہم مسلمانوں کا اعتقاد ہے کہ انبیاء عالم برزخ میں زندہ ہیں۔ اور وہ زندگی [2] ایسی ہے جیسی عالم دنیا میں تھی اس میں کسی مسلمان کو خلاف نہ ہونا چاہئے۔

---

[1] حیوانات وغیرہ میں نبی ہونا مرتبۂ نبوت کی حقارت ہے کیونکہ نبی خدا کا خلیفہ ہوتا ہے اس کو مکلف ہونا، پاک لطیف ستھرا ہونا ضروری ہے۔ معارف توحید سے باخبر صاحب ادراک و شعور ہونا لازم ہے۔ فافہم ۱۲ حبیب الرحمٰن قادری بدایوانی

[2] یعنی ان کے اجسام بھی باقی رہتے ہیں وہ ہرگز ہرگز گلتے سڑتے نہیں جیسا کہ حدیث میں آ گیا ہے "ان اللہ حرم علی الارض ان یاکل من اجساد الانبیاء ۔ فتذکر ۱۲ حبیب قادری

حضور ﷺ کی نبوت کے اثبات پر تقریر

سردار رسل حضور والا ٹھہرے — واللہ کہ سب جہاں سے اعلیٰ ٹھہرے
منظور ملا انہیں کو یہ رتبۂ پاک — محبوب خداوند تعالیٰ ٹھہرے

حضور سرور عالم ﷺ کا تشریف لانا تواتر سے ثابت ہے۔ عرب میں خاندان قریش میں عبدالمطلب کے گھران کے صاحبزادہ حضرت عبداللہ کی اولاد میں حضور اکرم **روحی له الفداء** کا پیدا ہونا یقینی ہے۔ ان کا دعویٔ نبوت مانا ہوا امر ہے۔ معجزوں کا حضور ﷺ کے ہاتھ پر ظاہر ہونا اس کا مصدق اور آپ کی نبوت کا ثابت کرنے والا، اور آپ کے سچے نبی ہونے کا شاہد ہے۔ حضور ﷺ کے دین توحید کا سارے عالم میں پھیلنا خدا کی تائید سے بڑی بڑی سلطنتوں کا حضور کے اور حضور ﷺ کے غلاموں کے قبضہ میں آنا آپ کے سچے نبی ہونے کا گواہ ہے۔ اس لئے کہ بموجب وعدۂ الٰہی جھوٹا نبی ذلیل ہوتا ہے اور اس کے دین کو فروغ نہیں ہوتا اس کا جھوٹا ہونا خدا کی طرف سے آشکار و ظاہر کیا جاتا ہے۔

بشارات صحف سابقین

حضور ﷺ کا اچھے اچھے اخلاق سے آراستہ ہونا، کفار قریش کا باوجود مذہبی عداوت کے آپ کے شبانہ روز کے حالات وواقعات پر طرز معاشرت پر کوئی حرف گیری نہ کرسکنا اور برابر آپ کو امین کہتے رہنا۔ علاوہ اس کے حضور ﷺ کی تشریف آوری کی بشارتیں اگلی کتابوں آسمانی صحیفوں میں موجود تھیں اور اب بھی باوجود تحریف وتغیر یہ مضمون نکلتا ہے چنانچہ توریت کے باب استثناء میں اللہ تعالیٰ کا کلام اس طرح منقول ہے۔ ملاحظہ ہو۔

''میں ان کے لئے ان کے بھائیوں سے تجھ سا نبی برپا کروں گا اور اپنا کلام اس

کے منہ میں ڈالوں گا اور جو کچھ میں اس سے فرماؤں گا وہ سب ان سے کہے گا اور ایسا ہوگا جو کوئی میری بات کو جسے وہ میرا نام لے کر کہے گا نہ سنے گا تو میں اس کا حساب اس سے لوں گا اور جو نبی ایسی گستاخی کرے کہ کوئی بات میرا نام لے کر کہے جس کے کہنے کا میں نے اسے حکم نہیں دیا تو وہ قتل کیا جائے گا''۔ یہ بشارت نہ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے ہے نہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کے لئے بلکہ خاص حضور سرور عالم محمد عربی ﷺ کے لئے ہے کیونکہ حضرت یحییٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وقت میں بھی اس نبی کا انتظار تھا اس وقت کے علماء توریت اس کے منتظر تھے۔ دوسرے یہ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا گیا کہ تیری مثل نبی برپا کروں گا اور یہ ظاہر ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مثل نہ تو حضرت یحییٰ علیہ السلام تھے نہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس لئے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جدید شریعت عطا ہوئی تھی اور حضرت یحییٰ علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کے متبع تھے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تو عیسائیوں نے خود اس بشارت سے خارج کر دیا کیونکہ وہ ان کو خدا یا خدا کا بیٹا مانتے ہیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام آدمی تھے لہٰذا مماثلت نہ رہی۔ تیسرے حضرت عیسیٰ علیہ السلام بقول نصاریٰ پھانسی دیئے گئے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایسا واقعہ نہ ہوا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ کے پیدا ہوئے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام ایسے نہ تھے غرضیکہ ان دونوں حضرات میں مماثلت نہ پائی گئی اور یہ دونوں اس بشارت سے مراد نہ ہوئے۔ بلکہ ہمارے حضور سرور عالم ﷺ مراد ہیں جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں حلال و حرام کے احکام تھے ویسے ہی حضور کی شریعت بیضاء کے احکام ہیں حضرت موسیٰ انسان تھے بیوی بچے رکھتے تھے ایسے ہی حضور ﷺ بھی۔

زبور میں حضرت داؤد علیہ السلام کا قول اس طرح حضور اکرم ﷺ کی شان پاک

میں منقول ہے۔ ملاحظہ ہو۔

میرے دل میں اچھا مضمون جوش مارتا ہے میں ان چیزوں کو جو بادشاہ کے حق میں بتایا ہے بیان کرتا ہوں۔ تو حسن میں بنی آدم سے کہیں زیادہ ہے۔ تیرے ہونٹوں میں لطف ڈالا گیا ہے۔ اس لئے ابد تک خدا نے تجھ کو مبارک کیا۔ اے پہلوان اپنی تلوار کو جو تیری حشمت و بزرگی ہے حمائل کر کے اپنی ران پر لٹکا۔ اور سچائی و اقبال مندی سے آگے بڑھ۔ تیرے تیر تیز ہیں۔ تیرے سارے لباس سے خوشبو آتی ہے۔ بادشاہوں کی بیٹیاں تیری عزت والیوں میں ہیں۔ تیرے بیٹے باپ داداؤں کے قائم مقام ہوں گے تو ان کو تمام زمین کا سردار مقرر کرے گا۔

تمام اہل کتاب اس امر کو مانتے ہیں کہ داؤد علیہ السلام ایک ایسے نبی کی بشارت دیتے ہیں جو ان کے بعد ان صفات سے موصوف ہو کر ظاہر ہوگا۔ عیسائی اس بشارت سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مراد لیتے ہیں اور ہمارے نزدیک حضور سید الانبیاء محمد عربی ﷺ اس سے مراد ہیں۔ چونکہ اس بشارت میں چند اوصاف موجود ہیں اور یہ باتیں مذکور ہیں۔ حسین ہونا قوی ہونا، افضل البشر ہونا، فصیح ہونا، کپڑوں سے خوشبو آنا، بادشاہوں کی بیٹیوں کا ان کے گھر میں آنا، ان کی اولاد کی سرداری وغیرہ۔ ان اوصاف سے خصوصی طور پر کوئی وصف بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے مخصوص نہیں۔ اب ہم سے سنیے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور سرور عالم ﷺ سے زیادہ حسین کوئی شئے نہ دیکھی گویا آفتاب حضور کے چہرۂ انور میں چلتا تھا۔

خوشبو کا یہ حال تھا کہ جس گلی کوچہ سے حضور گزرتے تھے گلیاں مہک جاتی تھیں اور لوگ جان جاتے تھے کہ سرکار یا گل گلشن توحید یا معرفت الٰہی کا سدا بہار پھول از ہر ہو کر گزرا

ہے۔ حضور کا عرق یعنی پسینہ ایک عورت کے لگا دیا اس کی کئی پشت تک برابر خوشبو آتی رہی اور وہ گھر عرب میں بیت العطارین مشہور ہو گیا۔

قوت کا یہ حال تھا کہ بڑے بڑے قوی لوگ جس کام سے عاجز آتے حضور ادنیٰ توجہ میں اسے پورا فرماتے۔ رکانہ عرب کا نامی بیمثل پہلوان ایک دن جنگل میں حضور سے ملا اور کہا مجھے کشتی میں مغلوب کر دیجئے تو تصدیق رسالت کروں گا چنانچہ فرمایا: آ، زور کر۔ گھنٹوں سر مارا۔ پسینہ میں شرابور ہو گیا۔ مگر حضور ویسے ہی کھڑے تبسم فرماتے رہے۔ اور ذرا آپ ﷺ نے اشارہ فرما دیا کہ رکانہ زمین پر آ گرا۔

تیر اندازی تو خاص بنی اسمٰعیل کا حصہ ہے ہمارے حضور نبی کریم ﷺ کے پاس بھی تیر کمان اکثر وقت رہتا تھا اور بچپن سے آپ کو اس کا شوق تھا۔ اس مقام پر ایک مخالف مذہب یورپ کے مشہور فلاسفر مسٹر ٹامس کا قول مجھے یاد آیا۔ وہ کہتا ہے محمد (ﷺ) کے یار بڑے جواں مرد اور بہادر تھے اس لئے کہ خود محمد صاحب میں بہادری کی اعلیٰ روح سرایت کئے ہوئے تھی۔

بادشاہوں کی بیٹیوں نے آپ کی آل کی خدمت کا شرف حاصل کیا ہے۔ چنانچہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے حرم میں یزدجرد کسریٰ فارس کی لڑکی حضرت شہر بانو تھیں۔ اسی طرح سادات کو دین و دنیا کی سرداری ملی حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے اور حضرت مہدی جو آخر زمانہ میں ظہور فرمائیں گے وہ بھی آپ کی اولاد سے ہوں گے۔ اور آپ نے فرمایا ہے حسن و حسین (رضی اللہ عنہما) جوانان جنت کے سردار ہیں۔

غرضیکہ حضرت داؤد علیہ السلام کی بشارت من کل الوجوہ حضور سرور عالم ﷺ کے حق میں ہے۔ جیسا کہ ہم نے آپ بتا دیا۔

حضرت مسیح علیہ السلام کی بشارت

(انجیل باب ۱۴) میں حضرت مسیح کا یہ قول ہے اپنے حواریوں سے فرماتے ہیں اگر تم مجھے دوست رکھتے ہو تو میری وصیتوں کو سنو۔ اور میں باپ سے مانگتا ہوں وہ تمہیں دے گا۔ فارقلیط اور اب میں نے تم کو اس کے آنے سے پہلے خبر کر دی تا کہ جب وہ آئے تو تم ایمان لاؤ۔

فارقلیط کے معنی محمد یا احمد کے ہیں جیسا کہ بعض پادریوں نے خود اس کو مان لیا ہے۔ یہ دلیلیں صرف مخالفوں کا سر جھکانے اور انہیں کی لاٹھی اور انہیں کا سر کی مصداق ہیں۔ ورنہ ہم مسلمانوں کو خدا کا کلام کافی ہے جس میں وہ اپنے حبیب لبیب کے سچے نبی ہونے کی شہادت دے رہا ہے۔ مگر اس زمانہ میں چونکہ یہ رنگ طبیعتوں کو بھلا معلوم ہونے لگا ہے کہ فلاسفران یورپ وغیرہ کے اقوال بھی دلیل میں بیان کئے جائیں۔ حالانکہ خدائی شہادت ہوتے ہوئے کسی اور شہادت کی ضرورت نہیں مگر پھر بھی ہمارے نبی کریم ﷺ کی عظمت وشان کا غیبی نمونہ اور قاہر کرشمہ ہے کہ مخالف تک آپ کے قائل ہو رہے ہیں۔ اور مجبور کر کے قدرت ان کی زبان سے مدح محبوب کرا رہی ہے۔ اور یوں اس سردار کل کا بول بالا ہو رہا ہے۔ چنانچہ ایسے لوگوں کے اقوال کو بہت سے لوگوں نے بصورت رسالہ جمع کیا ہے ان سب رسالوں میں میرے مخدوم مولانا سید نذیر الحسن صاحب ایرایانی کا رسالہ طریق الامان خوب ہے اسی سے لے کر دو چار اقوال میں بھی نقل کرتا ہوں۔

علمائے نصاریٰ کی شہادت

مسٹر جان ڈرنپوٹ کھلم کھلا اقرار کرتے ہیں کہ مجھے اس میں شک نہیں کہ اس شئے سے جس

کے آنے کی خبر اپنے بھائیوں میں حضرت موسیٰ (علیہ السلام) نے دی تھی اور فارقلیط جس کی خبر حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) نے انجیل یوحنا میں دی تھی محمد صاحب (ﷺ) مراد ہیں۔ اسی طرح مسٹر گاڈ فری ہینکس نے اپنی کتاب اپالوجی فرام دی محمد (ﷺ) میں بڑے شرح وبسط سے بیان کیا ہے کہ آپ سچے نبی اور خلق کو ہدایت کرنے والے تھے اسی طرح مسٹر ہنٹر صاحب واسکاٹ صاحب وغیرہ وغیرہ بہت سے عیسائی مشہور لوگوں کے اقوال ہیں۔

خیال کرو آج یہ تمام مذہبی مخالفین جس کی مدح میں رطب اللساں ہیں۔ وہ کس درجہ کا عظمت والا اور سچائی وراستی کا پھیلانے والا ہوگا کہ سیکڑوں صدیاں گزرنے پر بھی جس کا روحانی صداقت سے بھرا ہوا اثر مخالفین سے یہ کچھ کہلوا رہا ہے۔

الحق کہ وہ سچے اور اپنے سچے خالق ومالک عاشق خدا کے برگزیدہ محبوب ونبی ہیں۔ اور میں سچے دل سے ان کی رسالت کی تصدیق کر کے کہتا ہوں اور تمام ناظرین رسالہ کو گواہ کرتا ہوں **لا الہ الا محمد رسول اللہ اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمداعبدہ ورسولہ الذی بعث الی الاحمروالاسود وکافۃ للناس بشیرا ونذیرا۔**

ختم نبوت

اور یہ بھی ہم مسلمانوں کا اعتقاد ہے کہ خدا نے حضور پر نبوت ختم کر دی اور حضور خاتم النبیین ہیں اور جو اس کا منکر ہے وہ کافر ہے۔ کیونکہ یہ مضمون نص قطعی سے ظاہر ہے ارشاد ہوتا ہے۔ ﴿**مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ**﴾ پس اب نبی ہونا محال ہے کیونکہ اب حضور ﷺ کا خاتم النبیین ہونا واجب بالغیر ہوگیا اور سلب خاتمیت حضور ﷺ سے ممتنع بالغیر ہے اگر ممکن مانا جائے تو کذب الٰہی لازم

اور وہ محال۔ **فافھم**.

اور یہ بھی ہم مسلمانوں کا اعتقاد ہے کہ حضور کی نبوت تمام مکلفین کے لئے عام ہے خاص عرب کے لئے آپ نہیں ہیں بلکہ کافۃ للناس تمام آدمیوں کے لئے تمام عالم کے واسطے۔

حضور ﷺ کی افضلیت اور امت کا شرف

اور یہ بھی ہم مسلمانوں کا اعتقاد ہے کہ حضور اکرم ﷺ تمام خلق خدا سے افضل ہیں فرشتوں اور پیغمبروں میں بھی کوئی آپ کے مرتبہ کا نہیں پھر باقی عالم میں کون ہے آپ کی امت کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿**کنتم خیر امۃ** ......الخ﴾ یعنی اے امت محمد تو سب سے اچھی ہے۔

فائدہ: ظاہر ہے کہ امت کی فضیلت کسی کمال دینی کا سبب ہے اور وہ کمال دینی حضور سرور عالم ﷺ کے کمال کا تابع ہے پس جب امت تمام امتوں سے افضل ہوئے تو حضور بھی جن کے کمال سے امت کو یہ فضیلت ملی تمام پیغمبروں سے افضل ہوئے اور مخلوق الٰہی میں سب سے افضل پیغمبر ہیں لہٰذا حضور تمام عالم سے افضل ہیں۔

اور یہ بھی ہم مسلمانوں کا اعتقاد ہے کہ کمالات مخصوصہ میں حضور کا مثل محال ہے۔ جو بزرگیاں، بہتریاں، بڑائیاں، خوبیاں ان کے چاہنے والے خدا نے ان کو دیں وہ کسی دوسرے کو نہیں مل سکتیں اور جو اس کا منکر ہے وہ راہ حق سے دور ہے اس لئے کہ ان کو وہ اوصاف کمالیہ عطا ہوئے جس میں شرکت کو گنجائش نہیں۔ مثلاً دو (۲) افضل حقیقی ہونا محال ہیں ورنہ اجتماع النقیضین لازم آئے اور وہ محال ہے اور محال قدرت الٰہی میں داخل نہیں۔

معراج اور اس کے متعلق تفصیلی بات چیت

اور یہ بھی ہم مسلمانوں کا اعتقاد ہے کہ معراج حق ہے اللہ تعالیٰ جاگتے میں حضور ﷺ کو مسجد اقصیٰ[1] تک لے گیا پھر وہاں سے آسمانوں کی طرف پھر وہاں سے جہاں اس نے چاہا اور حضور ﷺ کو سر کی آنکھوں سے دیدار الٰہی نصیب ہوا۔

تفصیلی مقام

کیفیت معراج میں بعض لوگوں کو اختلاف ہے ایک گروہ نے یہ مذہب لیا کہ معراج روحی ہوئی اور جسد مطہر مکہ میں بستر پر رہا۔ اس گروہ میں دو (۲) خیال کے لوگ ہیں ایک وہ جو احادیث اور اقوال صحابہ سے اپنا مدعا ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ دوسرے وہ جونئی روشنی نئے خیال جدید فلسفہ کے حلقہ بگوش ہیں۔ ہم دونوں سے ہر ایک کے مذاق کے موافق مختصری گفتگو کرتے ہیں۔ پہلے گروہ والوں کے پاس چند احادیث ہیں جن سے ثابت کرتے ہیں کہ معراج جسدی نہ تھی بلکہ محض روح کو عالم خواب میں مناظر علویہ الٰہیہ کی سیر ہوئی تھی۔ یہ لوگ حضرت معاویہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما کے اقوال پیش کرتے ہیں حضرت صدیقہ مقدسہ کی طرف یہ قول منسوب کیا جاتا ہے جس کا ترجمہ یہ ہے۔ کہ حضور ﷺ کا جسم نہ مفقود ہوا، یا بروایت دیگر مجھ سے حضور کا جسم اس رات جس رات معراج ثابت کی جاتی ہے جدا نہ ہوا۔ اور حضرت معاویہ کا یہ قول بیان کیا جاتا ہے **كان رؤيا صالحة**۔ پہلی روایت حضرت صدیقہ کو صحیح مان کر ہم جواب دے سکتے ہیں کہ مطلب اس قول کا یہ ہے کہ حضور کا جسم نہ مفقود ہوا یعنی روح بدن سے علیحدہ آسمانوں پر نہیں گئی بلکہ مع جسد و روح

---

[1] یعنی بیت المقدس، اور وہاں لے جانے میں یہ حکمت تھی کہ خدا جانتا تھا کہ کفار وہاں کا حال حضور سے پوچھیں گے اور یہ سب پر ظاہر ہے کہ حضور کبھی وہاں گئے نہیں ہیں اور کفار میں سے اکثر جاتے رہتے ہیں لہٰذا حضور کا وہاں کی حالت بتانا تصدیق معراج ہوگا۔ ۱۲ حبیب الرحمٰن قادری بدایونی۔

معراج ہوئی جو ہمارے مدعا کے موافق ہے۔ دوسری روایت میں ہم کو کلام [1] ہے۔ اس لئے کہ حضرت عائشہ اس وقت پیدا بھی نہ ہوئی تھیں یا سن شعور کو نہ پہنچی تھیں پھر ان کا قول ان صحابہ کے اقوال کے مقابلہ میں جو اس وقت موجود تھے قابل اعتبار نہیں۔ رہا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا قول اس کا یہ حال ہے کہ آپ فتح مکہ میں ایک مدت بعد مشرف باسلام ہوئے ہیں۔ پس ان کا قول بھی بمقابلہ صحابہ موجودین معتبر نہیں اور مجوزین معراج جسدی جو آپ سے پہلے کے صحابہ ہیں ان کے قول کے برابر وقیع نہیں۔ علاوہ بریں حضور کو اور کئی مرتبہ معراج رویا میں بھی ہوئی شاید یہ قول اس کا بیان ہو۔

اور دوسری دلیل بین یہ ہے کہ قرآن پاک میں حق جل مجدہ ارشاد فرماتا ہے۔ ﴿سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ......الآیۃ﴾ اور یہ مسلّم اور مانی ہوئی بات ہے کہ لفظ عبد کا اطلاق جسم مع روح پر ہوتا ہے اور قرآن شریف میں اسی معنی سے لفظ عبد بہت جگہ آیا ہے۔ مثلاً ﴿اَرَاَیْتَ الَّذِیْ یَنْھٰی عَبْدًا اِذَا صَلّٰی﴾ اور ظاہر ہے کہ صلوٰۃ جسم مع روح کے معتبر وقابل ذکر ہوتی ہے اور یہاں بھی مجموعۂ روح وجسد مراد ہے۔ سورۂ جن میں ہے ﴿وَاَنَّہٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰہِ یَدْعُوْہُ﴾ یہاں بھی داعی جسم مع روح قرار دیا گیا ہے۔ پس بحمد اللہ تعالیٰ واضح ہو گیا کہ معراج روح وجسد دونوں کو ہوئی۔ اور یہ رکیک شکوک قابل اعتبار اور اعتماد نہیں۔ خواب میں تو معراج حضور کو بارہا ہوئی چنانچہ مواہب لدنیہ میں ہے۔ "**قال بعض العارفین ان لہ صلی اللہ علیہ وسلم اربعۃ وثلثین مرۃ الذی اسری بہ منھا اسرا واحدا لجسمہ والباقی بروحہ رویا راھا**" یعنی بعض عارفوں کا قول ہے کہ

---

[1] معراج کو بعض تو کہتے ہیں کہ ۱۲ بعثت میں ہوئی بعض کہتے ہیں کہ ۵ بعثت میں۔ پہلے قول پر تو حضرت خدیجہ حیات تھیں کیونکہ آپ کی وفات ۱۳ بعثت میں مسلم ہے۔ اور یہ مانی ہوئی بات ہے کہ حضرت خدیجہ کی حیات میں حضور نے کوئی اور نکاح نہ فرمایا۔ دوسرے قول پر حضرت عائشہ نہایت صغیر سن تھیں کیونکہ وقت نکاح آپ کی عمر ۷ سال کی تھی۔ ۱۲

حضور کو سوتے میں چونتیس (۳۴) بار معراج ہوئی۔ اور ایک بار جاگتے میں مع روح وجسم کے۔

دوسرے گروہ کے لوگ پھر دو (۲) رنگ کے ہیں۔ ایک فلسفہ قدیم والے ایک فلسفہ جدید والے۔ **نمبر اول** جن کے یہ خیالات ہیں کہ جسم کو اس قدر جلد اتنی تیز حرکت کس طرح ہوسکتی ہے اور ثقیل جسم کس طرح آسمانوں پر جاسکتا ہے حالانکہ نہ آسمانوں میں دروازے ہیں نہ کھڑکیاں اور نہ وہ پھٹ سکتے ہیں یہی ان کا خیال ہے جو معراج کے انکار کا سبب ہوا۔ اس امر کے متعلق دو (۲) باتوں پر نظر ڈالی جائے گی۔ **اول** اس کا جواز[1] عقلی دوسرا وقوع۔

امر اول کے متعلق گزارش ہے کہ ایسی حرکت جو تیزی میں اس حد تک پہنچی ہوئی ہو ممکن ہے اور تمام ممکنات پر اللہ تعالیٰ قادر ہے۔ جس سے معلوم ہو گیا کہ ایسی حرکت محال نہیں۔ سنو! یہ بات بھی مسلّم ہے کہ آفتاب کا کرہ زمین سے کئی سو حصہ بڑا ہے پھر بھی ہم دیکھتے ہیں کہ طلوع الشمس نہایت ہی جلد ہو جاتا ہے جس سے حرکت کی تیزی کا ممکن ہونا نکلتا ہے۔ اور اگر ذرا غور کیا جائے تو حرکت آسمان وزمین اس مسئلہ امکان حرکت سریعہ کا فیصلہ کر دے گی اور پھر اس کا وقوع ہم کو خدا کے کلام سے منانے میں تامل نہ ہوگا۔ اکثر مذہب والے ایک خبیث جسم کا وجود مانتے ہیں جس کو شیطان ابلیس کہا جاتا ہے اور ہر زبان میں وہ جداگانہ الفاظ میں بولا اور مانا جاتا ہے۔ اور یہ بھی مانا جاتا ہے کہ وہ ہی شیطان آدمیوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالتا ہے اور یہ بھی تسلیم کیا گیا ہے کہ شیطان کے لئے ایک آن میں مشرق سے مغرب تک انتقال ممکن ہے پس جب ایسی تیز حرکت ابلیس جسم خبیث کے لئے مان لی گئی تو انبیاء خاص

---

[1] یعنی عقل کے نزدیک ایسی تیز حرکت جائز ہے یا نہیں اور عقل اس کو تسلیم کرتی ہے یا نہیں؟ ۱۲ ح

کر سید الانبیاء روحی لہ الفداء ﷺ کے لئے ماننے میں کیا تامل ہے۔ باقی رہا حضور کے جسم لطیف[1] کا آسمانوں پر جانا محال سمجھنا اس دلیل سے کہ آسمانوں میں کہیں دروازے نہیں اس امر پر مبنی ہے کہ آسمان خود بخود پیدا ہوئے ہیں ورنہ کون سا محال لازم آتا ہے اگر ہم یہ کہہ دیں کہ خدا نے آسمان میں دروازے بنائے ہیں۔

پہلے اس کو ثابت کر دو کہ آسمان میں دروازے ہونا محال ہے۔ اس بات کے بھی تم قائل ہو کہ آسمان منطقہ کی جگہ بہت تیز رفتار ہے۔ اور قطبین کی جگہ ساکن ہے اور اس کے بھی قائل ہو کہ آسمان میں کہیں بہت دَل ہے کہیں بہت پتلا ہے اور ایک جسم آسمان میں بہت زیادہ روشن ہو گیا ہے جس کو آفتاب اور اس سے کم کو ماہتاب اور اس سے کم کو تارہ کہتے ہیں۔ اسی طرح بہت سے اختلافات آسمانوں میں تمہارے نزدیک بھی مسلّم ہیں اگر کوئی پیدا کرنے والا نہ تھا اور مقتضائے طبعی تھا تو یہ اختلاف کس طرح ہوئے اور ان کا مرجح کون تھا جو جواب تم اس کا دو گے وہی ہم آسمانوں میں دروازے، کھڑکیاں ہونے کا دیں گے۔

دوسرے یہ کہ حکماء تو صرف نویں (۹) آسمان کا ٹوٹنا، پھٹنا محال سمجھتے ہیں نہ اور آسمانوں کا اور یہ ہمارے مدعا کے خارج نہیں اور اصل تو یہ ہے کہ یہ تمام اختلافات واہیات اور خواہ مخواہ طبع آزمائی ہے جب مالک جل مجدہ جو تمام عالم کا پیدا کرنے والا ہے خود اس امر کا چاہنے والا تھا تو کہاں کا ٹوٹنا، پھٹنا جس طرح اس کی قدرت نے چاہا ظہور فرمایا۔ یہ بات چیت دلدادگان فلسفۂ قدیمہ یونانیہ سے تھی حال کے فلسفیان جدید یورپ کے مقلدین

---

[1] اس لفظ میں اہل معرفت کے اس قول کی طرف اشارہ ہے کہ جب انسان کامل تزکیۂ نفس کر لیتا ہے تو اعلیٰ درجہ کی لطافت اس کے بدن میں آجاتی ہے کہ جسم بھی بمنزلہ روح کے ہو جاتا ہے۔ پس حضور تو تمام عالم کو پاک کرنے اور تزکیہ سکھانے کے واسطے آئے تھے اور ظاہر ہے کہ پاک وہ ہی کرے گا جو خود پاک ہو تو حضور کا جسم لطیف آسمان سے بغیر آسمان ٹوٹے پھٹے نکلنا ایسا ہے جیسے آئینہ سے نظر کا پار نکلنا اسی وجہ سے تو حضور کے جسد لطیف کا سایہ نہ تھا اور یہ دلیل اعلیٰ درجہ کی لطافت کی ہے۔ ۱۲

سرے سے آسمانوں کے وجود کے منکر ہیں اور اجزام علویہ کے خرق والتیام یعنی پھٹنے چرنے کو ممکن بتاتے ہیں۔ ان سے صرف ثبوت سماوات میں بحث ہوگی ان کا شبہ انکار آسمان میں بڑے سے بڑا یہ ہوگا کہ اچھے اچھے دوربینوں کے شیشوں سے نظر نہیں آتا اس کا مختصر سا جواب یہ ہوسکتا ہے۔ ممکن ہے کہ بسبب شدت لطافت وغایت شفافیت نظر وار پار ہوجاتی ہے ان کا وجود محسوس نہیں ہوتا یا بسبب غایت بُعد قوت دوربین سے پرے ہے۔

منجملہ معجزات قرآن بڑا بھاری معجزہ ہے
جس میں اعجاز کی مختلف شانیں جلوہ گر ہیں

اور یہ بھی ہم مسلمانوں کا اعتقاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے ہاتھ پر معجزات ظاہر فرمائے اور یہ اعتقاد ضروریات دین میں داخل ہے۔ اور ان معجزات میں سے ایک یہ ہے کہ حضور پر قرآن شریف نازل ہوا جس نے بڑے بڑے فصحاء بلغاء عالی خیال عالی دماغ لوگوں کا مقابلہ کیا اور سب کو اپنا مثل لانے سے عاجز کیا اور یہ معجزہ متواتر ہے بلا شک وشبہ۔

فائدہ: اس مقام پر ہمارے علماء کے چند اقوال ہیں بعض تو فرماتے ہیں سارا مجموعہ قرآن شریف معجزہ ہے۔ بعض فرماتے ہیں کہ اس کا ہر ہر جملۂ منتظمہ معجزہ ہے مگر بہتر قول یہ ہے کہ ہر تین آیتوں کی برابر جز ومل کر معجزہ ہے کیونکہ وہ سورۃ جو سب سے چھوٹی قرآن میں ہے تین آیتوں کی برابر ہے۔ اور ایک سورت کی برابر ہی مخالفوں سے اس جیسی طلب کی گئی ہے لہٰذا اتنی ہی بڑی سورۃ کی برابر آیتیں مل کر معجزہ ہے۔ اور قرآن شریف کے معجزہ ہونے کی یہ دلیل بھی بتائی گئی ہے کہ یہ ہزاروں برس پہلے کے واقعات بتاتا ہے اور غیب کی خبریں دیتا ہے۔ اور بعض کے نزدیک اس کا ایجاز (یعنی الفاظ کم اور معنی زائد) معجزہ ہے بعض کے نزدیک اس کی فصاحت معجزہ ہے کہ عرب کے بڑے بڑے شاعر نظم ونثر میں فی البدیہہ طبع

آزمائی کرنے والے اس کی تین آیتوں کی برابر اس جیسا کلام نہ بنا سکے۔ اور بعض کے نزدیک اس کا یہ خاص طرز جو نظم ونثر دونوں سے علیحدہ ہے (اور اس سے قبل اور اس کے بعد کسی کتاب کا اس اسلوب وطرز پر نہ ہونا) معجزہ ہے اور اصل تو یہ ہے شعر

زفرق تا بقدم ہر کجا کہ می نگرم کرشمہ دامنِ دل میکشد کہ جا اینجا است

شق القمر: اور حضور ﷺ کے معجزات میں سے ایک یہ ہے کہ آپ نے موافق خواہش کفار کے چاند کے دو (۲) ٹکڑے کر دیئے اور اس معجزہ پر بھی تمام محدثین وعلماء کا اجماع [1] ہے۔

فائدہ: علامہ قاضی عیاض شفا میں آیت شریفہ ﴿اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ وَاِنْ يَّرَوْا آيَةً يُّعْرِضُوْا وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ﴾ کو لکھ کر فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ اس آیت میں چاند کے دو ٹکڑے ہونے کی خبر بلفظ ماضی دیتا ہے اور کافروں کے اعراض وانکار کو بیان فرماتا ہے جس سے وہ وہم بھی جاتا رہا کہ یہ تو قیامت کی نشانی ہے۔ بلکہ یہاں تو گزرے ہوئے حال کو بیان فرماتا ہے اور یہ مستقل واقع شدہ معجزہ ہے غیب کی خبر ہونے کی سبب معجزہ نہیں۔

علم غیب: اور حضور ﷺ کے معجزات میں سے آپ کا علم غیب ہے۔

تحقیق مقام: یہ ہم تم کو صفات الٰہی کے بیان میں بتا چکے ہیں کہ خدا کی جتنی صفتیں ہیں وہ بذات خود اور مستقل ہیں یعنی بغیر کسی دوسرے سے حاصل کئے ہوئے۔ اسی طرح خدا کا علم غیب ہے۔ اور حضور اکرم ﷺ کا علم غیب حضرت حق سبحانہٗ کا عطیہ غیر مستقل۔ اگر خیال

---

[1] ابن عبدالبر کہ جو اکابر محدثین میں سے ہیں فرماتے ہیں کہ چاند کے دو ٹکڑے ہونے کی حدیث بڑی جماعت صحابہ اور ایسی ہی بزرگ جماعت تابعین سے منقول ہے۔ اور مواہب الدنیہ میں ہے کہ علامہ ابن سبکی شرح مختصر میں کہتے ہیں کہ یہ حدیث میرے نزدیک متواتر ومنصوص ہے۔ ۱۲ حبیب الرحمٰن قادری

پیدا ہو کہ خدا ورسول میں برابری ہوئی جاتی ہے تو سمجھ لو کہ عطیہ اور استقلال میں بہت بڑا فرق ہے۔ اور اگر محض مشارکت اسمی کے سبب ایسا حکم لگا دیا جائے تو چاہئے کہ زندہ، حکیم، سننے والا، دیکھنے والا، وغیرہ وغیرہ الفاظ کسی بندہ کی طرف نہ اضافت کئے جائیں۔ حقیقی حیات، اصلی سمع وبصر تو ذات واجب کی ہے مجازاً یہ سب الفاظ بندوں کی طرف اضافت کئے جاتے ہیں اسی طرح علم غیب بھی ہے البتہ اگر کوئی کہے کہ کوئی صفت کسی بندہ میں بالاستقلال بغیر عطائے خدا پائی جاتی ہے تو ضرور وہ کافر ہے۔ مگر ہم تو حضور سرور عالم ﷺ کا علم غیب خدا کا عطیہ مانتے ہیں۔ اور خدائے تعالیٰ کے علم کی برابر بھی نہیں مانتے بلکہ اس نے اپنی بے انتہا علم میں سے جتنا چاہا عطا کیا ہے۔

توضیح کلام: اور حضور ﷺ کا یہ معجزہ بھی مشہور ہے کہ آپ نے بہت سی پوشیدہ باتوں کی خبر دی بعض ان میں سے واقع ہو چکیں۔ جیسے فتح مکہ اور فتح روم، شام، بیت المقدس وغیرہ اور آپ کا فرمانا کہ میرے اہلبیت میں سے مجھ سے سب سے پہلے ملنے والی میری صاحبزادی (حضرت سیدہ فاطمہ) ہیں۔ چنانچہ حضور ﷺ کی وفات شریف کے چھ (۶) ماہ بعد حضرت سیدہ کا انتقال ہوا اور آپ سے پہلے اہلبیت میں سے کسی کی وفات ثابت نہیں۔ اور حضور نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کی خبر دی کہ آپ قرآن شریف پڑھتے شہید کئے جائیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور حضرت سید الشہداء (حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ) کی شہادت کی خبر واقعۂ کربلا کی پیشین گوئی متعدد بار مختلف طور پر فرمائی اور وہ اسی طرح پوری ہوئی۔ زید بن صوحان سے فرمایا کہ میں دیکھتا ہوں تیرے بدن کا ایک ٹکڑا تجھ سے پہلے جنت میں جا رہا ہے۔ چنانچہ ان کا ایک ہاتھ لڑائی میں شہید ہوا۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ صحابی رسول کریم ﷺ کہتے ہیں کہ ایک دن حضور اکرم ﷺ خطبہ پڑھنے کھڑے ہوئے اور قیامت تک کا حال آپ نے بتا دیا ایسی ہی ہزاروں حدیثیں

ہیں جن سے کتب احادیث بھری ہوئی ہیں۔

شفاء قاضی عیاض اور خصائص سیوطی ومواہب لدنیہ وغیرہا کتب احادیث میں بسیط بحثیں اور طویل بابیں بنی ہوئی ہیں۔ اور حضور ﷺ کا اُمّی ہونا بھی معجزہ ہے اور خاص فضیلت ہے۔ ہاں سوا حضور کے اور میں یہ بات نقصان کی ہے اور باعث ذلت اسی وجہ سے کسی غیر نبی کی تشبیہ حضور سے اُمّی ہونے میں جائز نہیں اور ان امور میں بھی جو حضور کے حق میں جنس کمالات سے ہیں اور غیر نبی کے حق میں جنس نقصان سے تشبیہ دینا گمراہی ہے۔

مرتبۂ شفاعت

بحث شفاعت: اور یہ بھی ہم مسلمانوں کا اعتقاد ہے کہ اللہ تعالیٰ حضور کو بزرگی آخرت کی عطا فرمائے گا اور اس کا ظہور قیامت میں ہوگا۔ کوثر حضور کو ملے گا، اور مقام شفاعت پر جلوہ فرمائیں گے۔ اور یہ بھی ہمارا اعتقاد ہے کہ مرتبۂ شفاعت کا دروازہ حضور ہی کھولیں گے۔ اور سب اگلے پچھلے حضور ہی سے التجاء کریں گے۔ آج جو دنیا میں ان سے مدد چاہنے کو ناجائز بتاتے ہیں فردائے قیامت دیکھیں گے کہ آدم علیہ السلام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک اسی سرکار دولت مدار سے لو لگائے ہوں گے۔ خدائی بھر کے وہی جان عالم شفیع ہوں گے۔ دوزخ جنت دونوں انہیں کے حکم سے بھری جائیں گی۔ اپنے چاہنے والے رب کے حکم سے وہ اپنی شان محبوبیت کا جلوہ دکھائیں گے گنہگاروں کی شفاعت کے لئے لب کشائی فرمائیں گے ادھر سے اس ادائے خاص پر خاص فضل ونعمت کا انعام ہوگا۔ مقام محمود کی مسند پر خدا کی خدائی کا نوشاہ بٹھایا جائے گا۔ ﴿وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَک﴾ کا سہرا جبین نورانی پر باندھا جائے گا۔ سلامی میں جنت غلاموں پر کرم وعنایت ورحمت۔ اللہ اللہ عجب سماں ہوگا۔ مغفرت کی روح تہنیت خواں جنت کی جان مدح سرا غرضکہ جو وہ چاہیں گے ان کا رب کرے گا

محبوب دل میلا نہ فرمائے گا۔

اقسام شفاعت : اور یہ بھی ہم مسلمانوں کا اعتقاد ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی شفاعت بہت قسم کی ہوگی۔اس میں ایک شفاعت عظمیٰ ہے کہ وہ تمام مخلوق کے آرام کے لئے ہوگی جب کہ وہ قبروں سے نکل کر ایک جگہ جمع ہوں گے اور یہ شفاعت عامہ ہے مسلمانوں اور کافروں سب کو شامل ہے۔اور اس قسم میں کسی کو خلاف نہیں۔اور ایک قسم کی شفاعت یہ ہوگی کہ حضور ایک قوم کو جنت میں بغیر حساب و کتاب سوال و جواب داخل کرائیں گے۔اور ایک قسم کی شفاعت ان لوگوں کے حق میں ہوگی جو بعد حساب مستحق نار ٹھہرے ہیں۔ان کو عذاب دوزخ سے نجات دلائیں گے۔اور ایک قسم کی شفاعت یہ ہوگی کہ گنہگاروں کو دوزخ سے نکالیں گے۔اور ایک قسم کی شفاعت یہ ہوگی کہ بعض کافروں کے عذاب میں آپ تخفیف و کمی کرائیں گے جیسا کہ حضرت کے چچا ابو طالب کہ ان کے حق میں احادیث متفق علیہا سے ثابت ہے کہ حضور تخفیف عذاب کے واسطے شفاعت فرمائیں گے۔غرضیکہ یہ ہمارا اعتقاد ہے کہ دربار احدیث میں حضور حبیب کریم ﷺ کی خاطر داری اور عزت قیاس و شمار سے باہر ہے اور کوئی شخص ایسا نہیں جس کو حضور ﷺ کی عزت کی ضرورت نہ ہو بلکہ سب خدا کے دربار میں حضور کے حاجت مند ہیں اور حضور سرور عالم ﷺ خدا کے محبوب اور پیارے ہیں اور حضور کی رضا اور خواہش خدا کو مطلوب ہے۔

اللھم صل علی محمد و اٰلہ علی قدر حسنہ وجمالہ

وفضلہ و کمالہ وغرہ ووقارہ وجلالہ

حضرت علامہ غلام احمد اخگر امرتسری

○ حالاتِ زندگی

○ ردِّ قادیانیت

حالاتِ زندگی:

حضرت علامہ غلام احمد اخگر بن لعل محمد کی ولادت ۱۸۶۴ء بمطابق ۱۲۸۱ھ میں امرتسر (مشرقی پنجاب، بھارت) کے ایک کشمیری بٹ گھرانے میں ہوئی۔ آپ بہت بڑے عالم دین، واعظ، مناظر اور ولی اللہ تھے۔ آپ نے ۱۹۰۶ء میں امیر ملت سے بیعت کی سعادت پائی اور ۱۹۱۴ء میں امیر ملت نے خرقۂ خلافت عطا فرمایا۔ آپ اخبار اہل فقہ کے ایڈیٹر تھے۔ آپ بڑے عابد و زاہد اور شب زندہ دار بزرگ تھے۔

حضرت مولانا غلام احمد اخگر اکثر حضرت امیر ملت قدس سرّہٗ کے تبلیغی دوروں میں ہمراہ رہتے تھے۔ جلسوں میں تقریریں کرتے اور اپنے مواعظ حسنہ سے خلق خدا کو فیض یاب کرتے تھے۔ بہت لوگوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی اور سلسلہ عالیہ میں داخل ہوئے۔ امرتسر سے ایک اخبار بنام ''اہل فقہ'' جاری کیا۔

آپ حضرت امیر ملت قدس سرّہٗ کے محبوب اور جاں نثار خلفاء میں سے تھے۔ امرتسر میں جماعت اہلحدیث کا اخبار ''اہلحدیث'' حضرت امیر ملت قدس سرّہٗ کی شان میں گستاخی کرتا رہتا تھا۔ حضرت مولانا غلام احمد اخگر اور مولانا پیر خیر شاہ امرتسری (متوفی ۱۹۳۰ء) ہفت روزہ ''الفقیہ'' میں مفصل اور مدلل جوابات شائع فرماتے رہتے تھے اور علماء اہلحدیث کو قائل کرتے تھے۔

اہلحدیث جماعت کے سرگروہ مولوی ثناء اللہ امرتسری (۱۸۶۸ء-۱۹۴۸ء) سے بھی دونوں حضرات کے اکثر و بیشتر مناظرے ہوتے رہے جن میں فتح و کامرانی ان کے قدم

چومتی رہی۔ حضرت امیر ملت قدس سرہ اکثر ہدایت فرماتے کہ ''جواب جاہلاں باشد خاموشی''۔ مگران دونوں حضرت کی دینی حمیت اور شیخ کی محبت وحمایت ان کو مجبور کرتی تھی کہ مخالفین کے چیلنج کا جواب دیں اور کسی کو یہ کہنے کا موقع نہ دیں کہ وہ میدان سے ہٹ گئے۔

فتنۂ ارتداد کی سرکوبی کے لئے آپ نے اپنی علالت کی پروا کئے بغیر عرصہ تک آگرہ میں شاندار خدمات انجام دیں۔ ۲۱ مئی ۱۹۲۳ء کو حضرت امیر ملت قدس سرہ نے پندرہ افراد پر مشتمل جو پہلا وفد آگرہ بھیجا تھا اس میں آپ کو امیر مقرر کیا گیا تھا۔ شب وروز کام کرنے کی وجہ سے آپ کی علالت خطرناک صورت اختیار کرگئی تو آپ واپس آگئے اور آپ کی جگہ قاضی حفیظ الدین رہتکی (۱۸۷۱ء-۱۹۴۴ء) کو امیر وفد مقرر کیا گیا۔

حضرت مولانا غلام احمد اخگر کو شعر وشاعری کا بھی خاصا ذوق تھا۔ آپ اخگر تخلص فرماتے۔ آپ کی شاعری زیادہ تر نعتیہ مضامین پر مشتمل تھی۔ آپ نے اپنے پیر ومرشد کا شجرۂ طریقت بھی لکھا جس کا ہر شعر آپ کے عشق ومحبت کی منہ بولتی تصویر ہے۔ آپ کو فن تاریخ پر بھی مہارت تامہ حاصل تھی۔ بہت سے بزرگوں کے وصال پر قطعات تاریخ وفات کہے بالخصوص مولانا پیر غلام رسول قاسمی امرتسری (متوفی ۱۹۰۳ء) اور امام احمد رضا خان فاضل بریلوی (۱۹۲۱ء) کے قطعات تاریخ بھی کہے۔

حضرت مولانا غلام احمد اخگر نے نثر میں بھی کافی کتابیں لکھی ہیں۔ آپ کی تصانیف میں ''مرزائیت کا جنازہ'' اور ''اہلحدیث اور اہلسنّت'' یادگار ہیں۔ آپ مذاہب باطلہ بالخصوص مرزائیت کے مقابلے میں شمشیر برہنہ تھے۔

رد قادیانیت:

رد قادیانیت کے موضوع پر آپ کا ایک رسالہ "مرزا کی دھوکے بازیاں" کے عنوان سے اخبار الفقیہ میں شائع ہوا ہے۔ ادارہ اس رسالے کو **عقیدہ ختم نبوت** کی تیرہویں جلد میں شامل کرنے کی سعادت حاصل کررہا ہے۔

آپ کی وفات ۱۵ اگست ۱۹۲۷ء/ ۱۶ صفر المظفر بروز پیر چھ سات سال کی طویل علالت کے بعد ہوئی۔ آپ کی نماز جنازہ مولانا پیر غلام مصطفیٰ قاسمی امرتسری (متوفی ۱۹۳۳ء) نے پڑھائی۔ بہت سے اخبار و رسائل نے آپ کی رحلت پر اداریئے لکھے۔ انجمن نعمانیہ ہند لاہور کے ماہواری رسالہ بابت جولائی اگست ۱۹۲۷ء نے صفحہ ۶۰ پر یوں لکھا:

موتُ العالِم موتُ العالَم

حضرت مولوی غلام احمد صاحب المتخلص بہ اخگر کی خبر وفات اخبار میں پڑھ کر سخت رنج و ملال ہوا۔ اس میں شک نہیں کہ اہلسنت و جماعت کو سخت نقصان پہنچا۔ **رضینا بقضاء اللہ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔**

علامہ صاحب مرحوم واقعی امرتسر میں حنفیوں کی طرف سے ایک لائق و عمدہ مباحث اور مناظر تھے جس سے وہابیہ اور مرزائیہ کی روح کانپتی تھی۔ ایسے دندان شکن جوابات تحریر فرمایا کرتے تھے کہ فریق مخاصم کو جواب کی گنجائش نہ رہتی تھی۔ غالباً ایسے غیر عاقبت اندیش مخالفین کو تو کسی قدر راحت ہوئی ہوگی جو شیخ سعدی علیہ الرحمہ کی اس قیمتی نصیحت پر بھی ایمان نہ رکھتے ہوں۔

اے دوست بر جنازۂ دشمن چو بگذری

شادی مکن کہ بر تو ہمیں ماجرا رود

علامہ صاحب مرحوم باوجود کئی سال سے سخت مصائب و آلام میں مبتلاء رہنے کے علالت کی حالت میں بھی مخالفین کی تردید میں نہایت مدلل و مبرہن مضامین لکھتے رہے اور مباحثہ اور مناظرہ کیلئے بھی سفر کی تکالیف برداشت کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں قبول فرمائے اور معاد میں مدارج علیا عطا فرمائے۔

ماخوذ از

سیرت امیر ملت جلد دوم،

جوہر ملت سید اختر حسین علی پوری رحمۃ اللہ علیہ

مرزائیوں کی دھوکے بازیاں
اور
ان کا جواب

(مطبوعہ اخبار اہل فقہ امرتسر 3 فروری 1913ء)

(سنِ تصنیف: 1331ھ بمطابق 1911ء)

تصنیفِ لطیف

حضرت علامہ غلام احمد اخگر امرتسری

مرزائیوں کی دھوکے بازیاں اوران کا جواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامدا وشاکرا للہ العزیز الحکیم

مصلیا ومسلما علی رسولہ الکریم

ناظرین پر پوشیدہ نہیں کہ اہل سنت وجماعت وگروہ مرزائیہ میں حیات مسیح علیہ السلام کا مسئلہ مدت سے زیر بحث ہے۔ علمائے اسلام نے مرزائیوں کے دعاوی کے جوابات دیئے۔ مگر آج تک ان کو یہ حوصلہ نہ ہوا کہ علمائے اسلام کی تحریروں کا جواب دے سکیں۔ پھر بھی وہ اگر کچھ کرتے ہیں تو یہ کہ کسی وقت انہیں مضامین کو دہرا دیتے ہیں۔ جو مرزا صاحب لکھ گئے۔ اور علمائے اسلام نے ان کا دندان شکن جواب دیدیا۔

اس مسئلہ کے متعلق ایک مضمون قابل مطالعہ ناظرین درج اخبار اہل فقہ ہونے والا تھا۔ اگرچہ مضمون مختصر ہے لیکن میں نے مناسب سمجھا کہ اس کو بھی بصورت رسالہ اخبار کے ہمراہ چھاپا جائے تاکہ ناظرین اس کو محفوظ رکھ سکیں۔ چنانچہ یہ مضمون آپ کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ امید ہے کہ آپ غور سے مطالعہ فرمائیں گے۔

الراجی الی رحمۃ ربہ الاحد

غلام احمد

عافاہ اللہ و ایدہ مدیر اہل فقہ امرتسر

شروع مضمون

اس میں کوئی شک اور شبہ نہیں ہے۔ اور یہ حق الامر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس وقت تک زندہ آسمان پر موجود ہیں جیسا کہ اہل اسلام اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے۔ اور قرآن شریف اور احادیث ودیگر کتب تاریخ وسیر میں اسی طرح درج ہے۔ پہلے مرزا صاحب اور اب مرزائی اپنا گلا پھاڑ پھاڑ کر چلاتے ہیں، روتے ہیں، چیختے ہیں، آئے دن اسی پر مررہے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں۔ حالانکہ مسلمانوں کے عقائد کے مطابق علاوہ حضرت مسیح ابن مریم علیہما السلام کے تین پیغمبران علیہم السلام اور بھی زندہ اس وقت موجود ہیں۔ دو آسمان پر اور دو زمین پر۔ آسمان پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت ادریس علیہ السلام اور زمین پر حضرت خضر علیہ السلام اور دوسرے حضرت الیاس علیہ السلام، یہ سن کر مرزائی لوگ اور بھی **یتخبطه الشیطن من المس** کی صورت پر ہو جائیں گے۔ ان ہر چہار پیغمبران علیہم السلام کی حیات الی الآن کی تائید میں اخیر میں ان شاء اللہ تعالیٰ لکھا جائے گا۔ لیکن آج ہم مرزائیوں کے ایک اشتہار کی دھوکے بازیاں پیش کرتے ہیں۔ امید ہے کہ ناظرین بغور ملاحظہ فرمائیں گے۔ وہ یوں ہے۔ ہم نے ایک دو ورقہ اشتہار سرخ رنگ کے کاغذ پر حضرت مسیح کی وفات کے متعلق قاضی فضل کریم مرزائی سکنہ لنڈہ بازار لاہور کا دیکھا۔ معلوم ہوتا ہے۔ قاضی جی دھوکے بازیوں میں اچھی مہارت رکھتے ہیں۔ پہلے تو آپ نے آیات لکھی ہیں۔ یہ وہی آیات ہیں جو مرزا جی نے پہلے اپنے ''ازالہ اوہام'' میں لکھی تھیں۔ مرزا جی سے بڑھ کر پانچ آیات زیادہ لکھ دی ہیں۔ تاکہ اپنے پیغمبر سے بڑھ کر رہیں۔ مگر افسوس ہے کہ ان کے جوابات بیسیوں دفعہ علمائے کرام اہل سنت

وجماعت کی طرف سے ہو چکے ہیں۔آپ نے ان کو دیکھنے کی محنت گوارا نہیں کی۔اگر صرف کتاب غایت المرام حصہ دوم مؤلفہ قاضی محمد سلیمان صاحب افسر سررشتہ تعلیم ریاست پٹیالہ یا کتاب شہادت القرآن مؤلفہ مولوی حافظ محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی کی دیکھ لیجاتی۔تو ایسے لکھنے کی جرأت نہ ہوتی۔مگر جب عمداً دھوکا دینا مقصود ہوتو کیوں ایسا کیا جائے۔قاضی جی نے آیات کے لکھنے کی بغرض دھوکا دہی کی کوشش کی۔حالانکہ ایک آیت بھی صریح طور پر وفات حضرت مسیح علیہ السلام پر دلالت نہیں کرتی۔اس پر بھی تاویلات رکیکہ بے معنی کر کے خلاف اجماع اہلسنّت وجماعت وفات مسیح علیہ السلام پر زور دیا جاتا ہے۔

اس اشتہار کی وجہ صرف رسالہ نیام[1] ذوالفقار علی (برگردن) خاطی مرزائی فرزند علی ہے۔جو ابھی نہایت مدلل عقلی ونقلی دلائل کے ساتھ حیات مسیح علیہ السلام پر لاہور میں شائع ہوا ہے۔جواب تو اس کا نہیں ہوسکا۔یہ اشتہار ہی سہی۔اب ہم اس اشتہار کے مشتہر کی دھوکے بازیاں دکھلاتے ہیں۔ازالہ اوہام سے آیات نکال کر درج کر دینا جن کے جوابات عرصہ سے کئی بار ہو چکے ہوئے ہیں۔**پہلا دھوکا ہے**۔دس دھوکے شمار میں ہوں گے۔جس سے مشتہر کی حقیقت معلوم ہو جائے گی۔

دوسرا دھوکا

قولہ: ماسوا اس کے حدیث کی رو سے بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا فوت ہو جانا ثابت ہے۔ چنانچہ (تفسیر معالم کے صفحہ ۱۶۲) میں زیر تفسیر آیت ﴿**یَا عِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ**﴾ لکھا ہے کہ علی ابن طلحہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ اس آیت کے یہ معنی ہیں۔ کہ **انی متوفیک** یعنی میں تجھ کو مارنے والا ہوں۔ (بلفظہ صفحہ ۲ کالم دوم سطر ۲۳)

---

[1] یہ رسالہ میر امیر بخش صاحب کتب فروش لاہور کشمیری بازار سے بقیمت ۲ مل سکتا ہے۔

اقول:۔ ناظرین کومعلوم ہے کہ حضرت ابن عباس ﷺ کی خود تفسیر عباسی موجود ہے جس کی روایت کو تفسیر معالم کے حوالہ سے درج کیا جاتا ہے۔ لازم تھا کہ تفسیر عباسی کے حوالہ سے لکھا جاتا مگر جب دھوکا دینا ہی مراد ہے۔ تو مرزائی صاحب ایسا کیوں کرتے لیجئے ہم حضرت ابن عباس ﷺ کے معنی جو انہوں نے **ممیتک** کے کئے ہیں، دکھلاتے ہیں۔ فرماتے ہیں۔ **متوفیک ورافعک علی التقدیم** [1] **والتاخیر وقد یکون الوفاة قبضاً لیس بموت۔** (بلفظ حدیث شریف کی لغت اور شرح مسلمہ ومقبولہ مرزائیاں مجمع البحار، جلد ثالث کا صفحہ ۴۵۴) یعنی حضرت ابن عباس ﷺ جو **ممیتک** کے قائل ہیں۔ تو وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات الی الآن کے منکر نہیں ہیں۔ بلکہ وہ حیات الی الآن کے قائل ہیں۔ اس لئے انہوں نے اس آیت کو تقدیم وتاخیر لکھا ہے۔ معنی یوں ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے عیسیٰ میں تجھ کو اپنی طرف اسی جسم عنصری کے ساتھ اٹھانے والا ہوں۔ اور پھر بعد نزول از آسمان مارنے والا ہوں۔ اصل عبارت تفسیر معالم کی یہ ہے۔ ''**ان فی هذا الأیة تقدیماً وتاخیراً معناه ای رافعک الی ومطهرک من الذین کفروا ومتوفیک بعد**

---

[1] حکیم نور الدین صاحب نے امرت سر میں بایام مباحثہ آتھم بدوران گفتگو کے عام کہا تھا۔ کہ ہم تقدیم وتاخیر کے قائل نہیں۔ اور نہیں چاہتے کہ جس چیز کو خدا نے مقدم کیا ہے اس کو مؤخر سمجھیں۔ لیکن یہ ان کی زبردستی ہے کیونکہ عام قاعدہ نحوی ہے کہ معطوف اور معطوف علیہ میں ضروری نہیں کہ مقدم مقدم ہو اور مؤخر مؤخر۔ اگر حکیم صاحب اس قاعدہ کو مانتے ہوں تو قرآن شریف کی ان آیت میں تقدیم وتاخیر کو اسی طرح قائم رکھ کر جس طرح کہ قرآن شریف میں مذکور ہے قائم رکھ کر بتادیں۔ سورہ مریم میں حضرت عیسیٰ کے قصہ کے بعد اور انبیاء کا قصہ ہے۔ کیا حضرت عیسیٰ ان انبیاء سے پہلے تھے۔ اور سورہ انعام کے رکوع میں انبیاء کا ذکر اس ترتیب سے ہے۔ ابراہیم، اسحاق، یعقوب اور نوح، داؤد، سلیمان، ایوب، یوسف، موسیٰ، ہارون، ذکریا، یحییٰ، عیسیٰ، الیاس، اسمٰعیل، الیسع، یونس، لوط، علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام۔ اگر حکیم صاحب نہیں چاہتے کہ جس کو خدا نے مقدم کیا اس کو مؤخر کریں۔ اور جس کو خدا نے مؤخر کیا اس کو مقدم کریں۔ تو فرمادیں کہ انبیاء اسی ترتیب سے دنیا میں مبعوث ہوئے۔ (ایڈیٹر)

انزالک من السماء ''یعنی اس آیت میں تقدیم وتاخیر ہے۔اور معنی اس کے یوں ہیں۔ کہ میں تجھ کو اپنی طرف اوپر کو اٹھانے والا ہوں۔اور کفار سے صاف بچانے والا ہوں۔اور پھر آسمان سے اتارنے کے بعد ماروں گا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بہت سی آیات کو تقدیم وتاخیر فرمایا ہے۔اس کے لئے تفسیر اتقان کو دیکھنا چاہئے۔ان کے لکھنے کی یہاں ضرورت اور گنجائش نہیں۔دھوکے باز کو یہ عبارت معالم میں نظر نہ آئی۔افسوس۔

تیسرا دھوکا

قولہ:۔ حضرت ابن عباس کا اعتقاد یہی تھا۔کہ حضرت عیسیٰ فوت ہو چکے ہیں۔

(ملاحظہ، صفحہ۲، کالم دوم، سطر۳۰)

اقول:۔ واہ رے تیری دھوکے بازی! حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے اعتقاد کو اوپر دوسرے دھوکے میں بھی نقل کر دیا گیا ہے۔لیکن اور لیجئے۔آیت شریف ﴿وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ﴾ کے نیچے یوں لکھا ہے۔

الف:۔وبھذا جزم ابن عباس فیما رواہ ابن جریر عن طریق سعید ابن جبیر عنہ باسناد صحیح ومن طریق ابی رجا عن الحسن قال قبل موت عیسیٰ واللہ انہ الان لحی ولکن اذا نزل امنوا بہ اجمعون ونقلہ عن اکثر اھل العلم۔ (ملاحظہ، فتح الباری، باب نزول عیسیٰ علیہ السلام)

یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اسی پر جزم کیا ہے۔جیسا کہ علامہ ابن جریر نے سعید ابن جبیر کے طریق پر ان سے باسناد صحیح روایت کی ہے۔اور ابن رجا کے طریق پر حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے۔کہا ہے عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے۔قسم

ہے خدا کی وہ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) اب تک زندہ ہیں۔ لیکن جب وہ آسمان سے نازل ہوں گے اس وقت سب اہل کتاب حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آویں گے۔ اور اس بات کو اکثر اہل علم سے نقل کیا ہے۔

ب:۔ای وان من اهل الکتب الا لیومنن بعیسیٰ قبل موت عیسیٰ وهم اهل الکتب الذین یکونون فی زمانه فتکون الملة واحدة وهی ملة الاسلام وبهذا جزم ابن عباس فیما رواه ابن جریر من طریق سعید ابن جریر عنه باسناد صحیح ۔ (بلفظہ ارشاد الساری شرح صحیح بخاری)

یعنی کوئی اہل کتاب میں سے نہ ہوگا۔ مگر البتہ ایمان لے آئے گا ساتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے۔ اور وہ اہل کتاب وہ ہوں گے جو آپ کے زمانہ (وقت نزول) میں ہوں گے۔ پس صرف ایک ہی مذہب اسلام باقی رہ جائے گا۔ اسی پر حضرت ابن عباس نے جزم کیا ہے۔......الخ

ج:۔عن ابن عباس ان رهطا من الیهود سبوه وامر فدعا علیهم فمسخهم قردة وخنازیر فاجمعت الیهود علی قتله فاصبره الله بانه یرفعه الله الی السماء ویظهره من صحبة الیهود ۔ (بلفظہ صحیح نسائی)

یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ یہود بے بہبود نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دشنام دہی کی۔ تو ان پر حکماً دعا کی وہ بندر اور سؤر بن گئے۔ تب یہود نے حضرت موصوف علیہ السلام کے قتل کرنے پر اجماع کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو صبر دیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کو آسمان پر اٹھالیا۔ اور یہود کی صحبت سے پاک کردیا۔ لیجئے دھوکے باز کے لئے اس قدر کافی ہے۔ ورنہ اور بہت سے منقولات ہیں۔ جن سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا مذہب اور

اعتقاد صاف ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی قسم زندہ ہیں۔ اور آسمان پر موجود ہیں۔ قرب قیامت نزول فرمائیں گے۔

چوتھا دھوکا

قولہٗ: ناظرین پر واضح ہوگا کہ حضرت ابن عباس قرآن کریم کے سمجھنے میں اوّل نمبر والوں میں سے ہیں۔ اور اس بارے میں ان کے حق میں آنحضرت ﷺ کی ایک دعا بھی ہے۔

(بلفظہٖ صفحہ ۳، کالم دوم، سطر ۳۱)

اقول: ہم اس بات کو مانتے ہیں۔ اور ہمارا ایمان ہے۔ کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ ایسے ہی تھے۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ اور کئی درجہ بڑھے ہوئے تھے۔ یعنی کئی بار انہوں نے قرآن شریف رسول اکرم ﷺ کو سنایا۔ ہمیشہ آیت آیت پر استفسار کرتے تھے۔ جب تک تسلی اور تحقیق کامل نہ ہو جاتی تھی آگے نہیں پڑھتے تھے۔ حضرت رسول اکرم ﷺ نے ان کے حق میں دعا قرآن فہمی اور تفسیر اور حکمت کی فرمائی تھی۔ آنحضرت ﷺ کے چچازاد بھائی تھے۔ دو مرتبہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کو بھی دیکھا تھا۔ آپ کا خطاب حبر الامۃ بھی ہے۔ (دیکھو مقدمہ تفسیر ابن کثیر) اب مرزائیوں کو فوراً اس پر ایمان لانا چاہئے۔ اور جو انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بابت فرمایا ہے۔ اس کو حرز جاں بنانا چاہئے۔ لیکن مرزائیوں کا اس پر بھی ایمان نہیں۔ یہ محض دھوکا ہی دھوکا ہے۔ اسی وجہ سے پہلے ان کی تعریف کرتے ہیں۔ جب ان کو مخالف پاتے ہیں تو گالیاں دینے لگ جاتے ہیں۔ یعنی جب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ **متوفیک** کے معنی **ممیتک** کا کرتے ہیں تو ان کی تعریف کرتے ہیں۔ اور جب اس آیت کو تقدیم و تاخیر فرما کر حیات مسیح علیہ السلام الی الآن کی تصدیق فرماتے ہیں تو گالیاں دینے لگ جاتے ہیں۔ دیکھو مرزا جی کا ازالہ اوہام اس میں مرزا صاحب اس طرح پر درفشانی

کرتے ہیں۔ **وھو ھذا۔**

لیکن حال کے متعصب ملاّ جس کو یہودیوں کی طرز پر **یحرفون الکلم عن مواضعہ** کی عادت ہے۔ اور جو ابن مریم کی حیات ثابت کرنے کے لئے ہاتھ پاؤں مارتے ہیں۔ اور کلام الٰہی کی تحریف اور تبدیل پر کمر باندھ لی ہے...... کہتے ہیں...... بلکہ دراصل فقرہ ''**انی متوفیک**'' مؤخر اور ''**رافعک الیّ**'' مقدم ہے۔ بلکہ بباعث دخل انسانی اور صریح تغییر اور تبدیل وتحریف کے اسی محرف کا کلام متصور ہوں گے۔ جس نے بے حیائی اور شوخی کی راہ سے ایسی تحریف کی ہے۔ اور کچھ شبہ نہیں کہ ایسی کاروائی سراسر الحاد اور صریح بے ایمانی میں داخل ہوگی۔ (بلفظہ مرزاجی کا ازالہ اوہام، طبع ثانی کا صفحہ ۲۹۲،۲)

ناظرین خیال فرمائیں۔ یہ وہی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ ہیں جن کی تعریف مرزاجی نے اپنے ازالہ میں اور مرزائی مشتہر نے اس اشتہار میں دھوکا دینے کی غرض سے کی تھی اور مرزاجی انہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی نسبت جن کا مذہب تقدیم وتاخیر آیت شریف میں ہے۔ اس قسم کی گالیاں نقل کفر کفر نباشد دیتے ہیں۔ ''متعصب ملاّ یہودی تحریف کرنے والا بے حیا، شوخ، ملحد، بے ایمان، العیاذ باللہ''۔

مرزائیو! خدا تم کو ان دھوکوں اور گالیوں کا بدلہ دے۔ بدلہ مل چکا۔ ایمان سے خارج ہوگئے۔ **استغفر اللہ۔**

تعجب! مرزائی لوگ **متوفیک** کے معنوں پر کیوں اس قدر دیگر اقوال کو پیش کرتے ہیں۔ جو صریح مخالف ہیں۔ اور کیوں بار بار دھوکے دیتے ہیں۔ کیوں اپنے پیغمبر مرزا صاحب اور ان کے خلیفہ نور الدین کے دستاویزات کو تسلیم نہیں کرتے ہیں۔ جن میں کوئی حجت نہیں ہوسکتی۔ اور خلیفہ صاحب مرزائیوں کو سمجھاتے نہیں۔ کہ تم **متوفیک** کے وہ

معنی کرو جو مرزا صاحب نے براہین احمدیہ میں کیے ہیں۔ یا جو میں نے تصدیق براہین احمدیہ میں کیے ہیں۔ وہ کیا ہیں؟ ''میں تجھ کو پوری نعمت دوں گا''۔ (براہین احمدیہ، صفحہ ۵۱۹) ''اور میں لینے والا ہوں تم کو''۔ (تصدیق، براہین احمدیہ، صفحہ ۸) مگر اس پر زیادہ تعجب یہ ہے کہ مرزا جی اور ان کے خلیفہ بھی اب ان معنوں پر ایمان نہیں رکھتے۔ کہیں تو کیا کہیں؟ کریں تو کیا کریں؟ یہی دھوکا بازی ہے اور بس۔

پانچواں دھوکا

قولہٗ: اب ہم دکھاتے ہیں کہ قرآن وحدیث میں رفع کے معنی کیا آئے ہیں۔ ﴿**یَرْفَعُ دَرَجَاتٍ مَّنْ نَشَآءُ، یَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْ مِنکُمْ وَالَّذِیْنَ اُوْتُو الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ**﴾ وغیرہ......ہم نے جو کچھ لکھا ہے اس میں یہ ظاہر کیا ہے کہ قرآن میں بھی رفع کے معنی درجے بلند کرنے کے ہیں۔ اور حدیث میں بھی قرب اور درجوں کے بڑھانے کے ہیں۔

(بلفظہٖ، ملخصاً و ملتقطاً، صفحہ ۳، کالم اول و دوم)

اقول: مطلب اور منشاء اس دھوکے کا یہ ہے کہ قرآن شریف اور احادیث شریف میں لفظ رفع کے معنی صرف درجات کے بڑھانے اور بلند کرنے کے ہیں۔ اور کوئی معنی نہیں ہیں۔ قرآن شریف میں جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ﴿**وَمَا قَتَلُوْهُ یَقِیْنًا بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَیْهِ**﴾ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام یقیناً قتل نہیں کیے گئے۔ بلکہ ان کو خداوند کریم نے اپنی طرف اٹھا لیا ہے۔ دھوکا یہ ہے۔ اور الٹے معنی یہ ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا درجہ اٹھا لیا معلوم نہیں۔ اس آیت میں درجہ کا کون سا لفظ ہے۔ جس قدر آیات اور احادیث دھوکا دینے کو نقل کی گئی ہیں۔ ان سب میں لفظ درجہ تو صاف درج ہے۔ لیکن آیت شریف میں کوئی لفظ درجہ کا درج نہیں ہے۔ بلکہ تمام ضمائر جو ان آیات میں آئی

ہیں وہ سب کی سب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع ہیں۔ اندریں حالت اس آیت شریف کے وہی معنی ہیں۔ جو جمہور مفسرین ومجتہدین ومحدثین ومؤرخین نے کئے ہیں۔ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے مع جسم آسمان پر اٹھالیا۔

کتب لغت سے رفع کے معنی

اب ہم لفظ رفع کے معنی کتب لغت قرآن وحدیث سے نکال کر پیش کرتے ہیں۔ جس سے دھوکے کی قلعی اور بھی کھل جائی گی۔ اور ناظرین اچھی طرح سمجھ جائیں گے۔

الف: رفع، برداشتن، **وهو خلاف الوضع**، (بلفظ صراح) یعنی **رفع** کے معنی اوپر کو اٹھانے کے ہیں۔ خلاف وضع کے اس کے معنی نیچے رکھنے یا لے جانے کے ہیں۔

ب: **رفعة رفعا خلاف خفظة**، (بلفظ مصباح المنیر) رفع کے معنی اوپر اٹھانا ہے خلاف نیچے رکھنے کے۔

ج: رفع، برداشتن وحرکت پیش دادن کلمہ را وقصہ حال خود پیش حاکم بردن وبرداشتن غلہ دروده ونجر من گاه آوردن ونزدیک گردانید چیزے را بچیزے۔ (بلفظ منتخب اللغات)

قرآن شریف سے "رفع" کے معنی

الف: قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ﴿**وَرَفَعَ اَبَوَیْهِ عَلَی الْعَرْشِ**﴾ (سورہ یوسف)

اپنے ماں باپ کو حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے تخت پر چڑھا لیا۔ (جب حضرت یوسف علیہ السلام کے ماں باپ ان کو ملنے مصر میں تشریف لے گئے) اس وقت حضرت یوسف علیہ السلام تخت پر بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے اپنے ماں باپ کو تخت پر چڑھالیا۔ اور تخت پر بٹھایا۔ اب غور کرو **رفع** کے معنوں پر کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے

اپنے ماں باپ کو تخت پر مع روح اور جسم کے بٹھایا تھا۔ نہ کہ مرزائیوں کے عقیدہ کے مطابق صرف زبان سے رفع درجات کو تخت پر چڑھالیا۔ اور اپنے ماں باپ کو تخت کے نیچے ہی بٹھائے رکھا تھا۔

ب:۔ ﴿**وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا**﴾ (سورہ مریم) اور ہم نے اس کو (حضرت ادریس علیہ السلام) بلند عالی مکان پر اٹھالیا۔ مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت ادریس علیہ السلام کو بھی اللہ تبارک و تعالی نے آسمان پر اٹھالیا تھا۔ اور وہ بھی آسمان پر اس وقت زندہ ہیں۔ تمام کتب اسلامی میں ایسا ہی لکھا ہے۔ ان کی زندگی کا ثبوت حسب اقرار خاتمہ پر عرض ہوگا۔ **فانتظروا۔**

حدیث شریف سے "رفع" کے معنی

الف:۔رفع رأسه الى السماء، فرفعت رأسى الى السماء. (صحیح بخاری مشکوۃ شریف، صفحہ ۷۰۱) سورہ کہف میں اس کی قرأت میں ان ہر دو جگہ میں آسمان کی طرف سر اٹھانے کے ہیں۔

ب:۔من رفع حجراً عن الطريق كتبت له حسنه. (طبرانی) جو کوئی شخص راستہ سے پتھر اٹھائے اس کے لئے ایک نیکی لکھی جاتی ہے۔ غور کرو۔ پتھر کو زمین پر سے اوپر اٹھالیا ہے۔ نہ کہ درجات کا اٹھانا۔

ج:۔من رفع يديه فى الركوع فلا صلوٰة له. (للحاکم) یعنی جو کوئی رکوع میں ہاتھ اوپر کو اٹھائے اس کی نماز نہیں ہوتی۔ یہاں ہاتھ اوپر کو اٹھانا ہے۔ درجات کا نہیں۔

د:۔ حضرت رسول اکرم ﷺ کی بیٹی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے فرزند فوت ہونے کے وقت کی حدیث میں ہے۔ **فرفع الى رسول الله الصبى.** (صحیح بخاری، مسلم، مشکوۃ شریف، کتاب الجنائز، صفحہ ۱۴۲) یعنی حضرت بی بی رضی اللہ عنہا کا وہ فرزند حضرت رسول خدا ﷺ کے

پاس اٹھا کر لایا گیا۔

سبحان اللہ کیا صاف طور پر **رفع** کے معنی **رفع** جسمی احادیث سے ثابت ہے۔ لیکن مرزائیوں کی دھوکے بازیوں پر خیال فرمائیں کہتے ہیں کہ قرآن وحدیث میں **رفع** کے معنی صرف درجات کے اٹھانے کے ہیں۔ افسوس دھوکے بازی۔

چھٹا دھوکا

قولہٗ:۔ بالآخر ہم یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ اگر ہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اب تک زندہ جانیں۔ تو ان سے کیا نقصان اور ہرج واقعہ ہوتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ کی ختم نبوت پر حملہ ہوتا ہے۔ کہ آنحضرت ﷺ فوت ہو گئے اور ایک دوسرا نبی اب تک زندہ ہے۔ (بلفظہٖ، صفحہ ۴، کالم اول)

اقول:۔ ہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اب تک زندہ جاننے میں مرزائیوں کو اس لئے ہرج واقع ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کو مسیح بنے کا راستہ نہیں ملتا۔ بندۂ خدا یہ کہنا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ ہونے میں آنحضرت ﷺ کی ختم نبوت پر حملہ ہوتا ہے۔ یہ محض دھوکا ہے۔ اور مخالفانہ تحریر ہے۔ ورنہ مرزائیوں کا ختم نبوت پر ہرگز ایمان نہیں۔ کیونکہ مرزا جی خود بڑے بڑے زور سے دعویٰ نبوت اور رسالت کا کر چکے ہیں۔ اور ختم نبوت پر سخت حملہ کیا جا چکا ہے اور تمام مرزائی اس پر ایمان لا چکے ہیں۔ مرزا جی کا الہام ہے کہ میں رسول ہوں، اور نبی ہوں۔ بلکہ خدا بھی ہوں۔ "**انت منی وانا منک**" شائع ہو چکا ہے۔ رسول اور نبی بھی کم درجہ کا نہیں۔ بلکہ اولوالعزم پیغمبروں میں سے۔ مرزا صاحب فرماتے ہیں ؎

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو ۔۔۔ اس سے بہتر غلام احمد ہے

پھر کہتے ہیں۔ "کہ آنحضرت ﷺ کی وحی نے بھی غلطی کھائی جو باتیں ان کو معلوم نہ ہوئیں وہ مجھ کو معلوم ہو گئیں۔ ان کو دجال، یاجوج ماجوج، دابۃ الارض، کا پتہ ہی نہیں لگا۔ یہ تمام

حقیقت مجھ پر منکشف ہوئی۔ وغیرہ وغیرہ **لاحول ولا قوۃ**۔ خاک بدہن، اور جو میری رسالت کا منکر ہے وہ کافر ہے"۔ جتنے مسلمان اس وقت اللہ اور رسول ﷺ کو ماننے والے ہیں ان میں بڑے بڑے بزرگ اولیاء اللہ، غوث، قطب، ابدال جو دنیا میں موجود ہیں وہ سب کے سب کافر ہیں۔ کیونکہ انہوں نے مرزا جی کی رسالت و نبوت کا انکار کیا۔ اور ایمان نہیں لائے۔ یہ ہیں ختم نبوت پر حملے۔ العیاذ باللہ۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تشریف لانا محض بغرض قتل دجال، اور رونق اسلام قرب قیامت ہوگا۔ جو اس وقت تابع اور امتی اپنی دعا کی مقبولیت کی وجہ سے ہوکر تشریف لائیں گے۔ اس میں کوئی حملہ ختم نبوت پر نہیں ہے یہ صریح دھوکا ہے مرزا جی کا۔ پس ختم نبوت پر مرزا صاحب کا حملہ ہے نہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری کا۔

ساتواں دھوکا

قولہٗ: ۲......عیسائیوں کو خواہ مخواہ فضیلت یسوع پر ایک دلیل مل جاتی ہے۔ کہ ہمارا یسوع زندہ ہے۔ اور تمہارا احمد ﷺ فوت ہوگیا۔ (بلفظہٖ، صفحہ ۴)

اقول: زندہ ہونا یا فوت ہوجانا کسی کی فضیلت کی کوئی دلیل نہ عیسائیاں عتیق کی ہوسکتی ہے نہ عیسائیاں جدید کی۔ اگر یہی صورت ہے تو

الف: مرزا جی چار سال سے (۱۹۱۲ء سے) پہلے فوت ہو چکے ہوئے ہیں پیچھے ان کے مولوی نور الدین، محمد احسن امروہی، خواجہ کمال الدین، مرزا محمود احمد، وغیرہ اب تک زندہ ہیں۔ تو کیا مرزائیوں کے نزدیک یہ مرزا جی سے افضل ہیں؟ ہرگز نہیں۔

ب: آنحضرت ﷺ کے ارتحال کے بعد خلفائے راشدین اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم زندہ رہے۔ تو کیا ان کی فضیلت آنحضرت ﷺ پر متصور ہوگی۔ حاشا وکلا۔

ج:۔ کل فرشتے آسمانوں اور زمینوں کے ابتداء سے ہیں۔جن کا کوئی حساب وشمار سالوں کا نہیں ہوسکتا۔اب تک زندہ موجود ہیں۔اور قیامت تک زندہ رہیں گے۔تو کیا ان کی فضیلت حضرت خاتم المرسلین ﷺ پر ہوگی ہرگز نہیں۔علاوہ ازیں اگر مسلمانوں کا یہ اعتقاد ہوتا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہی نہ ہوں گے تب تو کوئی فضیلت کی دلیل ہوسکتی تھی۔ لیکن مسلمانوں کا عقیدہ تو یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس وقت آسمان پر زندہ ہیں۔اور قریب قیامت کے نزول فرما کر بعد قتل دجال درونق وترقی اسلام کے انتقال فرمائیں گے۔ مسلمان نماز جنازہ پڑھیں گے اور پھر مدینہ منورہ میں حضرت رسول معظم ﷺ کے روضہ مطہرہ میں دفن کیے جائیں گے۔جن کے لیے اس وقت تک قبر کی جگہ خالی پڑی ہے۔پس ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حضرت رسول اکرم ﷺ پر فضیلت نہیں ہے البتہ مرزائی لوگ مرزاجی کی فضیلت حضرت رسول ﷺ پر ثابت کرتے ہیں جیسے کہ اوپر عرض کیا گیا ہے۔

آٹھواں دھوکا

قولہٗ:۔ حضرت مسیح پر حملہ ہوتا ہے۔کہ خدا نے تو انہیں فرمایا تھا کہ جب تک زندہ ہو زکوۃ دیتے رہنا۔اب ۱۹۰۰ سال سے آسمان پر پناہ گزین ہوکر اس حکم کو ٹال رہے ہیں۔

(بلفظہٖ صفحہ ۴)

اقول: الف:۔یہ دھوکا نہایت استہزاء اور جہالت کے ساتھ دیا جاتا ہے۔جس زکوۃ کے ادا کرنے کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام اقرار فرماتے ہیں۔یعنی ﴿**وَاَوصَانِیْ بِالصَّلٰوۃِ وَالزَّکٰوۃِ مَا دُمْتُ حَیًّا**﴾ یعنی میں جب تک زندہ ہوں نماز اور زکوۃ ادا کرتا رہوں گا وہ نماز فرشتوں کی سی نماز ہے۔اور وہ زکوۃ فرشتوں کی سی زکوۃ ہے۔یہ زکوۃ پاکیزہ رہنا ہے جیسا کہ

کتب لغت اور قرآن کریم سے واضح ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام کے بارے میں ﴿وَحَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا وَزَكٰوةً﴾ یعنی ہم نے (حضرت یحییٰ علیہ السلام) کو نرم دلی اور پاکیزگی عنایت کی ہے۔ دیکھئے یہاں قرآن شریف میں زکوٰۃ کے معنی پاکیزگی کے کئے ہیں۔ زکوٰۃ مالی کے نہیں ہیں۔ علاوہ ازیں خداوند کریم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے لفظ خاص زکی کا فرمایا ہے۔ قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا﴾ (یعنی حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضرت مریم علیہا السلام سے کہا) کہ میں خدا کے حکم سے تمہارے پاس آیا ہوں تا کہ تجھے ایک لڑکا پاکیزہ بخشوں۔ پس یہاں زکوٰۃ سے مراد پاکیزہ رہنے کے ہیں۔ اس واسطے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے زکی فرمایا۔

ب:۔ زکوٰۃ مالی کا دینا ہر انسان مالک نصاب پر جو زمین پر ہیں، فرض ہے۔ لیکن جو مخلوق آسمانوں پر ہے ان پر فرض نہیں۔ ورنہ مرزائی دکھلائیں کہ فرشتے جو آسمانوں پر ہیں ان پر بھی زکوٰۃ فرض ہے؟ اور کس حساب سے وہ زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ ہاں ان کی نماز اور عبادت تسبیح وتہلیل اور ذکر الٰہی ہے۔ اور ان کی زکوٰۃ پاکیزگی ہے۔

ج:۔ تمام مسلمان جانتے ہیں کہ جب تک کوئی شخص مالک نصاب نہ ہو۔ جس کی شرع میں تعداد مقرر ہے۔ تب تک اس پر زکوٰۃ فرض نہیں ہے۔ کیا کوئی مرزائی یہ بات ثابت کرسکتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوتے ہی مالک نصاب تھے۔ اور جب تک زمین پر تشریف فرما رہے تھے (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت مشہور عام ہے کہ وہ پانی پینے کے لئے مٹی کا پیالہ بھی اپنے پاس نہیں رکھتے تھے) ہے کوئی اپنے باپ کا بیٹا فدائی مرزائی جو اس بات کو ثابت کرے۔ ہرگز ثابت نہیں کرسکے گا۔ ﴿وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا﴾

نواں دھوکا

قولہ: (۴) امت مرحومہ کی بے عزتی ہوتی ہے۔ کہ یہود کی طرح خراب تو یہ ہو گئے۔ اور ان کی اصلاح کے واسطے ان میں سے ایک فرد بھی لائق نہ نکلا۔ (بلفظہ، صفحہ۴)

اقول: امت مرحومہ کی اس میں کیا بے عزتی ہے کہ ایک اولوالعزم پیغمبر علیہ السلام اس امت مرحومہ میں امتی ہو کر داخل ہوتے ہیں۔ یہ تو امت مرحومہ کی نہایت توقیر اور اعلیٰ درجہ کی عزت ہے۔ مگر افسوس مرزائی دھوکے باز کو بے عزتی نظر آرہی ہے۔ حدیث میں آیا ہے۔ ''**ولو کان موسیٰ حی ما وسعه الا ان یتبعنی**'' اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو میری ہی اتباع کرتے۔ یہ حضرت رسول خدا ﷺ نے فرمایا تھا۔ جب کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ توریت پڑھ رہے تھے۔ پس جب کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں اور آسمان سے نزول فرمائیں گے۔ تو ان کو بھی سوا اتباع حضرت خاتم النبیین ﷺ کے کوئی چارہ نہیں ہے۔ نیز حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اپنی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے امت مرحومہ میں داخل کرے۔ اور یہ دعا قبول ہو چکی ہوئی ہے پس امت مرحومہ میں داخل ہونا عین عزت ہے۔ البتہ مرزائیوں کی بے عزتی ضرور ہے کیونکہ وہ امت مرحومہ میں داخل نہیں ہیں۔ وہ مرزا جی کی امت ہیں۔ حضرت رسول اکرم ﷺ کی امت میں ایسے ایسے لائق اور فائق مکمل و اکمل خلفاء، راشدین جلیل القدر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور تابعین، وتبع تابعین، آئمہ مجتہدین، ومحدثین، علمائے فہام، وصوفیائے عظام، وسلاطین انام اس امت مرحومہ میں گزرے ہیں۔ کہ جن کے حالات سے کتب سیر وتواریخ مملو ہیں۔ ان کا مصلح امت مرحومہ ہونا مسلمہ ومقبولہ کافہ انام ہے۔ اور اس وقت بھی علماء جید اور صوفیاء، مؤیدین متین ابقاہم اللہ تعالیٰ موجود ہیں۔ جو مخالفین ومعاندین رسول اکرم ﷺ کی بیخ کنی کر رہے ہیں۔ اور اسی طرح

قیامت تک ہوتے رہیں گے۔ حضرت مہدی رضی اللہ عنہ وحضرت مسیح علیہ السلام قرب قیامت میں کامل اصلاح فرمائیں گے۔ اور حشراتی مذاہب کو جڑ سے اکھیڑ کر پھینک دیں گے مرزائی دھوکے باز کو شرم کرنی چاہئے۔ ناواقفوں کو ایسے واہی دھوکے نہیں دینے چاہئے۔

دسواں دھوکا

قولہ: اور دوسری امت کا ایک نبی ان کی اصلاح کے واسطے پہلے سے ریزرو رکھنا پڑا۔ تاوقت ضرورت کام آئے۔ (بلفظہ، صفحہ ۴)

اقول: ہم لکھ چکے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسی امت مرحومہ میں داخل ہیں۔ تو پھر دوسری امت کیسی؟ یہی دھوکا بے علمی کا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ریزرو رکھنے کی ضرورت اس لئے مقدر رکھی گئی ہے کہ دنیا میں نئے نئے فرقے دہریہ ادعاء نبوت کرنے والے امت مرحومہ سے نکل کر نئے پیغمبر کی امت میں داخل ہونے والے، معجزات قرآنی کے انکار کرنے والے، توہینات انبیاء علیہم السلام کرنے والے، بالخصوص انہیں ریزروسٹ نبی (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کو گالیاں دینے والے، ان کی حیات الی الآن کے انکار کر کے تمسخر کرنے والے، ان کے معجزات کو مسمریزم کہنے والے، ان کو یوسف نجار کا بیٹا کہنے والے، اور ان پر گندے بہتان لگانے والے، حضرت رسول اکرم ﷺ کی توہین کرنے والے، معراج جسمانی کا انکار کرنے والے، دوزخ وبہشت کا انکار کرنے والے، روح اور فرشتوں کا انکار کرنے والے، وغیرہ وغیرہ۔ جو پیدا ہوگئے ہیں ان کا قلع قمع کریں۔ اس وقت یہ لوگ فرار ہو کر جھاڑیوں، پتھروں، غاروں، قبروں میں جا جا چھپیں گے۔ تب ہر ایک جھاڑی، پتھر، غار، قبر وغیرہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آوازیں دے دے کر بتائیں گے کہ یہود مردود یہ چھپا ہے۔ یہاں

ہے، وہاں ہے۔ تب بہت بری ذلتوں کے ساتھ مارے جائیں، جہنم رسید ہوں۔ زمین دنیا ان غلاظتوں سے پاک ہو جائے۔ یہ ہے حضرت مسیح علیہ السلام کے ریزرو رکھنے کی ضرورت۔ ﴿تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ﴾ یہ دس دھوکے مرزائی مشتہر کے پورے ہو گئے۔ جو مسلمانوں کی آگاہی کے لئے لکھے گئے ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ سب مسلمانوں کو ان دھوکوں سے بچائے۔ آمین ثم آمین

اسلام کے چار پیغمبران علیہم السلام کا اس وقت تک زندہ ہونا

میں نے ابتداء ہی میں عرض کیا تھا کہ مرزائی لوگ صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہی حیات پر واویلا کرتے ہیں۔ ان کے سوا اور پیغمبران علیہم السلام اس وقت ماہ دسمبر ۱۹۱۲ء زندہ موجود ہیں۔ تمام کتب تفاسیر وتواریخ وکتب سیر میں درج ہے کہ حضرت ادریس علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں پر زندہ موجود ہیں۔ اور حضرت خضر علیہ السلام وحضرت الیاس علیہ السلام زمین پر زندہ موجود ہیں۔ جو زمین پر ہر دو پیغمبران علیہما السلام زندہ موجود ہیں۔ وہ آنحضرت خاتم النبیین ﷺ کی امت میں داخل اور تابع شریعت حضور سرور کائنات ﷺ ہیں۔ اگر دیکھنا چاہو تو کتب تفاسیر سیر وتواریخ دیکھ سکتے ہو۔ لیکن میں دو ایک حوالہ کتب عرض کرتا ہوں۔ تاکہ مسلمانوں کو مرزائیوں کی دھوکہ بازی معلوم ہو۔ اور مرزائیوں کو مزید ایمان اور اطمینان کا موقع ملے۔ کتب بھی مقبول اور مسلمہ مرزائی صاحبان ہیں۔ تاکہ ان کو انکار کا بھی موقع نہ رہے۔ وھو ھذا

الف: واما الیوم فالیاس والخضر علیہما السلام علی شریعة نبینا محمد ﷺ اما بحکم الوفاق او بحکم الاتباع وعلیٰ کل حال فیکون لھما ذالک الا علی التعریف لا علی طریق النبوة وکذالک عیسیٰ علیہ السلام اذا نزل الی

سبیل الارض لا یحکم فینا الا بشریعة نبینا محمد ﷺ۔

(بلفظہ، الیواقیت والجواہر، صفحہ ۱۸۹، سطر ۲۵، مطبوعہ مصر)

یعنی آج (اس وقت) الیاس اور خضر علیہما السلام دونوں ہمارے نبی محمد ﷺ کی اتباع اور شریعت پر ہیں۔ اور اسی طرح جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین پر نزول فرمائیں گے۔ تو ہمارے نبی محمد ﷺ کی شریعت کے مطابق عمل درآمد اور حکم کریں گے۔

ب:۔وفیه ذکر الخضر بفتح خاء. اختلف فی نبوته واسمه بلیا وکنیة ابوالعباس قیل کان فی زمان ابراهیم الخلیل وهو حی موجود الیوم علی الاکثر والتفق علیه الصوفیة والصلحاء وحکایا تهم فی اجتماعهم معه.

(بلفظہ، مجمع البحار انوار، جلد اول، صفحہ ۳۵۰، سطر ۲۶)

یعنی حضرت خضر علیہ السلام کی نبوت میں اختلاف ہے۔ نام ان کا بلیا اور کنیت ان کی ابو العباس ہے۔ کہتے ہیں کہ وہ حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام کے زمانہ میں پیدا ہوئے تھے۔ اور اب تک زندہ ہیں۔ اکثر ان کی حیات کے قائل ہیں۔ صوفیائے کرام وصلحائے عظام نے تو ان کی حیات الی الآن پر اتفاق کیا ہے۔ اور ان کی حکایات پر اجماع ہے۔

یہ تو وہ حوالے مسلمانوں کی کتابوں کے ہیں۔ گو مرزائیوں کی بھی مسلمہ ہیں۔ لیکن اب ہم خالص مرزا جی اور ان کے خلیفہ نور الدین صاحب کی تحریرات دستخطی حیات ہر چہار پیغمبران میں نقل کر دیتے ہیں۔ تا کہ دیگر دھوکے باز مرزائیوں کو بھی یقین حاصل ہو۔

وھوھذا ....

الف: ۔ اب ہم صفائی بیان کرنے کے لئے یہ لکھنا چاہتے ہیں کہ بائیبل اور ہماری احادیث اور اخبار کی کتابوں کی رو سے جن نبیوں کا اسی وجود عنصری کے ساتھ آسمان پر جانا تصور کیا گیا

ہے۔وہ دو نبی ہیں۔ایک یوحنا جس کا نام ایلیا اور ادریس بھی ہے۔اور دوسرے مسیح ابن مریم جس کو عیسٰی اور یسوع بھی کہتے ہیں۔(بلفظہ مرزا جی کی الہامی کتاب،توضیح المرام،صفحہ ۳)

ب:۔ جب(حضرت موسیٰ علیہ السلام نے)**انا اعلم** کہہ دیا۔تب غیرت الٰہیہ نے اپنے پیارے بندے سیدنا حضرت خضر علیہ السلام کا انہیں پتہ دیا۔جب موسیٰ علیہ السلام اس عارف کو ملے تو اس کے سچے علوم اور اسرار تک نہ پہنچے۔جناب خضر علیہ السلام نے فرمایا۔ ﴿**لَنْ تَسْتَطِیْعَ مَعِیَ صَبْرًا**﴾ (بلفظہ حکیم نورالدین صاحب کا خط،مندرجہ ازالہ اوہام،صفحہ ۴۸۰)

ج:۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے ساتھ خضر علیہ السلام کی ملاقات ہوئی۔مجھے اس وقت ایک قصہ یاد آگیا۔جس کو(قلائد الجواہر) میں محمد بن یحییٰ تاؤنی نے ارقام فرمایا ہے۔اس پر غور کرو۔شیخ عبدالقادر جیلانی فرماتے ہیں۔

جاء نی ابو العباس الخضر علیہ السلام......الخ (بلفظہ،وہی حکیم نورالدین صاحب کا خط،مندرجہ ازالہ اوہام طبع ثانی،صفحہ ۴۸۰) کہ میرے پاس حضرت خضر علیہ السلام تشریف لائے۔الخ

لیجئے حضرات! مرزائی دھوکے بازوں کو اب تو ان پر ایمان لانا چاہیے۔لیکن مشکل یہ ہے کہ جب اصل ہی اپنے اقراری باتوں پر قائم نہ رہتے ہوں۔تو نقلوں پر کیا شکوہ اور افسوس۔مگر ہم بطور ناصح خیر خواہی کر کے للہ سمجھاتے ہیں۔کہ ایسی ایسی دھوکہ بازی اور جہالتوں کو چھوڑ دیں۔اور اپنی بیماری قلبی کا یہ ایک مختصر معتدل نسخہ کسی نہ کسی طرح گلو کے نیچے اتار لیں۔تاکہ وہ قلب سقیم پر پہنچ کر کچھ اثر کرے۔اور شقاوت و قساوت قلبی دور ہو۔جب تک یہ مرض قلبی دور نہ ہوگی تب تک کوئی بھی عمدہ سے عمدہ غذا اثر نہ کرے گی۔

کیا اچھا کہا کسی بزرگ نے   رباعی

دل میں جاہل کے اثر ناصح کی بات   دوستو کچھ بھی ذرا کرتی نہیں

جب تلک بیمار ہے بیمار کو کچھ اثر اچھی غذا کرتی نہیں

اب ہم یہ دعا جناب الٰہی میں کرتے ہوئے اس مختصر تحریر کو ختم کرتے ہیں۔ ﴿رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِن لَّدُنكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنتَ الْوَهَّابُ﴾

مخمس

۱۹۰۵ء میں مرزا صاحب قادیانی نے ایک اشتہار شائع کیا تھا جس کے سرے پر انہوں نے کچھ شعر لکھے تھے۔ خاکسار نے ان اشعار پر ٹوٹے پھوٹے لفظوں میں تضمین لکھی تھی جو ۱۸/اگست ۱۹۰۵ء کے اخبار اہلحدیث میں چھپ چکی ہے۔ مناسب سمجھتا ہوں کہ یہاں اس تضمین کو نقل کر دیا جائے۔ لہٰذا درج ذیل ہے:

چرا رفتید و بنال تبہ کارے سیہ کارے مثال میرزا در دہر دیگر نیست مکارے
چساں مثل نبی اللہ باشد کفش بردارے بترسید از خدائے بے نیاز وسخت قہارے
نہ پندارم کہ بدبیند خدا ترسے نکوکارے

کلام حق اگر مرزائیاں بادل شنید ندے تأمل پیشگوئیہائے مرزا گر بدید ندے
بکنہ افتراؤ زور مرزا اگر رسید ندے گراں چیزے کہ من بینم عزیزاں نیز دیدندے
زمرزا توبہ کردندے بچشم زار و خونبارے

اگر مرزا احکام خداوندی نہ برگردے خدا اورا دریں دنیا چنیں رسوا چرا کردے
غلط گوید کہ از خوف خدا دارم بدل دردے مرا باور نمے آید کہ رسوا گردد آں مردے
کہ مے ترسد ازاں یارے کہ ستارست وغفارے

بدین حق کہ کامل بود پیدا شد نو آئینی بپا کردی تو اے مرزا بدنیا سخت بیدینی
مگر وقت است اکنوں ہم کہ کنج توبہ بگزینی بہ تشویش قیامت ماند ایں تشویش گر بینی

علاجو نیست بہر دفع آں جز حسن کردارے

عنایت شد رسولاں راز رب العالمین عزت   نیابد دیگرے ہرگز بدنیا ایں چنیں عظمت

نبی خودرا چرا گوئی تو اے دہقان تے وقعت   نشائد تاختن سرزاں جناب عزت وحرمت

کہ گر خواہد کشد دریکدمے چوں کرم بیکارے

الا اے میرزا بنگر کہ ہستی چوں جفا کارے   گراں کردی بہ تپشت خودز جرم ومعصیت بارے

تو میدانی مرا با تو عداوت نیست زنہارے   من از ہمدردیت گویم تو خودہم فکر کن بارے

خرد از بہرایں زراست اے دانا وہشیارے

تمت

محدث انبیٹھوی

حضرت علامہ مشتاق احمد انبیٹھوی

- ○ حالاتِ زندگی
- ○ ردِّ قادیانیت

حالات زندگی:

حضرت علامہ مشتاق احمد محدث انبیٹھوی بن مخدوم بخش بن نوازش علی ۱۲۷۳ھ میں انبیٹھہ مضافات سہارنپور (یوپی، بھارت) میں پیدا ہوئے۔ آپ نے مولانا سعادت علی سہارنپوری، مولانا سدید الدین دہلوی، مولانا محمد علی چاند پوری اور مولانا فیض الحسن سہارنپوری سے علوم دینیہ حاصل کئے۔ علم حدیث مولانا قاری عبدالرحمٰن پانی پتی علیہ الرحمۃ (متوفی ۱۳۱۴ھ) اور مولانا انصار علی انبیٹھوی سے اخذ کیا۔

آپ کے خلیفہ مجاز مولانا پیر صبغت اللہ چشتی صابری علیہ الرحمہ (مدفون پاکپتن شریف) فرماتے ہیں کہ حضرت مولانا مشتاق احمد انبیٹھوی حنفی چشتی صابری علیہ الرحمہ آٹھ مرتبہ حج کی سعادت سے بہرہ ور ہوئے۔ ان میں تین حج مکہ مکرمہ کی سکونت کے دوران کئے۔ آپ مکہ مکرمہ میں قیام کے زمانے میں مولانا حاجی رحمت اللہ کیرانوی مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ صولتیہ میں تدریسی خدمات انجام دیتے رہے۔ رسالہ تقبیل دست بوسی و قدم بوسی کے صفحہ ۷ پر بضمن جواب استفتاء یوں تحریر ہے: **"الجواب صحیح والمجیب نجیح . مشتاق احمد عفی اللہ عنہ،،." المدرس الاول بمدرسہ الصولتیہ بمکۃ المکرمہ سابقاً صدر المدرسین بمدرسۃ المعینیۃ العثمانیۃ بدار الخیر اجمیر حالاً." ...... مشتاق احمد (جمادی الأخر ۱۳۳۱ھ)**

حرمین شریفین میں قیام کا مقصد وحید یہ تھا کہ وہاں سے برکات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم حاصل کئے جائیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا کرم ہوا اور آپ کو کامیابی نصیب ہوئی۔ حضور پرنور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر وانور کے زیریں حصہ کی خاک پاک اور مستعمل

جاروب شریف کی متاع بے بہا سے نوازے گئے۔ مدینہ منورہ میں ایک بزرگ نے اپنا جبہ عطا کیا۔ ان تبرکات کے متعلق آپ نے وصیت فرمائی کہ بعد انتقال روضہ اقدس کی خاک پاک میری آنکھوں میں ڈال دی جائے، جاروب شریف میری بغل میں دے دیا جائے اور جبہ مبارک کفن کے اوپر رکھ دیا جائے۔ حسب وصیت اس پر عمل کیا گیا۔

مدرسہ صولتیہ میں تدریس کے دوران حجاز میں ہاشمی عہد کے وزیر خزانہ علامہ شیخ سید محمد طاہر دباغ مکی (۱۳۰۸ھ، ۱۳۷۸ھ) نے آپ سے تعلیم پائی۔ حرمین شریفین سے واپسی پر آپ نے سلسلہ درس و تدریس جاری رکھا۔ مدرسہ معینیہ عثمانیہ اجمیر شریف میں مدت تک پڑھاتے رہے۔ لدھیانہ (مشرقی پنجاب، بھارت) میں مدرس رہے۔ لدھیانہ سے آپ ریاست گنج پورہ کے مفتی مقرر ہو کر گنج پورہ تشریف لے گئے اور آخر تک وہیں مقیم رہے۔

آپ نے علماء اہلسنّت کی کتابوں پر تقاریظ بھی فرمائی ہیں۔ حضرت علامہ مشتاق احمد انبیٹھوی نے الکحل لا بصار المذبذبین جو مولانا شاہ محمد ادریس حنفی نقشبندی مجددی قادری علیہ الرحمہ (بہادر گڈھ، ضلع رہتک، صوبہ ہریانہ، ہندوستان) کی تالیف پر ان الفاظ میں تقریظ فرمائی ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ و سلام علی عبادہ الذین اصطفی

اما بعد...... عاجز راقم الحروف نے رسالۂ متبرکہ الکحل لا بصار المذبذبین کو دیکھا۔ دلائل حقہ اثبات مسئلہ علم غیب میں اور رسائل سے بہتر پایا۔ حضرت مصنف رسالہ نے جو کچھ لکھا وہ اہل حق کے مطابق لکھا اور جو سندیں کتب تفاسیر اور احادیث سے پیش کی ہیں، وہ اثبات مقصود میں کافی ہیں۔ **بارک اللہ فی علمہ و دینہ.**

کتبہ العبد العاصی مشتاق احمد حنفی چشتی انبیٹھوی مقیم گنج پورہ کرنال۔

آپ نے اپنے مریدین کا حلقہ بہت ہی محدود رکھا۔ آپ نے اپنے چھوٹے بھائی پیر ظہور احمد علیہ الرحمہ کو خلافت و سجادگی کے شرف سے سرفراز فرمایا اور اپنے مریدین کو تربیت کے لے ان کے سپرد کر دیا کرتے تھے۔ آپ نے سیرت رسول عربی کے مصنف حضرت مولانا نور بخش توکلی علیہ الرحمہ کو بھی خلافت اور اجازت سے نوازا جس کا ذکر حضرت علامہ نور بخش توکلی نے اپنی تالیف ''تذکرہ مشائخ نقشبندیہ'' میں فرمایا ہے۔

آپ نے کئی کتب تصنیف فرمائیں جو مختلف موضوعات پر ہیں۔ آپ کی تصانیف مندرجہ ذیل ہیں:

١. الكلام الاعلىٰ فى تفسير سورة الاعلىٰ.

٢. مرقع رسول (اصل نام الهدية السنية).

٣. احسن التوضيح فى مسئلة التراويح (فارسى)

٤. التحفة الابراهيميه فى اعفاء اللحية (اردو)

٥. تحفه خيريه فى تحقيق شرائط الجمعة.

٦. ترجمہ اصول الشاشى.

٧. رفيق الظريق فى اصول الفقه

٨. قريرة العينين بتحقيق رفع اليدين.

٩. تبشير الاصفياء باثبات حيات الانبياء.

١٠. تحفہ عقدیہ در ثبوت معراج احمدیہ۔

(المعراج الجسمانى فى رد على القاديانى)

۱۱. التسهيد فی اثبات التقليد.

۱۲. كاشف اسرار غيبيه بالاحاديث النبويه (امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ کے رسالہ "اللعمه فی الاجوبة السبعة" کا اردو ترجمہ مع حواشی جدیدہ)

۱۳. نسخ التوراة والانجيل.

۱۴. تحفة السالكين.

۱۵. تحفة الصوفيه.

۱۶. ذكر حمد باحاديث و خبر.

۱۷. ترجمہ "فیصلہ شاہ صاحب دہلوی نسبت توحید وجودی"۔

۱۸. الضابطه فی التحصيل الرابطه.

۱۹. الهدية الشهابيه شرح الهدية القادريه فی تحقيق كلمة الطيبه.

۲۰. تذکرہ فریدیہ۔

۲۱. ازالة الالتباس.

۲۲. تحصيل المنال باصلاح حسن المقال.

۲۳. نزول الرحمة والغفران عند ذكر خواجه انس و جان.

۲۴. يدية يوسفيه (عصمت انبیاء علیہم السلام سے متعلق رسالہ)

رد مرزائیت:

مرزا قادیانی آپ کا ہم عصر تھا۔ جب اس نے نبوت کا دعویٰ تو آپ نے اس کی سخت مخالفت کی اور اس کے خلاف ایک مدلل کتاب لکھی۔ آپ نے مناظرہ بھی کیا جس میں مرزا قادیانی کو شکست فاش ہوئی۔ ردمرزائیت پر آپ کا ایک مختصر رسال بنام "التقریر

الفصیح فی تحقیق نزول المسیح ،، ادارہ اپنے عقیدہ ختم نبوت کی تیرھویں جلد میں شامل کرنے کی سعادت حاصل کررہا ہے۔

رد قادیانیت کے موضوع پر معرکۃ الآ راء کتاب ''کلمہ فضل رحمانی بجواب اوہام قادیانی'' مصنفہ قاضی فضل احمد لدھیانوی علیہ الرحمہ پر اردو اور عربی میں تقاریظ لکھیں۔ اردو تقریظ مندرجہ ذیل ہے:

تقریظ

حضرت مولانا حافظ مولوی مشتاق احمد صاحب چشتی صابری انبیٹھوی

(مدرس اول عربی، گورنمنٹ اسکول لودھیانہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم حامداً ومصلیاً......امابعد

راقم الحروف نے کتاب مستطاب کلمہ فضل رحمانی (۱۳۱۴ھ) بجواب اوہام غلام قادیانی (۱۳۱۴ھ) کو اول سے آخر تک دیکھا۔ عقائد قادیانی کی تردید میں لا ثانی پایا۔ حق تو یہ ہے کہ اس سے پہلے جس قدر کتب اور رسائل مرزا کی تردید میں لکھے گئے، اپنی طرز میں یہ کتاب ان سب میں بہتر اور مفید ہے۔ کیونکہ نہایت سلیس اور عام فہم ہے۔ اول سے آخر تک تہذیب کی رعایت رکھی ہے۔ اور کیا اچھا التزام کیا ہے کہ اکثر جگہ خود مرزا ہی کے اقوال اور اس کی تصنیفات کی عبارت نقل کر کے دندان شکن جوابات دیئے ہیں۔ علی الخصوص تحقیق لفظ یسوع اور لفظ کدعا ایسے بسط اور تفصیل سے لکھی ہے جو حضرت مصنف ہی کا خاصہ ہے۔ اور کیوں نہ ہو، جناب مولانا قاضی فضل احمد صاحب اس کے مصنف فاضل محقق اور عالم مدقق ہیں۔ **جزاهم الله خير الجزاء واحسن اليهم فى الدنيا والعقبى وانا العبد المذنب الخاطى.** (یہ کتاب عقیدہ ختم نبوت کی جلد اول میں ہے)

مشتاق احمد حنفی چشتی عفی اللہ عن ذنبہ الخفی والجلی۔

عمر کے آخری ایام میں عرس میں شرکت کے لئے کلیر شریف تشریف لے گئے۔ عرس سے واپسی پر آپ کی طبیعت علیل ہوگئی۔ باوجود کمال نقاہت کے مریدین کے حلقہ ذکر میں آپ شمولیت فرماتے اور آپ کی آواز شاملین حلقہ کی آواز سے بلند ہوتی۔

۲۷ محرم الحرام ۱۳۵۶ھ/ ۱۹۳۷ء کو اپنے روئے انور کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے چھپالیا۔ وقت رحلت آپ کی عمر شریف ۹۹ سال چار ماہ تھی۔

مرتب: جناب مولانا خلیل احمد رانا

نعمان اکیڈمی، جہانیاں منڈی، ضلع خانیوال

اَلتَّقْرِيرُ الفَصِيحُ
فِي
نُزُولِ المَسِيحِ

اصل نسخے میں یہ رسالہ عجالہ نافعہ
فتح رحمانی بدفع کید قادیانی کے ساتھ ملحق ہے

(سنِ تصنیف: 1315ھ)

تصنیفِ لطیف

محدث انبیٹھوی

حضرت علامہ مشتاق احمد انبیٹھوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامدا ومصلیا ومسلما

اما بعد..... آج کل بعض حواریان مرزا غلام احمد، مرزا صاحب کے دعویٰ مسیح موعود ہونے کے اثبات میں صحیح مسلم کی یہ حدیث پیش کرتے پھرتے ہیں "**کیف انتم اذا نزل ابن مریم فامکم منکم**" یعنی کیا حال ہوگا تمہارا جب ابن مریم اترے گا پس تمہاری امامت کرائے گا تم میں سے۔ کہتے ہیں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو ابن مریم نازل ہوگا وہی امام بنے گا یعنی مہدی مسعود ہوگا اور یہی دعویٰ مرزا صاحب کا ہے کہ میں مسیح موعود اور مہدی مسعود دونوں ہوں۔

فاقول اوّلاً: اس حدیث اور دیگر احادیث نزول مسیح موعود میں رسول اکرم ﷺ نے مسیح موعود یعنی اترنے والے کا اسم علم بتلا دیا ہے اور وہ علم انبیاء بنی اسرائیل میں سے ایک مشہور نبی کا نام ہے اور یہ امر جملہ فرق اسلامیہ میں بلا اختلاف مانا ہوا ہے کہ کتاب اللہ اور احادیث رسول اللہ ﷺ میں اعلام انبیاء آدم علیہ السلام سے لے کر محمد رسول اللہ ﷺ تک جس جگہ مذکور ہیں ان اعلام سے ان کے مسمّٰی اور اشخاص خاص ہی مراد ہیں کیونکہ وہ اعلام ذاتی ہیں ذات خاص کے مقابلہ میں وضع کئے گئے ہیں ان اعلام کا اطلاق کر کے ان کے مسمّٰی اور موضوع لہٗ کو چھوڑ کر ان کا مثیل مراد لینا کسی طرح لغۃً اور شرعاً درست نہیں۔ (صحیح مسلم کی دوسری جلد کے صفحہ ۲۶۹) میں سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے عرض کیا کہ نوف بکالی کہتا ہے قرآن شریف میں جو قصہ حضرت موسیٰ علیہ السلام وحضرت خضر علیہ السلام کا مذکور ہے اس میں موسیٰ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نبی مراد نہیں (یعنی

کوئی اور ان کے نام پر ہیں) حضرت ابن عباس نے فرمایا "**کذب عدو اللہ**" اس دشمن خدا نے جھوٹ بولا۔ اس حدیث عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے واضح طور پر معلوم ہوگیا کہ جو اسامی انبیاء قرآن وحدیث میں مذکور ہیں ان میں تاویل کرکے ان کے مسمّٰی اور موضوع لہ کے سواء کوئی اور مثیل وغیرہ مراد لینا ناجائز ہے۔ اور خدا کا دشمن بننا ہے پس جس جگہ قرآن وحدیث میں ابن مریم یا عیسیٰ بن مریم مذکور ہے وہاں یقیناً وہی ابن مریم مراد ہیں جو بنی اسرائیل کے رسولوں میں سے ایک رسول گزرے ہیں۔ اور جس پر انجیل نازل ہوئی ہے اس اسم کے مسمّٰی کو چھوڑ کر اور جس ذات کے مقابلہ میں یہ نام وضع کیا گیا ہے اس موضع لہ کو ترک کرکے مثیل ابن مریم مراد لینا الحاد کا دروازہ کھولنا ہے کیونکہ اجماعی عقیدہ اہل حق کا ہے کہ نصوص قرآن وحدیث کے متبادر معنی کو بلا صارف چھوڑ کر اپنی طرف سے نئے معنی گھڑنا الحاد ہے کما فی العقائد "**وصرف النصوص عن الظاهر والعدول عنها الحاد**"

ثانیاً: یہ حدیث صحیح بخاری میں اور نیز صحیح مسلم کی دیگر روایات میں ان الفاظ سے مروی ہے "**كيف انتم اذا نزل ابن مريم فيكم وامامكم منكم**" یعنی کیا حال ہوگا تمہارا جب ابن مریم تم میں اتریں گے اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔ پہلی روایت اور اس میں کس قدر اختلاف ظاہری تو موجود ہے مگر فی الواقع کچھ اختلاف نہیں بلکہ یہ دونوں روایتیں عیسیٰ علیہ السلام کی دو حالتیں بتلاتی ہیں روایت اول میں وہ حالت مذکور ہے جب کہ عیسیٰ علیہ السلام خود امامت کرائیں گے مجمع البحار میں جملہ "**فامكم منكم**" کی شرح اس طرح کی ہے "**ای يومكم عيسىٰ حال كونه من دينكم**" یعنی عیسیٰ علیہ السلام تمہارے امام بنیں گے جب کہ وہ تمہارے دین پر ہوں گے اور خود صحیح مسلم میں بھی اس جگہ اس جملہ "**فامكم**

منکم " کے معنی اسی طرح ایک راوی سے نقل کئے ہیں "**فامکم بکتاب ربکم عزوجل وسنة نبیکم**ﷺ "چونکہ یہ شبہ گزرتا تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام نبی ہیں دینا میں تشریف لاکر شاید اپنے دین کے موافق انجیل پر عمل کریں اس شبہ کو رفع کرنے کے واسطے خود صاحب صحیح مسلم ہی نے روایت نقل کرکے بتلادیا کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے اور امام بنیں گے تو دین اسلام کے پیرو ہوں گے اور کتاب وسنت پر عمل کریں گے۔

دوسری روایت میں وہ حالت عیسیٰ علیہ السلام کی بتلائی گئی ہے کہ جب وہ اول ہی اتریں گے تو حضرت امام مہدی علیہ السلام کے پیچھے نماز پڑھیں گے مجمع البحار میں اس کی شرح اس طرح کی ہے "**کیف حالکم وانتم مکرمون عنداللہ والحال ان عیسیٰ ینزول فیکم وامامکم منکم وعیسیٰ یقتدی بامامکم** "یعنی کیا حال ہوگا تمہارا اور تم اللہ کے نزدیک مکرم ہو جب کہ عیسیٰ تمہارے امام کے پیچھے اقتداء کریں گے۔ یہ حدیث مختصر ہے صحیح مسلم کی اس دوسری مفصل حدیث کا۔"**عن جابر بن عبداللہ یقول سمعت رسول اللہ**ﷺ **یقول لا یزال طائفة من امتی یقاتلون علی الحق ظاھرین الی یوم القیامة قال فینزل عیسیٰ بن مریم فیقول امیرھم تعال صل لنا فیقول لا ان بعضکم علی بعض امراء تکرمة اللہ ھذہ الامة** "جابر بن عبد اللہ روایت کرتے ہیں کہ سنا میں نے رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے ہمیشہ رہے گا گروہ میری امت میں کا غالب اور حق پر لڑنے والا قیامت کے دن تک فرمایا پس اتریں گے عیسیٰ علیہ السلام مسلمانوں کا امیر کہے گا آؤ نماز پڑھاؤ وہ انکار کریں گے اور کہیں گے تم خود ایک دوسرے کے امام ہو۔ یہ اس امت کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے عزت ہے۔ **انتھی**۔ انہیں دو حالتوں عیسیٰ علیہ السلام کو صفحہ ۴۵۳، جلد ۷، عمدۃ القاری، شرح صحیح بخاری میں ان

الفاظ سے لکھا ہے۔"**فبینماھم کذالک اذا سمعوا صوتا فی الغلس فاذا عیسیٰ علیہ السلام وتقام الصلوٰۃ فیرجع امام المسلمین فیقول علیہ السلام تقدم فلک اقیمت الصلوٰۃ فیصلیٰ لھم ذالک الرجل تلک الصلوٰۃ ثم یکون عیسیٰ الامام بعد**"یعنی جب کہ مسلمان اپنے کام میں مصروف ہوں گے اچانک اول وقت صبح[1] ایک آواز سنیں گے تو عیسیٰ علیہ السلام کو پائیں گے نماز کی تکبیر کہی جائے گی تو حضرت امام مہدی پیچھے ہٹیں گے تاکہ عیسیٰ علیہ السلام نماز پڑھائیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے آپ ہی نماز پڑھائیں آپ کے واسطے تکبیر کہی گئی ہے چنانچہ وہی نماز پڑھائیں گے اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام خود امام ہوں گے۔ **انتھی**۔ حواری مرزا صاحب جابر بن عبداللہ کی حدیث سے معلوم کرلیں کہ امام وقت (جو جمہور اہل اسلام کے نزدیک حضرت امام مہدی ہیں) وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے جدا ہیں پھر دونوں کو ایک قرار دینا حدیث رسول اللہ ﷺ کی تکذیب کرنا ہے یا نہیں اور مکذب حدیث کون ہوتا ہے"**بینوا بالانصاف حالیا عن الزیغ والاعتساف**"

ثالثاً: رسول اکرم ﷺ نے پیشین گوئی نزول عیسیٰ علیہ السلام میں علاوہ نام بتادینے کے یہ بھی فرمایا کہ وہی عیسیٰ نبی اتریں گے جو میرے سے پہلے ہوئے ہیں پس اس تعیین زمان ماضی سے حدیث نزول میں تاویل مثیل عیسیٰ کا احتمال ہی ناممکن ہوگیا۔"**حیث قال ﷺ لیس بینی وبینہ" یعنی عیسیٰ نبی "وانہ نازل**"فرمایا رسول اللہ ﷺ نے مابین میرے اور عیسیٰ کے اور کوئی نبی نہیں گزرا اور وہی عیسیٰ نبی اتریں گے۔ (ابوداؤد صفحہ ۲۳۸، جلد ۲)

پھر نزول عیسیٰ علیہ السلام کی پیشین گوئی ایک دو حدیث میں نہیں بلکہ احادیث نزول عیسیٰ تواتر

[1] بعض علماء نے وقت عصر لکھا ہے مگر وقت صبح باعتبار روایت کے قوی ہے۔ ۱۲ منہ

معنوی کے درجہ پر پہنچتی ہیں اور طرفہ یہ کہ ہر ایک حدیث میں یہ پیشین گوئی لفظ نزول اور اس کے مشتقات ہی سے کی گئی ہے۔ لہٰذا یہ احتمال بھی باقی نہیں رہا کہ نزول اس پیشین گوئی میں اپنے حقیقی معنی فرود آمدن میں مستعمل نہیں۔ ''**کما یقول بعض الحواری تبعاً للقادیانی**'' کہا علامہ شوکانی نے اپنے رسالہ توضیح میں'' **فھذا تسعة وعشرون حدیثاً تنضم الیھا احادیث اخر ذکر فیھا نزول عیسیٰ** علیہ السلام ''یعنی انتیس (۲۹) حدیثیں ہیں اور ان کے ہمراہ اور احادیث ملتی ہیں جن میں عیسیٰ علیہ السلام کے اترنے کا ذکر ہے۔ پھر فرماتے ہیں۔'' **وجمیع ما سقناہ بالغ حد التواتر کما لا یخفی علی من له فضل اطلاع** ''یعنی تمام احادیث جو اس جگہ ہم لائے ہیں تواتر کی حد تک پہنچتی ہیں۔

اور یہی بشارت نزول حضرت ممدوح معمولی ہی الفاظ میں نہیں بلکہ بعض احادیث بخاری میں رسول اکرم ﷺ نے قسم کھا کر نزول عیسیٰ علیہ السلام کی خبر دی ہے اور حروف تاکید سے موکد فرما دیا ہے'' **کما قال** ﷺ **والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم ...... الخ** ''اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے البتہ البتہ قریب ہے کہ اتریں گے تمہارے اندر ابن مریم۔ اس حدیث بخاری کی شرح میں شارحین محدثین نے جو واقعی حقیقی معنی نزول کے آسمان سے اترنے کے ہیں وہی بتلا دیئے ہیں چنانچہ کہا عمدۃ القاری میں'' **لیسر عن نزول ابن مریم فیکم ونزوله من السماء فان الله رفعه الیھا وھو حی ینزل عندالمنازة البیضاء بشرقی دمشق واضعا کفیه علی اجنحة ملکین وکان نزوله عندانفجار الصبح** (صفحہ ۵۸۴، جلد ۵) یعنی جلد ابن مریم تم میں اتریں گے اور ان کا اترنا آسمان سے ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو

آسمان کی طرف اٹھالیا ہے اور وہ زندہ ہیں اتریں گے دمشق کے مشرق کی طرف سفید منارہ کے پاس ان کے دونوں ہاتھ دو فرشتوں کے بازوؤں پر ہوں گے اور وہ صبح نکلتے ہی اتریں گے۔ انتہی۔ پس ان تمام احادیث متواترہ المعنی کی تاویل بے دلیل یا تحریف معنوی کے درپے ہونا ''**تکذیب النبی فیما علم مجیئه بالضرورة**'' میں داخل ہے یا نہیں۔

رابعاً: جس مسیح موعود کے نزول کی خبر مخبر صادق ﷺ نے دی ہے ساتھ ہی یہ بھی بتلا دیا ہے کہ وہ موعود نبی ہیں حدیث ابوداؤد تو اوپر گزر چکی اور صحیح مسلم کے صفحہ ۴۰۱ جلد دوم میں ان کلمات سے مسیح موعود کا نام بتلایا گیا ہے ''**یحصر نبی اللہ عیسیٰ علیہ السلام واصحابه**'' اور گھیرے جائیں گے اللہ کے نبی عیسیٰ علیہ السلام مع ہمراہیوں کے۔ دوسری جگہ فرمایا ''**فیرغب نبی اللہ عیسیٰ علیہ السلام واصحابه الی اللہ**'' پس متوجہ ہوں گے اللہ کے نبی عیسیٰ علیہ السلام معہ ہمراہیوں کے اللہ کی طرف۔ پھر فرمایا ''**ثم یهبط نبی اللہ عیسیٰ واصحابه الی الارض**'' پھر اتریں گے اللہ کے نبی عیسیٰ مع ہمراہیوں کے زمین کی طرف۔

پس موافق فرمانے رسول اکرم ﷺ کے مسیح موعود یقیناً نبی ہیں لہذا اگر مرزا صاحب ادعاء مسیح موعود ہونے کے ساتھ مدعی نبوت بھی ہیں (جیسا کہ یقیناً ان کے رسائل توضیح المرام اور ازالہ اوہام وغیرہما سے ظاہر ہے تو مرزائیاں بشرطیکہ کچھ بھی قواعد اور عقائد اسلام کے پابند ہیں انصاف سے کہہ دیں کہ بعد خاتم النبیین ﷺ دعویٰ نبوت کفر ہے یا نہیں؟ اور اگر بفرض تسلیم (جیسا کہ بعض نئے حواری دبی ہوئی زبان سے کہتے ہیں) مرزا صاحب مدعی نبوت نہیں تو یقیناً مسیح موعود بھی نہیں کیونکہ مسیح موعود کے واسطے نبوت وصف لازم ہے۔ ''**وانتفاء اللازم یستلزم انتفاء الملزوم**''

عبرت: مرزا صاحب کے ایک نئے حواری سے جب راقم الحروف نے یہ بیان کیا کہ احادیث صحیحہ میں مسیح موعود کو نبی بتایا گیا ہے لہٰذا تمہارے نزدیک تو مرزا صاحب یقیناً نبی ہیں ورنہ مرزا صاحب کا دعویٰ غلط اور وہ مسیح موعود نہیں۔ نئے حواری نے سوچ کر یہ جواب دیا اور چل دیئے کہ ان احادیث میں نبی کے اصطلاحی معنی مراد نہیں جو دعویٰ نبوت لازم آئے بلکہ لغوی معنی مراد ہے۔ میں نے کہا کیا خوب پس تمہاری شریعت بھی مسلمانوں کی شریعت سے جدا ہے جس میں دو قسم کے معنی ہیں اصطلاحی اور لغوی۔ ''**فاعتبروا یا اولی الابصار کیف انحرفوا عن طریق الاخیار ولم یخافوا من حدیث سید الابرار (صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلی الہ وصحبہ من الرب الغفار) من کذب علی متعمدا فلیتبوء مقعدہ من النار**''

خامساً: مرزا صاحب کا یہ دعویٰ کہ میں مہدی مسعود بھی ہوں احادیث متواتر رسول اکرم ﷺ کے مخالف ہے کیونکہ وہ سب احادیث اس امر کو ثابت کرتی ہیں کہ مہدی مسعود جو آخر زمانہ میں قیامت کے قریب پیدا ہوں گے وہ حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اولاد سے ہوں گے حالانکہ باقرار خود مرزا صاحب مغل ہیں کہا لمعات شرح مشکوٰۃ میں ''**قد تظاھرت الاحادیث البالغۃ حد التواتر معنی فی کون المھدی من ولد فاطمۃ**'' یعنی احادیث متواتر معنوی کے درجہ پر پہنچ گئیں ہیں جو اس امر کو ثابت کرتی ہیں کہ حضرت امام مہدی بنی فاطمہ سے ہوں گے۔ اور کہا علامہ شوکانی نے اپنے رسالہ توضیح میں ''**فھذا فیھا الصحیح والحسن والضعیف المخبر وھی متواتر بلاشبھۃ**'' پھر فرماتے ہیں ''**واما الاثار من الصحابۃ المصرفۃ بالمھدی کثیرۃ**''

فائدہ: بعض اہل اسلام یہ کہا کرتے ہیں کہ اگر کوئی حدیث ایسی معلوم ہو جائے جس سے

عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ آسمان پر جانا ثابت ہوتا ہے تو ہمارے دل کو پوری تشفی ہو جائے پس سچے مسلمانوں کے اطمینان کے واسطے لکھا جاتا ہے کہ سعید بن منصور اور نسائی اور ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ چار حدیث کی کتابوں میں عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان کی طرف اٹھایا جانا ثابت ہے۔ کما تفسیر البیان میں ''اخرج سعید بن منصور والنسائی وابن ابی حاتم وابن مردویة عن ابن عباس قال لما اراد اللہ ان یرفع عیسیٰ الی السماء خرج الی اصحابه وفی البیت اثنا عشره رجلا من الحواریین فخرج علیهم من عین البیت وراسه یقطر ماء ......الی ان قال : ورفع عیسیٰ من روزنته فی البیت الی السماء''۔ روایت کیا سعید بن منصور ار نسائی وابن حاتم وابن مردویہ نے ابن عباس سے کہا انہوں نے جب ارادہ کیا! اللہ نے یہ کہہ کر اٹھایا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان کی طرف نکلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے یاروں کی طرف اور گھر میں بارہ شخص تھے حواریوں میں سے پس نکلے ان پر ایک چشمے سے جو گھر میں تھا اور سر سے ان کے پانی ٹپکتا تھا (یہاں تک کہ ابن عباس نے فرمایا) اور اٹھائے گئے عیسیٰ روشندان سے جو گھر میں تھا آسمان کی طرف۔ انتهى بقدر الضرورة.

اور تفسیر ابن کثیر میں حضرت امام المحدثین خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ قسم کھا کر فرماتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام اب زندہ ہیں اور جب اتریں گے سب اہل کتاب ان پر ایمان لائیں گے۔ عبارت بلفظہ یہ ہے۔ ''قال ابن جریر حدثنی یعقوب حدثنا ابن علیة حدثنا ابورجاء من الحسن وان من اهل الکتاب الا لیومنن به قبل موت عیسیٰ واللہ انه لحی الان عند اللہ ولکن اذا نزل امنو به اجمعون''۔ اور حدیث مرسل حسن بصری کی حکم میں مرفوع کے ہے تہذیب میں علی بن

مدنی سے نقل کیا ہے''ومرسلات الحسن البصری التی رواھا عند الثقات صحاح اقل ما یسقط منھا''۔

الحاصل جملہ اہل اسلام آنحضرت ﷺ کے وقت سے اب تک یعنی صحابہ تابعین محدثین ومجتہدین فقہاوعارفین کا یہی اعتقاد ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے اور دجال کو وشخص معین ہی قتل کریں گے اور وہ اب آسمان پر زندہ مع الجسد موجود ہیں۔ (شرح صحیح مسلم کی جلد دوم صفحہ ۳۹۹) میں حضرت امام نووی بعد ذکر کرتے دجال کے اور عیسیٰ علیہ السلام کے اس کو قتل کرنے کے فرماتے ہیں۔''ھذا مذھب اھل السنة وجمیع المحدثین والفقھاء والنظار خلافا لمن انکرہ وابطل امرہ من الخوارج والجھمیة وبعض المعتزلة. وفی ھذا کفایة لمن له درایة. والحمد لله اولاً واخرًا ظاھرًا وباطنًا. وانا العبد المذنب العاصی۔

مشتاق احمد انبیٹھوی عفی اللہ عنہ

شیرِ اسلام ابوالفضل مولوی

ابوالفضل محمد کرم الدین دبیر (رئیس بھیں ضلع جہلم)

○ حالاتِ زندگی

○ ردِ قادیانیت

حالات زندگی:

ابوالفضل مولانا محمد کرم الدین دبیر ۱۲۶۹ھ میں موضع بھیں چکوال میں پیدا ہوئے۔ دوسرے علماء کرام کے علاوہ آپ نے حضرت مولانا فیض الحسن سہارنپوری اور حضرت علامہ احمد علی محدث سہارنپوری سے علم کی تحصیل کی۔ آپ ایک جید عالم دین تھے۔ فن مناظرہ میں بے مثل و بے نظیر تھے۔ تقریر و تحریر اور مناظروں سے مذاہب باطلہ کا بھرپور رد کیا۔ شیعہ کے مشہور مناظر مرزا احمد علی اور دوسرے شیعہ علماء سے مناظرے کئے۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب حسام الحرمین (جس میں بعض علماء دیوبند پر فتویٰ تکفیر صادر کیا گیا ہے جس کی تائید علماء عرب نے بھی کی) کے مندرجات کی تائید کی اور رد وہابیت اور دیوبندیت آپ کی زندگی کا محبوب مقصد تھا۔ آپ کو دیوبندی یا وہابی ثابت کرنا خلاف حق اور بہتان عظیم ہے۔ الصوارم الہندیہ میں حسام الحرمین پر تقریظ ان الفاظ کے ساتھ فرمائی ہے کہ:

''باسمہ سبحانہ۔ حسام الحرمین میں جو کچھ لکھا ہے عین حق ہے۔ دیوبندی جن کے سرگروہ خلیل احمد و رشید احمد ہیں، نجدی گروہ متبعین محمد بن عبدالوہاب نجدی سے بھی زیادہ خطرناک ہیں۔

حضرت میاں بخش کھڑی شریف میر پور کشمیر کی کتاب ہدایت المسلمین کی مبسوط تقدیم لکھی جس میں آپ لکھتے ہیں:

ہے نکلی نجد سے اول یہ آفت — پھر آ پہنچی یہ در ہندوستان ہے
بنی شاخیں بہت اس کی یارو — گرو سب کا مگر نجدی میاں ہے
کوئی مرزائی کوئی نیچری ہے — کوئی چکڑالوی اہل القرآں ہے
مچایا دین میں فتنہ انہوں نے — پڑا ایک شور سا اندر جہاں ہے

رد قادیانیت:

حضرت مولانا دبیر اہلسنت کی شمشیر بے نیام تھے۔ مرزا قادیانی کی تردید میں بڑا اہم کردار ادا کیا۔ ہفت روزہ ''سراج الاخبار'' کے ذریعے ایک عرصہ تک قادیانی کا تعاقب جاری رکھا۔ مزید تفصیل کے لئے عقیدہ ختم نبوت کی نویں جلد میں ملاحظہ فرمائیں۔ آپ نے اپنے مرزا قادیانی کے ساتھ ہونے والے مقدمات کی مفصل روئیداد اپنی کتاب'' تازیانہ عبرت معروف بہ متبنّی قادیان قانونی شکنجہ میں'' میں قلمبند فرمادی ہے۔

سلسلہ عقیدہ ختم نبوت کی نویں جلد میں تازیانہ عبرت کو شامل کیا گیا ہے۔ اس تیرھویں جلد میں حضرت علامہ ابوالفضل محمد کرم الدین دبیرؔ کا ایک مختصر رسالہ ''مرزائیت کا جال'' شامل کیا جارہا ہے۔ اس رسالہ کی وجہ تصنیف علامہ موصوف نے ان الفاظ میں بیان فرمائی ہے:

''ان دنوں ایک ٹریکٹ (یک ورقہ) لاہوری احمدیہ جماعت کی طرف سے ان کے امیر مولوی محمد علی صاحب، ایم اے، نے شائع کیا ہے جس میں اپنے عقائد کی فہرست دی گئی ہے۔ اور ظاہر کیا گیا ہے کہ وہ مرزا صاحب کو نبی ورسول نہیں کہتے اور نہ وہ مرزا صاحب کے نہ ماننے والوں کو کافر سمجھتے ہیں۔ اس لئے مسلمانوں کو ان سے اتحاد کر لینا چاہئے۔ چونکہ سادہ لوح مسلمانوں کو اس تحریر سے دھوکہ دینا مطلوب ہے، اس لئے اس کے متعلق کچھ لکھنے کی ضرورت پڑی''۔

اسلام کے یہ بطل جلیل عقیدہ اہلسنّت وجماعت کے محافظ تحریک ختم نبوت کے روح رواں اپنی عمر چھیانوے سال مکمل کرنے کے بعد ۱۸ شعبان ۱۳۶۵ھ کو اس جہان فانی سے کوچ فرماگئے۔ موضع بھیں ضلع چکوال میں آپ کی آخری آرام گاہ ہے۔

مرزائیت کا جال

لاہوری مرزائیوں کی چال

(مطبوعہ انجمن حزب الاحناف ہند، لاہور)

اصل نسخہ میں یہ رسالہ اس مواد میں شامل ہے
جو 1924ء سے 1931ء کے درمیان تحریر کیا گیا

تصنیفِ لطیف

شیر اسلام ابوالفضل مولوی

ابوالفضل محمد کرم الدین دبیر

(رئیس بھیں ضلع جہلم)

بسم اللہ الرحمن الرحمن

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

ان دنوں ایک ٹریکٹ (یک ورقہ) لاہوری احمدیہ جماعت کی طرف سے ان کے امیر مولوی محمد علی صاحب ایم،اے نے شائع کیا ہے جس میں اپنے عقائد کی فہرست دی گئی ہے۔اور ظاہر کیا گیا ہے کہ وہ مرزا صاحب کو نبی و رسول نہیں کہتے اور نہ وہ مرزا صاحب کے نہ ماننے والوں کو کافر سمجھتے ہیں۔اس لئے مسلمانوں کو ان سے اتحاد کر لینا چاہئے۔چونکہ سادہ لوح مسلمانوں کو اس تحریر سے دھوکا دینا مطلوب ہے،اس لئے اس کے متعلق کچھ لکھنے کی ضرورت پڑی۔

مسلمانوں کو خوب معلوم ہے کہ لاہوری وقادیانی دونوں مرزائی جماعتیں مرزا صاحب کی متبع ہیں۔ جب تک مرزاجی زندہ تھے ہر دو جماعتوں کے ایک ہی اعتقادات تھے۔ان کی وفات کے بعد ایک جماعت (محمودی قادیانی) خزانہ عامرہ پر جو مرزا صاحب کا اندوختہ تھا قابض ہوگئی۔دوسرے حصہ دار خواجہ کمال الدین ومولوی محمد علی صاحبان باوجود دیرینہ خدمات اس سے بالکل محروم رہ گئے انہوں نے اس رنج سے اپنی ڈیڑھ اینٹ کی علیحدہ مسجد بنالی۔وہ احمدی لاہوری کہلانے لگے۔

اب بھی دونوں جماعتوں کے ایک ہی عقائد ہیں۔دونوں مرزا صاحب کی پیرو ہیں ان کی تعلیم کو سچا مانتے ہیں۔ان کے الہامات اور دعاوی کی بھی قائل ہیں۔قادیانیوں نے یہ جرأت کی کہ جیسا مرزاجی کا دعویٰ تھا کہ وہ ''نبی و رسول ہیں اور ان کے نہ ماننے والے کافر ہیں''۔ڈنکے کی چوٹ یہ اعلان کر دیا کہ ہمارا بھی یہی عقیدہ ہے۔

دوسری جماعت (لاہوری) نے بزدلی سے کام لیا۔ وہ جانتے تھے کہ ایسے عقیدے کا اظہار کرتے ہوئے وہ دوسرے مسلمانوں کی ہمدردی حاصل نہیں کر سکتے۔ ان کو روپیہ کی ضرورت ہے جو عام مسلمانوں سے ملے گا۔ انہوں نے طریق منافقت اختیار کر کے لکھنا شروع کیا کہ "ہم مرزاجی کو نبی ورسول نہیں بلکہ مجدد کہتے ہیں اور ان کے نہ ماننے والوں کو کافر نہیں کہتے۔

لاہوری جماعت کا طریق عمل

لاہوری احمدی جماعت کا طریق عمل بتا رہا ہے کہ وہ درحقیقت مرزاجی کو نبی ورسول مانتے ہیں ان کے نہ ماننے والوں کو مسلمان نہیں سمجھتے۔ ورنہ لاہوریوں کا امیر جماعت (مولوی محمد علی) لاہور میں رہتے ہوئے کبھی مسلمانوں کی شاہی مسجد میں مسلمانوں سے مل کر ان کے امام کے پیچھے نماز پڑھ کر اس امر کا عملی ثبوت دیتا کہ وہ فی الواقع مسلمانوں کو مسلمان سمجھتا ہے اور نمازوں اور جنازوں میں ان سے اشتراک عمل کر سکتا ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ یہ ایسا کھلا معیار ہے جس سے ہر ایک مسلمان لاہوریوں کے اصلی عقیدے سے آگاہ ہو سکتا ہے۔

لاہوری احمدی مرزا صاحب کی رسالت کے قائل ہیں

اگر لاہوری جماعت مرزاجی کی رسالت کی قائل نہیں ہے تو وہ صاف اعلان کر دے کہ مرزاجی کی کتابوں اور ان کے دعاوی سے ہمیں اتفاق نہیں ہے یا کم سے کم ان کی تصانیف کے اس حصہ سے ہم متفق نہیں ہیں جس سے ادعائے نبوت ورسالت پایا جاتا ہے۔ جب کہ مرزاجی نے علی الاعلان نبی ورسول ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ اور یہ دعاوی ان کی کتابوں میں بالتصریح موجود ہیں تو جو شخص مرزاجی کو مجدد تو کیا ایک سچا انسان بھی سمجھے اس کو ان کی نبوت

ورسالت کا ضرور قائل ہونا پڑتا ہے۔

مرزاجی کا ادعائے نبوت ورسالت

مرزاجی کی اول سے آخر تک ایسی کوئی کتاب نہیں ہے جس میں انہوں نے نبی ورسول ہونے کا دعویٰ نہ کیا ہو۔ ذیل میں ان کے چند رسالہ جات سے عبارات لکھی جاتی ہے:

۱......"**یس انک لمن المرسلین علی صراط مستقیم**" اے سردار تو مرسل ہے سیدھی راہ پر۔ (حقیقۃ الوحی،ص۱۰۷)

۲......"**انا ارسلنا الیکم رسولاشاھدا علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا**" ہم نے تمہاری طرف ایک رسول بھیجا ہے جیسا کہ فرعون کی طرف رسول بھیجا تھا۔

(حقیقۃ الوحی،ص۱۰۱)

۳......"**انا ارسلنا احمد الی قریۃ فاعرضوا وقالوا کذاب اشر**" ہم نے احمد (مرزا) کو بستی والوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا ہے تو انہون نے کہہ دیا بڑا جھوٹا ہے۔

(اربعین نمبر۳،ص۳۲)

۴......سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔ (دافع البلاء،ص۱۱)

۵......الہامات میں میری نسبت بار بار کہا گیا ہے کہ یہ خدا کا فرستادہ، خدا کا مامور، خدا کا امین اور خدا کی طرف سے آیا ہے۔ (انجام آتھم،ص۶۲)

۶......جب تک کہ طاعون دنیا میں رہے قادیان کو اس خوفناک تباہی سے خدا محفوظ رکھے گا کیونکہ یہ اس کے رسول کا تخت گاہ ہے۔ (دافع البلاء،ص۱۰)

۷......میں آدم ہوں، میں نوح ہوں، میں ابراہیم ہوں، میں اسحاق ہوں، میں یعقوب ہوں، میں اسمٰعیل ہوں، میں موسیٰ ہوں، میں داؤد ہوں، میں عیسیٰ بن مریم ہوں، میں

محمد ﷺ ہوں۔ (تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۸۵)

ان عبارات کو پڑھ کر ایک ادنیٰ فہم کا انسان بھی سمجھ سکتا ہے کہ مرزا جی خود کو نبی ورسول کہتے ہیں۔ پھر لاہوری احمدی جماعت مرزا جی کو سچا اور ان کی تصانیف کو درست مان کر اس سے ہرگز انکار نہیں کر سکتی کہ وہ ان کو نبی ورسول مانتے ہیں۔

مرزا جی اپنے نہ ماننے والوں کو کیا کہتے ہیں

مرزا جی نے اپنی کتابوں میں یہ بھی تصریح کر دی ہے کہ جو ان کا انکار اور تکفیر وتکذیب کرے یا ان کی صداقت میں اس کو تردد ہو وہ کافر ہے اس کے پیچھے نماز درست نہیں ہے۔ حوالجات ذیل ملاحظہ کیجئے۔

۱...... پس یاد رکھو کہ جیسا کہ خدا نے مجھے اطلاع دی ہے تمہارے پر حرام اور قطعی حرام ہے کہ کسی مکفر اور مکذب یا متردد کے پیچھے نماز پڑھو۔ (تحفہ گولڑویہ ص ۱۸)

۲......سوال ہوا کہ کسی جگہ امام حضور (مرزا) کے حالات سے واقف نہیں تو اس کے پیچھے نماز پڑھیں یا نہیں؟ فرمایا تمہارا فرض ہے کہ اسے واقف کرو پھر اگر تصدیق کرے تو بہتر ورنہ اس کے پیچھے اپنی نماز ضائع نہ کرو۔ اور اگر کوئی خاموش رہے نہ تصدیق کرے نہ تکذیب تو بھی وہ منافق ہے اس کے پیچھے نماز نہ پڑھو۔ (فتاویٰ احمدیہ ص ۸۳)

۳......جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا اور رسول کو نہیں مانتا۔ (حقیقۃ الوحی ص ۵۴)

۴......کفر کی دو قسم ہے۔ اوّل: یہ کفر کہ ایک شخص اسلام سے انکار کرتا ہے اور آنحضرت کو خدا کا رسول نہیں مانتا۔ دوسرا: یہ کفر کہ مثلاً وہ مسیح موعود کو نہیں مانتا سو اس لئے کہ وہ خدا اور رسول کے فرمان کا منکر ہے کافر ہے۔ اور اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ دونوں قسم کے کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں۔

ان عبارت میں تصریح ہے کہ مرزا جی ایسے شخص کو جو ان کی رسالت کا کلمہ نہیں پڑھتا کافر سمجھتے ہیں۔ وہ مرزا جی کے سچا نہ ماننے سے ایسا ہی کافر ہو جاتا ہے جیسا اسلام کے انکار اور خدا اور رسول کے نہ ماننے سے۔ مرزا جی اپنی جماعت کو ہدایت کرتے ہیں کہ جو مرزا صاحب کی تصدیق رسالت نہیں کرتا ہرگز اس کے پیچھے نماز نہ پڑھیں۔ ان کی تکفیر و تکذیب کرتا ہو، یا ان کے معاملہ میں بالکل خاموش ہو۔ نہ تصدیق کرے نہ تکذیب۔ پھر ہم کیوں کر مان سکتے ہیں کہ ٹریکٹ لکھنے والا (مولوی محمد علی ایم۔اے) اس دعویٰ میں سچا ہے کہ وہ مرزا جی کو نبی و رسول نہیں مانتا یا ان کے نہ ماننے والوں کو مسلمان سمجھتا اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز قرار دیتا ہے۔

لاہوری احمدی جماعت کے عقائد

اب ہم ان عقائد احمدیہ (مرزائیہ) پر جو انہوں نے اپنے ٹریکٹ میں لکھے ہیں بالترتیب روشنی ڈالتے ہیں۔

عقیدہ نمبر ۱: ''ہم اللہ تعالیٰ کی توحید پر اور محمد رسول اللہ کی رسالت پر ایمان لاتے ہیں'' ہم کہتے ہیں کہ یہ محض غلط ہے۔ اگر آپ اللہ کی توحید کے قائل ہوتے تو مرزا صاحب کے حسب ذیل کلمات شرک کی تکذیب کرتے۔

مرزا جی کے مشرکانہ کلمات

۱......**انت منی و انا منک**: تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے۔ (دافع البلاء، ص ۶)

۲......**انت منی بمنزلة ولدی**: تو بمنزلہ میرے فرزند کے ہے۔ (حقیقۃ الوحی ص ۸۶)

۳......**انت من ماء نا وهم من فشل**: تو میرے پانی سے ہے اور دوسرے خشکی سے۔ (اربعین ۳، ص ۳۴)

۴......الارض والسماء معک کما ھو ھی: زمین وآسمان تیرے (مرزا کے) تابع ایسے ہی ہیں جیسے (خدا کے) تابع ہیں۔ (حقیقۃ الوحی،ص۵)

۵......یتم اسمک ولا یتم اسمی: تیرا (مرزا کا) نام کامل ہوگا۔ اور میرا (خدا کا) نام ناتمام ناقص رہے گا۔ (اربعین)

۶......انی مع الرسول اجیب اخطی واصیب: میں رسول کے ساتھ ہو کر جواب دیتا ہوں خطا بھی کرتا ہوں اور صواب بھی۔ (حقیقۃ الوحی،ص۱۰۳) (کیا مرزا کا خدا خطا کار بھی ہے؟)

یہ ایسے کلمات ہیں جو شرک جلی بلکہ اجلی ہیں۔ پھر جب آپ کے مرشد جی شرک میں مبتلا ہوں تو آپ کا دعویٰ توحید ''ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور'' کا مصداق ہے۔

ایسا ہی آپ محمد رسول ﷺ کی رسالت کے قائل ہوتے تو مرزا جی کو جو آپ سے مساوات بلکہ افضلیت کے مدعی ہیں مرشد نہ بناتے۔

مرزا جی کی توہین رسول ﷺ

۱......''وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ'' ہم نے تجھے رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا ہے۔ (حقیقۃ الوحی،ص۸۲)

۲......''لولاک لماخلقت الافلاک'' اگر تجھے پیدا نہ کرتا تو آسمانوں کو پیدا نہ کرتا۔ (حقیقۃ الوحی،ص۹۹)

۳......''سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا'' پاک ہے خدا جس نے اپنے بندے کو رات

کی سیر (معراج) کرائی۔ (ضمیمہ حقیقۃ الوحی ص۸۱)

۴.....اثرک اللہ علی کل شیء، خدا نے تجھے ہر ایک چیز پر ترجیح دی ہے۔

(ضمیمہ الوحی ص۸۳)

۵.....آسمان سے کئی تخت اترے پر تیرا تخت سب سے اوپر بچھایا گیا۔ (حقیقۃ الوحی ص۸۹)

۶..... له خَسَفَ القمرُ المنيرُ وَاِنَّ لِى

خسفا القمرانِ المشرقانِ أ تُنْكِرُ (اعجاز احمدیہ ص۷۱)

۱.....میں مرزا جی حضور ﷺ کے خطاب رحمۃ للعالمین کے جو آپ سے مختص ہے سانجھی بنتے ہیں۔

۲.....میں باعث تکوین عالم بنتے ہیں جس کا مفہوم یہ ہے کہ مرزا نہ ہوتے تو حضور ﷺ بھی نہ ہوتے۔ (معاذ اللہ)

۳.....میں معراج کے رتبۂ اعلیٰ میں جو حضور ﷺ کے لئے مخصوص تھا شریک بنتے ہیں۔

۴.....میں تمام چیزوں سے برتری کا دعویٰ ہے۔ حتیٰ کہ محمد مصطفی ﷺ سے بھی (استغفر اللہ)

۵.....میں یہ ادعا ہے کہ مرزا کا تخت سب سے بلند ہے حتیٰ کہ رسالت مآب ﷺ سے بھی۔ (چھوٹا منہ بڑی بات)

۶.....میں یہ ڈینگ ہے کہ حضور کے لئے صرف خسوف قمر ہوا تو کیا ہوا میرے لئے شمس وقمر دونوں کا خسوف ہوا۔

غرض ان کلمات میں نبی اکرم ﷺ کی سخت توہین کی گئی ہے۔ پھر ایسے شخص کا متبع آنحضرت ﷺ کی رسالت کا کیسے قائل ہوسکتا ہے۔

عقیدہ نمبر ۲: ''ہم اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ حضرت محمد ﷺ خاتم النّبیین ہیں۔'' یہ بھی کہنے کی بات ہے۔ جب مرزا جی آنحضرت ﷺ کے بعد اپنی نبوت ورسالت کے قائل ہیں تو جب تک آپ ان کو جھوٹا نہ سمجھیں خاتم النّبیین کے کبھی قائل نہیں ہو سکتے۔

عقیدہ نمبر۳: ''ہم اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ قرآن کریم خدا کا کلام ہے۔'' یہ بھی صرف زبانی ہے۔ آپ کے مرشد کہتے ہیں کہ ان کا کلام بھی مثل قرآن ہے پھر اگر ان کو سچا مانتے ہیں تو قرآن کو خدا کا کلام نہیں مان سکتے جس میں تحدّی سے کہا گیا ہے کہ ایسا کلام کوئی بنا نہیں سکتا۔

مرزا جی کا قول: ''میں جیسا کہ قرآن شریف کی آیات پر ایمان رکھتا ہوں ایسا ہی بغیر فرق ایک ذرہ کے خدا کی اس کھلی کھلی وحی پر ایمان لاتا ہوں جو مجھے ہوئی۔'' (ایک غلطی کا ازالہ، بحوالہ ضمیمہ حقیقۃ النبوۃ ،ص ۲۶۲) **دوسری جگہ** آپ نے لکھا ہے کہ ''میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ان الہامات پر اسی طرح ایمان لاتا ہوں جیسا کہ قرآن شریف پر اور خدا کی دوسری کتابوں پر۔ اور جس طرح میں قرآن شریف کو یقینی اور قطعی طور پر خدا کا کلام مانتا ہوں اسی طرح اس کلام کو بھی جو میرے پر نازل ہوتا ہے خدا کا کلام یقین کرتا ہوں۔'' (حقیقۃ الوحی، ص ۲۱۱) اب آپ ہی فرمائیں کہ جو شخص قرآن کریم کے بعد کسی دوسرے انسان کے کلام کو بھی قرآن کے برابر سمجھا ہو وہ خدا کے اس فرمان پر کب ایمان رکھتا ہے ﴿لَا یَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ کَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِیْرًا﴾

عقیدہ نمبر ٤: ''ہم حضرت غلام احمد صاحب قادیانی کو چودہویں صدی کا مجدد مانتے ہیں نبی نہیں مانتے۔'' یہ غلط ہے ہم جیسا اوپر لکھ چکے ہیں جب تک آپ مرزا صاحب کی ان تحریرات کو جن میں صریح طور پر ادعاء نبوت ورسالت کیا گیا غلط نہ سمجھیں اور اس کا اعلان نہ

فرمادیں ہم آپ کے اس قول کو شیعہ کا تقیہ سمجھیں گے۔

عقیدہ نمبر ۵: ''ہم مانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس امت کے اولیاء سے کلام کرتا ہے اور ایسے لوگ اصطلاح شریعت میں مجدد کہلاتے ہیں اسی پر اولیاء کی اصطلاح میں ظلی نبوت کا استعمال ہوتا ہے۔ ورنہ جیسے ظل اللہ، اللہ نہیں ہے ویسے ظل النبی، نبی نہیں۔''

دنیا میں بہت سے اولیاء اللہ ہو گزرے ہیں۔ سوائے مرزا صاحب کے کسی نے نبوت ورسالت کا دعویٰ نہیں کیا باوجود یکہ کشف وکرامت میں مرزا جی ان کے پاسنگ بھی نہیں۔ اور ظلی بروزی کی اصطلاح تو مرزائیت کی ایجاد ہے۔ کیا اس اصطلاح کا کوئی پتہ قرآن وحدیث سے دیا جاسکتا ہے۔ آپ ظل اللہ اور ظل نبی ایک جیسا سمجھتے ہیں۔ یہ بھی آپ کی نرالی منطق ہے۔ ظل اللہ مضاف ومضاف الیہ ہے اور ظلی نبی صفت موصوف، مضاف مضاف الیہ کا غیر ہوتا ہے جیسا **غُلَامُ زَیْدٍ** میں غلام اور ہے اور زید اور۔ لیکن صفت وموصوف ایک ہوتے ہیں اس لئے ظل اللہ پر ظلی نبی کا قیاس نہیں کیا جاسکتا۔

عقیدہ نمبر ٦: ''ہم ہر اس شخص کو جو **لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ** پر ایمان لاتا ہے مسلمان سمجھتے ہیں'' آپ بموجب فرمان جناب مرزا صاحب بحیثیت ان کے متبع ہونے کے مجبور ہیں کہ جو کلمہ گو مسلمان مرزا صاحب کی رسالت کی تصدیق نہ کرے اسے مسلمان نہ سمجھیں جیسا کہ گزر چکا۔

عقیدہ نمبر ۷: ''ہم تمام اصحاب کرام اور تمام بزرگان دین کی عزت کرتے ہیں اور کسی صحابی یا امام یا محدث یا مجدد کی تکفیر کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں''۔ مگر آپ کے مرزا صاحب تو فرماتے ہیں۔ ایک تم میں ہے جو علی سے افضل ہے۔ دوسری جگہ فرماتے ہیں

ع

کربلا یست سیر ہر آنم صد حسین است درگریبانم

پھر آپ اگر حضرت علی و امام حسین کی قرابت رسول کے قائل نہ بھی ہوں ان کی صحابیت سے تو انکار نہ کرسکیں گے۔ پھر جو شخص حضرت علی اور امام حسین کی یوں توہین کرتا ہو اس کو سچا مان کر صحابۂ کرام اور بزرگان دین کی کیا عزت کریں گے۔ مرزا صاحب نے اولیاء تو کیا انبیاء کی بھی وہ عزت کی ہے کہ الامان۔ اور تو کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو لیجئے جن کے آپ مثیل بھی بنتے ہیں اور ان کو صلواتیں بھی سناتے ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین

۱...... ''آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار کسبی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور ہوا۔'' (حاشیہ ص ۷، ضمیمہ انجام آتھم)

۲...... آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے تھی کہ جدی مناسبت درمیان ہے۔ ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک کنجری (کسبی) کو یہ موقع نہیں دے سکتا کہ وہ اس کے سر پر ناپاک ہاتھ لگائے اور زنا کاری کی کمائی کا پلید عطر اس کے سر پر ملے اور اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر ملے۔ (حاشیہ ص ۷، ضمیمہ انجام آتھم)

توجب لاہوری احمدی جماعت ایسے شخص کو اپنا ہادی ورہبر سمجھتی ہے جس نے ایک اولوالعزم پیغمبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام جن کی نسبت ﴿وَجِيْهًا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ﴾ قرآنی شہادت موجود ہے یوں گالیاں دی ہوں اور آپ کی مغلظ گالیوں سے کوئی بزرگ عالم، صوفی، کسی فرقہ کا نہ بچا ہو۔ اور جو اپنے نہ ماننے والوں کو جیسا کہ آئینہ کمالات میں ہے۔''ذرية البغايا'' (کنجریوں کی اولاد) کا خطاب دیتے ہوں۔ بزرگان

دین آئمہ وصحابہ کی عزت واحترام کی امید رکھنا بالکل محال ہے۔

عقیدہ نمبر ۸.......:۔ ''مسلمانوں کی تکفیر کو ہم سب سے بڑھ کر قابل نفرت فعل سمجھتے ہیں۔ اور جو لوگ کسی مسلمان کی یا کسی مسلمان جماعت کی تکفیر کریں ان سے اظہار نفرت کے طور پر ہم ان کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے اور جو لوگ تکفیر کے فتووں سے متنفر ہیں اس کے پیچھے ہم نماز پڑھ لیتے ہیں۔'' اگر آپ فی الواقع مسلمانوں کی تکفیر کو قابل نفرت فعل سمجھتے ہیں تو پھر آپ مرزا صاحب کو کیا کہیں گے جنھوں نے جہاں دنیا کے تمام مسلمانوں کی تکفیر کا فتویٰ صادر کر دیا ہے جو ان کی تصدیق نہ کریں خواہ تکذیب بھی نہ کرتے ہوں بلکہ خاموش ہوں۔ آپ کا یہ فرمان کہ جو لوگ تکفیر کا فتویٰ نہیں دیتے ان کے پیچھے ہم نماز پڑھ لیتے ہیں صرف ایک دھوکے کی بات ہے۔ آپ تو مرشد جی کے فتوے کے پابند ہیں جب وہ ایسے خاموش لوگوں کو بھی کافر قرار دیتے ہوئے ان کے پیچھے نماز پڑھنے سے روکتے ہیں تو آپ عدول حکم کب کر سکتے ہیں۔

(عقائد جماعت احمدیہ کی بحث ہو چکی۔ اب ہم آپ کو مرزا صاحب کے چند عجب العجائب اقوال بھی سنا دیں)

مرزا جی کا عورت بن کر حاملہ ہو جانا اور بچہ جننا

مرزا جی کا چونکہ مسیح موعود ہونے کا دعویٰ ہے حالانکہ آنے والے مسیح کا نام عیسیٰ بن مریم ہے اور آپ کا یہ نام نہیں نہ مریم کے بیٹے ہیں۔ اس لئے آپ نے عیسیٰ بن مریم بننے کی ایسی توجیہ فرمائی کہ پڑھ کر ہنسی آتی ہے۔ فرماتے ہیں ''جیسا کہ براہین احمدیہ سے ظاہر ہے دو برس تک صفت مریمیت میں میں نے پرورش پائی۔ اور پردہ میں نشو ونما پاتا رہا۔ پھر جب اس پر دو برس گزرے تو جیسا کہ براہین احمدیہ میں ہے مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ

کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور کئی مہینہ کے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا اس طور سے میں عیسیٰ بن مریم ٹھہرا۔‘‘

عیسائیوں کی تثلیث تو سنا کرتے تھے مرزا جی ان سے بھی بڑھ گئے۔ آپ مرد سے عورت بن گئے۔ دو سال تک عورت کی صفت میں پرورش پائی۔ پھر آپ کو حمل بھی ہو گیا۔ وہ دس مہینے رہا پھر بچہ (عیسیٰ) جنا۔ مرزا جی تھے تو ایک مگر آپ ہی مرد غلام احمد آپ ہی عورت (مریم) آپ ہی بچہ (عیسیٰ) ہیں۔ سبحان اللہ ع

خود کوزہ وخود کوزہ گر و گل کوزہ بھلا ان رازوں کو کون سمجھے

ع کوئی سمجھے تو کیا سمجھے کوئی جانے تو کیا جانے

پیشگوئیوں پر خدا کے دستخط

اور انبیاء سے تو مکالمہ بذریعہ وحی ہوا کرتا تھا۔ مرزا جی کے پاس (معاذ اللہ) خود اللہ تعالیٰ تشریف لاتے پیشگوئیوں کی مثل پیش ہو جاتی ہے سرخی کے قلم سے دستخط کئے جاتے ہیں۔ (حقیقۃ الوحی، ص ۲۵۵) میں بالتفصیل اس واقعہ کا ذکر فرماتے ہیں کہ مرزا نے اپنی پیشگوئیوں کی مثل دستخط کرانے کے لئے خدا تعالیٰ کے سامنے پیش کی۔ اللہ تعالیٰ نے بغیر تامل کے دستخط کر دیئے۔ دستخط کرنے کے وقت قلم کو چھڑکا تو سرخی کے قطرات اڑ کر مرزا صاحب کے کرتے اور ان کے مرید عبداللہ کی ٹوپی پر جا پڑے۔ اب تک نشانات موجود ہیں۔ (مرزا جی نے معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ کو ایک خام نویس طفل مکتب بنالیا جو لکھتے ہوئے ہاتھ منہ اور کپڑے سیاہ کر لیتا ہے۔ ع

بریں عقل و دانش بباید گریست

ایک عجیب فرشتہ

خود بدولت پنجابی نبی ہیں۔ آپ کے پاس فرشتے بھی پنجابی آتے ہیں۔ اور وحی بھی پنجابی ہوتی ہے۔ فرماتے ہیں۔

۵ مارچ ۱۹۰۵ء کو میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص جو فرشتہ معلوم ہوتا تھا میرے سامنے آیا اور اس نے بہت سا روپیہ میرے دامن میں ڈال دیا۔ میں نے اس کا نام پوچھا اس نے کہا نام کچھ نہیں ۔ میں کہا آخر کچھ نام تو ہونا چاہئے اس نے کہا میرا نام ''ٹیچی ٹیچی'' ہے۔ پنجابی زبان میں وقت مقررہ کو کہتے ہیں یعنی عین ضرورت کے وقت پر آنے والا۔ تب میری آنکھ کھل گئی بعد اس کے خدا تعالیٰ کی طرف سے کیا ڈاک کے ذریعہ سے اور کیا براہِ راست لوگوں کے ہاتھوں سے اس قدر مالی فتوحات ہوئیں جتنا خیال و گمان نہ تھا اور کئی ہزار روپیہ آیا۔ (حقیقۃ الوحی، ۳۳۱)

کیا آج تک کسی نے فرشتہ کا یہ انوکھا نام ''ٹیچی ٹیچی'' سنا۔ مرزا جی نبی بنیں تو فرشتوں کے ایسے ایسے عجیب و غریب نام بتائیں۔ واہ کیا کہنا۔ مرزا صاحب کے یہ الہام نہیں بلکہ ''اضغاث احلام'' ہیں۔ پنجابی میں مثل مشہور ہے۔ ''بلی کے خواب میں چھیچھڑے'' مرزا جی کو روپیوں کے ہی خواب آتے ہیں اور ایسے ایسے فرشتوں کا نزول ہوتا ہے کہ نام سن کر دنگ رہ جائیں۔

مسلمانو! غور کرو۔ کیا کوئی ذی بصیرت ایک منٹ کے لئے بھی ایسے شخص کو ملہم مجدد یا رسول و نبی تسلیم کر سکتا ہے؟ مرزا جی نے چند روز اپنی دوکان خوب چلائی روپے خوب ملے۔ اولاد کے لئے بھی ایک سبیل پیدا کر گئے۔ مقبرہ بہشتی میں جو شخص دفن ہو کر جنت لینا چاہے وہ آپ کی اولاد کے نام اپنی کچھ زمین بیع کر دے اور براہِ راست بہشت بریں میں چلا جائے۔

بھائیو! اگر اس نازک وقت میں ایمان کی سلامتی مطلوب ہے، تو مسلمانوں کی بڑی جماعت (سواد اعظم) مقلدین اہلسنّت وجماعت سے مل جاؤ۔ **اتبعوا السواد الاعظم. فانه من شذ شذ فی النار۔**

الراقم:

الفضل محمد کرم الدین دبیر،

(متوطن خاکسار ابوبھیں ضلع جہلم)

حضرت علامہ قاضی عبدالغفور پنجہ

ضلع شاہپور، ڈاک خانہ مٹھہ ٹوانہ

○ حالاتِ زندگی

○ ردِ قادیانیت

حالات زندگی:

فاضل پنجاب حضرت علامہ قاضی عبدالغفور رحمۃ اللہ علیہ کا آبائی تعلق موجودہ ضلع خوشاب کے ایک گاؤں پنجہ شریف سے تھا اور اپنے زمانے میں فیروز پور چھاؤنی میں آرمی کے خطیب اور مستند وجید عالم تھے۔ ابتداء میں مسلک دیوبند کی طرف راغب تھے مگر بعض موضوعات پر انہیں اشکال تھے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہٗ سے مناظرہ کے لیے بریلی شریف پہنچے۔ حسن اتفاق کہ اس وقت امام احمد رضا قدس سرہٗ نے دوران درس انہی موضوعات پر سیر حاصل اور نہایت محققانہ گفتگو فرمائی جن پر ان کے ذہن میں اشکالات تھے۔ اس سے انہیں اس قدر تسلی ہوئی کہ کوئی بھی اعتراض باقی نہ رہا۔

جب درس ختم ہوا مصافحہ کا اعزاز پایا تو امام احمد رضا نے پوچھا...... مولانا! کیسے تشریف لائے؟ بے ساختہ عرض کیا: حضور! مرید ہونا چاہتا ہوں۔ فرمایا: کیا پڑھے ہوئے ہو۔ جواباً درسیات کی تمام کتب کے نام گنوادیے۔ اعلیٰ حضرت نے فرمایا۔ مولانا! کچھ عرصہ یہیں قیام فرمایئے اور مزید پڑھیے۔ مولانا قاضی عبدالغفور رحمہ اللہ تعالیٰ دو سال بریلی شریف حاضرِ خدمت رہے۔ دستار فضیلت اور دستار خلافت واجازت کی تحریری اسناد سے سرفراز ہوئے اور پھر پنجہ شریف مستقل سکونت اختیار کی اور خدمتِ دین مبین میں ساری زندگی صرف کردی۔ معارف رضا سال ۱۴۱۳ھ/ بمطابق ۱۹۹۲ء میں پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب لکھتے ہیں:

''امام احمد رضا کے تلامذہ اور خلفاء پاک وہند کے گوشے گوشے میں پھیلے ہوئے ہیں۔ ۱۹۹۰ء میں سکھر (سندھ) میں قیام کے دوران محترم مولانا حافظ محمد رفیق صاحب قادری زید عنایۃ (مہتمم دارالعلوم جامعہ انوار مصطفیٰ سکھر) نے فرمایا کہ ایک دستاویز ان کے علم میں بھی ہے جو

ان کے استاد گرامی مولانا عبدالغفور علیہ الرحمہ کے گھرانے میں محفوظ ہے۔ دستاویز کے مطالعہ کے بعد معلوم ہوا کہ یہ دو سندیں ہیں جن کا تعلق پاکستان کے مولانا محمد عبدالغفور شاہپوری سے ہے۔ پہلی سند تکمیل ہے جو ۶ ذی القعدہ ۱۳۳۰ھ کو جاری کی گئی ہے۔ دوسری سند خلافت واجازت ہے۔

پہلی سند تکمیل میں مولانا کا نام اس طرح لکھا ہوا ہے: ''العالم العامل والفاضل والفاصل المولوی عبدالغفور بن قاضی عبدالحکیم المتوطن پنجہ ضلع شاہ پور''۔ آخر میں ان الفاظ کے ساتھ حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں صاحب کی تصدیق ہے ''**أنا مصدق لذلک واللہ خیر مالک**''۔ اور حجۃ الاسلام کی مہر بھی ہے۔ پھر ان الفاظ کے مولانا محمد امجد علی اعظمی کی مہر بھی ہے ''**قد قرأ من بعض الکتب الدرسیة**''۔

اس سند کے آخر میں امام احمد رضا رضی اللہ عنہ کے دستخط ہیں اور مہر بھی ثبت ہے۔ اس کے علاوہ مولانا امجد علی اعظمی، مولانا حامد رضا خاں صاحب، مفتی محمد مصطفیٰ رضا خاں صاحب اور دارالعلوم منظر الاسلام بریلی شریف کی بھی مہریں ہیں۔ حضرت سیاح حرمین بابا جی سید طاہر حسین شاہ جیسے بزرگ آپ کے تلامذہ میں سے ہیں آپ کا مزار مبارک پنجہ شریف میں مرجع خلائق ہے۔

از: ملک محبوب رسول قادری، مجلہ تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء

رد قادیانیت:

رد قادیانیت کے موضوع پر آپ کے دو رسائل بعنوان ''لیاقت مرزا'' اور ''عمدۃ البیان فی جواب سوالات اہل القادیان'' دستیاب ہوئے ہیں۔ ادارہ انہیں سلسلہ عقیدہ ختم نبوت کی تیرہویں میں زیور طبع سے آراستہ کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔

تُحفَۃُ العُلَمَاءِ فِی تَردِیدِ مِرزَا

لِیَاقتِ مِرزَا

تصنیفِ لطیف

حضرت علامہ قاضی عبدالغفور پنجہ

(ضلع شاہپور، ڈاک خانہ مٹھہ ٹوانہ)

نوٹ: ادارے کو مصنف کا سن ولادت اور سن وفات معلوم نہ ہو سکا۔
اگر کسی کے پاس معلومات ہوں تو ادارے کو ارسال فرما کر شکریہ کا موقع دیں۔

مسمیاً حامداً مصلیاً مسلماً

اما بعد ...... مرزا صاحب کے حواری آپ کو معراج لیاقت پر پہنچا کر عرش معلیٰ سے بھی بالا لے گئے۔ مگر ناظرین مرزا کی لیاقت کا اندازہ آپکو معلوم ہو جائیگا۔

۱...... آنجناب مرزا صاحب نے نزول المسیح ص/۵۶ میں لکھا ہے کہ

''کیونکہ جب میں عربی یا اردو میں لکھتا ہوں تو محسوس ہوتا ہے کہ مجھے کوئی اندر سے تعلیم دے رہا ہے۔'' اور عربی کی لیاقت مرزا صاحب کی یہ ہے کہ مولوی محمد حسن صاحب فیضی مرحوم پروفیسر عربی کالج نے اکتالیس اشعار کا ایک بے نقط قصیدہ شہر سیالکوٹ مسجد حکیم حسام الدین میں مرزے کے پیش کر کے عرض کی کہ حاضرین کو ان اشعار کا حل کر کے مطلب سنا دیں۔ مرزے کی سمجھ میں جب نہ آیا تو ایک اپنے فاضل حواری کو پیش کیا۔ فاضل صاحب نے جواب دیا کہ مولوی صاحب آپ ہی اسکا ترجمہ کریں، ہم کو اس کا پتہ نہیں لگتا۔ (سبحان اللہ یہ تھی عربی کی لیاقت، دونوں لاجواب ہو بیٹھے) مولوی محمد حسن صاحب فیضی نے اخباروں میں چھپوادیا کہ ''اندر جیسے مرزا صاحب کوئی تعلیم دے رہا ہے۔''

۲...... اندر والا ملہم روح القدس قدسیت ہر وقت ہر لحظہ بلا فصل ملہم کے تمام قوی کام کرتی رہتی ہے۔ (دافع الوسواس، ص/۹۳، آئینہ کمالات) (یہ نتیجہ اندرونی ملہم کا ہے)

علمائے اسلام نے اتنی غلطیاں مرزے کی پکڑیں کہ وہ چیخ اٹھا اور علمائے کرام کو طرح طرح کے الزام دینے لگا اور اپنا پیچھا چھڑانے لگا۔ پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے ''سیف چشتیائی'' میں اور مولوی ثناء اللہ صاحب نے ''الہامات مرزا'' میں اور مولوی مفتی غلام مرتضی صاحب نے مرزے کی غلطیاں بیان کر کے مٹی پلید کی۔ ناظرین

کے لئے وہی کافی ہیں، وہاں دیکھ لیں، مجھے دہرانے کی ضرورت نہیں۔ یہ عاجز عام غلطیاں مرزے کی جو اس نے بیان کیں کہ ہر ایک سمجھ سکتا ہے، لکھتا ہے۔ مرزے کو اردو کی لیاقت و سمجھ نہ تھی تو وہ بے چارہ عربی فارسی خاک سمجھتا۔ مرزا نے اپنی تصانیف میں بہت غلطیاں کیں۔ مگر میری نظر سے مرزے کی جو غلطیاں گذریں وہ یہ ہیں:

۱......مرزا نے بیانیہ کے لئے "جو" استعمال کیا۔ مثلاً یہ عقیدہ رکھتے "جو" خدا تعالیٰ کو جزئیات کا علم نہیں۔ (چشمہ مسیحی، ص ر ۲۸)

۲...... جہاں "تاکہ" لکھنا ہوتا ہے مرزا وہاں صرف "تا" لکھتا ہے۔

(سرمہ چشم آریہ ص ر ۱۹۶، و آسمانی فیصلہ ص ر ۲۸)

اب نمونہ کے طور پر چند غلطیاں مرزا کی تحریر کرتا ہوں۔

۱......بجائے "غار" کے غاریں کھود رہے ہیں۔ اپنی قوم کیلئے وہی غاریں کھود رہے ہیں۔

(نشان آسمانی ص ر ۵)

۲......بجائے "گیارہ" گیاراں لکھا ہے۔ (نشان آسمانی ص ر ۴)

۳......"بھیڑ" کی جگہ بھیڈ۔ (آئینہ کمالات، ص ر ۳۳، حقیقۃ الوحی ص ر ۳۹۳)

۴......"ایسا غبار" (مذکر) کی جگہ ایسی غبار (مؤنث) لکھا ہے۔ (حقیقۃ الوحی ص ر ۴۷)

۵......"ایسے خواب" کی جگہ ایسی خوابیں لکھا ہے۔ (حقیقۃ الوحی ص ر ۴۷، آسمانی فیصلہ ص ر ۲۸)

۶......"بارہ" کی بجائے باراں لکھا۔ (الف ص ر ۵۹ و ست بچن ص ر ۱۹۹)

۷......"تلاش کنندہ" بجائے "متلاشی" کہ یہ اصح ہے۔ (سرمہ چشم آریہ ص ر ۱۷)

۸......ید طوبیٰ کی بجائے ید طولی لکھا۔ (نشان آسمانی ص ر ۴۴)

۹......اول الان وردی آوردی بجائے اول انقدح مرزا نے لکھا۔ (درثمین ص ر ۳۶)

۱۰......''نہ کرو'' فصیح چھوڑ کر ''مت کرو'' نہیں چاہئے۔ (کشتی نوح ص/۷۲)

۱۱......''عجب تر'' کی جگہ ''عجیب تر'' لکھا۔ جو غیر واضح ہے۔

(ازالہ دوم حصہ ص/۲۸۱ وسرمہ چشم آریہ ص/۹۳)

۱۲......بجائے ''ترقی'' ترقیات لکھا۔ (حصہ اول ازالہ ص/۵۴)

۱۳......''اپنے اندر کو ٹٹولو'' بجائے ''سوچو'' کے۔ (ازالہ حصہ اول ص/۳)

۱۴......جھوٹ بولنا اور ''گوہ'' کھانا ایک برابر ہے۔ لکھا۔ جبکہ فصیح پاخانہ یا ''غلیظ'' ہے۔ گوہ پنجابی لفظ غیر واضح ہے۔ (حقیقۃ الوحی ص/۲۰۶)

۱۵......آنحضرت نے گائیاں ذبح ہوتی دیکھیں۔ ''گائیں'' کی بجائے ''گائیاں'' لکھا۔

(ازالہ ص/۲۹ حصہ اول وحقیقۃ الوحی ص/۳۰۹)

۱۶......درد گردہ شروع ہوگئی کی جگہ درد گردہ شروع ہوگیا (جو مذکر ہے) ہونا چاہئے۔

(حقیقۃ الوحی ص/۳۶۴ وست بچن ص/۴۲)

۱۷......''ان کی انتظار'' کی جگہ ''ان کا انتظار'' ہونا چاہئے۔ (حقیقۃ الوحی ص/۳۶۴)

۱۸......لکھنے سے مجبور ہوگیا ہوں۔ (حقیقۃ الوحی ص/۳۸۶) غلط ہے صحیح معذور ہونا چاہئے۔

۱۹......عیسائی لوگ۔ (حاشیہ حقیقۃ الوحی ص/۳۰۶) خلاف محاورہ ہے بلکہ صرف عیسائی چاہئے۔

۲۰......تنکے کا پہاڑ (حاشیہ حقیقۃ الوحی ص/۳۹۰) خلاف محاورہ ہے۔ 'رائی کا پہاڑ' ہونا چاہئے۔

۲۱...... ان کے مقابل پر (تتمہ حقیقۃ الوحی ص/۵۱) صحیح 'مقابلہ پر' ہے نہ کہ مقابل پر۔

۲۲......دریا کی پل ہوتی ہے (غلط)۔ دریا کا پل ہوتا ہے (درست)۔ (تتمہ حقیقۃ الوحی ص/۱۲۹)

۲۳......حدیثوں میں بعض انسانی الفاظ مل گئے۔ (کشتی نوح ص/) کیا قرآنی الفاظ میں انسانی الفاظ نہیں؟

۲۴...... نانک نے چولہ بنایا۔ (ست بچن، ص/۹۷) چولا ہونا چاہئے۔ اور (ست بچن، ص/۵۷) پر لکھا کہ اشعار میں غور کی۔ بلکہ 'غور کیا' ہونا چاہئے۔

۲۵...... اپنے خونوں کو بہادیا۔ اسکی جگہ خون بہادیئے ہونا چاہئے۔ (فتح اسلام، ص/۲۷)

۲۶...... باوا صاحب کی نماز پڑھنے کی عادت نہ ہوتا۔ (نوٹ، ص/۱۳۸) 'عادت نہ ہوتی' ہونا چاہئے۔

۲۷...... پانچ انگل کا نشان اب تک موجود ہے۔ (ست بچن، ص/۱۳۹) انگلیوں کا نشان ہونا چاہئے۔

۲۸...... مگر ہمیں سمجھ نہیں آتا۔ (ست بچن، ص/۱۴۲) یہ بات سمجھ نہیں آتی ہونا چاہئے۔

۲۹...... یہ بات بھی مجھے بیان کرنا ضروری ہے۔ (ست بچن، ص/۱۵۰) 'بیان کرنی' ہونا چاہئے۔

۳۰......تبت کا بھی سیر وسیاحت۔ (ست بچن، ص/۱۶۴) تبت کی بھی سیر وسیاحت ہونا چاہئے۔

۳۱......معراج کی رات آنحضرت کو کسی نے نہ چڑھتے دیکھا نہ اترتے دیکھا۔ (اربعین کا حاشیہ، ص/۲۱) کسی نے چڑھتے دیکھا نہ اترتے دیکھا ہونا چاہئے۔

۳۲...... برائے مہربانی (جنگ مقدس، ص/۹۷) براہِ مقدس ہونا چاہئے۔

۳۳......توریت کے کسی مقامات میں۔ (جنگ مقدس، ص/۱۱۹) مقام چاہئے نہ کہ مقامات۔

۳۴......اس آیت کے معنی الٹا کر۔ (چشمۂ مسیحی، ص/۲۹) 'الٹ کر' صحیح ہے۔

۳۵......ایک ذرہ تقویٰ ہوتی (فیصلۂ آسمانی، ص/۴) تقویٰ ہوتا صحیح ہے۔

۳۶......دونوں کتاب کا موازنہ ہوکر۔ (نور القرآن، ص/۳) 'کتابوں کا موازنہ' صحیح ہے کہ کتاب واحد ہے۔

۳۷......آگ زبردار ہوتی ہے۔ (سرمہ چشم آریہ، ص/۳۸) زبردار ہوتا صحیح ہے۔

۳۸......اس کے بعد تین معتبر ثقہ معزز آدمی نے بیان کیا۔ (سرمہ چشم آریہ، ص ۳۹) 'آدمیوں نے' صحیح ہے۔

۳۹......روح مکتی پا کر ختم ہو جائیں گی۔ (سرمہ چشم آریہ، ص ۵۵) 'ارواح' ہونا چاہئے۔ یا 'ختم ہو جائے گی'، کہ روح مفرد ہے۔

۴۰......تو یہ سارا رسالہ کتاب ہو جائے گی۔ (سرمہ چشم آریہ، ص ۱۰۵) رسالہ کتاب ہو جائیگا۔

۴۱......کوئی اسکی ہڈیاں کی فکر میں رہتا ہے۔ (سرمہ چشم آریہ، ص ۱۰۵) ہڈیوں کی فکر ہونا چاہئے۔

۴۲......بندنہ کرو پیار۔ (سرمہ چشم آریہ، ص ۱۹۳) پیاری چاہئے نہ کہ پیار۔

۴۳...... جو ذات کل فیضوں کا مبدأ ہونا چاہئے۔ ذات مؤنث ہے جو ذات مبدأ ہونی چاہئے۔

۴۴...... باوا صاحب وجود کا روح ایک رحمت تھی۔ (پیغام صلح) وجود رحمت تھا۔ وجود مذکر ہے۔

۴۵......''ایسی زہر ہے''۔ (پیغام صلح) ''ایسا زہر ہے'' ہونا چاہئے۔

۴۶......اس پر بھی ہماری طرف 'بڑی توقف ہوئی'۔ (استفتاء، ص ۹) 'توقف ہوا'۔

۴۷......اکثر لوگ متقی ہوتے ہیں لیکن وہ زہد 'اسکے کام نہیں آ سکتا'۔ (تقریریں، ص ۵) بجائے اسکے 'ان کے کام نہیں آ سکتا'۔

۴۸......پھر تو رات دن اسکی 'عیب چینی' میں گذرتی ہے۔ (ص ۱۷) 'عیب جوئی' میں گذرتی ہے۔

۴۹......اس لئے تم سب کو 'گواہ رکھتا ہوں'۔ (تقریریں، ص ۲۶) 'گواہ کرتا ہوں' صحیح ہے۔

۵۰...... یہ تحقیر کی باتیں جو اسکے ہونٹوں پر چڑھ رہی تھیں۔ (نزول المسیح، ص ۱۲) باتیں زبان پر

چڑھتی ہیں نہ کہ ہونٹوں پر۔

۵۱......اس کا اخبار بند کی جائے کی جگہ اسکا اخبار بند کیا جائے۔ (اخبار مذکر ہے) (نزول المسیح، ص ۲)

۵۲......'طاعونیں' بھی دو قسم کی ہوتی۔(نزول المسیح، ص ۱۵) 'طاعون' دو قسم کی ہوتی ہے۔

۵۳......قادیان طاعون سے 'فنا ہو جاتی' (نزول المسیح، ص ۱۷) 'فنا ہو جاتا' کہ شہر و گاؤں مذکر ہوتے ہیں۔

۵۴......'ای نادانوں' (نزول المسیح، ص ۳۳) غلط 'نادانو!' صحیح ہے۔

۵۵......اپنے ہونٹوں نے شہادت۔ (نزول المسیح، ص ۵۷) اپنی زبان سے شہادت صحیح ہے۔

۵۶......ٹھیک بسیاری عیال کا ترجمہ ہے۔ (نزول المسیح، ص ۵۷) بجائے 'بسیاری' 'کثرت' صحیح ہے۔

۵۷......دینی و علمی کتابیں جو معارف پر مندرج ہوتی ہیں۔ (نزول المسیح، ص ۶۲)

۵۸......'لومبڑی' کی طرح۔ (نزول المسیح، ص ۶۲) کی جگہ 'لومڑی' صحیح ہے۔

۵۹......ایسا کھینچا گیا کہ مجھے اٹکل نہیں آتی مجھے کیا ہو گیا۔ (نزول المسیح، ص ۸۶) اردو نہ پنجابی۔

۶۰......یقین اپنے نوروں کے سمیت آتا ہے۔ (نزول المسیح، ص ۹۴) اسمیں سمیت کے ساتھ لفظ 'کے' لانا غیر صحیح ہے۔

۶۱......نورے کے لگانے سے ایک دفعہ بال گر جاتے ہیں۔ (نزول المسیح، ص ۹۴) معلوم ہوا کہ ایک دفعہ گرتے ہیں دوسری دفعہ لگانے سے نہیں گرتے۔ صحیح یہ کہ نورے (جس) سے بال ایک دم گر جاتے ہیں۔ یعنی جب چاہو لگاؤ گرتے ہیں۔

۶۲......مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ "کاش" میں کسی دف کے ساتھ منادی کراؤں۔ (نزول المسیح،

ص ۹۶) مرزا کو یہ تمیز نہیں کہ ''کاش'' ماضی کے ساتھ خاص ہوتا ہے نہ کہ مضارع کے ساتھ۔

۶۳......مرزا صاحب عربی تقریر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: میں ہرگز ''یقین نہیں ماننا''۔ (نزول المسیح ص ۲۰۰) صحیح ''یقین نہیں کرتا'' ہے۔ اس تحریر میں مرزا صاحب کی ۵ غلطیاں درج ہیں:

۱......اوپر والی۔ ۲......بجائے ڈیڑھ سو کے ڈیڈ۔

۳......تیسری زبانی کو زبانی۔ ۴......عرب کو عربی اور پانچویں تقریر عربی کرتے کرتے اردو گلابی نہ ہندوستانی نہ پنجابی شروع کر دیتا ہے۔ واہ رے فصاحت مرزا صاحب! تمہاری قوم اور امت تم پر واری جائے اور قربان ہو جائے۔

۶۴......بندگان خدا را برائے ہمیشہ در جمع انداخت (دعوت قوم ص ۱۲۱) واہ واہ جی کیا فصاحت و بلاغت ٹھیک رہی۔ مرزا صاحب نے فردوسی اور فیضی کو فارسی بول کر شرمسار کر دیا۔

۶۷......جو پیچھے سے اسلام پور قاضی ماچھی کے نام سے مشہور ہوا۔ (البریہ ص ۱۴۴) قادیان کی تعریف تو مرزا صاحب نے خوب کی۔ اول تو 'بعد میں اسلام پور قاضی ماچھی' قرین قیاس ہے۔ مگر حقیقت یوں کھلی قادیان اصل میں قاضیاں۔ پھر اسلام پور کو ایسا بگاڑا۔ قادیان سے کیدیان بن گیا۔

میرے دوستو! مرزا صاحب کی فصاحت و بلاغت کا رملاحظہ فرما چکے ہیں تو ہر ذی عقل سوچ سکتا ہے کہ مرزا صاحب کی اور الہام میں کس قدر غلطی ہوگی۔ مرزا صاحب کی الہام اجزی فیصلہ جو کہ آپ نے مولوی ثناء اللہ کے ساتھ کیا تھا' آپ کے اطمینان دل کے لئے درج کیا جاتا ہے جو مرزا صاحب نے ۱۵/ اپریل ۱۹۰۷ء یکم ربیع الاول ۱۳۲۵ھ میں حاضر ہے۔ امام الزماں، مجدد اور مثیل عیسیٰ کا کلام ملاحظہ فرمائیں۔ مرزا صاحب مولوی ثناء

اللہ صاحب کو خط تحریر فرماتے ہیں۔

بخدمت مولوی ثناء اللہ السلام من اتبع الہدیٰ

مدت سے آپکے پرچہ ''اہلحدیث'' میں میری تکذیب وتفسیق کا سلسلہ جاری ہے آپ مجھے مردود، کذاب، مفتری، مفسد، دجال لکھتے ہیں۔ مجھے سخت ایذا دیتے ہیں۔ اگر میں ایسا ہوں جیسا کہ مجھے آپ لکھتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہلاک ہو جاؤں گا۔ ایسوں کی عمر بہت نہیں ہوتی۔ وہ جلد ہلاک ہو جاتے ہیں۔ ایسوں کا ہلاک ہونا ہی بہتر ہے اور میں ایسا نہیں۔ جیسا کہ آپ نے مجھے لکھا ہے تو آپ مہلک بیماری اور ہلاکت سے بچ نہیں سکتے۔ آپ طاعون یا ہیضہ یا کسی مہلک مرض سے میرے سامنے مر جائیں گے اور ہلاک ہو جائیں گے۔ میری دعا ہے کہ اے میرے پیارے مالک عاجزانہ التماس ہے اگر میں مجدد، مسیح موعود یا جس کا میں نے دعویٰ کیا ہے راستی پر نہیں تو مجھے مولوی ثناء اللہ کی زندگی میں مہلک مرض سے ہلاک کر اور ثناء اللہ کو راحت دے۔ ورنہ مولوی ثناء اللہ کو میری زندگی اور موجودگی میں ہلاک کر۔ مولوی ثناء اللہ تہمت لگا کر میرے سلسلہ کو توڑنا چاہتے ہیں اور میری عمارت کو منہدم کرنا چاہتے ہیں جو تو نے اے آقا اپنے ہاتھ سے بنائی ہے۔ اس لئے اب میں تیری تقدیس ورحمت کا دامن پکڑ کر ملتجی ہوں، مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ کر اور جو تیری نگاہ میں حقیقت میں مفسد، کذاب ہے اسکو صادق کی زندگی میں دنیا سے اٹھا لے یا کسی اور سخت آفت میں مبتلا کر جو موت کے برابر ہو۔ ای مالک ای پیارے تو ایسا ہی کر۔ ﴿**ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق**﴾ (سورۃ اعراف، آیت/۸۹)۔

پس مرزا مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں ہی ہلاک ہو کر مرا۔ مرزا صاحب کے دستخط موجود ہیں۔ جو آپ نے دعا کی۔

مرزا صاحب کی فراست وصداقت دیکھئے۔ مرزا صاحب کا ایک مرید ڈاکٹر عبد الحکیم خان ساکن ریاست پٹیالہ، عمر ۲۰ سال، مرزا صاحب کی شان آن بان دیکھ کر مرزا صاحب سے تائب ہوا۔ ڈاکٹر صاحب ومرزا کی گفتگو پر لطف دیکھئے۔ (آئینہ مرزا، ص ۲۵) سے اقتباس کی جاتی ہے) ایک خاتون حق گو جس کا خاوند مرزائی ہو گیا تھا۔ وہ خاتون اپنے خاوند بابو صاحب سے عرض کرتی ہیں۔ مرزا صاحب خدا کی قسمیں کھا کر جھوٹ بولا کرتے تھے۔ یہ کس کو معلوم نہیں کہ ڈاکٹر عبد الحکیم صاحب مرزا صاحب کے بیس سال مرید رہ کر تو یہ گار نہیں ہوئے۔ مرزا صاحب اور ڈاکٹر صاحب میں مخالفت ہو گئی۔ ڈاکٹر صاحب نے مولوی نور الدین کو اطلاع دی کہ مجھے الہام ہوا کہ مرزا صاحب تین سال کے اندر مر جائیں گے۔ مرزا صاحب نے غصہ میں آ کر یہ تحریر ڈاکٹر صاحب کے جواب میں لکھی

اور بخدا کہ خدا تعالیٰ کا عزیز رسوانہ ہوگا	اور بخدا کہ تو غالب نہیں ہوگا اور رسوا کیا جائیگا
یہ خدا کی طرف سے خبر پختہ ہے، محکم ہے	بس سن رکھ اور اس کا قرار دادہ وقت آ رہا ہے
اور بخدا ہر مکر کا دھاگہ توڑ دیا جائے گا	خواہ مزم مکر ہے، خواہ وہ سخت مکر ہے

(قربان ہو جائیں مرزے کے ماں باپ اور احمدی قوم کے افراد! کیا فصیح زبان ہے، تاگا کی جگہ دھاگہ لکھا۔ **ثعلتک امک** (تیری ماں تجھے روئے اور پیٹے) اور غصہ میں آ کر مرزا صاحب نے ایک ضخیم کتاب مسمی ''حقیقۃ الوحی'' ڈاکٹر کی ضد میں لکھ ماری اور ڈاکٹر صاحب کو مرزا صاحب نے جواب لکھا کہ معمولی الہام، تھرڈ کلاس کے الہام تو ہر کسی کو ہو سکتے ہیں۔ ایک رنڈی کو اپنے یار کی بغل میں بھی الہام ہو جاتا ہے۔ میرے الہام سچے ہوتے ہیں۔ پھر حقیقۃ الوحی کے ص ۳۵۰ میں عربی اشعار (بے ڈھبے) لکھ

کرڈاکٹر صاحب کوڈرایادھمکایا۔مگر یہ کوئی رازمخفی نہیں ،بعد تین سال کے مرزاصاحب ڈاکٹر صاحب کے تیس سال کے اندرمرزاصاحب زیرزمیں ہو گئے۔خدا کی جھوٹی قسمیں کھانے والے، شیخی مارنے والے کوتیس سال کے اندر تباہ اور ہلاک کردیا گیا اور ڈاکٹر صاحب ۱۲ سال تک مرزے کے بعدزندہ رہ کرطبعی موت سے فوت ہوئے۔ حالانکہ ڈاکٹر نے ایسا کوسا کہ کافر،مفتری، کذاب،دجال،حرام خور، پیٹ پرست جو کچھ منہ میں آیا مرزاکوکہا۔مگرجھوٹے نبی صاحب کی بددعا نے کچھ اثر نہ کیا۔ بلکہ ڈاکٹر صاحب کی بددعا سے مرزاصاحب دنیا سے چل بسے۔ڈاکٹر صاحب اور مرزا صاحب کا مکالمہ کسی اورحصہ میں درج کیا گیا ہے۔ اورمرزاصاحب کی چالاکی دیکھئے۔میری مرادیں پوری ہوں گی۔ (ص ر۷ اوار بعین ص ر۱۹)(سب جھوٹ کون سی مراد پوری ہوئی۔نہ محمدی بیگم قبضہ میں آئی ،نہ بیٹابشیر عنموائیل ۲۶ صفتوں والا بیٹا خدائی کا مالک ہوا،نہ مرزاصاحب کے دشمن مولوی ثناءاللہ صاحب،مولوی ابراہیم،مولوی عبدالحق اورمرزااحمد بیگ اوراس کا داماد سلطان اورنہ محمدی بیگم کی ماں مری اورکون سی مراد پوری ہوئی اوردیکھئے مرزاصاحب کا دعویٰ کہ اسکومرض مہلک وآفات بخارنہ ہوگا اور ہر ایک خبیث امراض سے محفوظ رہے گا۔

دروغ گوراحافظہ نباشد۔برکات الدعا میں مرزالکھتا ہے کہ یہ عاجز دائم المریض وعوارض میں مبتلا رہتا ہے۔حقیقۃ الوحی ص ر۲۳۱ میں لکھتا ہے۔ایک مرتبہ میرانصف حصہ بدن سے بے حس رہا۔ایک دفعہ قولنج زحیری سے بیمار رہا۔حقیقۃ الوحی ص ر۲۳۴ میں لکھتا ہے کہ ۲،۳ سال ذیابیطس میں مبتلا رہا۔حقیقۃ الوحی ص ر۳۰۶ میں لکھتاہیکہ دردگردہ سے موت کے قریب ہوگیا۔حقیقۃ الوحی ص ر۳۴۰ میں ہے کہ مجھے دومرضیں لاحق ہوئیں درد سر ۲۵ برس تک اور ذیابیطس ۲۰ برس تک۔۲۰ مرتبہ روزانہ مجھے پیشاب آتا تھا۔حقیقۃ الوحی

ص/۳۶۳ میں لکھتا ہے کہ دوران سر و تشنج قلبی و دق کا اثر اب تک باقی ہے۔ نزول المسیح ص/۲۰۹ میں اور سنئے مرزا صاحب کی حق گوئی اور اپنے لئے بددعا کی۔ وہ یہ ہے: جب ڈاکٹر عبدالحکیم نے مجھے ایسا کوسا اور دکھ دیا۔ درحقیقت اگر میں خدا تعالیٰ کے نزدیک کذاب ہوں اور پچیس برس سے رات دن خدا پر افترا کرتا ہوں اور اس پر جھوٹ باندھتا ہوں اور میں لوگوں کا مال خیانت اور بددیانتی و حرام خوری کے طریقہ سے کھاتا ہوں تو اس صورت میں تمام بدکرداریوں سے بڑھکر سزا کے لائق ہوں۔ یہ میرے فتنے سے نجات پائیں اور اگر میں ایسا نہیں ہوں تو ڈاکٹر ذلیل ہو اور اگر میں ایسا ہوں تو میرے آگے لعنت اور ذلت ہو اور پیچھے لعنت و ذلت ہو۔ پس مرزا صاحب چونکہ واقعی حرام خور تھے تو ۱۶/ مئی ۱۹۰۸ء میں ہلاک ہوئے اور ڈاکٹر صاحب ۱۹۲۰ء میں فوت ہوئے۔

اب سوال اس بات کا ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کی حرامخوری ثابت نہ ہو تو افترائے محض ہے۔ لیکن تحریروں سے پتہ چلتا ہے کہ مرزا صاحب درحقیقت حرام خور تھے جیسے کہ آئینہ مرزا ص/۲ میں مسطور ہے۔ روپے لنگر خانہ کے واسطے ۵۱۰ روپے، حضرت صاحب کے واسطے ۱۵۰ روپے کے چاول جوئی پرشاد آڑھتی پیلی بھیت سے منگائے کہ حضرت صاحب معمولی چاول نہیں کھاتے تھے۔ بیوی کی ناراضگی پر بابو صاحب فرماتے ہیں کہ میں تمہیں اپنی پوری تنخواہ اور سفرخرچ تمہارے حوالہ کرتا ہوں۔ اگر بالائی آمدنی سے حضرت کی خدمت کرتا ہوں تو تمہیں اس سے کیا غرض ہے۔ بیوی نے کہا کہ تمہارا نوٹوں کا یہ پلندہ ناجائز آمدنی کا ہے۔ تو خدا تعالیٰ ناپاک شے میں سے ایک پیسہ بھی نصیب نہ کرے۔ مگر جبکہ تم مرزا صاحب کو نبی مانتے ہو تو تمہارا ہمارا گذارہ نہیں ہو سکتا۔ تم مرزا صاحب کو نبی کہنے سے اسلام سے خارج ہو۔ بابو نے کہا کہ میں حضرت اقدس کو بموجب ان کے فرمان کے

امام الزمان، مجدد، مسیح موعود اور مہدی موعود مانتا ہوں۔ تو مرد و زن کی عقائد کی بابت بحث چھڑی۔

مرزا صاحب کی حرام خوری کی اور وجہ دیکھئے۔ مرزا صاحب نے چیف کورٹ کے مقدمہ میں بیگانہ مال پر دانت تیز کئے۔ (آئینہ مرزا ص ۱۲)

۲......مرزا صاحب نے ایک فضول خرچی کی ایک بے بنیاد منارہ پر مسلمانوں کے بیس پچیس ہزار بے فائدہ برباد کئے۔ ﴿اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ کَانُوْااِخْوَانَ الشَّیَاطِیْنَ﴾ پر عمل کر کے شیطان کے ساتھ برادری قائم کی۔ آئینہ مرزا ص ۱۳/نمبر ۱۳ اپنی بچالی عزت بی بی جو منکوحہ مرزا صاحب تھیں۔ تعلیق کر کے ......کا پر عمل کیا۔ یعنی مرزا صاحب نے فرمایا کہ اگر محمدی بیگم آسمانی نکاح والی کو میں گھر میں نہ لاؤں تو مجھ پر تین طلاق سے حرام ہے۔ مرزا صاحب نے حیلے بہانے بہت کئے۔ جاسوس بھیج کر محمدی بیگم کو اور اس کی والدہ کو لالچ دے کر، بعدہٗ چاپلوسی، منت، سماجت بعدہٗ دھمکی، ڈراوٗ بعدہٗ اس کے خاوند کے قتل کی دھمکی، بددعا کی دھمکی سے کام نہ نکلا تو اپنی عورت عزت بی بی کو طلاق یعنی تین طلاق دے کر دنیا اور دین دونوں ہاتھ سے دے بیٹھا۔ مگر خیر دنیا میں آبرو عزت نہ رہی دین تو پہلے ہی سے نہ تھا کہ آپ دہریہ مشرب تھے۔ آئینہ مرزا تو دونوں کام بگڑے۔ محمدی بیگم قابو میں نہ آئی اور عزت بی بی بے قابو ہوگئی۔ بے نکاحی گھر میں رکھ کر حرام کاری اس کے ماسوائے۔

ایک سادھو کا قصہ مشہور ہے۔ کہ مٹھائی بٹ رہی تھی۔ سادھو صاحب نے مٹھائی لے کر ہاتھ پیچھے کر کے دوسرا ہاتھ بڑھایا۔ ادھر مٹھائی ختم ہوگئی اور پیچھے سے کتا پہلی مٹھائی لے بھاگا۔ سادھو صاحب ادھر کے رہے نہ ادھر کے۔

۳......خلاف شرع تصاویر بنانا اور گھر میں رکھنا اور تصاویر بیچنا۔ اس کی کمائی کھانا۔ (آئینہ مرزا

ص/۱۳) مرزا صاحب نے تاویل کی کمائی کر دی ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔

۱..... عیسیٰ ابن مریم سے مراد غلام احمد قادیانی ہیں۔ (آئینہ مرزا ص/۱۹)

۲..... روح اللہ سے بھی وہی مراد ہیں۔

۳..... رجل فارسی سے بھی وہی مراد ہیں۔

۴..... فارث سے وہی مراد ہیں۔ اور دمشق سے مراد قاضیان ہیں۔ یروشلم قاضیان، بیت المقدس قاضیان، مسجد اقصیٰ سے مراد قاضیان، کدعہ سے مراد لدھیانہ، مبعوط اور نزول کے معنی پیدا ہونا۔ مہدی سے مراد مسیح موعود ہے۔

مرزا صاحب نے کہا بنایا کہ بہشتی مقبرہ بنایا۔ مرزا صاحب نے اعلان کیا کہ جو صاحب اس میں مدفون ہوگا وہ بہشتی ہوگا۔

۴..... مرزا صاحب نے اعلان کیا کہ جو مرید بیٹا چاہے وہ چندہ داخل کرے اگرچہ ایک دھیلا ہی ہو۔ ورنہ وہ مریدی سے خارج کر دیا جائے گا۔ (بھلا مرزا صاحب اور ان کے متبنی بتائیں کہ شریعت نے کب حکم دیا کہ وہ کیسا ہی مفلس ہو تو مرید مریدی سے خارج **لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم**۔ احمدی ڈائری میں ہے ۱۸۸۰ء کو اپنے مجدد ہونے کا دعویٰ کیا اور اور ۴/مارچ ۱۸۸۹ء میں بیعت لینے کا اشتہار دیا اور ۱۸۹۱ء میں مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا۔

سرمنہ میں کچھ لنگر خانہ اور یتیم خانہ میں داخل کرو۔ ایک مہمان جب کہ وارد ہوا۔ دعوت کیلئے کہا گیا۔ مگر اس نے میں آپ کو یقین دلاتی ہوں کہ گھر کا خرچ تنخواہ و سفر خرچ پر چلتا ہے اور بالائی آمدنی تو کچھ تو (قادیان کے) چندوں میں جاتی ہے، کچھ بہشتی مقبرہ میں سیٹ خریدنے کے لئے بابو صاحب کے پاس موجود ہے۔ اسی سے قاضیان

کالنگر چلتا ہے کیونکہ لنگر خانہ کے لئے کوئی رقم تو مقرر ہے نہیں ۔اس پر لنگر کا گذارہ ہے آیا اس کے سوا گذارہ نہیں ۔تو مرزا صاحب بھی اسی لنگر سے کھانا کھا کر نیکی اور مستجاب الدعواۃ ہو سکتے ہیں ۔میل کچیل زکوۃ ،خیرات تو نبی استعمال نہیں کرتے ،کیونکہ نبی پاک ہوتے ہیں۔لنگر خانہ کے ہزار ہا روپے خرچ کرنا نہ حساب نہ دریافت اندھا دھند خرچ کون پوچھتا ہے۔بیوی میں آپ کو دکھادوں کہ مرزا صاحب لنگر کے روپے ہضم کر جاتے تھے۔ ایک مرتبہ رسالدار صاحب سے ۵۰۰ روپے لئے کہ بیٹا ہوگا مگر بیٹی بھی نہ ہوئی (جواب دیا،تم بے اعتقاد ہو)۔یہ کب حلال ہے۔روئیداد مقدمہ ص ۶/۔قادیانی روبرو تحصیلدار تاج الدین صاحب کے روبرو انکم ٹیکس وصول ہوا۔اور مرزا صاحب اکثر لنگر کا کھانا کھایا کرتے تھے۔(شاید میٹھا یا پھیکا یا نمکین چکھنے کیلئے ہو) حالانکہ لنگر خانہ میں مساکین کے لئے صدقات فرضی اور واجبہ بھی ہوتے ہیں۔جیسے زکوۃ اور نذر واجبہ جائز نہیں۔متمول کے لئے تو ویسے بھی جائز نہیں۔نبی کے لئے تو ایسی چیزیں ناپاک اور میلی کچیلی ہوتی ہیں۔اور صدقہ نافلہ بھی مساکین کا حق ہوتا ہے نہ کہ مرزا صاحب کے خاندان یا تابعدار کیلئے مقرر کیا جائے۔سابقین مقتدیان کا حال یہ ہے۔سیدنا ابوبکر صدیق کی یہ حالت تھی کہ ایک بکری کا دودھ پیا بعد کو معلوم ہوا کہ اس بکری نے مالک کی اجازت کے بغیر پتے کھائے تھے۔معلوم ہونے پر آپ نے حلق میں انگلی ڈال کر فوراً قے کر دی۔اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے ایک کھجور کا دانہ زکوۃ سے کھایا تو حضور ﷺ نے صاحبزادہ کو فرمایا کخ کخ (پھینک دو ہمارے لئے صدقہ حلال نہیں) اور حضرت کی بکری کسی کے کھیت میں بغیر ان کی اطلاع کے کہ کھیت کے چند پتے چر گئی آپ نے فوراً حلال کر دی۔فرمایا کہ ابھی وہ بیگانے پتے بکری کے حلق میں ہیں اگر معدہ میں جاتے تو سب گوشت ناپاک و فاسد ہو جاتا۔سبحان اللہ! ورع و تقویٰ

اس کا نام۔ بخلاف نبی قادیانیوں کے حرام حلال کھایا اورڈکار بھی نہ لیا۔ یہ ہیں قادیانیوں کے نبی صاحب۔ اس کی مثل وہ ہے جو ایک مینڈھا کسی کے مال میں گھس آیا تو عاقبت سے ڈر کر لوگوں سے دریافت کیا کہ بھائی یہ کس کا ہے؟ تو ایک سردار صاحب نے فرمایا کہ بھائی میرے حوالے کر دو۔ کہ اس طرح کے کتنے مینڈھے میرے پیٹ میں ہیں۔ یہ بھی میرے پیٹ میں اپنے بھائیوں میں پہنچ جائے گا۔ مرزا صاحب کے پیٹ میں لنگر خانہ کا پیسہ، حلال وحرام، جائز اور ناجائز ہو۔ جیسے بابو صاحب کی بالائی آمدنی مرزا صاحب کے حوالہ ہوئی۔

بابو عبدالحیٔ مصنف کتاب ''آئینہ مرزا'' فرماتے ہیں کہ میں حیران ہوں کہ حضور ﷺ کے بعد جھوٹے نبی نبوت کا دعویٰ کرتے آئے اور عوام کیا بلکہ پڑھے لکھے لوگوں کو دام تزویر میں لاتے رہے۔ مگر دراصل یہ لوگ خدا اور رسول کے منکر ہوتے ہیں۔ عیش پرستی اور لیڈری کے شوق میں اسلام کی آڑ میں شکار کھیلتے ہیں۔ اور متبع بھی ایسے مطیع ہوتے ہیں بلا سوچے سمجھے ان کی تابعداری بلکہ اور لوگوں کو پھسلانے میں کوشاں رہتے ہیں۔ اس پر جان و مال خرچ کرتے ہیں۔ سرمنڈوا کر بعد میں سوچتے ہیں جبکہ پھنس جاتے ہیں اور ضد وھٹ دھرمی گلے کا ہار بن جاتا ہے۔ اوپرے قدم اکھڑ چکا ہوتا ہے۔ جیسے کہ ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب نے ۲۰ ربرس گمراہ رہ کر سوچا اور بابو احسان اللہ صاحب عرصے کے بعد ثابت ہوئے۔ بعض لوگ ہم خیال ہو کر اندھادھند چلے جاتے ہیں۔ حرص ہوتی ہے کہ لوگوں کو فائدہ ہو یا نہ ہو، اسلام کو فائدہ ہو نہ ہو ہماری جماعت بن جائے اس صورت میں آ کر ہزاروں روپے بیگانہ مال لٹن اور ڈرز میں اڑا جاتے ہیں۔ مگر خوف خدا اور حساب کا فکر نہیں ہوتا۔ بابو صاحب آپ تائب ہو جائیں، اس عقیدہ سے رجوع کر کے میرے ہم خیال ہو جائیں، قاضیانی چندوں سے نجات پائیں بلکہ آئندہ یہ ناپاک روپیہ جو آپ لنگر خانہ

اور بہشتی مقبرہ کے لئے غریب مزدوروں کا پیٹ کاٹ کر، ٹھیکہ داروں سے سرکاری عمارتوں میں بے ایمانی کر کے ٹھیکہ داروں کو اجازت دے کر جو روپے آپ نے کما کر بہشتی مقبرہ کے خریدنے کیلئے داخل کیا ہے (کیا یہ روپیہ آپ کو جہنم میں لے جائیگا یا جنت میں؟) تمہیں کیا فائدہ دیگا۔ دراصل مرزا صاحب دہریہ تھے۔ پیغمبری اور وحی کی آڑ میں روپیہ حاصل کرنا مقصود تھا۔ اور نہ خوفِ خدا اور نہ قیامت کا ڈر۔ دوزخ یا بہشت ان کے نزدیک محض خیالی بات اور روپے جمع کرنا مقصود تھا۔ (آئینہ مرزا ص ۷)

مرزا صاحب نے رسالہ الوصیت میں اپنے متعلقین کو خوب قابو کیا۔ لکھتے ہیں:

"اپنے الہامات ص ۱۵ میں فرماتے ہیں کہ حوادث آئیں گے اسکے بعد مجھے چاندی کی قبر دکھائی گئی۔ وہ مٹی بھی چاندی کی طرح چمکتی ہے۔ بتایا گیا کہ یہ تیری قبر ہے۔ ایک بہشتی مقبرہ مجھے دکھایا گیا کہ اس میں برگزیدہ لوگوں کی قبریں ہیں۔ اس میں شرط کی گئی کہ جو میرے حکم کے پابند ہوں گے وہ اس مقبرۂ بہشتی میں داخل ہو گے۔ وہ تین شرطیں ہیں۔

۱...... اپنی آمدنی کی حیثیتی ٹیکس یعنی چندہ ادا کرے۔

۲...... اپنے مرنے پر دسواں حصہ تمام جائیداد کا اس کام پر وصیت کر جائے کہ اس کے ترکہ میں سے دسواں حصہ تبلیغ احمدی پر خرچ ہوگا اور راسخ الاعتقاد اور صادق و کامل الایمان اس سے بھی زیادہ وصیت کرے (وہ تو اکمل ہوگا جو اپنے رشتہ داروں کی حق تلفی کر کے کل مال احمدی تبلیغ پر خرچ کر ڈالے) مرزا صاحب مغل مقدر کا جواب لکھتے ہیں۔ کوئی اسکو بدعت نہ سمجھے یہ حکم حسب وحی ہے۔

بابو صاحب فرماتے ہیں۔ قاضی صاحب آپ کیا پوچھتے ہیں ایک چھپے مرزائی نے اخبار "الحکم" کا خریدار بنا کر مجھے اس میں پھنسایا میں بدقسمت اس میں پھنس گیا۔ نئے

طریقے مرزا صاحب پھنسانے کے نکالتے۔ (کوئی قسمت والا ان کے داؤ سے بچتا ہے) لیجئے وہ خزائن جو ہزاروں سال سے مدفون ہیں اب میں دیتا ہوں۔ اگر ملے امیدوار (درثمین ص/۱۰۶) (دیکھئے مرزا صاحب ادھیلا کر کے چندہ مانگتے ہیں جو نہ دے وہ مریدی سے خارج) بڑا تنی بڑی کہ ہزاروں سال مدفون خزائن بتاتے ہیں۔ اجی ہمیں نہ آپ نکال لیجئے۔ نبی قادیان مبلغ دلیر ایسے تھے کہ جبکہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے گورنمنٹ کو توجہ دلائی کہ مرزا صاحب لوگوں کو ڈرا دھمکا کر اپنا رعب ڈال کر کام نکالتے ہیں تو حکومت کی طلبی پر مرزا صاحب نے (اپنے کان پکڑ کر توبہ کی) کہ آئندہ میں کبھی کسی کو مباہلہ کی طرف یا موت کا ڈر کسی کو نہ لاؤں گا۔ ۹ دفعہ آپ کے سامنے آئے مرزا صاحب صلح پر جھک گئے۔ (حق یہ تھا کہ حکومت کو صاف کہہ دیتے کہ میں نبی ہوں مجھے الہام اور خدائی حکم ہے۔ میں جو کچھ کہتا ہوں وحی سے کہتا ہوں۔ دلیرانہ جواب دینا تھا۔ تائب کس بات پر ہوتا تھا۔ مگر جعلی نبی ایسے ہی بزدل ہوا کرتے ہیں) ملاحظہ ہو افعال آئینہ مرزا ص/۹۱ میں اسکا خلاصہ لکھ دیا ہے۔ (عبدالغفور)۔

بڑے مزے دار واقعات ہیں۔ میں نے طول کے خوف سے ترک کر دیئے۔

مرزا صاحب تائب ہوئے مگر سخت تائب ہوئے۔ خدا تعالیٰ کی شان دیکھئے کہ مرزا صاحب کا باپ پانچ روپے ماہوار کشمیر میں ملازم اور مرزا صاحب ۱۵ روپے ماہوار کچہری میں نوکر۔ جب مرزا صاحب نے لنگر کا مال کھانا شروع کیا تو دو سو روپے فیس بیٹے کے بیمار ہونے پر دے دیتا۔ (فضل رحمانی ص/۲۵، آئینہ مرزا ص/۱۳۱ و اخبار اہلحدیث) (نبی قادیانی کی اتنی آمدنی کہاں سے آئی کہ دو سو روپے صرف ڈاکٹر کی فیس ہے۔ دوائی تو چار سو کی ہوگی۔ یہ سب کمائی نبوت کی ہے۔ (**لاحول ولاقوۃ الا باللہ**)

ہمارے نبی ﷺ سلطان الانبیاء نان جویں پر اکتفا فرماتے اور وہ بھی گاہے گاہے۔ نبی قادیانی یہ گلفرے اڑاتے ہیں۔ یہ اندازہ کرنے والے حلال وحرام کی کمائی کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ مرزا کی چالاکیاں دیکھو جب پیشگوئی میں نہ پورا ہونیکی وجہ سے شرمسار ہوتا ہے۔

۱......پیشگویوں پر استفارات (جھوٹ) کا الگ غلبہ رہتا ہے۔ (نزول المسیح ص/۴۰)

۲......اجتہادی غلطیاں انبیاء سے بھی ہو جاتی ہیں۔ (ازالہ ص/۳)

۳......یہ کہنا کہ سچے نبیوں اور محمد ﷺ عوام کی نظر سے صفائی کیساتھ پورا ہونا بالکل جھوٹ ہے۔ (البریہ ص/۴۲)

۴......وعید کا پورا ہونا اور پیشگوئی کا پورا ہونا بموجب نصوص قرآنی واحادیث صحیح ہونا ضروری نہیں۔ (ازالہ اوہام ص/۳۸۹)

۵......کبھی خدا وعدہ پورا نہیں بھی کرتا۔ (حاشیہ حقیقۃ الوحی ص/۱۷۷)

لو کر لو جو کچھ مرزا کا کرنا ہے۔ کر لو یہ کسی کو پکڑائی دیتا ہے؟ مکھری کی مانند شاخوں پر چڑھتا ہے۔ حالانکہ اپنی تصانیف میں مرزا لکھتا ہے۔ زمین آسمان ٹل جائیں مگر خدا کا وعدہ نہیں ٹلتا۔ ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ﴾ اور اب خدا کے وعدہ کو بھی پلا ئے بیٹھا ہے۔ جس کی ایک زبان نہ ہوا یمان ایک کیسا ہو سکتا ہے۔ (آئینہ مرزا ص/۱۹۵)

یہ سب ڈھنگ محمدی بیگم آسمانی منکوحہ قبضے نہ آنے کے ڈھنگ بھلا خدا کا وعدہ کیسا پورا ہو سکتا جس نے مرزے کے ساتھ اتنی لاپرواہی کی۔ خود نکاح پڑھنے والا آسمان پر نوری فرشتے گواہ پھر محمدی بیگم مرزے سے چھین کر غیر کے نکاح میں دے دینا وعدہ خلافی کی اور کیا صاحب باقی مرزے صاحب کے نزدیک خدا وعدہ خلافی کر سکتا ہے۔ نعوذ باللہ من

ذالک الاسلام والایمان ۔ایک یہ دعا کیا وعدہ خلاف اور نامقبول ہے۔ مرزا صاحب باوجود خدا تعالیٰ کے ساتھ ہر وقت ہر گھڑی ہر لحظہ خدا کے ساتھ ہمکلام ہونے اور مستجاب الدعوات ہونے کے مرزا صاحب کی سترہ ہزار نوسوبیس دعائیں نامقبول ہوئیں۔

مرزا صاحب امام الصلح ص ۱۰۶ میں لکھتے ہیں۔ پانچوں وقت میں نے طاعون کے دفع ہونے کے لئے ہمیشہ دعا کی۔ یکم اگست ۱۸۹۸ء سے ۲۵ مئی ۱۹۰۸ء تک ۲۴ سال دعا کی۔ مگر مقبول نہ ہوئی۔ حتیٰ کہ چند افراد دارالامان قادیان میں فوت ہوئے۔ حالانکہ ایک مقام پر لکھتے ہیں کہ میری آہیں طاعون بن کر آئیں۔ (آئینہ مرزا ص ۲۰۰) مرزا صاحب کی حلال وحرام خوری کی تعریف آپ کے دہلی والے خسر کرتے ہیں۔ ان کے خسر فرماتے ہیں۔

نظم

ہے کہیں نوٹس بزرگی کی لگا	آؤ آؤ کو ہمیشہ ہے فضل خدا
ہو ہمارے فضل میں تم بھی شریک	ہم تمہیں دیں فیض دو تم ہم کو بھیک
مال و دولت اور بیٹے پاؤگے	گر بجا ہماری خدمت لاؤگے
تم پھلو پھولو گے دشمن ہوں گے خوار	تم پہ رحمت ان پہ ہوگی حق کی مار
مال جو دے وہ مرید خاص ہے	اس کے دل میں بالخصوص اخلاص ہے
جو نہ دے مال وہ کیسا ہے مرید	شمر اس کو جان لو یہ ہے یزید
ہے مریدی واسطے پیسوں کے اب	ہائے دنیا میں پیسہ غضب
ہر گھڑی مالداروں کی ہے تلاش	تاکہ حاصل ہو کہیں وجہ معاش
فرض سے ایک دفعہ ہو جائے نجات	گو ملے صدقہ یا مل جائے زکوٰۃ

ہو یتیموں کا ہی یا رانڈوں کا ہو	رنڈیوں کا مال یا بھانڈوں کا ہو
کچھ نہیں ان کو تعیش سے کچھ غرض	حرص کا ہے ان کو اس قدر مرض
آج کل مکار ایسے پیر ہیں	جن کے جان و مال بے تاثیر ہیں
کہیں تصنیف کر رہے ہیں کہیں اشتہار	یہ بھی لوگوں نے کیا ہے روزگار
پیشگی قیمت گر لیتے ہیں وہ	خلق کو اس طرح دم دیتے ہیں وہ
بعض کھا جاتے ہیں قیمت سب کی سب	اس طرح کا پڑ گیا یارو غضب
قیمتیں کھا کر نہیں لیتے ڈکار	جیسے آتا تھا کہیں ان کا اودھار
جو کوئی مانگے وہ بے ایمان ہے	وہ بڑا ملعون اور شیطان ہے
بدگمانی کا اسے آزار ہے	سارے بدبختوں کا وہ سردار ہے
ایک تو پلّے سے اس نے زر دیا	دوسرے بدنام اپنے کو کیا
کھا گیا مال جو وہ اچھا رہا	کچھ گھٹا اسکا نہ ہرگز اتقا
بدمعاش اب نیک از حد بن گئے	نو مسلم آج احمد بن گئے
غیبی دوراں بنے دجال ہیں	ہر طرف ڈالے انہوں نے جال ہیں
ظاہر افعال ان کے نیک ہیں	سارے عالم میں گویا وہ ایک ہیں
عالم و صوفی ہیں شب خیز ہیں	مال پر لوگوں کے دندان تیز ہیں
ہر طرح سے مال ہیں وہ نوچتے	ہیں یہی تدبیر ہر دم سوچتے
جس طرح ہو مال کچھ کھا جایئے	کچھ نیا شعبدہ اب دکھایئے
ہو کوئی کیسا ہی بدمعاش	مٹھ زر کی دے دے ان کو فاش
پھر تو وہ مقبول رحماں ہے ضرور	ان کے دل کو اس نے پہونچایا سرور

متقی ان کو نہ دیوے ہے وہ شقی ⠀ جو شقی دے ان کو ہے وہ متقی
ہیں امیروں سے بڑھاتے میل جول ⠀ کرکے تعریفیں اڑاتے ہیں مول
جوکوئی دے ہاتھ کردیں گے دراز ⠀ اس قدر ہے ان کے دل میں حرص وآز
ہیں امیر اور لیتے ہیں صدقہ وزکوٰۃ ⠀ دینداری کی نہیں ہے کوئی بات
علم ہے دنیا کمانے کے لئے ⠀ دولت دنیا ہے کھانے کے لئے
دل میں اپنے منفعل ہوتے نہیں ⠀ ہنستے جاتے ہیں اور کبھی روتے نہیں
غیظ میں بدمست ہوجاتے ہیں وہ ⠀ اپنی چالاکی پر اتراتے ہیں وہ
اپنی تعریفوں سے بھرتے ہیں کتاب ⠀ آئینہ قرآن ہیں گویا ان کے خواب

(آئینہ مرزا ص/۲۰۲)

یہ مرزا صاحب کے خسر دہلی والے کی تعریف ہے۔اس سے زیادہ کیا تصدیق چاہتے ہیں۔ظلی بروزی تمثیلی بنتے بنتے آپ عین حضرت ہوگئے۔''میں عین آنحضرت ہوں، میں آخری نور ہوں،جو مجھے نہ مانے کافر ہے۔جو مجھے تین ماہ تک چندہ نہ دے جماعت سے خارج کیا جائے۔(آئینہ مرزا ص/۱۵۵)میرا منکر اسلام کا منکر ہے۔(حقیقۃ الوحی ص/۷۹)

مرزا صاحب کا دعویٰ اس پر منحصر ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو میں مردہ بنا کر اپنے دعویٰ مثیلِ عیسیٰ میں کامیاب ہوجاؤں۔اول تو یہ دعویٰ غلط اور نصوص قطعیہ کے مخالف ہے۔آیات قرآنی اور احادیث وتفاسیر وعلم عقائد وبزرگان دین کے اقوال سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر بجسدہ وبروحہ زندہ تشریف لے گئے اور واپس تشریف لائیں گے۔پس اب مرزا صاحب کی حجت بازی کام نہیں آتی۔اول چالاکی مرزا صاحب

نے یہ کی کہ:

۱..... **متوفیک**

۲..... **فلماتوفیتنی**

۳..... **قد خلت من قبله الرسل**

۴..... انجیل کا حوالہ دے کر ثابت کرنا چاہا کہ مسیح ابن مریم فوت ہو گئے حق کی قسم۔

جتنے نمبر گذرے ،تعارف مرزا،تحریف مرزا،اکاذیب مرزا،لیاقت مرزا میں جوابات لکھے گئے کہیں مجمل کہیں مفصل اپنے اپنے مناسب جوابات لکھے گئے۔

مرزا صاحب نے اور اسکی جماعت نے اتنی نامردانہ دلیری اور بزدلانہ جرأت کی۔ مرزا صاحب نے ایک ہزار روپیہ اس شخص کو انعام دینے کا وعدہ کیا کہ جو **متوفیک** اور **قدخلت من قبله الرسل** سے عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی اور جسمانی رفع ثابت کرے۔ اس کو مرزا صاحب کی جماعت بیس پچیس ہزار روپیہ دیں گے۔ مگر یہ چالا کی ان سادہ لوح مسلمانوں اور انگریزی خانوں کو جو کہ علم دینی سے ناواقف ہیں۔ ان کے دھوکہ کے لئے یہ آڑیائٹی کا شکار بنا کر سچا ہونا چاہتے ہیں۔ عوام کی آنکھوں میں دھول ڈالنا چاہتے ہیں اور خاص وعام کو اندھا کرنا چاہتے ہیں۔ بھلا تمام دنیا ان کے داؤ میں آسکتی ہے؟ صاحب بصارت اور صاحب بصیرت ان کے داؤ میں نہیں آسکتے۔ مگر **متوفیک** اور **توفیتنی** کے ذیل میں جتنے قرآن کریم میں **توفی** کا ذکر آیا ہے سب کو اس کے ماتحت کر کے مقصد نکالنا چاہا۔ حالانکہ **توفی** ہر جگہ موت کے معنی میں مستعمل نہیں ہوتا۔ ﴿**وَتُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ**﴾ کئی امثلہ دوسرے نمبر میں گذر چکے اعادہ کی ضرورت نہیں اور یہ بھی تحریر کیا گیا کہ **متوفیک** مضارع کا صیغہ ہے۔ جو استقبال کے لئے خاص

ہے۔الاماشاء اللہاور توفیتنی کاواقعہ قیامت کاذکر ہے کہ قیامت کے دن یہ سوال ہوں گے۔اور اذ بمع اذا کا جواب ہی لکھا گیااور خلت من قبله الرسل کااس جگہ وفات عیسیٰ کا کوئی موقع کوئی قرینہ ماسبق و مالحق میں عیسیٰ علیہ السلام کا کہیں ذکر بھی نہیں۔اس جگہ خلت کے معنی مرنے کے لیئے تعصب کی پٹی آنکھ پر باندھنی ہے۔﴿وَاِذَا خَلَوْا اِلٰی شَیَاطِیْنِهِمْ﴾ بیت اللہ قدخلت میں جواب آچکے۔جو تفاسیر میں مرزا نے حوالے دیئے اس کے برخلاف انہیں تفسیر میں لکھا ہوا پیش کیا گیا۔اتنی بڑی مرزا صاحب نے لاف ماری کہ کوئی آیت یا صحیح حدیث یا ضعیف یا غریب یا وضعی حدیث یا کسی صحابی یا امام کا قول دیکھائیں تو اتنا انعام ہم دیں گے۔بفضلہ تعالیٰ آیات قرآنی﴿وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰـکِنْ شُبِّهَ لَهُمْ﴾

۲......﴿وَمَاقَتَلُوْهُ یَقِیْنًا o بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَیْهِ﴾

۳......﴿ وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْکِتٰبِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ وَیَوْمَ الْقِیٰمَةِ یَکُوْنُ عَلَیْهِمْ شَهِیْدًا﴾ ان آیات میں اوران پر تفاسیر کے حوالے دیکراوراحادیث صحیحین اورعینی،قسطلانی،عسقلانی کے علاوہ صحاح ستہ کی ۱۴۵ احادیث سے اورعلم عقائد کے حوالے دیکراس امر کوواضح طور پر لکھدیا کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر تشریف لے گئے اورتشریف زمین پر لاکر نکاح کرنے اوراولاد ہونے کے بعد فوت ہوں گے اورآپ کی نماز جنازہ مسلمان پڑھیں گے اورحضور ﷺ کے روضہ اطہر میں مدفون ہوں گے۔لیکن باوجوداس بات کے مرزائی حجت پر حجت کرتے چلے جاتے ہیں ”جی عیسیٰ آسمان پر کیا کرتے ہیں۔اجی وہاں کیا کھاتے ہیں اور بشر کہاں سے آیا ہےاورٹی پاخانہ کہاں کرتے ہیں۔وغیرہ وغیرہ بے ہودہ سوالات کر کے دفع وقتی چاہتے ہیں۔علماء اسکی حجتوں پر صبر کرتے رہے

۔امام الزماں بنا،مجدد بنا،مجتہد بنا،مہدی بنا،مثل عیسیٰ بروزی ظلی سب کچھ بنا،آخر نبی بنا۔ پھر مرزا خدا کا بیٹا بنا،خدا خود بنا۔زمین آسمان بنانے کا دعویٰ کیا۔رگ رگ میں قدوسیت کا دعویٰ کیا۔خدا کے ساتھ ہمکلام ہو یا بارش کی طرح ہونے کا کیا۔کن فیکون کے اختیارات کے مالک ہونے کا دعویٰ کیا۔کیانہ بنارشی اوتار آریہ کا بادشاہ ملک جی سنگھ کرشن محاراج بنا۔آدم علیہ السلام اور محمد ﷺ ہونے تک کا دعویٰ کیا۔

معمولی باتوں پر تو علماء خاموش رہے جب خدا کے بانی ہونے اور نبی ہونے کا دعویٰ کیا تو علماء برداشت نہ کر سکے۔جب ان دعوؤں کے علماء کرام نے ثبوت مانگے تو آئیں بائیں کر کے تاویلیں کرنے لگا۔جب نبوت کا دعویٰ کیا تو علماء کرام نے خاتم النّبیین کی آیت پیش کر کے جواب مانگا تو لگا تاویلیں حجتیں کرنے۔مگر اب تو علماء کرام نے ایسا پکڑا کہ گردن چھوڑانا محال ہو گیا۔خاتم النّبیین پر تو اسکی جماعت لاہوری پارٹی والے بھی مخالف ہو گئے۔اہلسنّت و جماعت علماء کرام نے جب شکنجہ میں دے کر گلا دبایا تو تائب ہوا اور یہ حوالے دے کر خلاصی کر دی جو مرزے کے قلم اور اسکے حواریوں کے حوالے دیکر لکھا جاتا ہے۔''مرزا صاحب کی پیدائش ۱۸۳۶ء میں ہوئی اور ۱۸۰۰ء میں آپ نے بالہام الٰہی مجدد ہونے کا دعویٰ کیا اور (۴) چار مارچ ۱۸۰۹ء میں بیعت لینے کا اشہار دیا اور ۱۸۹۱ء میں مسیح ہونے کا دعویٰ کیا اور ۲۶/مئی ۱۹۰۸ء میں وفات پائی۔آپ کے ہر مرید پر ماہوار چندہ تھا خواہ پیسہ بلکہ ادھیلا ہی ہو۔ (احمدی ڈائری ص ۴)

اول آپ نے امام الزمان ہونے کا دعویٰ کیا۔امام میں اوصاف حمیدہ و اخلاق جمیلہ ہونے لازمی ہیں۔لیکن مرزا صاحب نے اوصاف رذیلہ سے مزین ہو کر گمراہ کرنا شروع کیا۔اور انبیاء علیہم السلام خصوصاً عیسیٰ علیہ السلام اوران کی والدہ ماجدہ عفیفہ

اور آپ کے خاندان پر ناجائز حملے اور علماء امت اصفیاء کرام کو یہودی اور حرام خور بوڑھے کتے اور بھونکنے اور بھوبھوکرنے والے اور عوام مسلمین کو جو مرزا صاحب کو نہ مانے کافر کہنا شروع کردیا۔ اور جو مرزا صاحب کے سلسلہ میں منسلک نہ ہوان سے ناطے رشتے توڑنے اوران پر نماز جنازہ اور انکی اقتداء کے عدم جواز وغیرہ وغیرہ کا فتویٰ دیا۔ یہ مجدد صاحب، امام الزمان مہدی صاحب، مثیل عیسیٰ وظلی و بروزی صاحب کا فتویٰ ہے۔ فتاویٰ احمد و دیگر کتب مرزا میں مسطور ہے۔ جس کا جی چاہے دیکھ لے۔ جبکہ علماء کرام نے مرزے سے وجہ اس حکم کی دریافت نہ کی تو مرزا صاحب دلیر ہو کر نبوت مستقلی کا دعویٰ کر بیٹھے۔ تب علماء نے مرزا سے دریافت کرنا شروع کیا کہ جو کچھ تمہارا دل چاہا تم نے کیا ہم خاموش رہے مگر جبکہ تم نے نبوت کا دعویٰ کیا اب جواب دو کہ تم نے نبوت کا دعویٰ کیوں کیا تو اس نے یعنی مرزا صاحب نے مخاطب کو یہ جواب دیا۔

۱......کیا تو نہیں جانتا کہ پروردگار رحیم وصاحب فضل عظیم نے ہمارے نبی ﷺ کا بغیر کسی استثناء کے خاتم النبیین نام رکھا اور ہمارے نبی ﷺ نے اسکی تفسیر **لانبی بعدی** فرمادی۔ اور کہا کہ اگر ہم اپنے نبی ﷺ کے بعد کسی نبی کا ظہور جائز قرار دیں تو گویا باب وحی بند ہونے کے بعد اس کا کھلنا جائز قرار دیں گے اور یہ صحیح نہیں۔ جیسا کہ مسلمان پر ظاہر ہے اور ہمارے رسول ﷺ کے بعد نبی کیونکر آسکتا ہے درآں حالانکہ آپکی وفات کے بعد وحی منقطع ہوگئی اور اللہ تعالیٰ نے آپ پر نبیوں کا خاتمہ کردیا۔ (قادیانی مذہب ص۱۸۸، حمامۃ البشریٰ ص۳۴)

۲......آنحضرت ﷺ نے بار بار فرمادیا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ اور حدیث **لانبی بعدی** ایسی مشہور تھی کہ کسی کو اس کی صحت میں کلام نہیں اور قرآن شریف جس کا لفظ لفظ قطعی ہے اپنی آیت ﴿وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ﴾ سے بھی اس بات کی

تصدیق کرتا ہے کہ فی الحقیقت ہمارے نبی ﷺ پر نبوت ختم ہو چکی ہے۔ (کتاب البریہ ص ۱۸۴ حاشیہ غلام احمد قادیانی۔

۳...... ہر ایک دانا سمجھ سکتا ہے کہ اگر خدا تعالیٰ صادق الوعد ہے (ابھی مرزا کا صادق الوعد ہونیکا شک ہے) جو آیت خاتم النبیین میں وعدہ دیا گیا ہے اور جو حدیثوں میں تصرح بیان کیا گیا ہے کہ اب جبرائیل بعد وفات رسول ﷺ کے ہمیشہ کے لئے وحی نبوت لانے سے منع کیا گیا ہے۔ یہ تمام باتیں سچ اور صحیح ہیں تو پھر کوئی شخص بحیثیت رسالت ہمارے نبی ﷺ کے بعد ہرگز نہیں آ سکتا۔ (ازالہ اوہام ص ۵۷۷، مصنفہ مرزا غلام احمد)

۴...... قرآن کریم کے بعد خاتم النبیین کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا خواہ وہ نیا ہو یا پرانا کیونکہ رسول کو علم دین متوسط جبرئیل ملتا ہے۔ اور باب نزول جبرائیل بہ پیرایہ وحی رسالت نہ ہو۔ (ازالہ اوہام ص ۷۶۱)

۵...... رسول کی حقیقت اور ماہیت میں یہ امر داخل ہے کہ دینی علوم کو بذریعہ جبرئیل حاصل کرے اور ابھی ثابت ہو چکا ہے کہ اب وحی رسالت تا قیامت منقطع ہے۔ (ازالہ اوہام ص ۶۱۴ مصنفہ مرزا غلام احمد)

۶...... حسب تصریح قرآن کریم رسول اسی کو کہتے ہیں جس نے احکام و عقائد دین جبرئیل کے ذریعہ سے حاصل کئے ہوں۔ لیکن وحی نبوت پر تو تیرہ سو برس سے مہر لگ گئی ہے کیا یہ مہر اس وقت ٹوٹ جائیگی۔ (ازالہ اوہام ص ۵۳۴)

۷...... قرآن شریف میں مسیح ابن مریم کے دوبارہ آنے کا تو کہیں بھی ذکر نہیں۔ (یہاں سے ایمان مرزا صاحب کا متزلزل معلوم ہوتا ہے) لیکن ختم نبوت یہ کمال یا تصریح ذکر ہے اور پرانے یا نئے نبی کی تفریق کرنا یہ شرارت ہے۔ نہ حدیث میں نہ قرآن میں یہ تفریق

موجود ہے اور حدیث **لانبی بعدی** میں بھی نبی عام ہے۔ پس یہ کس قدر جرأت اور دلیری اور گستاخی ہے کہ خیالات رکیکہ کی پیروی کر کے نصوص صریحہ قرآن کو عمداً چھوڑا جائے اور خاتم الانبیاء کے بعد ایک نبی کا آنا مان لیا جائے۔ اور بعد اسکے کہ جو وحی نبوت منقطع ہو چکی ہے۔ پھر سلسلۂ وحی نبوت کا جاری کر دیا جائے کیونکہ جس میں شان نبوت باقی ہے اسکی وحی بلاشبہ نبوت کی وحی ہوگی۔ (ایام صلح مرزا، ص ر ۱۴۶)

۸......اور اللہ کو شایان نہیں کہ خاتم النبیین کے بعد اس کے کہ اسے قطع کر چکا ہے اور بعض احکام قرآن کریم کے منسوخ کر دے۔ یا ان پر بڑھا دے۔ (آئینہ کمالات، ص ر ۳۷۷ اسلام مرزا)

۹......اور ظاہر ہے کہ یہ بات مستلزم محال ہے کہ خاتم النبیین کے بعد پھر جبرائیل علیہ السلام کی وحی رسالت کے ساتھ زمین پر آمد ورفت شروع ہو جائے اور ایک نئی کتاب کو اللہ مضمون میں قرآن شریف سے توارد رکھتی ہو پیدا ہو جائے اور جو امر مستلزم محال ہو وہ محال ہوتا۔

(ازالہ اوہام، ص ر ۵۸۳ حصہ ۲)

۱۰......اور اللہ تعالیٰ کے اس قول ﴿وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ﴾ میں بھی اشارہ ہے۔ پس اگر ہمارے نبی ﷺ اور اللہ کی کتاب قرآن کریم کو تمام آنے والے زمانوں میں اور ان زمانے کے لوگوں کے علاج اور دوا کی رو سے مناسبت نہ ہوتی تو اس عظیم الشان نبی کریم ﷺ کو ان کے علاج کے واسطے قیامت تک ہمیشہ کے لئے نہ بھیجتا اور ہمیں محمد ﷺ کے بعد کسی نبی کی حاجت نہیں کیونکہ آپ کے برکات ہر زمانہ پر محیط ہیں اور آپ کا فیض اولیاء اور اقطاب و مجددین کے قلوب پر بلکہ کل مخلوقات پر وارد ہے خواہ ان کو اسکا علم بھی نہ ہو کہ انہیں آنحضرت ﷺ کی ذات پاک سے فیض پہنچ رہا ہے۔ پس اس کا احسان تمام لوگوں پر ہے۔ (حمامۃ البشریٰ، ص ر ۴۹ حصہ اول، طبع دوم ص ر ۵۰)

۱۱......میں ایمان لاتا ہوں اس امر پر کہ ہمارے نبی محمد ﷺ خاتم الانبیاء ہیں کہ ہماری کتاب قرآن کریم ہدایت کا وسیلہ ہے............اور میں ایمان لاتا ہوں اس بات پر ہمارے رسول آدم کے فرزندوں کے سردار اور رسولوں کے سردار ہیں۔اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ نبیوں کے سلسلے کو ختم کر دیا۔(آئینہ کمالات، ص/۲۱)

۱۲......میں ان تمام امور کا قائل ہوں جو اسلامی عقائد میں داخل ہیں۔اور جیسا کہ سنت جماعت کا عقیدہ ہے۔ان سب باتوں کو مانتا ہوں جو قرآن اور حدیث کی رو سے مسلم الثبوت ہیں۔اور سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت و رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔میرا یقین ہے وحی رسالت حضرت آدم علیہ السلام سے شروع اور جناب رسول ﷺ پر ختم ہوگئی۔

(اشتہار مرزا غلام احمد قادیانی، ۲؍اکتوبر ۱۸۹۸ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد دوم صفحہ ۲)

۱۳...... ان تمام امور میں میرا وہی مذہب ہے جو دیگر اہلسنّت والجماعت کا ہے۔اب مفصلہ ذیل امور کا مسلمانوں کے سامنے صاف صاف اقرار کرتا ہوں۔اور خانۂ خدا میں کھڑے ہو کر اقرار کرتا ہوں اور جامع مسجد دہلی میں کھڑا ہوں اقرار کرتا ہوں کہ میں جناب خاتم الانبیاء ﷺ کا ختم نبوت کا قائل ہوں اور جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو اسکو بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔(مرزا غلام احمد، اکتوبر ۱۸۹۱ء تبلیغ رسالت ص/۴۴)

۱۴......کیا ایسا بدبخت مفتری جو خود رسالت و نبوت کا دعویٰ کرتا ہے۔قرآن شریف پر دعویٰ رکھ سکتا ہے اور کیا وہ شخص جو قرآن شریف پر ایمان رکھتا ہے اور آیت ﴿وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ﴾ کو خدا کا کلام یقین کرتا ہے وہ کہہ سکتا ہے کہ میں بھی رسول اللہ ﷺ کے بعد رسول و نبی ہوں۔(انجام آتھم، ص/۲۷ حاشیہ غلام احمد)

۱۵......میں جانتا ہوں کہ ہر وہ چیز جو مخالف ہے قرآن کے وہ کذب والحاد و زندقہ ہے پھر میں کس طرح نبوت کا دعویٰ کروں جبکہ میں مسلمانوں میں سے ہوں۔ (حمامۃ البشریٰ، ص/۹۶ غلام احمد)

۱۶......مجھے کب جائز ہے کہ میں نبوت کا دعویٰ کر کے اسلام سے خارج ہو جاؤں اور کافروں کی جماعت سے جاملوں۔ (حمامۃ البشریٰ ص/۹۶ غلام احمد)

۱۷......اے لوگو! دشمن قرآن نہ بنو اور خاتم النبیین کے بعد وحی نبوت کا نیا سلسلہ جاری نہ کرو۔ اس خدا سے شرم کرو جس کے سامنے حاضر کئے جاؤ گے۔ (آسمانی فیصلہ ص/۲۵ غلام احمد)

۱۸......ہم بھی مدعی نبوت پر لعنت بھیجتے ہیں۔ **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** کے قائل اور آنحضرت ﷺ کی ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں۔ (اشتہار مرزا غلام احمد قادیانی ۲۰ شعبان ۱۳۱۴ء، مندرجہ تبلیغ رسالت ص/۲ جلد ششم)

یہ ہیں اقتباسات مرزا صاحب کی تبلیغ وکتب کے۔ اب احمدی صاحبان کو اختیار ہے کہ مرزے کو سچا مانیں یا جھوٹا۔ اگر سچا مانتے ہیں تو جیسے مرزا صاحب نے مدعی نبوت کو بعد از حضور ﷺ کے کاذب وملحد وزندیق ماناجیسے کہ حمامۃ البشریٰ ص/۹۶ میں ہے۔ اور ہم لعنت بھیجتے ہیں جو بعد از حضور ﷺ نبوت کا مدعی ہو جیسے کہ آسمانی فیصلہ ۲۰/شعبان ۱۳۱۴ء اور تبلیغ رسالت ص/۲ جلد ۶ میں ہے: تب تو احمدی بھی مدعی نبوت کو جو کہ حضور ﷺ کے بعد دعویٰ کرے ویسے ہی کذاب، ملحد، کافر، ملعون، خارج از اسلام جانیں اور تائب ہو جائیں۔ اور خدا تعالیٰ کے حاضری سے شرمسار ہو کر اس عقیدہ بد سے توبہ کریں اور اپنی عاقبت بالخیر کریں اور مرزا صاحب کو جھوٹا مانیں جو کہ نبوت کا دعویٰ کرتے تھے۔ اب انصاف ناظرین پر ہے۔

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ہدایت کرے اور راہ راست پر استقامت بخشے۔ آمین

تمت بالخیر

عمدۃ البیان

فی جواب

سوالاتِ اہل القادیان

(مطبوعہ ماہنامہ لانبی بعدی)

شمارہ ستمبر، اکتوبر، نومبر ۲۰۰۳ء

تصنیفِ لطیف

حضرت علامہ قاضی عبدالغفور پنجہ

(ضلع شاہپور، ڈاک خانہ مٹھ ٹوانہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قادیانیوں نے اپنے مذہب کی صداقت کیلئے چند دلائل قرآن سے بصورت سوالات پیش کیے ہیں ان کو مع جوابات ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے تاکہ حق و باطل ظاہر ہو

سوال نمبر ۱:

عیسیٰ علیہ السلام کی وفات قرآن مجید سے ثابت ہے۔ **اذ قال اللہ یعیسٰی انی متوفیک الی ورافعک ومطھرک من الذین کفروا...... (الایۃ)** ترجمہ: جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے عیسیٰ میں تجھے مارنے والا اور اٹھانے والا ہوں اور کافروں کے الزام سے پاک کرنے والا ہوں۔ اس کی تفسیر عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے یوں فرمائی ہے کہ **متوفیک** کے معنی **ممیتک** کے کئے ہیں کہ میں نے تجھے مارا یعنی فوت کئے گئے ہیں تو معلوم ہوا کہ رئیس المفسرین عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے (اس کے معنی) فوت ہونے کے کئے ہیں۔ لہٰذا وہ فوت ہو چکے ہیں۔

جواب ۱: اقول وباللہ التوفیق

ا...... تفسیر عبداللہ بن عباس میرے سامنے موجود ہے وہ اس کی تفسیر یوں فرماتے ہیں: مقدم موخر ہے۔ میں تم کو اپنی طرف اٹھانے والا ہوں اور تمہیں پاک کرنے والا ہوں اور کافروں کے داؤ سے تجھے نجات دینے والا ہوں عبارت یوں ہے: مقدم و موخر **ویقول انی رافعک(الی ومطھرک) منجیک(من الذین کفروا)متوفیک** اسم فاعل کا صیغہ ہے اور اسم فاعل استقبال پر دلالت کرتا ہے۔ یہ مستقبل ہوا کہ میں تجھے فوت کرنے والا

ہوں یہ نہیں کہ تم کو فوت کر چکا۔اس پر قرینہ ہے کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے اپنی تفسیر میں فرمایا(**ثم متوفیک قابضک بعد النزول**)تمہارے اترنے کے بعد پھر تجھے قبض کروں گا۔معلوم ہوا کہ ابھی قبض کیا نہیں،آئندہ قبض فرمائے گا۔جیسے کہ تفاسیر واحادیث میں موجود ہےاور انا جیل میں بھی موجود ہے دیکھو انجیل برنباس۔

توفی کے معنی فوت میں منحصر نہیں توفی اپنے اپنے موقع پر آتا ہے کبھی حقیقی معنی میں آتا ہے۔جیسے کہ قرآن مجید کے مقامات پر حقیقی معنی میں **توفی** فوت کے معنی میں مستعمل ہے۔**والذین یتوفون** سے چند آیات نقل کی گئی **ولکن اعبد اللہ الذی یتوفکم** تک بیان کی گئی۔احمدی پاکٹ بک صفحہ ۱۷۴،۱۷۵......اور احادیث سے ۱۷۶،۱۷۷......اور عرف عام صفحہ ۱۸۰،لغت ۱۸۰ تفاسیر ص ۱۸۲ سے ۱۸۶ تک ان سب مقامات پر حقیقی معنی مراد لیے گئے ہیں اور کبھی مجازی معنی مراد ہوتے ہیں۔جیسے **توفی کل نفسٍ ما کسبت**(پارہ ٤)ہر نفس کو اپنی کمائی کا پورا بدلا دیا جائے گا۔ **وھو الذی یتوفکم بالیل ویعلم ما جرحتم بالنھار**(وہ ذات پاک تمہیں رات کو فوت کر دیتا ہےاور تمہاری ان کاروائیوں کو جانتا ہے)

بہت سے مقامات میں جہاں حقیقی معنی مراد ہوتے ہیں اور ایسے ہی مجازی معنی مستعمل ہوتے ہیں لہٰذا یہاں پر **توفی** کے معنی مجازی ہیں جیسے کہ **توفی کل نفس ما کسبت** اور **یتوفکم** میں مجازی معنی مراد بلکہ اس کے معنی پورا کرنے کے ہیں بڑا قرینہ قرآنیہ میں موجود ہے: **وان من اھل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ** (ایسا اہل کتاب کوئی نہ ہوگا جو عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان نہیں لائے)حالانکہ ابھی تک لاکھوں یہودی،عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان نہیں لائے۔معلوم ہوا کہ قبل از قیامت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں

گے۔اور یہود اور دہر کے عیسائی، عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائیں گے تب قیامت آئے گی یہ قرینہ ہے یہاں توفی کے مجازی معنی مراد لینے کے بعد از نزول توفی کے حقیقی معنی مراد ہوں گے۔

چنانچہ تفسیر عباسی میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے یہ معنی اور تفسیر فرمائی (یہودی ونصاری، عیسیٰ علیہ السلام پر ضرور ایمان لائیں گے کہ عیسیٰ علیہ السلام نبی تھے) ساحر جادوگر نہ تھے اور نہ خدا تھے اور نہ خدا کے شریک اور نہ بیٹے تھے اور یہ ان (عیسیٰ) کی وفات سے پہلے اور ان کے اترنے کے بعد، پھر اس کے بعد عیسیٰ علیہ السلام فوت ہوں گے) **وان من اهل الکتاب(ای ومامن اهل الکتاب الیهودوالنصاری احد)الالیؤمنن به (بعیسیٰ انه لم یکن ساحرا ولا الله ولا ابنه ولا شریکه)قبل موته(قبل خروج نفسه بعد نزول عیسیٰ ثم یموت)** قرینہ ہے عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر سے اترنے کا۔اور **وما قتلوه وما صلبوه ولکن شبه لهم** اور **وما قتلوه یقیناً بل رفعه الله الیه** یعنی عیسیٰ علیہ السلام کو نہ تو یہودیوں نے صلیب پر لٹکایا اور نہ ہی ان کو قتل کیا بلکہ ارشادات خدا تعالیٰ، احادیث اور تفاسیر میں بھی عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ مع جسم جانا اور واپس آنا معلوم ہوتا ہے۔

دلیل نمبر ۲ : حسن بصری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور علیہ السلام نے یہود کو فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت نہیں ہوئے بلکہ زندہ آسمان پر اٹھائے گئے۔حدیث(**قال الحسن قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لليهود ان عیسیٰ لم یمت وانه راجع الیکم قبل یوم القیامة**)(از تفسیر درمنثور بحوالہ سیف چشتیائی صفحہ ۲۵،......)

دلیل نمبر۳ : عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان فرمائی۔میرے بھائی عیسیٰ

علیہ السلام اس وقت آسمان سے نازل ہوں گے (راوی ابن اسحاق بن بشیر وابن عساکر عن ابن عباس) حدیث......قال رسول الله ﷺ فعند ذالک نزل اخی عیسیٰ ابن مریم من السماء (بل رفعه الله اليه) تفسیر عباس میں ہے۔الی السماء اور اٹھائے گئے آسمان کی طرف۔

دلیل نمبر٤: تفسیر ابن جریر میں ہے ابھی تک عیسیٰ علیہ السلام فوت نہیں ہوئے بلکہ خدا تعالیٰ نے آسمان کی طرف عیسیٰ علیہ السلام کو اٹھالیا (راوی ابن جریر ابن حاتم من ربیع قال ان النصاری اتوا النبی ﷺ)

دلیل نمبر٥ :......قال الستم تعلمون ان ربنا حی لا یموت وان عیسیٰ علیه الفناء) حدیث: عبداللہ بن سلام سے مروی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام حضور ﷺ کے ساتھ دفن ہوں گے۔چوتھی قبر عیسیٰ کی ہوگی۔(عن عبدالله بن سلام قال یدفن عیسیٰ ابن مریم مع رسول الله وصاحبیه فیکون قبره رابعا)

دلیل نمبر٦ : حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ کیا حال ہوگا جبکہ عیسیٰ ابن مریم آسمان سے اتریں گے اور تمہارے امام ہوں گے۔

حدیث: عن ابی هريرة كيف انتم اذا نزل ابن مريم من السماء فيكم وامامكم منكم......(رواہ البیہقی فی کتاب الاسماء والصفات)

سوال نمبر ٢ : دوسرا سوال مرزائیوں کا یہ ہے کہ اذ قال الله یا عیسیٰ ابن مریم ء انت قلت للناس۔اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں۔تین الفاظ دلالت کرتے ہیں۔ایک کلمہ اذ دوسرا قال تیسرا ءانت قلت یہ تینوں ماضی پر دلالت کرتے ہیں یعنی عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے۔

جواب: یہ قیامت کے واقعہ کا بیان ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام سے جب نصاریٰ کے بگڑ جانے کی وجہ پوچھی جائے گی اور سوال ہوگا اس کا ثبوت یہ کہ عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ بروز قیامت فرمائے گا تفسیر عباسی میں ہے۔(**واذ قال اللہ یا عیسیٰ)یقول اللہ یوم القیامۃ** (جلالین اور کمالین میں ہے)ماضی مضارع کے معنی میں ہے۔(**قالا ماض بمعنی المضارع اذ یجی بمعنی اذ ا و لو تری اذ فزعوا**)تو یہاں بمعنی **یقول** ہے۔

سوال نمبر۳ : حدیث کوثر مشہور ہے کہ حضور ﷺ سے خدا تعالیٰ دریافت فرمائے گا کہ آپ جانتے ہیں کہ تمہارے بعد امت نے کیا عمل کیے؟ تو آپ نے فرمایا کہ میں ویسے جواب دوں گا جیسے کہ عبد صالح عیسیٰ نے جواب دیا۔**فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم**)پس جب کہ تو نے مجھے فوت کیا۔معلوم ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں۔

جواب: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کی جب تو نے مجھے ان کے درمیان سے اٹھالیا(**فلما توفیتنی**) **رفعتنی من بینھم** اور اس کا قرینہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا **قال اللہ ھذایوم ینفع الصادقین صدقھم**۔یعنی جب سچے لوگوں کو ان کا سچ نفع دے گا۔**قال اللہ (سیقول اللہ)**پس حدیث کوثر اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے اپنی تفسیر میں واضح کر دیا کہ یہ واقعہ قیامت میں ہوگا۔

سوال نمبر٤ :ما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل (الا یۃ)
کوئی نبی زندہ نہیں رہا اس سے جتنے پہلے گزرے سب فوت ہو گئے۔عیسیٰ بھی نبی تھے۔وہ بھی فوت ہو گئے۔

جواب: تفسیر ابن عباس رضی اللہ عنہ میں **خلت** کے معنی موت کے نہیں کئے بلکہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے خلت کے معنی گزرنے کے کئے ہیں(**وما محمد الا رسول قد خلت من**

قبلہ)**قد مضت من قبل محمد.(الرسل)** قرینہ بتا رہا ہے کہ یہاں عیسیٰ علیہ السلام کا نہ سابق اور نہ لاحق میں کہیں ذکر ہے۔اس کا شان نزول دیکھنا چاہیے یہ شان نزول حضور علیہ السلام کو صدمہ پہنچنے کا اور مستقل مزاج رہنے کا اور مسلمانوں کو تعلیم دینے اور ترغیب جہاد پر مستقل رہنے اور غزاۃ کی ترغیب دلانے کی ہے نہ کہ عیسیٰ علیہ السلام کا نام، نہ ذکر، نہ موت، نہ جہاد کا اور اگر خلت کے معنی موت کے حسب مرضی مرزا لئے جائیں **واذخلوا** اور **واذا خلا** اور **سنت اللہ التی قد خلت** کے معنی کرے گا کہ منافق اپنی سنگت میں مرنے کے لیے جاتے تھے اور خدا تعالیٰ کی سنت مرگئی۔محض خودغرضی کے لئے مرزا صاحب قرآن مجید کی تحریف کرتے رہے۔

سوال نمبر٥ :ما المسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل......اس کا جواب گزر چکا۔

سوال نمبر٦ :وماجعلنالبشر من قبلک الخلد آپ سے پہلے کبھی بشر ہمیشہ کے لیے نہیں رہا کسی کے لیے ہم نے خلد نہیں کیا اس سے معلوم ہوا کہ جب پہلے کوئی ہمیشہ نہیں رہا تو عیسیٰ علیہ السلام بھی زندہ نہیں رہے فوت ہوگئے ہیں۔

جواب: اب دیکھنا ہے کہ اس آیت کریمہ کا شان نزول کیا ہے اور یہ کس لئے نازل ہوئی۔ تفسیر عباسی میں اس آیت کریمہ کا شان نزول یوں لکھا ہے کہ کفار حضور سے بتوں کی توہین سن کر آپ کی وفات کے منتظر تھے۔کہتے تھے کب تک توہین کرے گا کسی دن تو فوت ہو جائے گا(نعوذ باللہ) ہماری جان چھوٹ جائے گی۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر وہ آپ کی وفات کے منتظر ہیں تو کفار کب تک ہمیشہ کے لئے رہیں گے آخر وہ بھی مر جائیں گے(تفسیر عباسی میں **(نزلت ھذہ الایۃ فی قولھم ننتظر محمدا حتیٰ یموت**

فنستریح فقال تعالی یا محمد أفان مت فهم الخالدون) عیسیٰ کا نہ ذکر ہے نہ بیان، یونہی قادیانیوں کا گمان ہے پس یہ حجت ان کی بے فائدہ اور فضول ہے۔

سوال نمبر۷ :**قال فیها تحیون وفیها تموتون ومنها تخرجون** اے آدم تم اس میں سے نکلے اس زمین میں تم زندہ رہو گے اور اس میں مرو گے اور اسی سے نکلو گے۔اس سے معلوم ہو کہ آدمیوں کی رہائش زمین میں ہے نہ کہ آسمان پر پھر عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر کیسے چلے گئے۔

جواب: یہ خطاب آدم علیہ السلام کو تھا، نہ کہ عیسیٰ علیہ السلام کو، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کئی ہزار برس آدم علیہ السلام کے بعد ہوئے۔ان کو اس آیت سے کیا تعلق اور نہ اس آیت میں عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر ہے پھر ان کے ذمہ کہاں سے لگایا گیا۔اس کے علاوہ کب منکر ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام دنیا میں تشریف نہ لائیں گے۔ بلکہ ضرور تشریف لائیں گے، نکاح کریں گے، ان کی اولاد ہوگی بعد ازاں فوت ہوں گے لوگ جنازہ پڑھیں گے قیامت کے دن قبر سے، مٹی سے، زمین سے نکلیں گے جیسے لوگ دفن ہونے کے بعد نکلیں گے عیسیٰ علیہ السلام بھی حضور ﷺ کے روضہ مبارکہ سے باہر آئیں گے۔

سوال نمبر۸ :(**ومن نعمره ننکسه فی الخلق**) جس کو ہم زیادہ عمر دیتے ہیں اس کو پیدائش میں الٹا کر دیتے ہیں۔اس سے معلوم ہوا کہ زیادہ عمر بیکار ہے لہٰذا عیسیٰ علیہ السلام کو عمر زیادہ نہیں دی گئی۔

جواب: **ومن نعمره ننکسه** کا یہ جواب دیا تفسیر عباسی میں، کہ ہم انسان کو پہلی حالت میں لاتے ہیں گو اس کا مزاج بچوں جیسا ہو جاتا ہے(**تحططه فی الخلق ای فی خلق الا ول کانه طفل**) یہاں عیسیٰ کا نہ بیان نصاً نہ صریحاً نہ اشارۃً نہ یہاں کوئی تعلق عیسیٰ

علیہ السلام کا ذکر بے سود ہے۔

سوال نمبر۹ : عیسیٰ علیہ السلام جسد عنصری سے آسمان پر نہیں گئے۔صرف روح گئی ہے۔جسد کا آسمان پر جانا محال ہے۔

جواب: قرآن کریم میں قتل کا ذکر ہے۔**وما قتلوہ** توقتل جسم کا ہوتا ہے نہ کہ صرف روح کا۔**بل رفعہ اللہ** روح کی طرف راجع نہیں کہ روح مذکور نہیں جسم مذکور ہے۔تفسیر عباسی میں ہے **بل رفعہ اللہ الیہ الی السماء** قرینہ مذکور ہے۔دوسرا **ویکون علیھم شھیدا** آپ لوگوں پر قیامت میں گواہ ہوں گے۔گواہی بھی اسی صورت میں ہوگی کہ آپ زندہ رہے ہوں گے ورنہ موت کے بعد کسی کی شہادت دینا بے معنی ہے۔آپ زندہ آسمان پر اٹھائے گئے جیسے کہ شیخ شہاب الدین ابن حجر (تلخیص تاصفحہ ۳۱۹ جلد ۲ میں فرماتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام جسمانی حالت میں زندہ آسمان پر اٹھائے گئے (**واما رفع عیسیٰ فاتفق اصحاب الا خبار والتفاسیر علی انہ رفع ببدنہ حیا**)

سوال نمبر ۱۰ : خرق التیام اور طبقات سماوی وکرہ سماوی طے کرنا ممتنعات سے بلکہ محالات سے۔

جواب: جس صورت سے آدم علیہ السلام کو خدا تعالیٰ نے آسمانوں اور طبقات سماوی عبور کرنے کی طاقت دی ایسے عیسیٰ علیہ السلام کو اور جیسے حضور علیہ السلام کو طبقات اربعہ اور **سبع سموات طباقا** ہوائی، آبی، ناری اور ارضی سے حضور ﷺ نے عبور فرمایا۔عیسیٰ نے بھی ایسا عبور فرمایا یہاں پر فلسفہ اور سائنس کا مقام نہیں ورنہ اس سے عبور ثابت کر کے دکھایا جاتا اور جیسے اللہ تعالیٰ نے ادریس علیہ السلام کو آسمان پر زندہ اٹھایا ﴿**ورفعناہ مکانا علیا**﴾ جیسے جلالین میں ہے کہ وہ چوتھے آسمان پر زندہ اٹھائے گئے ہیں۔**حی فی السماء الرابعۃ والخامسۃ**

والسادسة "فی الجنة" (تفسیر عباسی)

چار نبی زندہ ہیں دو آسمان پر ادریس علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام اور دو زمین پر خضر علیہ السلام اور الیاس علیہ السلام **واللہ اعلم**۔ اور رسولوں کے اعمال میں آیت ۹ انجیل برنباس اور تورات میں اخنوخ نبی بمع گاڑی آسمان پر تشریف لے گئے۔ **واللہ اعلم**۔

مرزا کی غلطیاں سیف چشتیائی ص ۲ سے ص ۸۱ مسطور ہیں

مرزا صاحب نے براہین احمدی ص ۴۹۸، ۴۹۹ ...... میں عیسیٰ کا آسمان سے واپس آنا تسلیم کیا ہے۔ (ترمذی، ابوداؤد) **انه سیکون فی امتی کذابون ثلثون کلهم یزعم انه نبی اللہ وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی**۔

کئی جھوٹے مہدی گزرے عبداللہ المہدی مدعی نبوت ہوا۔ اس نے طرابلس اور مصر بھی فتح کیا مگر ۳۱۶ھ میں مر گیا اسی طرح (جھوٹے) مہدی گزرے۔ مہدی (جھوٹے) ہونے کو تو کئی ہوئے۔ نبوت کا دعویٰ بھی کئی لوگوں نے کیا:

۱...... جیسے اکبر بادشاہ نے ۱۵۸۱ء میں نبوت کا دعویٰ کیا۔ ۲۵ برس اسی پر قائم رہا پھر مر گیا۔

۲......عبدالقادر صالح ابن ظریف نے ۱۶۰۵ء میں نبوت کا دعویٰ کیا بعد از چند مدت مر گیا۔

۳......اسی مرزے غلام احمد قادیانی کے دعاوی سے دعوت نبوت جیسے کہ اس کے دعوے پہلے لکھے جا چکے ہیں۔ ایسے سب لوگ اپنا دین و دنیا برباد کر کے دنیا سے نیست و نابود ہو گئے ایسے مرزا بھی اپنی عاقبت خراب کر کے مر گیا۔

نبوت تو کیا بعض نے خدائی کا دعویٰ کیا:

۱......۱۸۲۰ء میں ایک شخص نے خدا (رب ہونے) کا دعویٰ کیا۔

۲......۱۸۹۵ء میں میری موجودگی میں انبالہ میں ایک شخص نے خدائی کا دعویٰ کیا۔

۳......ایک شخص نے رب ہونے کا پاک پتن میں ۱۹۳۸ء میں خدائی کا دعویٰ کیا جس کو میں نے کوٹ، پتلون، اور ہیٹ پہنے دیکھا اور کے پیچھے سبز جھنڈیاں لیے لوگ پھرتے تھے۔

۴......ایک عورت نے ربنی (خدا) ہونے کا دعویٰ اسی زمانہ میں کیا اور اس رب مصنوعی کے ساتھ نکاح بھی پڑھالیا (معلوم نہیں کہ رب اور ربنی (معاذ اللہ) سے جو پیدا ہوا اس کا کیا نام رکھا گیا واللہ اعلم) تو اکثر بے دینوں کا سلسلہ چلتا رہا اور فنا ہوتا رہا مگر ایسا ملحد، بے دین بلعون، زندیق کوئی نہیں گزرا جیسا مرزا کہ اس نے اپنے مطلب کے لئے ان پاک جماعت انبیاء علیہم السلام (جو کہ لوگوں کو پاک کرتے تھے **ویز کیکم** کا خطاب اور جن کا عہدہ ممتاز تھا) ان کو ناپاک شخص نے دشنام اور گالی دیں اور پھر دعویٰ نبوت کیا علیہ ماعلیہ پھر وہ گمراہ انسان اپنے مطلب کے لئے حضور کی معراج جسمانی کا منکر ہو کر کہتا ہے کہ وہ کشف اور خواب تھا اب سنو حقیقت آیت **سبحان الذی اسری بعبدہ لیلاً** وہ ذات پاک ہے جس نے اپنے بندہ (حضرت سیدنا محمد) کو ایک رات کے مختصر حصے میں سیر کرائی جیسے کہ قرآن مجید وتفاسیر واحادیث واخبار وسیر وتواریخ میں موجود ہے۔ اس کے علاوہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی شہادت اور مذہب یہ بیان کیا گیا کہ حضور کو معراج جسمانی ہوئی۔ فتاویٰ نظامیہ جلد نمبر ۷ میں دیکھ لیں۔ اسکو بخاری، مسلم، ابوداؤد، ابن ماجہ، شفا قاضی عیاض ملخصاً......اس کے علاوہ لغت سے بھی عبد جسم مع روح ثابت ہوتا ہے۔ سبحان الذی اسریٰ بعبد میں لفظ سیر ہے وہ جسم مع روح کے ساتھ ہوتا ہے جیسے **فاسر باھلک بقطع من اللیل وسار باھلہ من جانب الطور واوحینا الہ موسی ان اسری لعبادی لیلا لکم متبعون.** لوط اور موسیٰ کی قوم کی روح نکال کر پار نہیں کیا۔ بلکہ ان کو مع جسد و روح دریا سے اس پار کیا اور شہادت کے لئے یہ عبارات کافی ہیں۔

۱۔۔۔۔۔۔حجۃ اللہ البالغہ جلد۲ صفحہ ۱۹۰: واسری بعبدہ ۔۔۔۔۔۔ وکل ذالک بجسدہ ﷺ۔

۲۔۔۔۔۔۔زاد المعاد صفحہ نمبر ۹۱ جلد ا۔۔۔۔۔۔الحق الذی علیہ اکثر الناس ومعظمہ السلف وعامۃ المتاخرین من الفقہاء والمحدثین والمتکلمین انہ اسریٰ بجسدہ

۳۔۔۔۔۔۔شرح فقہ اکبر اور مدارج النبوۃ میں ہے: (وخبر المعراج)ای بجسد المصطفیٰ ﷺ یقظۃ الی السماء ثم الی ماشاء اللہ المقامات العلی (حق)ای حدیثہ ثابت بطرق متعددۃ (فمن ردہ) ای ذالک الخبرولم یؤمن بمقتضی ذالک الاثر(فھو ضال مبتدع)ای جامع بین الضلالۃ والبدعۃ۔۔۔۔۔۔ فتاویٰ نظامیہ جلد ۷۔۔۔۔۔۔خلاصہ ان عبارات کا یہ ہے کہ حضور ﷺ اور اکثر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وتابعین وتبع تابعین ومحدثین وفقہا متقدمین اس پر متفق ہیں کہ حضور ﷺ اور ادریس علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر تشریف لے جانے کا ثبوت کتب سابقہ انجیل برنباس ۱۱۲ فصل امور اور رسولوں کے اعمال، تورات میں ہے یہود الیاس علیہ السلام کے آنے کے منتظر رہے اور مرزے نے براہین احمدیہ میں فصوص الحکم کا حوالہ دیتے ہوئے تسلیم کیا۔ گو بعد کو مکر گئے مگر تحریر موجود ہے گویا کہ یہود، عیسائی، مسلمان، تورات، انجیل اور قرآن، عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر جانے کے قائل ہیں اور مرزا دو مقام پر تسلیم بھی کر چکا تو اب ضد کا کیا علاج؟ اور جو غرض تھی وہ بھی پوری نہ ہوئی کہ مثل عیسیٰ علیہ السلام بروزی، ظلی نبی بننے کا شوق تھا۔ مگر دعویٰ بلا حجت و بلا ثبوت کون چلنے دیتا ہے؟ اس سے صاف ظاہر ہوا کہ مرزا صاحب کذب بیانی اور مکروفریب سے اپنا کام چلانا چاہتے تھے اور سب کی پلیٹ میں ہندو، مسلمان، عیسائیوں سب کے بزرگ بن کر ہڑپ کرنا چاہتے تھے مگر تمام اندھے یا بے وقوف نہیں کہ سب کو مرزا صاحب اپنے پیچھے چلا کر دوزخی مقبرہ میں ڈالتے۔

الغرض مرزا صاحب کی عقل (دو حال سے خالی نہیں عقل سلیم تھی یا عقل سقیم (بیمار) اگر عقل سلیم تھی تو مرزا صاحب نقال اور بھانڈ تھے جیسا کہ مرزا صاحب کے عقائد واخلاق لکھے گئے ہیں۔ انبیاء علیہم السلام خصوصاً عیسیٰ اور ان کی والدہ اور علماء کی توہین کی ہے اور عیسیٰ علیہ السلام کی چادروں اور بستروں اور کھانے پینے اور پاخانہ پھرنے اور آسمان پر چڑھنے اور اترنے کے راستے تلاش کرنے کی بے حد توہین کرنا کیا اسلام کی بو بھی مرزا میں پائی جاتی تھی اور پھر اپنی شان وشوکت حضور علیہ السلام سے بڑھانی اور پنجتن کی آمد اپنے دروازہ پر ظاہر کرنی اور حضور علیہ السلام کے روبرو ہمکلام اور خدا تعالیٰ سے ہر وقت بارش کی طرح برستے رہنا اپنے اوپر اپنے مذاہب کے درجات خطابات اور بعض آیات اپنے حق میں اترنے کی اور خدا کا ہمراز ہونا خدا کا مرزے سے محیط ہو جانا بلکہ مرزا میں خدا کا دھنس جانا بلکہ خدا ہو جانا اور در حقیقیت ہو بہو ہو جانا اور ادھر کرشن جی مہاراج ہو جانا رشی منی اوتار ہو جانا ملک جے سنگھ ہو جانا اور دعویٰ کرنا کہ خدا نے مرے سب دعاوی کو سچا کیا **لا یخلف المیعاد** پہاڑ ٹلتے اور وعدہ نہ ٹلتے اور کیا کیا فضول بکنا اور دشمنوں کو موت کا خوف ودھمکی دلانا جھوٹ بولنا نہ اس کی زندگی میں جس کی نسبت پیشین گوئیاں کیں پوری ہوئیں نہ یہ سچا ہوا ہمیشہ جھوٹ اور بکواس بکتا رہا اس کی بددعا کا نشانہ مولوی ثناء اللہ مولوی عبد الحق غزنوی، مولوی محمد حسین بٹالوی، مولوی ابراہیم ڈپٹی، مرزا احمد بیگ، سلطان محمد (خاوند محمدی بیگم) غرض یہ کہ کہاں تک خصوصاً ڈاکٹر عبد الحکیم خان نے تو مرزا صاحب کو جھوٹا ثابت کیا اور یہ سب مرزے کے جلانے کے لیے زندہ رہے مرزے کے مرنے کے بعد فوت ہوئے بعض تو ابھی تک زندہ ہیں جیسے مولوی ابرہیم سیالکوٹی وغیرہ مرزے کی عمر روتے ہوئے اور دکھی کٹی اور فخر یہ کہتا تھا کہ خدا نے مجھ سے وعدہ کیا کہ میں تجھے ہر مہلک مرض سے محفوظ رکھوں گا بچائے رکھوں گا

اور ہر ذلت سے بچاؤں گا لعنتی موت سے بچنے کی بڑی کوشش کی مگر آخر بچ نہ سکا۔

اپنے مطلب کے لیے ناٹک کا چولہ سلایا، آسمان سے منگوا لیتا؟ اور حدیث میں جو عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے وقت چادریں ہوں گی ان پر مخول بازی ہوتی ہے اونی، ریشمی یا پشمینہ کی؟ کس کی رنگی؟ کس نے سی کردیں اور بستر کہاں سے آیا؟ عیسیٰ وہاں کھاتے تھے؟ وغیرہ احادیث اور قرآن مجید کی نص، **وان من اھل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ** اور کثیر احادیث کا انکار بلکہ مخول کر کے ٹال دینا کیا اسلام ہے؟ کوئی مسلمان ہو کر شریعت مطہرہ کے ساتھ تمسخر کر سکتا ہے اور معزز خاندان کی خاندانی کے ساتھ کیا کیا بتاؤں ایسے بے دین کا اگر تو عقل سلیم ہے تو پھر پرلے درجے کا بے دین تھا اور اگر بے عقل ہے تو اس کا اتباع کرنا بھی بے عقلی ہے کہ پاگل کی بات کو کوئی عقلمند قبول نہیں کرتا اسکی خبریں متضاد ہیں کبھی ایک بات کرتا ہے تو کبھی اس کی ضد کرتا ہے اس کو عقلمند سوچ سکتا ہے دیکھو دو چادریں عیسیٰ علیہ السلام کی حدیث میں آتی ہیں یہ عقلمند ان کو ذیابیطس بیماری کے ساتھ تعبیر کرتا ہے کہ دربار میں ایک ۲۰ برس اور دوسری پچیس برس اسکے ساتھ لاحق رہی اور درد گردہ، قولنج، دق، سعال ۱۰۰ بار ایک شب و روز میں آجانا ...... بلکہ یہ چادروں کے حاشیہ تھے ڈاکٹر صاحب نے وہ درگت مرزا صاحب کی بنائی کہ شاید و باید مکار و غدار۔ بے ایمان، مفتری، کذاب، ملعون، پیٹ پرست وغیرہ وغیرہ کی اس سے معلوم ہوا کہ مرزا صاحب کی دعا عزت اور خدا کا عزت دینے کے وعدے کے بجائے ذلت کا وعدہ پورا کیا سب مرادیں پوری نہ ہونے کا وعدہ پورا کیا جو اربعین صفحہ ۱۷، ۱۹ میں مکتوب ہیں۔ اربعین، تجھے ۸۰ سال زندہ رکھوں گا مگر غلط۔ تیری عمر واپس لاؤں گا مگر جھوٹ ص ۹۵، ۳۱۶ ...... ہر ایک جنت سے تجھے محفوظ رکھوں گا (تحفہ گولڑویہ) ...... مگر بیچارہ نے چالیس سال عذابوں اور دکھوں میں

گزاری۔ جب ڈاکٹر صاحب نے مرزا صاحب کو، کوسا تو مرزا صاحب نے اپنے لیے یہ دعا تجویز کی کہ اگر ڈاکٹر عبدالحکیم سچ کہتا ہے کہ میں لعنتی ہوں، کذاب ہوں، بیس پچیس برس سے خدا پر افترا باندھتا ہوں، تو خدا مجھے ایسی موت دے جس کے آگے بھی لعنت ہو اور پیچھے بھی لعنت ہو، سو مرزا صاحب ڈاکٹر صاحب کی تاریخ مقرر شدہ پر لعنتی موت یعنی (بیت الخلا) میں بروز منگل بلاک اور مر گئے، یہ تھی (جھوٹے) نبی کی پیشگوئی، احمدی اس کو سند رکھیں کہ کام آئے۔ مرزا صاحب ایسے جھوٹے ثابت ہوئے کہ ڈاکٹر صاحب جن کی موت کی پیشگوئی مرزا صاحب نے کی تھی وہ ۱۹۲۰ تک زندہ رہے اور مرزا صاحب ۱۹۰۸ میں لعنتی اور جھوٹی موت مر گئے یہ ہیں مرادیں جو مرزا صاحب کی، ایسے ہی مرزا صاحب نے احمد بیگ، محمدی بیگم کی والدہ جس کو مرزے صاحب نے رشتہ داری کے حیلے بہانہ مکر و فریب، لالچ، دھمکی دے دلا کر جب کام نہ نکلا احمد بیگ اور محمدی بیگم کی والدہ قابو میں نہ آئے تو احمد بیگ کو موت کا پیغام پہنچا دیا مگر وہ بھی غلط نکلا اس میعاد مقررہ میں احمد بیگ فوت نہ ہوا پھر مرزا صاحب نے مولوی عبدالحق غزنوی کو مباہلہ کے لیے بلایا تو الٹا اس کا بیٹا مر گیا پھر مرزا صاحب نے مولوی غلام دستگیر کی مباہلہ موت شائع کرائی مولوی ثناء اللہ صاحب نے ۵۰۰ انعام اس کو دینا کیا کہ جو ثابت کر دکھائے مولوی دستگیر صاحب نے مباہلہ کی شرط رکھی ہے اور دیکھیے مرزا صاحب کی راستگوئی ڈپٹی آتھم کے لیے پیش گوئی کی کہ پندرہ ماہ کے اندر، آتھم مر جائے گا اس کو الہام ہوا منجملہ میرے نشانوں میں ایک نشان آتھم والا ہے (نزول المسیح صفحہ ۱۶۳، ۱۶۹) جو بہت صفائی سے پورا ہوا حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۱۲، آتھم مر تو گیا (چاہے جب مرے) میعاد میں نہ مرے تو مرنا کیا...... یوں تو مرزا بھی مر گیا۔ پھر فرماتے ہیں صادق کی زندگی میں مرے گا (نزول المسیح ۱۶۹) جب پندرہ ماہ گزر گئے اور پادری آتھم نہ مرا جس

کی موت کے دنیا کے لوگ ہندو، مسلمان، عیسائی منتظر تھے پس وہ پندرہ ماہ گزرنے تک نہ مرا تو مرزا مارے شرم اور غم کے اندر گھس گیا۔ باہر نکلنا مشکل ہوا مگر آخر باہر نکلنے کے لئے بہانہ سوچا کہ وہ ضرور میعاد مقرر پر مرجاتا مگر اس نے ستر آدمیوں کے سامنے توبہ کرلی (ان لوگوں نے ملک الموت کوٹال دیا تو آتھم نہ مرا۔) یہ سب جھوٹ اور بکواس ہے ان میں سے ستر آدمی کون سے ہیں ذرا فہرست تو مرزا صاحب کے حامی دکھائیں اور مرزا صاحب ضرورت الامام میری روحانیت کا خدا کفیل ہے میں سارے جہان کی معقولیت اور فلسفیت کا مسافر ہو کر آیا دہوں، میں سب پر غالب ہوں، کوئی مجھ پر غالب نہیں ہوسکتا کیونکہ خدا نے روشنی کی فطرت مجھ میں ڈال دی ہے۔ جب پادری آتھم نے مرزا صاحب سے سوال کیا کہ مسیح بطور معجزہ پیدا ہوئے ہیں یا نہ۔ مرزا صاحب نے جواب دیا کہ اگر عیسیٰ بغیر باپ کے پیدا ہو تو کیڑے مکوڑے بھی باپ بغیر پیدا ہوجاتے ہیں جب برسات آتی ہے تو عام کیڑے مکوڑے ہوجاتے ہیں اور پھر عیسیٰ علیہ السلام سے اپنی فوقیت جتلانے کے لیے کہہ دیا روحانی طور پر میں بغیر باپ پیدا ہوا کہ کتنے کیڑے برسات میں بغیر ماں باپ کے پیدا ہوتے ہیں (جنگ مقدس) پادری صاحب نے مرزا صاحب سے دریافت کیا کہ جناب آدم علیہ السلام کو کیڑوں مکوڑوں کی مناسبت عجوبہ نہیں دیکھتے (آتھم) مگر آدم سے مدت کا یہ سلسلہ سے شروع ہوئے اور مخلوق بڑھتی گھٹتی آتی مگر عیسیٰ تو اللہ تعالیٰ کے عطا فرمودہ معجزہ سے پیدا ہوئے کہ آدم علیہ السلام سے مدت کا یہ سلسلہ جاری تھا مگر درمیان میں آکر عیسیٰ علیہ السلام کا بن باپ نیا سلسلۂ معجزہ ہے ورنہ درمیان میں بن باپ اور کوئی دکھائے مگر مرزا صاحب لاجواب ہوگئے (پھر مرزا صاحب غصہ میں آکر) اس وقت میں اقرار کرتا ہوں کہ اگر آتھم پندرہ ماہ کے اندر نہ مرجائے تو جھوٹے کو سزا دی جائے بلکہ اگر یہ نہ مرے تو مجھ کو ذلیل کیا جائے گلے میں رسہ

ڈالا جائے پھانسی دیا جائے روسیاہ کیا جائے ...... ہر ایک بات کے لیے میں تیار ہوں ...... اللہ جل شانہ، کی قسم ہے کہ زمین آسمان ٹل جائے گا مگر یہ بات نہ ٹلے گی۔ اس سے زیادہ کیا لکھوں ...... اگر میں جھوٹا ہوں تو میرے لیے سولی تیار کی جائے ...... اور ...... تمام شیطانوں اور بدکاروں اور لعنتیوں سے زیادہ مجھے لعنتی قرار دیا جائے ...... (جنگ مقدس ص ۱۸۸، ۱۹۰) انتظار کرتے ۵ ستمبر ۱۸۹۴ء کی شام کو پندرہ ماہ خوبی سے اور خیریت سے گزرے ۶ ستمبر کو آتھم کے گلے میں عیسائیوں نے ہار پہنا کر ہاتھی پر سوار کر کے گلی کوچوں پھرایا ایک آدمی نے فرضی مرزا صاحب کی شبیہ (پتلا) بنا کر اس کا منہ کالا کر کے (مرزا صاحب فرضی) کو بازار میں نچایا (دیکھو الہامات مرزا ص ۲۸، ۳۰ اور ساتھ یہ اشعار پڑھتے گئے۔

اے او سن رسول قادیانی لعین، بے حیا، شیطان ثانی
نچاوے ریچھ کو جیسے قلندر یہ کہہ کر تیری مرجائے جلد نانی
نچاویں تجھ کو بھی ایک ناچ ایسا یہی ہے اک مصمم دل میں ٹھانی

بالآخر ۲۷ جولائی ۱۸۹۶ء آتھم موت طبعی سے مرا، نہ آسمانی ہلاکت، نہ زمینی اور نہ وبائی مرض جیسے کہ مرزا کا دعوی تھا۔ القصہ مرزا جھوٹا ثابت ہوا کہ جو پندرہ ماہ مدت مرزا صاحب نے مقرر کی تھی اس میں وہ نہ مرا پس مرزا صاحب حسب تحریر خود بدترین شیطانوں اور بدکاروں اور منہ کالوں، لعینوں سے بڑے حصہ دار، پھانسی کے لائق، سزائے موت کے لائق تھے۔ ہیضہ کے مرض میں مبتلا ہو کر مر گیا اور اپنی دعا کو اپنے ساتھ لے گیا۔ مرزا صاحب کی دعا کہ خدا نے میری دعا سن لی اور مقبولین سے کرلیا اور عزت بخشی مگر ایسی عزت خدا تعالیٰ کسی شخص کو نہ دے کہ جیسی اللہ تعالیٰ نے مرزا صاحب کو عزت بخشی مرزا صاحب کی وہ "تعظیم" ہوئی کہ مرزا صاحب (البعد یہ صفحہ ۱۷ میں) لکھتے ہیں ڈپٹی کمشنر نے چٹھہ میں لکھا

کہ محمد حسین بٹالوی، مرزا کا سخت دشمن ہے پھر مرزا ''فرماتے'' ہیں کہ مولوی محمد حسین بٹالوی نے مجھے دجال اور کذاب، مفسد، مفتری، مکار، ٹھگ، فاسق، فاجر، خائن کہا اور دیگر گالی دیں خود گالی دیں اور جعفر زٹلی سے گالی دلوائیں ضمیمہ صفحہ ۱۲...... حقیقت الوحی...... طرح طرح کے افترا اور گندی گالی دیں اور لوگوں سے دلوائیں...... کشف الغطاء صفحہ نمبر ۲۵...... مجھے ایسی گالی اور گندی گالیاں دیں چوہڑوں چماروں سے بدتر تھی...... آسمانی فیصلہ صفحہ ۸...... یہ شخص میری جان کا دشمن ہے۔...... البریہ صفحہ ۱۶...... مرزا صاحب جانتے تھے ان لوگوں کو دبانا اور رعب میں لاکر گھر سے نکلنے سے بچ رہوں گا۔ مگر مولوی ثناء اللہ صاحب کو کھلی دھمکی دے کر کہ تم میرے مقابلہ میں نہیں آسکتے ہو اگر طاقت ہے تو آؤ ادھر اشتہار دے دیا کہ وہ مقابلہ میں نہ آسکا۔ پس مولوی ثناء اللہ صاحب کو خبر پہنچی تو قادیان جا پہنچے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب نے مرزا کو اطلاع دی کہ میں حاضر ہوں۔ مرزا نے جواب لکھا کہ آپ نے اپنے پرچہ میں مجھے ہمیشہ مردود وکذاب، دجال، مفسد کہا جو میری بڑی توہین کا باعث ہے اگر در حقیقت میں ویسا ہی ہوں جیسے آپ مجھے گمان کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہلاک ہو جاؤں اور اگر میں ویسا نہیں جیسا آپ مجھے کہتے ہیں تو...... آپ انسانی ہلاکت بلکہ خدائی عذاب، ہیضہ یا طاعون یا دیگر وبائی امراض یا آفت ارضی یا سماوی سے میری زندگی میں آپ پروار دنہ ہو تو میں خدا تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ میرا مالک سمیع وبصیر تم کو نابود کردے۔ اسی لیے تیری بارگاہ مقدس میں عرض کرتا ہوں کہ میرے اور مولوی ثناء اللہ کے درمیان حق کا فیصلہ کردے۔ **ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین**...... (عبداللہ غلام احمد ۱۵ اپریل ۱۹۰۲ء)

یہ ہیں مرزا صاحب کی من مانگی مرادیں اور دیکھئے مولوی ابراہیم سیالکوٹی نے

مرزا صاحب سے **واذ کففت بنی اسرائیل عنک اذجئتھم۔** کے متعلق دریافت کیا جس کا ترجمہ یہ ہے، اور جب میں نے بنی اسرائیل کو تجھ سے روکا جب تو ان کے پاس روشن نشانیاں لے کر آیا۔ (سورۃ المائدہ آیت نمبر ۱۱۰) تفسیر ابن عباس میں ہے۔ (**اذھموا بقتلک**) تو صلیب دینے کے کیا معنی، خدا تعالیٰ نے تو ان کو بچا کر آسمان پر بھیج دیا تم کہاں سے لیتے ہو کہ وہ صلیب پر چڑھ گئے۔ مرزا صاحب لاجواب ہو کر خاموش ہو گئے۔ یہ تھی مرزا کی نبوت والہامات کی بارش اور خدا تعالیٰ کے ساتھ ہمکلامی۔ میری جماعت کے سامنے ایک قطرہ سے دریا بن گیا (آریہ اور ہم) اور یہاں مرزا صاحب کا دریا خشک ہو کر قطرہ ہو گیا اور خدا تعالیٰ نے فرمایا اے مرزا تیرا تخت اس سے اونچا ہے۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۵) روحانی مقابلہ کوئی نہیں کر سکتا (انجام صفحہ ۶۱) خدا تیرے دشمنوں پر حملہ کرے گا (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۰۳) خدا کے ساتھ ہر روز ہمکلام ہوتا ہوں (چشمہ مسیحی صفحہ ۱۳) حالت بیداری میں حضور ﷺ کے ساتھ ہمکلام ہوتا ہوں۔ (ازالہ صفحہ ۱۹۱)

تعجب کی بات ہے کہ مرزا کو دشمنوں سے بار بار شکست ہوئی ہر بار نادم ہوا مگر نہ خدا تعالیٰ نے ہر روز کی ہمکلامی میں خبر دی......نہ حضور نے حالت بیداری میں خبر دی اتنی جرأت ان لوگوں سے کہ مندرجہ بالا تذکرہ گزرا......کذاب ومکار ولعنتی......وغیرہ جو واقعات آنے والے تھے نہ خدا تعالیٰ نے خبر دی۔ (بات یہ ہے کہ کذاب کے لیے تو **لعنۃ اللہ علی الکاذبین** کا ارشاد کافی ہے) مگر اسکو جھوٹ بولنے سے عار نہیں آتی۔

دراصل بات یہ کہ مرزا اور اس کے بعض رشتہ دار دہریے اور بے دین تھے......ان کا ایمان ہی نہ تھا......وہ شریعت کے ساتھ مذاق کرتے تھے......مسلمان بھولے بھالوں کو اپنے داؤ پیچ میں لا کر پیسہ بٹورنا مقصود تھا......اب مرزا کی حقیقت دیکھ لو آئینہ مرزا

صفحہ ۷۰، ۷۴، ۷۶، ۹۵ ملاحظہ ہو۔ براہین صفحہ ۹۵ پر ملحدانہ ابیات تحریر شدہ موجود ہیں دیکھ لیں۔ آئینہ مرزا صفحہ ۷۰۔ برحاشیہ۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ میں نے ہر مذہب کو دیکھا چھانا اس میں کچھ نہیں پایا اور صفحہ ۱۹۵۔ آئینہ مرزا میں۔ کہ (۱) پیشگوئی انسان عقل سے کر سکتا ہے۔ (۲) اجتہادی غلطیاں انبیاء سے ہوتی ہیں (ازالہ صفحہ ۴) نبیوں اور محدثوں کی تمام پیشگوئیوں کو صفائی سے لازم جاننا جھوٹ ہے صفحہ ۲۲ (سچی نہیں ہوتیں) یا اپنے آپ پر قیاس کرتا تھا۔ (۳) جیسے میری باتیں سچی نہیں ہوتیں ویسے ہی انبیاء کی باتیں سچی نہیں ہوتیں (**نعوذ باللہ من ذالک**) خدا کے وعید کا پورا ہونا بموجب نصوص قرآنی وحدیث لازمی نہیں (حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۸۹) کبھی کبھی پیشگوئی پوری نہیں ہوا کرتی۔ استعارات کا راگ ان پر غالب ہوتا ہے (ازالہ صفحہ ۲۳۴) (۴) کبھی خدا وعدہ کر کے پورا نہیں بھی کرتا ہے حاشیہ حقیقۃ الوحی (دوم) صفحہ ۷۷۰ (محمدی بیگم والا وعدہ پورا نہیں کیا۔ تبھی مرزا صاحب خدا تعالی کو خلاف وعدہ کرنے والا کہہ رہے ہیں)

یہ حالت مرزا کی تھی اور یہ عقیدہ تھا۔ اب آپ مرزا صاحب کے خاندان کی زمینداری کا نمونہ ملاحظہ فرمایئے۔ مرزا صاحب ''فرماتے'' ہیں کہ (۱) مرزا امام الدین ہماری برادری کا تھا۔ وہ آریہ سماج میں داخل ہو گیا (سرمۂ چشم آریہ صفحہ ۱۴۶)

(۲) بقول مرزا میرے بہنوئی کا خالہ زاد بھائی عیسائی ہو گیا تھا (البریہ ص ۱۴۳)

بقول مرزا صاحب یہ فریق مخالف جن میں سے مرزا احمد بیگ بھی ایک تھا اس عاجز کا قریبی رشتہ دار تھا مگر دین کے سخت مخالف تھے (صفحہ ۴۰) اور ایک ان میں سے عداوت میں اس قدر بڑھا ہوا تھا کہ اللہ جل شانہ کو اور رسول ﷺ کو علانیہ گالیاں دیتا تھا اور اپنا مذہب دہریہ رکھتا تھا۔ (شاید مرزا صاحب کو اس سے دلی عداوت ہو گی ورنہ مرزا صاحب

کب دیندار تھے) اور یہ سب مجھ کو مکار خیال کرتے تھے اور نشان مانگتے تھے اور صوم و صلوٰۃ اور عقائد اسلام پر ٹھٹھا کیا کرتے تھے (آئینہ کمالات صفحہ ۳۲۰) مرزا کی قوم کو لیڈری کا بڑا شوق تھا۔

یہ مختصر کیفیت ہے مرزا صاحب کی اور آپ کے خاندان کی، مرزا صاحب کے اقوال، مرزا صاحب کے اخلاق، مرزا صاحب کی چالاکیاں، مرزا صاحب کی انبیاء خصوصاً عیسیٰ کی گستاخیاں اور اہلبیت کی بے ادبیاں اور علمائے حق اور مسلمانوں کے حق میں بے باکیاں اور ناپاکیاں بیان کرنا درست نہیں منصف مزاج انسان انصاف کر سکتا ہے۔ کہ مرزا صاحب نبوت کے لائق تھے یا جو کچھ ان کے مخالفوں نے خطابات، مرزا صاحب کو عطا فرمائے ہیں ان کے لائق ہیں یا اپنی منہ مانگی دعا کے قابل ہیں بلاشبہ وہ بدتر از شیاطین اور ملعون تر از ملاعین ہیں، روسیاہی اور رسہ در گردن و پھاہی وغیرہ کس بات کے مرزا صاحب قابل ہیں پس آپ اپنے انصاف سے ان کو خطاب دیجئے۔ میں تو ناقل تھا جو کتب و حالات سے معلوم ہوا۔ اور جو کچھ مرزا صاحب نے محمدی بیگم کے خاندان کے حکمات دل سوز بیتے یا مولوی ابراہیم، مولوی ثناء اللہ، مولوی عبدالحق، مولوی محمد حسین بٹالوی یا دیگر علمائے عجم و عرب کے فتویٰ اور حکم مرزا صاحب نے سنے اور آتھم کے رفقا سے لعن طعن سنے وہ تو مرزا صاحب جانتے ہیں اور ان کے رفقا اور جو کچھ حضرت پیر مہر علی شاہ اور حضرت پیر جماعت علی شاہ، مفتی غلام مرتضیٰ و دیگر علمائے کرام نے، مرزا کو شکستیں دیں وہ مطبوع موجود ہیں۔

اب خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ مرزائی، احمدی، قادیانیوں کو خدا تعالیٰ ہدایت کرے وہ تعصب کی پٹی اتار کر صراط مستقیم پر آ کر خاتمہ بالخیر کی سعی کریں اللہ تعالیٰ سب کو توفیق عطا فرمائے۔

نوٹ خاص: میرا دنیاوی نزاع کسی قسم کا مرزا صاحب یا ان کی جماعت سے ہرگز نہیں اور نہ کوئی عداوت ہے لوگوں کی آگہی کے لئے یہ چند سطور لکھیں راہ راست پر لانا اس ہادی برحق کا کام وانعام ہے۔

خلاصہ مذہب قادیانی کا یہ ہے

۱......قرآن مجید کی نقل اتارنا مثلاً : **انا انزلناه قريبامن القاديان.**

۲......نئے زمین اور آسمان بنانا۔

۳......حضور علیہ السلام کے معراج جسمانی کا منکر ہونا۔قرآن مجید کو اپنے منہ کی باتیں بتانا (اشتہار لیکھر ام مارچ ۱۸۹۷ء)

۴......فرشتے وکواکب کا نام تصور رکھنا۔

۵......فرشتوں کا زمین پر نہ اترنا۔

۶......انبیاء علیہم السلام کا کاذب بتانا (ازالہ صفحہ ۶۲۷)

۷......حضور علیہ السلام کی وحی کو غلط کہنا۔ جیسے صلح حدیبیہ کے خواب کو غلط کہا۔

۸......یوسف علیہ السلام نجار کا بیٹا عیسیٰ علیہ السلام کو کہنا۔

۹......حضرت مریم اور عیسیٰ علیہ السلام کے خاندان کی توہین کرنا۔

۱۰......اپنے باپ کی مسجد کو مسجد الحرام کے برابر سمجھنا۔

۱۱......معجزات کو مسمریزم کہنا۔

۱۲......براہین احمدی کو خدا کا کلام کہنا۔

۱۳......اپنے آپ کو سچا رسول و نبی کہنا۔ (دافع البلا صفحہ ۱۱)

(۱۴) اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کی اولاد کہنا۔

۱۵......ابن مریم کو چھوڑو۔ اس سے بہتر غلام احمد ہے۔

یہ ہے خلاصہ بطور نمونہ ورنہ اس کا مذہب بچر پوچ ہے۔

تمت بالخیر

حضرت علامہ تاج الدین احمد تاج عرفانی

(سابق ایڈیٹر اخبار ہنٹر، لاہور)

- حالاتِ زندگی
- ردِّ قادیانیت

حالاتِ زندگی:

علامہ تاج الدین احمد تاج عرفانی اپریل ۱۸۸۴ء/ ۱۳۰۱ھ میں لاہور میں پیدا ہوئے۔ والد ماجد کا اسم گرامی مولوی محمد بخش تھا۔ علامہ تاج عرفانی نے پرائمری پاس کرنے کے بعد حکیم محمد نواز خاں منور سے فارسی کی کچھ کتابیں پڑھیں اور ان سے شعر و شاعری کا ذوق بھی پایا۔

علامہ تاج عرفانی نے ۱۲ سال کی عمر میں شعر کہنا شروع کر دیے تھے۔ حضرت علامہ تاج الدین عرفانی دبستان فن شعر میں ایک باکمال شخصیت تھے۔ قدرت کی طرف سے فی البدیہہ شعر کہنے کا ماہرانہ ملکہ آپ کی فطرت میں خاص طور پر ودیعت شدہ تھا۔ آپ اپنی خداداد صلاحیتوں کے سبب ہر پیچیدہ موضوع پر مشکل ترین زمین میں بے تکلف ہو کر لکھ لینے میں ایک کامل و اکمل شاعر تھے۔

حضرت علامہ تاج عرفانی نے ۱۹۰۱ء سے لے کر ۱۹۲۹ء تک تقریباً دس (ماہوار، ہفتہ وار اور یومیہ) رسالے اور اخبار جاری کئے جن میں المجد د، قتیل ناز، امام، ہنٹر، نشتر اور انوار الاعظم جیسے مشہور اخبار و رسائل بھی شامل ہیں۔ ان میں شریعت اور طریقت کے متعلق مضامین شائع ہوتے تھے۔

حضرت علامہ تاج عرفانی نے اوائل شباب ہی میں حضرت امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری قدس سرہ العزیز کے دست اقدس پر بیعت کر لی تھی۔ آپ کو حضرت امیر ملت سے نہایت عقیدت و محبت تھی۔ آپ نے حضرت امیر ملت قدس سرہ کی شان میں قصائد بھی لکھے۔

فخر ملت سید حبیب مدیر روزنامہ ''سیاست'' لاہور نے ایک مرتبہ ایک جلسے میں

دوران خطاب حضرت تاج الدین عرفانی کے نام کے ساتھ لفظ ''علامہ'' کا استعمال کیا۔ حضرت علامہ تاج الدین عرفانی نے بھرے جلسے میں سید حبیب کو ٹوک دیا۔ اس جلسے کی صدارت حضرت امیر ملت قدس سرہ فرما رہے تھے۔ حضرت امیر ملت نے نہایت جوش کے ساتھ فرمایا کہ ''نہیں نہیں، ضرور ''علامہ'' ہی کہو''۔ اس پر سید حبیب نے کہا کہ لیجئے صاحب! اب تو آپ ''مستند علامہ'' ہو گئے۔

حضرت علامہ تاج الدین عرفانی نے ''درۃ التاج'' کے عنوان سے حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ایک طویل قصیدہ بھی کہا ہے جس سے حضرت علامہ کی دربار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ عقیدت کا اظہار ہوتا ہے ۔

ہو نگاہ خیر اے شہنشاہ خیر الامم کھول دے میرے لئے گنجینۂ لطف و کرم

رد قادیانیت :

رد قادیانیت پر آپ نے ایک رسالہ بعنوان ''تہذیب قادیانیت'' تحریر فرمایا ہے۔ ادارہ سلسلہ عقیدہ ختم نبوت کی تیرھویں جلد میں اسے شامل کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔

آپ کی وفات ۳/ ذیقعدہ ۱۳۷۸ء/ ۱۱ مئی ۱۹۵۹ء بروز پیر ہوئی اور قبرستان میانی صاحب لاہور میں اسی روز احاطۂ حضرت طاہر شاہ بندگی علیہ الرحمۃ میں سپرد خاک ہوئے۔ محقق دوراں، استاذی، حکیم ملت حضرت حکیم محمد موسیٰ امرتسری نے یہ قطعہ تاریخ وصال کہا:

گئے دنیا سے آہ تاج الدین تھی بڑی شان شاعری جن کی
ان کی تاریخ موت لکھ موسیٰ 'تاج عرفانی، عارف ربی''

ماخوذ از تذکرہ شعرائے جماعتیہ مصنفہ: محمد صادق علی قصوری، برج کلاں ضلع قصور۔

تہذیبِ قادیانی

(مطبوعہ انجمن حامیٔ اسلام، لاہور)

تصنیفِ لطیف

حضرت علامہ تاج الدین احمد تاج عرفانی

(1301ھ - 1378ھ بمطابق 1884ء - 1959ء)

(سابق ایڈیٹر اخبار ہنٹر، لاہور)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں رسوا
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

نہیں معلوم مسلمانوں کی عقلوں پر کیوں پتھر پڑ گئے ہیں۔اوران میں اپنے اور بیگانے کی کیوں تمیز نہیں رہی اوران میں کیوں وہ حقیقی بصیرت نہیں رہی کہ جس سے حق وباطل کی پہچان ہوسکے! افسوس ہے کہ یہ انہیں لوگوں پر ظلم وستم کرتے ہیں کہ جوان کے سچے خیرخواہ ہیں۔آہ! یہ انہیں لوگوں کے دل دکھاتے ہیں کہ جوان سے دل سے محبت کرنا چاہتے ہیں۔آہ! یہ کج فہم مسلمان انہی مسلمانوں کو ہدف تیر ملامت بناتے ہیں کہ جوان کو چاہ ضلالت میں گرنے سے بچانے کی کوشش کرتے ہیں۔آہ! ان مسلمانوں کی آنکھیں ظاہری چمک دمک سے خیرہ ہوگئی ہیں۔آہ! ان مسلمانوں کے دل ودماغ ظاہری ٹیپ ٹاپ، بناوٹ تصنع، عیارانہ لفاظیوں نے ایسے مکدر کردیئے ہیں کہ یہ حقیقت وصداقت کی طرف مائل ہی نہیں ہوتے۔آہ! ان مسلمانوں کے جانی دشمن۔آہ! ان مسلمانوں کے اخلاقی دشمن۔آہ! ان مسلمانوں کے ایمانی دشمن نے انہیں مسلمانوں کو بدترین سے بدترین مغلظات سنائیں تو یہ مسلمان خوش ہوتے ہیں ان کے مذہب ایمان واخلاق پر مکروہ وکمینہ حملے کئے جائیں تو یہی مسلمان اپنے دشمنوں کی دامے، درمے، سخنے، قلمے امداد کرنے کیلئے تیار ہو جاتے ہیں۔ دشمنان اسلام کی تحریروں کو جن میں غلیظ اور گندی گالیاں بھری ہوں یہ مسلمان معرفت و حقیقت کے دفتر سمجھتے ہیں۔

دشمنان اسلام کی ان تحریروں کو جن میں مسلمانوں کو کافر بنایا جائے اور مکذبین

آیات الٰہی لکھا جائے یہ مسلمان اس ظالمانہ اور پاجیانہ فعل کو خدمت اسلام، اشاعت اسلام، اور تبلیغ اسلام کے خطابات دیتے ہیں۔ اگر سچے ہمدردان اسلام ان ہفوات کاذبہ، ان خرافات فاسدہ، ان مغلظات فاحشہ کو سن سن کر تنگ آ جائیں اور فطرت انسانی کے مقتضیات سے مجبور ہو کر کوئی خفیف سے خفیف اور نامعلوم سا نمکین لفظ بھی لکھ دیں تو یہ برائے نام مسلمان ہمارے گلے کا ہار ہو جاتے اور ہمیں دنیا بھر کا بد اخلاق، دنیا بھر کا بد تہذیب، دنیا بھر کا جھگڑا باز، دنیا بھر کا بد زبان بنا دیتے ہیں۔

کیا یہ بھی کوئی تہمت ہے۔ کیا یہ بھی کوئی افترا ہے کہ مرزا قادیانی مدعی مہدویت ومسیحیت ونبوت ورسالت والوہیت نے اسلام میں کیسا ضرر انگیز تفرقہ وفتنۂ عظیم برپا کیا ہے۔ مرزا قادیانی نے قرآنی احکام کے صریح خلاف کیا۔ قرآنی آیات کی من مانی تاویلیں کیں۔ قرآنی آیات میں الفاظ کی کمی وبیشی وتغیر وتبدل کیا۔ جس اولوالعزم رسول ﷺ کی صداقت وبزرگی کی قرآن شہادت دے اسی رسول ﷺ کو مرزا قادیانی جھوٹا کہے۔ اسی اولوالعزم رسول ﷺ کے خاندان کی نسبت مرزا قادیانی گندہ دہانی سے پیش آئے کہ جس کے تقدس وپاکیزگی کا قرآن مجید معترف ہو۔ اسی اولوالعزم رسول کی کتاب کو مرزا قادیانی یہودیوں کی کتاب طالمود کا سرقہ اور اس کی تعلیم کو عقل وکانشنس کے خلاف بتائے کہ جس کی نسبت قرآن مجید فرمائے کہ ”ہم نے دی عیسیٰ کو انجیل جس میں نور اور ہدایت ہے“۔ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات پاک اور آپ کے فہم وفراست پر مرزا قادیانی نے ناپاک اور ناشائستہ حملے کئے۔ اور آپ پر آپ سے غلطیوں کے سرزد ہونے کا شرمناک الزام لگایا۔

صحابہ کرام تو ایک طرف انبیاء علیہم السلام سے اپنے آپ کو افضل بتا دیا۔ اور ان کی توہین کی۔ علمائے اسلام سادات کرام اور مشائخ عظام کو ایسی ایسی فحش اور گندی گالیاں

دیں کہ خدا کی پناہ۔ مگر افسوس صد افسوس کہ ہمارے مسلمان بھائی ان تمام فواحشات کو اخلاق وتہذیب کا بہترین ذخیرہ سمجھتے ہیں۔ اگر میں جھوٹ کہتا ہوں تو ہمارے مسلمان بھائی بتائیں کہ آپ کے مرزا صاحب قادیانی کے مندرجہ ذیل معارف وحقائق ودقائق کیا معنی رکھتے ہیں۔ آج ہم مجبور ہو کر اور تنگ آ کر ان کور باطنوں کو دکھانا چاہتے ہیں کہ جس شخص کو تم بہت بڑا مہذب وشائستہ اور اخلاق فاضلہ کا گرانڈیل مجسمہ سمجھتے ہو وہ مسلمانوں کو کن ناپاک الفاظ سے یاد کرتا ہے۔ اور دنیا میں اس سے بڑھ کر کوئی بداخلاق، بدتہذیب، بدزبان اور گندہ دہاں نہیں ہوسکتا۔

مرزا قادیانی کے اخلاق کا نمونہ ردیف اور

الف) اے بدذات فرقہ مولویان! تم نے جس بے ایمانی کا پیالا پیا وہی عوام کالانعام کو بھی پلایا، اندھیرے کے کیڑو، ایمان وانصاف سے دور بھاگنے والوں، اندھے نیم دہریہ، ابو لہب اسلام کے دشمن، اسلام کی عار مولویوں، اے جنگل کے وحشی اے نابکار، ایمانی روشنی سے مسلوب ہوئے، احمق مخالف، اے پلید دجال، اسلام کے بدنام کرنے والے، اے بدبخت مفتریو، ائمی، اشرار، اول الکافرین، اوباش، اے بدذات، خبیث، دشمن اللہ اور رسول کے، ان بیوقوفوں کے بھاگنے کی جگہ نہ رہے گی اور صفائی سے ناک کٹ جائے گی۔

ب) بے ایمان اندھے مولوی، پلید طبع پاگل بدذات جھوٹا، بدگوہری ظاہر نہ کرتے، بے حیائی سے بات بڑھاتا، بددیانت، بے حیا انسان، بدذات فتنہ انگیز، بدقسمت منکر، بدچلن، بخیل، بداندیش، بدظن، بدبخت قوم، بدگفتار، بدباطن نکتہ چین، باطنی جذام، بخیل کی سرشت والے، بیوقوف جاہل، بیہودہ، بدعلماء،

ت) تمام دنیا سے بدتر، تنگ ظرف، ترک حیا، تقویٰ ودیانت کے طریق کو بکلی چھوڑ دیا،

ترک تقویٰ کی شامت سے ذلت پہنچ گئی، تکفیر ولعنت کی جھاگ منہ سے نکالنے کے لئے۔

ث) ثعلب (لومڑی جیسے) **ثم اعلم ایھا الشیخ الضال و الدجال البطال۔**

ج) جھوٹ کی نجاست کھائی، جھوٹ کو گوہ کھایا، جاہل، وحشی، جادۂ صدق وثواب سے منحرف ودور، جعلساز، جیتے ہی مرجاتا، چوہڑے چمار۔

ح) حمار، حمقا، حق وراستی سے منحرف، حاسد، حق پوش،

خ) خبیث طبع مولوی جو یہودیت کا خمیر اپنے اندر رکھتے ہیں، خنزیر سے زیادہ پلید، خطا کی ذلت اپنی کے منہ پر، خالی گدھے، خاین، خیانت پیشہ، خاسرین، خالیۃ من نور الرحمٰن، خام خیال، خفاش۔

د) دل کے مجذوم، دہوکادہ، دیانت ایمان داری، راستی سے خالی، دجال دروغ گو، ڈوموں کی طرح مسخرہ، دشمن سچائی، دشمن قرآن، دلی تاریکی۔

ذ) ذلت کی موت، ذلت کے ساتھ پردہدری، ذلت کے سیاہ داغ انکے منحوس چہروں کو سوروں اور بندروں کی طرح کردینگے۔

ر) رئیس الدجالین، ریش سفید کو منافقانہ سیاہی کے ساتھ قبر میں لے جائینگے، روسیاہ، روباہ باز، رئیس المتصلفین، راس المعتدین، راس الغاوین۔

ز) زہرناک مادے والے، زندیق، **زورکم یفشوالی موحی الغرور۔**

س) سچائی چھوڑنے کی لعنت انہیں پر برسی، سفلی ملا، بے بصر، سیاہ دل منکر، سخت بے حیا ہوگا جو اس فوت العادت سلسلہ سے انکار کرے، سیاہ دل فرقہ کس قدر شیطانی افتراؤں سے کام لے رہا ہے، سادہ لوح، سابغی، سفہا، سفلہ، سلطان المتکبرین **الذی اضاع دینہ بالکبر وتوھین**، سگ بچگان۔

ش) شرم وحیاء سے دور، شرارت وخباثت، شیطانی کاروائی والے، شریف از سفلہ نمی ترسد بلکہ از سفلگی او میر سد، شریر مکار، شیخی سے بھرا ہوا، شیخ نجدی۔

ص) صدر القتاۃ نبوش صدرک ضربہ، ویریک ربانی بجاء وماء۔

ض) ضال، **ضررھم اکثر من ابلیس العین**۔

ط) طالع منحوس، **طبتم نفسابالغاء الحق والدین**۔

ظ) ظالم غلمانی حالت۔

ع) علماء السوء، عداوت اسلام، عجب دیندار والے، عدوالعقل والنھی، عقارب، عقب الکلب، عدو دھا۔

غ) غول الانحوی، غدار سرشت، غالی، غافل۔

ف) **فیمت یاعبدالشیطان، فریبی**، فن عربی سے بے بہرہ، فرعونی رنگ۔

ق) قبر میں پاؤں لٹکائے ہوئے، **قست قلوبھم کماھی عادۃ......، قد سبق الکل فی الکذب والمین**۔

ک) کتے،، کینہ پرور اور پلید فتنے والے، کمینہ، کہماہ (مادرزاد اندھے)، کج دل قوم، کوتاہ نظر، کھوپڑی میں کیڑا، کیڑوں کی طرح خود ہی مرجاؤ گے۔

گ) گدھا، گندے اور پلید فتوے والے، گندی کاروائی والے، گندی عادت، گندے اخلاق، گندہ دہانی، گندے اخلاق والے ذلت سے غرق ہوجا، گندی روح۔

ل) لاف وگذاف والے، لعنت کی موت۔

م) مولویت کو بدنام کرنے والوں، مولویوں کا منہ کالا کرنے کیلئے، منافق، مفتری، مورد غضب، مفسد مرے ہوئے کیڑے، مخذول، مہجور، مجنون درندہ، مغرور، منکر، محجوب، مولوی

مگس طینیت، مولوی کی بک بک، مردار خوار مولویوں۔

ن) نجاست نہ کھاؤ، نااہل مولوی ناک کٹ جائے گی، ناپاک طبع لوگوں نے، نابینا علماء، نمک حرام، نفسانی، ناپاک نفس، نابکار قوم ابھی تک حیاء شرم کی طرف رخ نہیں کرتی، منہ کالا ہوا، نفرتی وناپاک شیوہ، نادان متعصب، نالائق، نفس امارہ کے قبضہ میں، نااہل حریف، نجاست سے بھرے ہوئے، نادانی میں ڈوبے ہوئے، نجاست خواری کا شوق۔

و) وحشی طبع، وحشیانہ عقائد والے۔

ہ) ہامان، ہالکین، ہندوزادہ۔

ی) یک چشم مولوی، یہودیانہ تحریف، یہودی سیرت، یاایہاالشیخ الضال والمفتری البطال، یہود کے علماء، یہودی صفت وغیرہ (عصائے موسیٰ)

ہم ایڈیٹر صاحب اخبار ہفت لاہور کے ممنون ہیں کہ انہوں نے بھی مرزائیوں کو شرمندہ کرنے کے لیے مرزا صاحب کی بدزبانیوں کی ایک طویل فہرست اپنے اخبار میں شائع کی ہے۔ جس میں سے چند اقتباسات ہم بھی درج کرتے ہیں۔ چنانچہ مرزا صاحب پادریوں کی نسبت لکھتے ہیں۔

پادریوں نے شرارتوں پر کمر باندھی، شوخی سے ناچتے پھرے، ان کے نہایت پلید اور بدذات لوگوں نے گالیاں نکالیں ...... لعنت ہے تم پر اگر نہ آؤ اور سڑے گلے مردہ (حضرت مسیح علیہ السلام) کا میرے زندہ خدا کے ساتھ مقابلہ نہ کرو۔

مولوی عبدالحق صاحب غزنوی کی نسبت درفشانی ملاحظہ ہو۔

خاص کر رئیس الدجالین عبدالحق غزنوی اور اس کا گروہ **علیہم نعال لعن اللّٰہ الف الف مرۃ**۔ اے پلید دجال پیشگوئی تو پوری ہوگئی۔

صوفیائے کرام کی نسبت مرزا صاحب کی گلفشانی

بعض جاہل سجادہ نشین اور فقیری اور مولویت کے شتر مرغ۔ یہ سب شیاطین الانس ہیں۔ جس قدر فقراء میں سے اس عاجز کے مکفر یا مکذب ہیں وہ تمام اس کامل نعمت مکالمہ الہیہ سے بے نصیب ہیں اور محض یاوہ گو اور ژاژ خا ہیں"۔

پھر ایک جگہ مولوی عبدالحق غزنوی، مولوی محمد حسین بٹالوی مولوی احمد اللہ وثناء اللہ امرتسری کی نسبت مرزا صاحب فرماتے ہیں یہ جھوٹے ہیں" اور کتوں کی طرح جھوٹ کا مردار کھارہے ہیں"۔ اب تک تو آپ نے صرف نثر ہی ملاحظہ فرمائی ہے۔ اب ذرا قادیانی نظم بھی ملاحظہ فرمایئے:

اک سگ دیوانہ لودیانہ میں ہے — آج کل وہ خرشتر خانہ میں ہے
بد زباں بد گوہروبدذات ہے — اس کی نظم ونثر واہیات ہے
آدمیت سے نہیں ہے اس کو پس — ہے نجاست خواروہ مثل مگس
سخت بدتہذیب اور منہ زور ہے — منہ پہ آنکھیں ہیں مگر دل کور ہے
حق تعالیٰ کا وہ نافرمان ہے — آدمی کا ہے کو ہے شیطان ہے
چیختا ہے بیہودہ مثل حمار — بھونکتا ہے مثل سگ وہ بار بار
مغز لونڈیوں نے لیا ہے اس کا کھا — بکتے بکتے ہو گیا ہے باؤلا
کچھ نہیں تحقیق پر اس کی بسترا — اس کا اک استاد ہے وانا کہا
دوغلا استاد اس کا پیر ہے — اس کی صحبت کی یہ سب تاثیر ہے
جہل میں ابو جہل کا سردار ہے — بولہب کے گھر کا برخوردار ہے
سخت دل نمرود یا شداد ہے — جانور ہے یا کہ آدم زاد ہے

ہے وہ نابینا یا خفاش ہے مسخرا ہے منہ پھٹا اوباش ہے
وہ مقلد اور مقلد اس کا پیر پھر محدث بنتے ہیں دونوں شریر
اس کو چڑھتا ہے بخاری سے بخار پھیرتا ہے اس سے منہ اب نابکار
شورہ پشتی اس کی ہر ہر رگ میں ہے جس طرح سے زہر مار وسگ میں ہے
ہائے صد افسوس اس کے حال پر لاکھ لعنت اس کے قیل وقال پر
آدمی سے بن گیا بدتر ذلیل مل گیا کفار سے وہ بے دلیل
وہ یہودی ہے نصاریٰ کا معین پادری مردود کا ہے خوشہ چین

بہت سے شعر چھوڑ دیئے گئے ہیں جن میں سعدی لودیانوی کی اسی قسم کے مہذب قادیانی لٹریچر سے تواضع کی گئی ہے۔ پھر عام مولویوں کی طرف متوجہ ہوکر لکھا ہے:

ہو اگر غیرت تو وہ مرجائیں سب ورنہ ہوگا لعنتی ان کا لقب
وہ بطالی فتنہ گر آوے ذرا شکل اپنی آکے دکھلائے ذرا
آئیں اب لودیانہ کے سارے شریر اور وزیر آباد کا آئے ضریر
اب وہ افغانی کہاں ہے بد لگام وہ رسل بابا کہاں ہے عقل خام
احمد اللہ نیم بسمل ہے کہاں؟ ساتھ لاوے اپنے شاگرد جواں
بوبڑاں کا کھیوڑہ آئے ادھر بیٹکتا مدت سے ہے مانند خر
اب مقابل ہو رشید کج ادا کرتا رہتا ہے جو بدگوئی سدا
اب مقابل ہووے بھوپالی بشیر ہو گیا مردود وہ خاسر جس کا پیر
مولوی اور پیرزادے آئیں کل جو مچاتے ہیں بہت مدت سے غل
جو نہ آوے سخت بے غیرت ہے وہ اور بڑا حق پوش وبے عزت ہے وہ

حیلہ بازی سے نہ اب روپوش ہوں گونگے شیطاں ہوں اگر خاموش ہوں
جو نہ آوے اس پہ لعنت بار بار جو کہ بھاگے اس پہ لعنت صد ہزار
اس سے جو بھاگے بڑا مردود ہے جھوٹ کا سب اس کا تار دیود ہے
گر مقابل آئے تو مارے گئے اور اگر بھاگے تو پھٹکارے گئے
خوک اور بندر سبھی بن جاؤ گے اپنی کرتوتوں کا بدلہ پاؤ گے
کوئی کوڑھی ہوگا دیوانہ کوئی عافیت سے ہوگا بیگانہ کوئی
نامرادی یوں کسی پہ آئے گی آل اور اولاد ہی مر جائی گی

دعاء

جس قدر یہ مولوی ہیں نابکار یا ہدایت دے انہیں یا ان کو مار
ہرعدو دین کا کر خانہ خراب آسمانی بھیج تو ان پہ عذاب

دنیا بھر کے مہذبو! اب ذرا حضرت مسیح علیہ السلام کی نسبت بھی مرزا قادیانی پاکیزہ اور مہذب الفاظ ملاحظہ فرماؤ۔ اور شرم کرو کہ ایک اولوالعزم رسول کی مرزا کس طرح توہین کرتا ہے۔ ''مسیح کے حالات پڑھو تو صاف معلوم ہوگا کہ یہ شخص کبھی اس لائق نہیں ہوسکتا کہ نبی بھی ہو''۔

''پس ایسے ناپاک خیال اور متکبر اور راستبازوں کے دشمن (مسیح) کو ایک بھلا مانس آدمی بھی قرار نہیں دے سکتے۔ چہ جائیکہ اس کو نبی قرار دیا جائے'' پھر لکھتا ہے۔ ''پورا ناتواں اور بے علم تھا۔ اس کی راستبازی میں کلام ہے''۔ پھر مرزا صاحب مسیح علیہ السلام کی نسبت فرماتے ہیں۔ ''وہ ایک لڑکی پر عاشق ہوگیا۔ جب استاد کے سامنے اس کے حسن وجمال کا تذکرہ کر بیٹھا تو استاد نے اسے عاق کردیا''۔

''مریم کا بیٹا کشلیا کے بیٹے سے کچھ زیادہ وقعت نہیں رکھتا''۔ ''مسیح علیہ السلام کی راستبازی اپنے زمانہ میں دوسرے راستبازوں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوئی۔ بلکہ یحییٰ نبی کو اس پر فضیلت ہے کیونکہ وہ شراب نہ پیتا تھا۔ اور کبھی نہیں سنا گیا کہ کسی فاحشہ عورت نے آکر اپنی کمائی کے مال سے اس کے سر پر عطر ملا تھا۔ یا کوئی بے تعلق جوان عورت اس کی خدمت کرتی تھی''۔ ''آپ کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی عادت تھی''۔ آپ کا ایک یہودی استاد تھا۔ یا تو قدرت نے آپ کو زیرکی سے کچھ حصہ نہیں دیا تھا اور یا استاد کی یہ شرارت ہے کہ اس نے آپ کو محض سادہ لوح رکھا۔ بہرحال آپ علمی اور عملی قویٰ میں بہت کچے تھے۔ اسی وجہ سے آپ ایک مرتبہ شیطان کے پیچھے پیچھے چلے گئے۔ آپ کو اپنی زندگی میں تین مرتبہ شیطانی الہام بھی ہوا۔ چنانچہ ایک مرتبہ آپ اسی الہام سے خدا سے منکر ہونے کے لئے تیار ہو گئے تھے۔ انہیں حرکات سے آپ کے حقیقی بھائی آپ سے سخت ناراض رہتے اور ان کو یقین تھا کہ آپ کے دماغ میں ضرور کچھ خلل ہے اور وہ ہمیشہ چاہتے رہے کہ کسی شفاخانہ میں آپ کا علاج ہو۔ آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زناکار اور کسبی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔ آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شائد اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے''۔

ہم پر اعتراض کرنے والے مسلمانو! اور ہمیں بدنام کرنے والے مسلمانو! ہمارا دل دکھانے والے مسلمانو! یہ مندرجہ بالا الفاظ ایک مختصر سا نمونہ ہے **''قادیانی تہذیب کا''**۔ اور مختصر سا خاکہ ہے قادیانی اخلاق کا۔ اور ایک مختصر سا چربہ ہے قادیان کے پاکیزہ مہذب اور لٹریچر کا۔ ہاں ہاں یہ آپ کے فرضی مبلغ اسلام کمال الدین مرزائی۔ مولوی محمد علی ایم اے، اور مولوی صدر الدین کے پیر و مرشد بلکہ ان کے نبی اور رسول کی بدزبانی کا نمونہ ہے۔ کیا کمال الدین وغیرہ کو ان گالیوں وغیرہ سے اتفاق نہیں؟ ہے اور ضرور ہے۔

اللہ فرمایئے کہ اگر ہمارے قلم سے اس قسم کا ایک لفظ بھی نکل جائے اور ہم بھی مرزا صاحب کی دادیوں اور نانیوں کی نسبت وہی الفاظ استعمال کریں۔ جو اس نے مسیح علیہ السلام کی نسبت استعمال کئے ہیں۔ تو آپ ہمیں کن لفظوں سے یاد کریں گے۔ لیکن شرم کی بات ہے کہ مرزا قادیانی یا اس کے مرید خواہ کیسی ہی گندہ دہانی اور بدزبانی سے پیش آئیں۔ مگر آپ کی تہذیب آپ کی شائستگی آپ کے اخلاق نہیں معلوم اس وقت کہاں فی النار ہو جاتے ہیں۔ شیم! شیم!

اگر ہمارے قلم سے محض جذبۂ مدافعت کی حالت میں کوئی معمولی سا لفظ بھی نکل جائے تو آپ ہمارا گلا گھونٹنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ اور ہمیں قابل گردن زدنی و کشتنی سمجھا جاتا ہے لیکن مرزائیوں کی بدتہذیبی و بداخلاقی و بدزبانی اور گندہ دہانی پر تم ٹس سے مس نہیں ہوتے اور تمہیں ایسا سانپ سونگھ جاتا ہے کہ گویا خبر سے نباشد۔ بلکہ ایسے بدزبان فرقہ کی مالی امداد آپ بڑے ذوق وشوق سے کرتے ہیں۔ میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ آپ کو میرے صرف اس قدر لکھنے سے کہ مرزا قادیانی نے بدزبانی سے کام لیا ہے نہایت صدمہ ہوگا۔ مگر مرزا قادیانی نے جو گالیاں دی ہیں ان کا آپ کو احساس تک نہ ہوگا ۔

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں رسوا وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

اور اگر میں غلطی پر ہوں یعنی اگر آپ ابھی تک مرزائی فرقہ کی بدزبانی، بداخلاق وگندہ دہانی سے واقف نہیں تھے اور اب واقف ہو گئے ہیں تو میں دیکھوں گا کہ آپ مرزائی فرقہ کو کس طرح بائیکاٹ کرتے ہیں؟ اور میں دیکھوں گا کہ کس قدر منصف مزاج لوگ ہیں جو اپنی غلطی کا اعتراف اور مرزائی فرقہ سے اپنی بیزاری کا علانیہ اظہار کریں گے۔ اور ملک کے اخباروں میں یک زبان ہو کر بول اٹھیں گے کہ مرزائی فرقہ نہایت بدتہذیب فرقہ

ہے۔مگرمگر بعض بے دین اخبار تو پس ہرگز نوٹس نہیں لیں گے۔

مرزا قادیانی کا حمل

انبیاء علیہم السلام کے معجزات کا ذکر آئے تو ہمارے انگریزی خوان مسلمان اسے خلاف عقل قرار دیں۔اولیائے کرام کی کرامات کا تذکرہ آئے تو ہمارے انگریزی خوان مسلمان ان کو لغویات اور خلاف عقل قرار دیں۔لیکن اگر مرزا قادیانی حاملہ ہو جائے اور حمل بھی نو دس مہینے تک رہے۔مگر ہمارے انگریزی خوان مسلمان کو اس پر کوئی اعتراض نہیں۔

اگر مرزا قادیانی خدا کے پاس عرضی لے کر جائے اور دستخط کرتے وقت خدا اپنے قلم کو چھڑکے اور خدا کے قلم کی سرخ سیاہی کی چھینٹیں مرزا صاحب کے کرتے اور اس کے مرید کی ٹوپی پر پڑیں تو ہمارے انگریزی خوان مسلمان اس کو خلاف عقل قرار نہیں دیتے اور ان کو اس پر کوئی اعتراض نہیں۔اگر مرزا قادیانی خدا تعالیٰ کو ہاتھی دانت کا خدا یا گوبر کا خدا کہے تو اس پر کوئی اعتراض نہیں۔بلکہ اگر مرزا قادیانی خدا کا بیٹا،خود خدا،یا خدا کا باپ بھی بن جائے تو اس پر کوئی اعتراض نہیں۔کیا یہ مرزا صاحب پر بہتان باندھ رہا ہوں؟نہیں نہیں دیکھئے مرزا صاحب خود کیا لکھتے ہیں اور ان کو کس طرح حمل ہوتا ہے۔

مرزا قادیانی کے حاملہ ہونے کا بطور پیشگوئی ذکر

اسی واقعہ کو سورۃ مریم میں بطور پیشگوئی کمال تشریح سے بیان کیا گیا ہے کہ عیسیٰ ابن مریم اس امت میں اس طرح پیدا ہوگا کہ پہلے کوئی فرد اس امت کا مریم بنایا جائے گا اور پھر بعد اس کے اس مریم میں عیسیٰ کی روح پھونک دی جائے گی۔پس وہ مریمیت کے رحم میں ایک مدت تک پرورش پا کر عیسیٰ کی روحانیت میں تولد پائے گا۔اور اس طرح پر وہ عیسیٰ بن مریم کہلائے گا۔اور وہ خبر محمدی ابن مریم کے بارے میں ہے جو قرآن شریف یعنی سورۃ تحریم

میں اس زمانہ سے تیرہ سو برس پہلے بیان کی گئی ہے۔اور پھر ''براہین احمدیہ'' میں سورۃ تحریم کے ان آیات کی خدا تعالیٰ نے خود تفسیر فرمادی ہے۔قرآن شریف موجود ہے۔ایک طرف قرآن شریف کو رکھو اور ایک طرف براہین احمدیہ کو۔اور پھر انصاف اور عقل اور تقویٰ سے سوچو کہ وہ پیشگوئی جو سورۃ تحریم میں تھی یعنی یہ کہ اس امت میں بھی کوئی فرد مریم کہلائے گا۔اور پھر مریم سے عیسیٰ بنایا جائے گا۔گویا اس میں سے پیدا ہوگا۔وہ کس رنگ میں ''براہین احمدیہ'' کے الہامات سے پوری ہوئی۔کیا یہ انسان کی قدرت ہے۔کیا یہ میرے اختیار میں تھا اور کیا میں اس وقت موجود تھا جب کہ قرآن شریف نازل ہو رہا تھا۔تاکہ میں عرض کرتا کہ مجھے ابن مریم بنانے کے لئے کوئی آیت اتاری جائے۔اور اس اعتراض سے مجھے سبکدوش کیا جائے کہ تمہیں کیوں ابن مریم کہا جائے۔اور کیا آج بیبا ئیس برس پہلے بلکہ اس سے بھی زیادہ میری طرف سے یہ منصوبہ ہوسکتا تھا کہ میں اپنی طرف سے الہام تراش کر اول اپنا نام مریم رکھتا۔اور پھر آگے چل کر افتراء کے طور پر یہ الہام بناتا کہ پہلے زمانہ کی مریم کی طرح مجھ میں بھی عیسیٰ کی روح پھونکی گئی۔اور پھر آخر کار صفحہ ۵۵۶ براہین احمدیہ میں یہ لکھ دیتا کہ ''اب میں مریم سے عیسیٰ بن گیا۔پھر جیسا کہ براہین احمدیہ سے ظاہر ہوتا ہے۔دو برس تک صفت مریمیت میں میں نے پرورش پائی اور پردہ میں نشوونما پاتا رہا۔پھر جب اس پر دو برس گزر گئے تو جیسا کہ ''براہین احمدیہ'' کے حصہ چہارم میں درج ہے مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی۔اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا۔اور آخر کئی مہینے کے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں بذریعہ اس الہام کے جو سب سے آخر ''براہین احمدیہ'' کے حصہ چہارم ۵۵۶ میں درج ہے مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا۔پس اس طور سے میں ابن مریم ٹھہرا۔اور خدا نے براہین احمدیہ کے وقت میں اس سر خفی کی مجھے خبر نہ دی حالانکہ وہ سب خدا کی وحی جو اس راز پر مشتمل تھی میرے پر نازل ہوئی اور براہین احمدیہ میں درج ہوئی۔مگر مجھے

اس کے معنوں اور اس ترتیب پر اطلاع نہ دی گئی۔ اسی واسطے میں نے مسلمانوں کا رسمی عقیدہ براہین احمدیہ میں لکھ دیا۔ پھر اس کے بعد یہ الہام ہوا (۔۔۔۔) یعنی پھر مریم کو۔۔۔۔ اس عاجز سے ہے دردزہ تنہ و کھجور کی طرف لے آئی۔ یعنی عوام الناس اور جاہلوں اور بے سمجھ علماء سے واسطہ پڑا۔ یہ الہام اصل میں آیات قرآنی ہیں۔ جو حضرت عیسیٰ اور ان کی ماں کے متعلق ہیں۔ ان آیتوں میں جس عیسیٰ کو لوگوں نے ناجائز پیدائش کا انسان قرار دیا ہے اسی کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم اس کو اپنا نشان بنائیں گے اور یہی عیسیٰ ہے جس کی انتظار تھی اور الہامی عبارتوں میں مریم اور عیسیٰ سے میں ہی مراد ہوں۔ میری نسبت ہی کہا گیا ہے کہ ہم اس کو نشان بنائیں گے۔ اور نیز کہا گیا کہ یہ وہی عیسیٰ بن مریم ہے جو آنے والا تھا۔ جس میں لوگ شک کرتے ہیں۔ یہی حق ہے اور یہی آنے والا ہے۔

(مرزا صاحب کی کتاب کشتی نوح ص ۴۵ تا ۴۸)

ہمارے انگریزی خوان مسلمانوں اور مرزائیوں کی حمایت کرنے والوں اور مرزا قادیانی کے لفظ لفظ پر غور کرو۔ اور پھر جواب دو کہ کیا مرزا صاحب کی مندرجہ بالا تحریر غلط ہے یا صحیح؟ کیا واقعی مرزا صاحب کا یہ حمل صحیح ہے۔ اور قرآن مجید میں مرزا صاحب کے متعلق اشارہ ہے کہ اس کو نشان بنائیں گے؟ اور کیا آپ کا بھی یہی عقیدہ ہے۔ شرم!

خدا کے قلم کی سرخ چھینٹ مرزا صاحب کے کرتہ پر

مرزا صاحب اپنی کتاب ''حقیقۃ الوحی'' کے صفحہ ۲۵۵ پر لکھتے ہیں۔

''ایک دفعہ تمثیلی طور پر مجھے خدا تعالیٰ کی زیارت ہوئی۔ میں نے اپنے ہاتھ سے کئی پیشگوئیاں لکھیں۔ جن کا یہ مطلب تھا کہ ایسے ایسے واقعات ہونے چاہئیں۔ تب میں نے وہ کاغذات پر دستخط کرانے کے لئے خدا تعالیٰ کے سامنے پیش کئے اور اللہ تعالیٰ نے بغیر

کسی تامل کے سرخی کی قلم سے اس پر دستخط کئے اور دستخط کرتے وقت قلم کو چھڑکا۔ جیسا کہ قلم پر سیاہی زیادہ آجاتی ہے تو اسی طرح پر جھاڑ دیتے ہیں۔ اور پھر دستخط کر دیئے۔ اور مجھ پر اس وقت نہایت رقت کا عالم تھا اس خیال سے کہ کس قدر خدا تعالیٰ کا میرے پر فضل اور کرم ہے کہ جو کچھ میں نے چاہا ملا اور اللہ تعالیٰ نے اس پر دستخط کر دیئے۔ اور اسی وقت میری آنکھ کھل گئی۔ اور اس وقت میاں عبداللہ سنوری مسجد کے حجرے میں میرے پیر دبا رہا تھا کہ اسکے رو برو غیب سے سرخی کے قطرے میرے کرتے اور اس کی ٹوپی پر بھی گرے۔ اور عجیب بات یہ ہے کہ اس سرخی کے قطرے گرنے اور قلم کے جھاڑنے کا ایک ہی وقت تھا۔ ایک سیکنڈ کا بھی فرق نہ تھا۔ ایک غیر آدمی اس راز کو نہیں سمجھے گا اور شک کرے گا۔ کیونکہ اس کو صرف ایک خواب کا معاملہ محسوس ہوگا۔ مگر جس کو روحانی امور کا علم ہو وہ اس میں شک نہیں کر سکتا۔ اسی طرح خدا نیست سے ہست کر سکتا ہے۔ غرض میں نے یہ سارا قصہ میاں عبداللہ کو سنایا۔ اور اس وقت میری آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ عبداللہ جو ایک رویئت کا گواہ ہے۔ اس پر بہت اثر ہوا۔ اور اس نے میرا کرتہ بطور تبرک اپنے پاس رکھ لیا جو اب تک اس کے پاس موجود ہے۔"

مرزائی فرقہ کو علم و عقل کا ایک بہت بڑا مجسمہ سمجھنے والو۔ کیا میں آپ سے یا خواجہ کمال الدین بی اے، یا مولوی محمد علی ایم اے، یا مولوی صدر الدین بی اے، سے یہ پوچھنے کا حق رکھتا ہوں کہ کیا مرزا صاحب کی مندرجہ بالا تحریر پر آپ کا ایمان ہے؟ اور اگر آپ اسے صحیح سمجھتے ہیں اور اسے خلاف عقل قرار نہیں دیتے تو آپ بتائیں کہ کیا آپ نے مرزا صاحب سے کبھی دریافت کیا تھا کہ آپ نے خدا کو کس لباس اور ہیئت میں دیکھا۔ کیا خدا اس وقت بوٹ سوٹ پہنے ہوئے تھا۔ اور سر پر ٹوپی تھی یا پگڑی۔ اور کرسی پر بیٹھا ہوا تھا یا فرش پر۔ کسی کمرہ میں تھا یا ہوا میں معلق۔ آپ سے بات چیت بھی کرتا تھا یا بالکل صمٌ بکمٌ

چپ چاپ بیٹھا تھا۔اور جو پیشگوئیاں اس وقت مرزا صاحب نے لکھیں وہ کن کن امور کے متعلق اور کتنے وقت میں آپ نے لکھیں۔اور کس کوائٹی کے کاغذ پر لکھیں۔کاغذ کا رنگ کیا تھا۔کتنے کاغذوں پر لکھیں۔اور کس روشنائی سے لکھیں۔انگریزی قلم سے لکھیں یا دیسی قلم سے۔اور خدا نے جس وقت دستخط کئے اس وقت اس کے پاس کوئی قلمدان موجود تھا۔یا صرف ہاتھ میں قلم اور میز پر کوئی دوات تھی۔اور دوات کس قسم کی تھی۔بلوری یا مٹی کی۔خدا کا قلم انگریزی تھا یا دیسی؟اور دستخط اقسام خطوط میں کس طرز کا تھا۔اور ذاتی اسماء میں سے دستخط تھا یا صفاتی میں سے تھا۔اور جس وقت خدا نے دستخط کئے اس وقت اس کی میز پر کوئی ٹائم پیس رکھا ہوا تھا یا دیوار پر کوئی کلاک تھی یا مرزا صاحب نے کلائی پر لیڈی واچ باندھی ہوئی تھی۔کیونکہ سرخی کے قطرے گرنے اور قلم جھاڑنے میں ایک ایک سیکنڈ کا فرق نہیں بتاتے۔غالباً آپ نے وقت نوٹ کرلیا ہوگا۔مرزا صاحب کا کرتہ متبرک سمجھا گیا مگر عبداللہ کی ٹوپی کو متبرک کیوں نہ سمجھا گیا؟

مرزا صاحب کا خدا ہاتھی دانت یا گوبر کا

لیجئے آپ کو مرزا صاحب کے علم وعقل کا ایک اور نمونہ دکھاتے ہیں۔یعنی مرزا صاحب اپنی الہامی کتاب کے صفحہ ۵۵۶ پر لکھتے ہیں مجھے الہام ہوا ہے کہ" ہمارا رب عاجی ہے"۔(اس کے معنی ابھی تک معلوم نہیں ہوئے)براہین احمدیہ۔اصل الہامی عربی زبان میں مرزا صاحب کا یہ ہے۔

"اغفرو ارحم من السماء ربنا عاج"مرزا صاحب نے باء نسبتی اپنی طرف سے لگادی ہے۔لیکن حیرت تو یہ ہے کہ مرزا صاحب فرماتے ہیں مجھے اس کے معنی معلوم نہیں ہوئے۔بھلا جس شخص پر خدا کی وحی بارش کی طرح ہوتی ہو اور جو شخص خدا سے ہم کلام ہونے

کا مدعی ہو وہ خدا ہی سے اس کے معنی نہیں پوچھ سکتا۔ اگر وہ ایسا نہیں کر سکتے تھے تو لغت کی کتاب ہی سے عاج کا معنی معلوم کر لیتے۔ لیکن یہ مرزا صاحب کی عیاری اور چالاکی ہے کہ انہوں نے عاج کے معنی معلوم کر کے عمداً ظاہر نہیں کئے۔ مگر لیجئے ہم ہی مرزا صاحب کے عاجی خدا کے معنی بتائے دیتے ہیں۔ لفظ عاج کے معنی ہے۔

استخوان فیل، فاقہ کہ جائے اونرم باشد، سرگین، کلمہ بدان شتر انند، راہ بر ممتلی،

(منتخب اللغات، صفحہ ۳۰۴)

مرزا صاحب کے علم و عقل پر رونا آتا ہے کہ ان کا خدا ہاتھی دانت کا ہے یا گوبر گفلیش۔ شرم!

مرزا صاحب خدا بھی ہیں، خدا کے بیٹے بھی، خدا کے باپ بھی!

چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ ”میں نے اپنے ایک کشف میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں اور یقین کیا کہ وہی ہوں۔ اور میں ایک سوراخ دار برتن کی طرح ہو گیا ہوں۔ اس کی الوہیت مجھ میں موجزن ہے۔ خدا تعالیٰ میرے وجود میں داخل ہو گیا۔ میں نے پہلے تو آسمان اور زمین کو اجمالی صورت میں پیدا کیا۔ پھر میں نے آسمان دنیا کو پیدا کیا۔ پھر میں نے کہا کہ ہم انسان کو مٹی کے خلاصہ سے پیدا کریں گے“۔

(آئینہ کمالات وغیرہ) (سوراخ دار برتن کی بھی اچھی کہی)

مرزا صاحب دافع البلاء میں فرماتے ہیں کہ خدا نے مجھے خبر دی:

”**انت منی بمنزلۃ اولادی، انت منی و انا منک**“ تو مجھ میں سے ہے اور میں تجھ میں سے۔

قرآن مجید میں قادیان کا نام درج ہے

چنانچہ مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ جس روز الہام مذکورہ بالا جس میں قادیان

میں نازل ہونے کا ذکر سے ہوا تھا۔اس روز کشفی طور پر میں نے دیکھا کہ میرے بھائی مرحوم غلام قادر میرے قریب بیٹھ کر با آواز بلند قرآن شریف پڑھ رہے ہیں اور پڑھتے پڑھتے انہوں نے ان فقرات کو پڑھا۔**انا انزلناہ قریبا من القادیان**۔تو میں نے سن کر بہت تعجب کیا کہ کیا قادیان کا نام قرآن شریف میں لکھا ہوا ہے۔تب انہوں نے کہا کہ یہ دیکھو لکھا ہوا ہے۔تب میں نے نظر ڈال کر جو دیکھا۔تو معلوم ہوا کہ فی الحقیقت قرآن شریف کے دائیں صفحہ میں شائد نصف صفحہ کے موقعہ پر یہی الہامی عبارت لکھی ہوئی موجود ہے۔تب میں نے دل میں کہا کہ ہاں واقعی طور پر قادیان کا نام قرآن شریف میں درج ہے۔اور تین شہروں کا نام قرآن شریف میں اعزاز کے ساتھ لکھا ہوا ہے۔مکہ،مدینہ،قادیان،(ازالہ اوہام)

ناظرین!اللہ انصاف فرمایئے کہ کیا مندرجہ بالا عقائد والا فرقہ اس قابل ہے کہ اسے علم وعقل کا اہل سمجھا جائے۔ایسے بدزبان فرقہ کو ایک مہذب اور شریف فرقہ کہا جا سکتا ہے۔مگر ہاں جن لوگوں کی روحانیت مسخ ہو چکی ہے۔ایمان سلب ہو چکا ہے۔دماغ میں عقل کا مادہ نہیں رہا۔یا فطرتاً ہی کج فہم اور بے انصاف پیدا ہوئے ہیں وہ مرزائی فرقہ کی بدزبانیوں کو ملاحظہ کرتے ہوئے۔مرزائی فرقہ کو علم وعقل سے مبرا تحریروں کو پڑھتے ہوئے بھی مرزائیوں کی حمایت اور اعانت کریں گے اور ہمیں الزام دیں گے کہ تم مرزائیوں کو گالیاں دیتے ہو۔شرم!

خواجہ حسن نظامی اور مرزا محمود احمد کی گالیوں کا مقابلہ

حال میں خواجہ حسن نظامی صاحب نے مرزا محمود احمد صاحب خلف مرزائے قادیانی کو مباہلہ کا ایک چیلنج دیا ہے جس کے جواب میں جناب صاحبزادہ صاحب نے بہت بڑی شکایت کی ہے کہ خواجہ صاحب نے ہمیں ایک درجن گالیاں دی ہیں۔اور لکھتے ہیں۔

ماسوا اور گالیوں کے جو خواجہ صاحب نے دی ہیں ایک گالی جو انہیں بہت ہی پسند آئی ہے۔ کیونکہ اسے انہوں نے دو تین دفعہ مختلف پیرایوں میں استعمال کیا ہے۔ وہ "مغل ہے وہ نہایت حقارت سے حضرت مسیح موعود کو مغل اور مغل زادہ اور آپ کی ہمشیرہ کو مغل زادی کہہ کر اپنا دل خوش کرتے ہیں"۔

کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ جناب صاحبزادہ صاحب لفظ "مغل" کو تو گالی سے تعبیر کریں اور سخت جوش میں آ جائیں مگر اپنے والد بزرگوار کی واقعی اشتعال انگیز اور بیشمار گالیوں کو قطعی نظر انداز اور فراموش کر دیں کہ جن کی مختصر سی فہرست میں نے اسی ٹریکٹ میں درج کی ہے۔ کیوں جی مرزائیوں کی حمایت کرنے والے دنیا کے مہذبو! مرزا صاحب کو مغل کہہ دینا ایک بہت بڑی گالی سمجھا جائے۔ لیکن اگر مرزا صاحب علمائے کرام اور سادات عظام کو بندر، سؤر، اور کتے کہہ دیں تو وہ گالی نہ سمجھا جائے۔ شرم! افسوس ہے کہ صاحبزادہ صاحب نے جس مضمون کی ایک درجن گالیوں میں لفظ مغل کو بہت بڑی گالی سمجھ کر جواب دیا ہے۔ اسی جواب میں انہوں نے خواجہ حسن نظامی صاحب کو تقریباً چار درجن گالی دی ہے۔ اور اسی "اخبار الفضل" مطبوعہ ۲ دسمبر ۱۹۱۷ء میں محمد عمر صاحب نے تقریباً ایک درجن گالیاں دی ہیں ؎

دوسرے کا نظر آ جاتا ہے تنکا فوراً لیکن اپنا نظر آتا تجھے شہتیر نہیں

چنانچہ صاحبزادہ صاحب نے اپنے مضمون میں لکھتے ہیں کہ "گالیاں دینا اور شرافت کی بجائے کمینگی کا اظہار کرنا کسی طرح جائز نہیں۔ مگر افسوس کہ خواجہ صاحب اسی مسلک کے سالک ہوئے۔ گندہ ذہنی سے انہوں نے اپنے آپ کو نہیں بچایا۔ سب سادات کی روحانیت حضرت زین العابدین کے وقت سے بالکل مر چکی ہے۔ آپ مغل زادہ اور مغل زادی کہہ کر حضرت مسیح موعود اور آپ کی ہمشیرہ کی ہتک نہیں کرتے۔ اس سے آپ اپنی جدہ

عظمیٰ (زوجۂ امام حسین) کی ہتک کرتے ہیں۔ خواجہ صاحب نے گالیوں سے تسلی ہوتی نہ دیکھ کر صداقت کو ایک طرف رکھ کر کچھ بہتان بھی باندھے ہیں۔ عجب خودستائی اور بیہودہ گوئی سے کام لیا ہے۔ ان الفاظ کا لکھنے والا شرافت سے کوسوں دور ہے۔ انسانیت کا مقام بھی اسے حاصل نہیں۔ بلکہ بہیمیت اس پر غالب ہے۔ اور درندگی اس پر مستولی ہے۔ اس قسم کا سفلانہ طرز تحریر کبھی کوئی شریف اختیار نہیں کرسکتا۔ وغیرہ وغیرہ"۔ (الفضل)

میں حیران ہوں کہ جناب صاحبزادہ صاحب اور دنیا کے مہذب گالی کی کیا تعریف کرتے ہیں اور گالی کس لفظ کو کہتے ہیں؟ لفظ "مغل" تو بہت بڑی گالی بن جائے گی مگر بیہودہ گوئی شرافت سے کوسوں دور بہیمیت، درندگی، سفلانہ طرز تحریر گالی نہ سمجھا جائے۔ مگر صاحب زادہ صاحب سچے ہیں کیونکہ ان کے والد بزرگوار مرزا قادیانی بھی اس قسم کی گالیوں کو گالیاں نہیں سمجھتے بلکہ اپنی گالیوں کو وہ دعا اور رحم سے تعبیر فرماتے ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں

گالیاں سن کر دعا دیتا ہوں ان لوگوں کو　　　رحم ہے جوش میں اور غیظ گھٹا جاتا ہے

(آئینہ کمالات)

سبحان اللہ۔ مرزا صاحب کی ابھی رحم کی حالت ہے نہیں معلوم غیظ وغضب میں ہوتے تو کیا قیامت برپا کرتے۔ بلکہ مرزا صاحب بطور دفع طعن دنیا کے مہذبوں کو فرماتے ہیں۔ کہ اگر میرے الفاظ گالیاں ہیں تو......

قرآن شریف میں گندی گالیاں بھری ہیں

چنانچہ مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ قرآن شریف جس بلند آواز سے سخت زبانی کے طریق کو استعمال کر رہا ہے۔ ایک غائت درجہ کا غبی اور سخت درجہ کا نادان بھی اس سے بے خبر نہیں رہ سکتا۔ مثلاً زمانہ حال کے مہذبین کے نزدیک کسی پر لعنت بھیجنا ایک سخت گالی

ہے لیکن قرآن شریف کفار کو سنا کر ان پر لعنت بھیجتا ہے۔اس نے ولید بن مغیرہ کی نسبت نہایت درجہ کے سخت الفاظ جو بصورت ظاہر گندی گالیاں معلوم ہوتی ہیں استعمال کئے ہیں۔ (ازالہ اوہام ص۲۵،۲۷) لیکن حیرت تو یہ ہے کہ مرزا صاحب اور آپ کے صاحبزادے دوسرے لوگوں کے سخت الفاظ کو کیوں گالیاں سمجھتے ہیں۔بلکہ سب سے زیادہ رنج تو مرزائیوں کے ان مہذب حمایتی پر آتا ہے کہ جو ہمارے الفاظ کو تو گالیاں سمجھتے ہیں اور مرزائیوں کی گندی گالیوں کو گالیاں نہیں سمجھتے۔ممکن ہے کہ مرزائیوں کے حمایتی مرزا قادیانی کی طرح قرآن شریف کے سخت الفاظ کو گندی گالیاں سمجھتے ہوں اور مرزا کی گالیوں کو رحم اور دعا سے تعبیر کرتے ہوں۔اس صورت میں ہمارے سخت الفاظ پر جو بھی یہ مہذب خطاب دیں بجا ہے۔

صد حسین است در گریبانم

اسی مذکورہ بالا مضمون میں صاحبزادہ صاحب لکھتے ہیں کہ: تعجب ہے کہ خواجہ صاحب نے اس مصرعہ پر کہ صد حسین است در گریبانم اس قدر غضب وغصہ کا اظہار کیوں کیا ہے۔اس میں شک نہیں کہ حضرت امام حسین سے آپ کو افضل مانتے ہیں۔مگر اس عقیدہ کا اس مصرعہ میں ہرگز اظہار نہیں۔ اس مصرعہ سے پہلا مصرعہ یہ ہے:

کربلا ہست سیر ہر آنم

اس میں افضلیت اور عدم افضلیت کا ذکر کہاں سے آگیا۔یہاں تو یہ بتایا ہے کہ حضرت امام حسین سے بھی زیادہ بلکہ سینکڑوں گنے زیادہ میرے مخالف مجھے تکلیف دیتے ہیں۔نہیں معلوم کہ صاحبزادہ صاحب افضلیت اور کن الفاظ سے نکالنا چاہتے ہیں۔خود ہی فضیلت ترجمہ سے بیان کرتے ہیں۔اور خود ہی انکار کر دیتے ہیں۔صاحبزادہ صاحب کو شرم کرنی چاہئے۔کہ امام حسین کی تکالیف کے مقابلہ میں وہ مرزا صاحب کی کس تکلیف کو پیش کر سکتے

ہیں۔دیکھئے خودمرزاصاحب قصیدۂ اعجازیہ میں اپنی فضیلت اورامام حسین کی کسرشان کرتے ہوئے ان کی مصیبتوں اورتکلیفوں کوکس طرح تسلیم کرتے ہیں۔

عربی اشعار کا ترجمہ:۔''اورانہوں نے کہا کہ اس شخص نے امام حسن اورحسین سے اپنے کواچھا سمجھا۔میں کہتا ہوں کہ ہاں میراخداعنقریب ظاہرکردےگا۔اورمجھ میں اور تمہارے حسین میں بہت فرق ہے۔کیونکہ مجھے توہروقت خدا کی مدداورتائیدمل رہی ہے مگر حسین پرتودشت کربلاکویادکرلو۔اب تک تم روتے ہوپس سوچ لو۔اوربخدااس میں (کوئی بات) مجھ سے زیادہ نہیں ہے۔میرے پاس خدا کی گواہیاں ہیں۔پس تم دیکھ لو۔اور میں محبت کا کشتہ ہوں مگرتمہاراحسین دشمنوں کشتہ ہے۔پس فرق کھلااورظاہرہے''۔

دیکھئے صاحب کہ باپ اور بیٹے کے بیان میں کس قدر فرق ہے۔بھلا مرزاصاحب کوتکلیف کس بات کی تھی۔لوگوں نے لاکھوں روپے کے چندے دےکرمالدار کردیا۔ہروقت عنبراسبب،یاقوتیاں اورحبوب جندمار استعمال کرتاتھااوربیوی صاحبہ سونے کی پازیبیں پہنتی تھی۔ادھرامام حسین دشت کربلامیں مع اپنے اہل بیت کےتشنہ وگرستہ کس بیدردی سے قتل کئے گئے۔اس موضوع پرکبھی مفصل بحث کی جائی گی۔فی الحال مرزاصاحب کی ایک اوربڑ سنا کرختم کرتا ہوں۔چنانچہ مرزاصاحب ''**دافع البلاء**'' میں فرماتے ہیں کہ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ آج تم میں ایک ہے کہ اس حسین سے بڑھ کر ہے۔

تمت

مِینارۂ قادیانی
کی
حقیقت

(مطبوعہ شمس الاسلام بھیرہ، شمارہ جولائی ۱۹۳۳)

تصنیفِ لطیف

حکیم مولوی عبد الغنی ناظم نقشبندی

(جھورانوالی، ضلع گجرات)

حالات زندگی:

حکیم مولوی محمد عبدالغنی صاحب ناظم ۱۸۹۲ء میں کنجاہ (ضلع گجرات، پاکستان) کی ایک نواحی بستی جھیورانوالی میں حافظ محمد عالم صاحب نقشبندی کے ہاں تولد ہوئے۔ بچپن ہی میں سایہ پدری سے محروم ہو گئے تھے۔ ابتدائی تعلیم اپنے علاقے میں ہی حاصل کی اور دھاروالی مڈل اسکول سے مڈل امتحان پاس کیا۔ بعدازاں گجرات، لاہور اور ہندوستان کے مختلف شہروں میں رہ کر کسب فیض کرتے رہے۔

طبیہ کالج دہلی میں رہ کر طب اسلامی کی تکمیل کی اور وطن مالوف کی مراجعت فرمائی۔ حکیم سید فضل شاہ، حکیم فتح محمد اور حکیم دوست محمد ملتانی وغیرہ سے مل کر انجمن خادم الحکمۃ شاہدرہ کے قیام میں اہم کردار ادا کیا مگر مذہبی رجحانات میں شدید اختلاف کے باعث جلد ہی اس سے الگ ہو گئے۔ طبی شغف دور آخر تک جاری رہا۔ آپ کی زیر ادارت رسالہ "گلدستہ حکمت" ایک مدت تک داد تحسین وصول کرتا رہا۔

آپ ایک جید عالم دین تھے اور جملہ مکاتب فکر کے علماء آپ کا احترام کرتے تھے۔ آپ نے اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے نقشبندی سلسلہ عالیہ سے وابستگی اختیار کی اور حضرت خواجہ مقبول الرسول صاحب نقشبندی للہ شریف، ضلع جہلم کے دست مبارک پر بیعت کی۔

رد قادیانیت:

حکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب سلیمانی کے ساتھ مل کر تحریک پاکستان بعدازاں تحریک ختم نبوت میں ناقابل فراموش کردار ادا کیا۔ آپ نے قادیانیت کے رد میں ۱۹۳۴ء میں "الحق المبین" تحریر فرمائی۔ اس کتاب کے آغاز میں آپ

فرماتے ہیں:

''تجربہ شاہد ہے کہ اکثر سعید روحیں ایسی ہیں جو ناواقفی کی بنا پر مرزائیت کا شکار ہو جاتی ہیں مگر پھر صحیح واقفیت بہم پہنچنے پر دوبارہ صراطِ مستقیم اختیار کرنے کو عار نہیں سمجھتیں اور علی الاعلان صداقت کو قبول کر لیتی ہیں۔ لہٰذا ایسے مضامین کی اشاعت نہایت ضروری ہے جو عام فہم الفاظ میں مرزائیت کے ڈھول کا پول ظاہر کریں۔ ممکن ہے کہ کوئی صاحب خالی الذہن ہو کر خلوص نیت سے مطالعہ کر کے حقیقت کو پالے اور مرزا سے قطع تعلق کر کے سید المرسلین، خاتم النبیین، شفیع المذنبین، رحمۃ للعالمین حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کے دامن میں آ کر پناہ لے''۔

اس کے علاوہ رد قادیانیت پر آپ کی مزید دو اور تصانیف **''تناقضات مرزا''** اور **''اعتقادات مرزا''** بھی ہیں جن کا ذکر حکیم صاحب نے اپنی کتاب **''الحق المبین''** میں بھی کیا ہے۔ لیکن اس جلد کے چھپنے تک یہ دونوں تصانیف ادارے کو مہیا نہیں ہو سکیں۔ ''الحق المبین'' عقیدہ ختم نبوت کی دسویں جلد میں شامل کی گئی ہے۔ عقیدہ ختم نبوت جلد نمبر ۱۳ میں حکیم صاحب کا مختصر رسالہ بنام ''منارۂ مسیح کی حقیقت'' شامل کی جا رہا ہے۔ آپ کا یہ مضمون شمس الاسلام بھیرہ ۱۹۳۳ء میں شائع ہوا تھا۔

ایک مدت تک محکمہ تعلیم سے بھی وابستہ رہے مگر اس کے ساتھ تحریر و تقریر و تبلیغ کا سلسلہ بھی جاری رہا۔ رد قادیانیت کے علاوہ آپ کی تالیفات ''اعانت الاموات بالدعوات والصدقات'' اور ''ذکر الصالحین'' بھی معروف ہیں اور اپنے اپنے دور میں عوام و خواص میں مقبول رہی ہیں۔ آپ نے ۲۰ مئی ۱۹۶۶ء کو داعی اجل کو لبیک کہا اور اپنے گاؤں میں سپرد خاک ہوئے۔

تحریر: **پروفیسر یوسف فاروقی**، میر پور آزاد کشمیر۔

مینارہ قادیانی کی حقیقت

الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہ

اما بعد...... رسالہ ریویو آف ریلیجیس قادیان بابت ماہ دسمبر ۱۹۳۲ء میں ص۱تا۶۔ایک مضمون بعنوان ''منارۃ المسیح کی حقیقت'' شائع ہوا ہے۔عنوان سے تو معلوم ہوتا ہے کہ واقعی منارۃ المسیح کا حال بیان کیا جائے گا۔لیکن مضمون کے پڑھنے سے پتہ چلتا ہے کہ منارۃ قادیانی کا ذکر خیر ہو رہا ہے۔سچ ہے کہ ''برعکس نہند نام زنگی کافور۔

اس مضمون میں مضمون نگار نے جہاں اپنے حسنِ عقیدت کا اظہار کیا ہے۔وہاں ساتھ ہی افتراء پردازی، اور غلط بیانی سے بھی کام لیا ہے۔جیسا کہ ان لوگوں کی عادت ہے کہ چنانچہ لکھتا ہے۔کہ حضرت رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ ''مسیح موعود ایک منارہ کا مالک ہوگا''۔

کیوں صاحب! حضرت رسول کریم ﷺ نے کہاں یہ ارشاد فرمایا ہے کہ مسیح موعود ایک منارہ کا مالک ہوگا یا مسیح آ کر کوئی منارہ بنوائے گا۔اگر نہیں فرمایا، اور یقیناً نہیں فرمایا تو صاحب مضمون کی افتراء پردازی میں کیا شبہ ہے؟ اور جو کچھ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے اس کے خلاف کہنا غلط بیانی نہیں تو اور کیا ہے؟ حالانکہ افتراء پردازی اور غلط بیانی کی حضور نے سخت ممانعت فرمائی ہے۔چنانچہ ارشاد ہے۔

''**عن علی رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ ﷺ یقول لا تکذبوا علی فانہ من کذب علی فلیتبوأ مقعدہ من النار**'' ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔کہا! سنا میں نے رسول اللہ ﷺ سے۔فرماتے تھے کہ مجھ پر جھوٹ نہ بولنا۔(یعنی میری طرف سے وضعی باتیں بنا کر لوگوں کو نہ سنانا) پس تحقیق وہ جو جھوٹ بولے مجھ پر ضروری ہے

کہ آگ میں داخل ہو جائے۔

دوسری جگہ ارشاد فرمایا: "**عن سلمة بن الاکوع رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من یقل علی ما لم اقل فلیتبؤا مقعده من النار**" ترجمہ: سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہا! سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے جو شخص کہے مجھ پر وہ جو میں نے نہیں کہا (یعنی غلط بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرے) ضروری ہے کہ وہ آگ میں داخل ہو جائے۔ (بخاری شریف، باب العلم) مگر یہ لوگ فرط محبت اور حسن عقیدت کی وجہ سے مجبور و معذور ہیں۔ جو جی میں آئے کہے جاتے ہیں۔ اتباع بغیر البصیرۃ اسی کا نام ہے۔

اس مختصر تمہید کے بعد اب اصل مبحث کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔ یہ ایک قدرتی بات ہے کہ ہر آدمی جب کسی مکان یا جگہ کو دیکھتا ہے۔ یا کسی سے اس کا ذکر سنتا ہے تو اس کی حقیقت معلوم کرنے کے لئے طبعاً اس کے دل میں یہ چند سوال پیدا ہوتے ہیں۔

۱...... یہ مکان کس نے بنایا؟ ۲...... کب بنایا؟

۳...... کیوں بنایا؟ ۴...... کب مکمل ہوا؟

اگر کوئی شخص مکان کو بچشم خود دیکھے تو ان ہی سوالوں پر اکتفا کرتا ہے۔ لیکن اگر خود نہ دیکھے بلکہ کسی کی زبانی سنے تو محل وقوع، شکل وشباہت، اور زیب وزینت کے متعلق بھی سوال کرتا ہے۔ لہٰذا احقر بھی انہی سوالوں کے جواب سے ریویو کے نامہ نگار کی زبانی منارہ کا تعارف کراتا ہے۔ اور اپنی طرف سے ساتھ ساتھ تنقیدی نوٹ بھی لکھتا جائے گا۔ امید ہے کہ ناظرین دلچسپی سے مطالعہ فرمائیں گے۔

منارۂ قادیانی کا محلِ وقوع

''قادیانی نامہ نگار لکھتا ہے کہ ''منارۃ المسیح قادیان خدائے تعالٰی کے متبرک مقام مسجد اقصٰی کے عین وسط میں واقع ہے''۔

احقر کہتا ہے کہ جس منارہ کا ذکر حدیث شریف میں ہے وہ دمشق کے مشرق کی طرف واقع ہے جیسا کہ آگے بیان کیا جائے گا۔

منارہ کی ساخت اور شکل وشباہت

نامہ نگار لکھتا ہے کہ منارہ کی ساخت نہایت سادہ ہے۔ صرف قرآن مجید کی چند آیات اور تین پتھر جن پر ان اصحاب کے نام کندہ ہیں۔ جنہوں نے اس کی تعمیر میں حصہ لیا۔ یا ایک تکونی لوح جس پر منارہ کا نام لکھا ہوا ہے اس منارہ کی زیب وزینت کہی جاسکتی ہے۔ منارہ کی ساخت میں رنگ آمیزی بہت کم ہے۔ اور یہ بات اس کو ترکوں کے منارہ سے بہت مشابہت دے دیتی ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ ترکی منارا وپر سے مخروط ہوتے چلے جاتے ہیں اور یہ شروع سے آخر تک ایک ہی موٹائی کا ہے۔

احقر کہتا ہے کہ ''اصلی منارۃ المسیح'' ان تمام باتوں سے مبرا ہے۔ نہ اس پر قرآن مجید کی آیات لکھی ہوئی ہیں اور نہ مرزا صاحبان کے نام۔ اس کا رنگ بھی سفید ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔

منارہ کس نے بنایا اور کب بنایا

نامہ نگار لکھتا ہے کہ منارۃ المسیح کا سنگِ بنیاد حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود ومہدی موعود بہ نفسِ نفیس بروز جمعہ ۱۳ مارچ ۱۹۰۳ء کو رکھا۔

احقر کہتا ہے کہ وہ منارہ جس کا ذکر حدیثِ شریف میں ہے وہ اس سے بہت

عرصہ پہلے کا بنا ہوا ہے۔اس کی نسبت حافظ ابن کثیر نے لکھا ہے کہ" ہمارے زمانہ میں ایک سفید منارہ وہاں (اُردن پہاڑ پر) ۷۴۱ھ میں پایا گیا۔"۔

(ملاحظہ ہو حاشیہ بالرحمۃ المہداۃ ترجمہ مشکوۃ جلد چہارم ص ۱۱۸، مطبوعہ انوار الاسلام امرتسر)

منارہ کیوں بنایا گیا

"نامہ نگار رقم طراز ہے کہ (اس منارہ کی تعمیر کا) مقصد حضرت رسول کریم ﷺ کی اس پیشگوئی کو پورا کرنا تھا کہ مسیح موعود ایک منارہ کا مالک ہوگا"۔

احقر کہتا ہے کہ نامہ نگار کی یہ تمام تحریر مرزا صاحب کی تکذیب کے لئے کافی ہے۔ **الفضل ما شهدت به الاعداء۔** بقول شخصے

کیا لطف جو غیر پر وہ کھولے جادو وہ جو سر پر چڑھ کے بولے

یہ گھر کی شہادت دوسری تمام شہادتوں سے بدرجہ بہتر ہے۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ مرزا صاحب نے جب مسیح موعود اور مہدی معہود بننے کا دعویٰ کیا تو مسیح اور مہدی کے متعلق جس قدر احادیث اور پیشگوئیاں تھیں سب کو کھینچ تان کر اپنے پر چسپاں کرنے کی پوری پوری کوشش کی۔جیسا کہ نامۂ نگار کو بھی اقرار ہے۔

حضرت رسول کریم ﷺ نے حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق ایک پیشگوئی فرمائی تھی۔جو یہ ہے۔**بعث الله المسيح بن مريم فينزل عنه المنارة البيضاء شرقي دمشق بين مهزودتين واضعا كفيه على اجنحة ملكين** ......الخ۔ترجمہ: بھیجے گا اللہ تعالیٰ مسیح بن مریم علیہما السلام کو پس اتریں گے وہ نزدیک منارہ سفید کے مشرقی دمشق کے دراں حالیکہ ہوں گے عیسیٰ علیہ السلام درمیان دو کپڑوں زرد رنگ کے۔رکھے ہوئے ہوں گے دونوں ہتھیلیاں اپنی اوپر بازو دو فرشتوں کے......الخ۔ (مشکوٰۃ شریف مترجم جلد ۴، باب علامات

قیامت، وترمذی شریف، مترجم جلد دوم، باب فتنہ دجال)

اسی پیشگوئی کے متعلق نامہ نگار نے لکھا ہے کہ مسیح موعود ایک منارہ کا مالک ہوگا۔ حالانکہ اس پیشگوئی میں ملکیت کا ذکر بھی نہیں ہے۔

یہی وہ پیشگوئی ہے جس کے پورا کرنے کی مرزا جی نے ہر ممکن کوشش کی۔ اور طرح طرح کی تاویلوں سے کام لیا۔

۱.....قادیان کو دمشق سے تعبیر کیا۔ چنانہ ازالۂ اوہام میں لکھا ہے کہ دمشق کا لفظ محض استعارہ کے طور پر استعمال کیا گیا ہے۔ (طبع، اول، ص ۶۸، سوم، ص ۲۹) خدا تعالیٰ نے مجھ پر یہ ظاہر کر دیا ہے کہ یہ قصبہ قادیان بسبب اس کے کہ اکثر یزیدی الطبع لوگ اس میں بسکونت رکھتے ہیں۔ دمشق سے ایک مناسبت اور مشابہت رکھتا ہے۔ (طبع اول، ص ۷۱، سوم، ص ۳۰) قادیان کی نسبت مجھے الہام ہوا ہے۔ کہ ”**اخرج منه اليزيديون**“ یعنی اس میں یزیدی لوگ پیدا کیے گئے ہیں۔ (اول، ص ۷۲، سوم، ۳۰) اور یہ بھی مدت سے الہام ہو چکا ہے۔ ”**انا انزلناه قريبا من القاديان وبالحق انزلناه وبالحق نزل و كان وعد الله مفعولا** “یعنی ہم نے اس کو قادیان کے قریب اتارا ہے۔ اور سچائی کے ساتھ اتارا ہے۔ اور سچائی کے ساتھ اترا۔ اور ایک دن وعدہ اللہ کا پورا ہونا تھا۔ اس الہام پر نظر کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ قادیان میں خدا ئے تعالیٰ کی طرف سے اس عاجز کا ظاہر ہونا الہامی نوشتوں میں بطور پیشگوئی کے پہلے سے لکھا گیا تھا۔ (بلفظہ ازالہ اوہام، طبع اول، ص ۷۳، طبع سوم، ص ۳۰)

۲......پھر بقول نامہ نگار حضرت رسول کریم ﷺ کی پیشگوئی کو پورا کرنے کے لئے بہ نفس نفیس بروز جمعہ ۱۳ مارچ ۱۹۰۳ء کو منارہ کا سنگِ بنیاد بھی رکھ دیا تا کہ یہ اعتراض نہ ہو کہ قادیان

میں کوئی منارہ نہیں ہے۔

۳......اور آخر دو زرد چادروں کی بھی توجیہ ان الفاظ میں کر دی ہے کہ

دیکھو میری بیماری کی نسبت بھی آنحضرت ﷺ نے پیشگوئی کی تھی جو اس طرح وقوع میں آئی۔ آپ نے فرمایا تھا کہ "مسیح آسمان سے جب اترے گا تو دو زرد چادریں اس نے پہنی ہوئی ہوں گی" تو اس طرح مجھ کو دو بیماریاں ہیں ایک اوپر کے دھڑ کی اور ایک نیچے کے دھڑ کی۔ یعنی مراق اور کثرتِ بول۔ (رسالہ تشحیذ، بابت ماہ جون ۱۹۰۶ء، ص ۵، اور اخبار بدر، مورخہ ۷ جون ۱۹۰۶ء، ص ۵)

صاحبان! مرزا صاحب کے ان استدلالات، تاویلات، اور توجیہات سے ان کے خوش اعتقاد مرید اور ڈھلمل یقین لوگ تو مطمئن ہو کر مرزا صاحب پر نثار ہو گئے۔ لیکن کامل الایمان اور واثق الاعتقاد لوگوں کو ایسی بودی اور کمزور باتوں سے کب اطمینان ہو سکتا ہے۔ کیونکہ پیشگوئی اور پھر رسول خدا ﷺ کی پیشگوئی ایک ایسا معیار ہے جس سے صادق اور کاذب میں امتیاز ہو سکتا ہے۔ مدعی کاذب تو اپنے اثبات دعویٰ کے لئے پیشگوئی کو عمداً پورا کرتا ہے مگر صادق کے وقت میں پیشگوئی خود بخود پوری ہو جاتی ہے۔

مرزا صاحب مسیح موعود بننے اور مہدی معہود ہونے کے شوق میں دعویٰ تو کر بیٹھے اور پیشگوئیوں اور حدیثوں کو بھی اپنے پر چسپاں کرنے کے لئے بہتیرے ہاتھ پاؤں مارے لیکن صحیح بات یہ ہے کہ پنجابی مثل کے مطابق "چور کی داڑھی میں تنکا" ان کو خود بھی اطمینان نہ تھا کہ میں واقعی مسیح موعود ہوں۔ کیونکہ پیشگوئیوں اور حدیثوں کے الفاظ ان کی تکذیب کر رہے تھے۔ اس لئے خود ہی ازالۂ اوہام میں لکھ دیا کہ:

’’ممکن ہے اور بالکل ممکن ہے کہ کسی زمانہ میں کوئی ایسا مسیح بھی آجائے جس پر حدیثوں کے بعض ظاہری الفاظ صادق آسکیں‘‘۔ (ازالہ اوہام، طبع اول، ص ۲۰۰، طبع سوم، ص ۸۲)

پھر دوسری جگہ اسی کتاب میں لکھتے ہیں:

اور ممکن ہے کہ اول دمشق میں ہی نازل ہو۔ (ازالہ اوہام، طبع اول، ص ۲۹۵، طبع سوم، ص ۱۲۲)

چونکہ مرزا صاحب کو اپنا دعویٰ چھوڑنا بھی محال تھا۔ اور اپنے پر پورا یقین بھی نہ تھا۔ اس لئے (رسول کریم ﷺ کے فرمان کے خلاف [۱]) اپنے سوا اور بھی بہت سے مسیح آنے کا اعلان کر دیا۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

اس عاجز کی طرف سے یہ دعویٰ نہیں کہ مسیحیت کا میرے وجود پر ہی خاتمہ ہے۔ اور آئندہ کوئی مسیح نہیں آئے گا۔ بلکہ میں مانتا ہوں اور بار بار کہتا ہوں کہ ایک کیا دس ہزار سے بھی زیادہ مسیح آسکتا ہے۔ (ازالہ طبع اول، ص ۲۹۵، سوم ص ۱۲۲)

الغرض مرزا صاحب نے پیشگوئی مذکورہ کا مصداق بننے اور اس کو پورا کرنے کی پوری کوشش کی۔ ۱۔ ستعارہ کہہ کر قادیان کو دمشق سے مشابہت دی۔ ۲ دو زرد چادروں کو اپنی دو بیماریوں سے تعبیر کیا۔ اور ۳ اسراف و تبذیر کا خیال نہ کرتے ہوئے منارہ کا سنگِ بنیاد بھی رکھ دیا لیکن سوال یہ ہے کہ؟

---

[۱]۔ حضور ﷺ نے تو ایک ہی مسیح ابن مریم کے آنے کی خبر دی ہے۔ مگر مرزا صاحب دس ہزار سے بھی زیادہ مسیح آنے کے قائل ہیں ۔ ع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔ واضح رہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواریوں کو متنبہ کیا تھا کہ خبردار کوئی تمہیں گمراہ نہ کر دے۔ بہتیرے میرے نام سے آئیں گے اور کہیں گے کہ میں ہی وہ ہوں۔ اور بہت سے لوگوں کو گمراہ کریں گے۔ (مرقس، باب ۱۳، آیت نمبر ۶، ۷)

۲۔۔۔ اس وقت اگر کوئی تمہیں کہے دیکھو مسیح یہاں یا وہاں ہے یقین نہ لاؤ کیونکہ جھوٹے اور جھوٹے نبی اٹھیں گے اور نشانیاں اور کرامات دکھلائیں گے۔ اگر ہو سکتا تو برگزیدوں کو بھی گمراہ کرنے پر تم خبردار ہو۔ دیکھو میں نے تمہیں سب کچھ پہلے ہی کہہ دیا ہے۔ (مرقس باب ۱۳، آیت، ص ۲۱ تا ۲۳)

کیا مرزا صاحب کی زندگی میں منارہ مکمل ہو گیا تھا؟

اس کے جواب میں نامہ نگار لکھتا ہے۔ کہ ”یہ منارہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اپنی حیاتِ مبارک میں تکمیل نہ پا سکا۔

احقر کہتا ہے کہ چونکہ مرزا صاحب اپنے دعویٰ میں سچے نہ تھے اس لئے خدا تعالیٰ کو منظور نہ تھا کہ ان کی زندگی میں منارہ مکمل ہو۔ پس مرزا صاحب دل کے ارمان دل ہی میں لے کر نہایت یاس اور حرمان کے ساتھ دنیا سے رخصت ہو گئے۔

کوئی بھی کام مرزا ترا پورا نہ ہوا　　　نامرادی میں ہوا ہے ترا آنا، جانا

تمت